مُحَمَّد جَمَالُ الدِّین خَان قَادِرِی
Mobile No. +917860520899
اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
۹۲ خطبات کا حسین گلدستہ
بنام
اَنوارُ البیان
جلد اول
پہلا مہینہ : محرمُ الحرام
تالیف
نمونۂ اسلاف عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی
انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
امام احمد رضا اکیڈمی
صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف (انڈیا) یوپی

کتاب : انوار البیان (جلد اول)

تالیف : عطائے خواجہ حضرت علامہ انوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
بانی و سربراہ اعلیٰ: الجامعۃ الغوثیہ غریب نواز، کمہرانہ، امڈور (ایم،پی)

تصحیح و تخریج : مولانا رضی الدین احمد قادری، برکاتی
جامعہ غوثیہ غریب نواز، کمہرانہ، امڈور

کمپوزر : مولوی محمد راحت حسین رضوی (عرف نوید)
رضوی کمپیوٹر، امڈور (ایم پی)

سن اشاعت بار اول : ۱۴۳۳ھ / ۲۰۱۲ء

تعداد : (۱۱۰۰) گیارہ سو

ناشر : امام احمد رضا اکیڈمی، صالح نگر، بریلی شریف (یو،پی)

قیمت :

برائے دعائے خیر
محترم حاجی محمد شبیر شیخ
اوران کے والدین و جملہ اہل خانہ
چکلی ضلع نوساری (گجرات)

تقسیم کار
کتب خانہ امجدیہ ۴۲۵ مٹیا محل، جامع مسجد، دہلی ۱۱۰۰۰۶
فون: 011-23243187 , 32484831
E-mail :kkamjadia@yahoo.co.uk

اُجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

انتساب

محبوب خدا محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)
آپ کے چاروں خلفائے راشدین

اور

آپ کی زوجہ سیدہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ

اور

آپ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا
اور آپ کے نور عین امام حسن اور امام حسین

اور

آپ کی آل میرے پیر اعظم حضور غوث اعظم و
ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز

اور

آپ کے عاشق اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا و مرشد اعظم مصطفیٰ رضا

اور

آپ کی امت کے ولی میرے پیر و مرشد مولانا شاہ مفتی بدر الدین احمد قادری رضوی
میرے کریم، مجذوب بزرگ حضور دریا شاہ بابا (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) کے نام
جن کی دعاؤں کا ابر کرم مجھ پر برس رہا ہے

اور

قیامت تک برستا رہے گا.................انشاء اللہ تعالیٰ

گدائے غوث و خواجہ و رضا
الو امام احمد قادری برکاتی رضوی

کلماتِ دُعا

شہزادۂ اعلیٰ حضرت، پیشوائے اہلسنت، وارث علوم مجدد اعظم، جانشین حضور مفتی اعظم، شیخ الاسلام والمسلمین، قاضی القضاۃ، تاج الشریعہ، حضرت علامہ، مولانا، مفتی، محدث، فقیہ، الحاج، الشاہ

محمد اختر رضا خان قادری، ازہری، دامت برکاتہم القدسیہ، بریلی شریف (یو۔پی)

۷۸۶
۹۲

میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہ کی تالیف کردہ کتاب مسمی بہ

"انوار البیان"

کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے خوب سے خوب تر پائے مولیٰ تعالیٰ انکی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں

مقبول فرما کر مفید انام فرمائے آمین بجاہ النبی الامین علیہ وعلی الہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ

واکمل التسلیم

محمد اختر رضا قادری

مہر

میں نے عزیز القدر مولانا انوار احمد قادری رضوی سلمہ کی تالیف کردہ کتاب مسمی بہ "انوار البیان" کے کچھ ابواب پڑھوا کر سنے، خوب سے خوب تر پائے۔ مولیٰ تعالیٰ ان کی یہ کوشش اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر مفید انام فرمائے۔ آمین۔ بجاہ النبی الامین علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم

فقیر محمد اختر رضا قادری ازہری غفرلہ

۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۲۰۱۱ء بروز جمعہ

اجمالی فہرست (جلد اول)

(۱) محرم الحرام

(۲) صفر المظفر

(۳) ربیع الاول شریف

(۴) ربیع الآخر شریف

اجمالی فہرست (جلد دوم)

(۵) جمادی الاولیٰ

(۶) جمادی الآخرہ

(۷) رجب شریف

(۸) شعبان المعظم

اجمالی فہرست (جلد سوم)

(۹) رمضان المبارک

(۱۰) شوال المکرم

(۱۱) ذی القعدہ شریف

(۱۲) ذی الحجہ شریف

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

فضائل اہل بیت

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ خواجہ غریب نواز الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ O

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا O (پ۲۲،رکوع۲)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کرکے خوب ستھرا کردے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق مصطفےٰ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! خوب غور سے سنو اور سمجھو کہ اہل بیت نبوت کے فضائل و کمالات کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن کریم میں کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بار بار اپنے صحابہ کے درمیان بیان فرمایا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اہل بیت کی شان وخوبی بیان کرنا سنت خدا ہے اور سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی ہے۔ عاشق رسول امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کس زباں سے ہو بیان مدح شان اہل بیت
مدح گوئے مصطفےٰ ہے مدح خوان اہل بیت

ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں
آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت

ان کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں عز وشان اہل بیت

پھول زخموں کے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستان اہل بیت

کس شقی کی ہے حکومت ہائے کیا اندھیر ہے
دن دہاڑے لٹ رہا ہے کاروان اہل بیت

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میان اہل بیت

گھر لٹانا، سر کٹانا کوئی تجھ سے سیکھ لے
جان عالم ہو فدا اے خاندان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنادے اے حسن
یوں بیاں کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

درود شریف:

اے اہل بیت نبوت کے دیوانو! آج کی محفل میں ذکر ہے ان کا جو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اہل بیت ہیں، گھر والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ○ (پ۲۲، ر۲)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (کنزالایمان)

اس آیت کریمہ میں خاص طور پر دو باتیں قابل غور ہیں۔

پہلی بات یہ کہ اہل بیت سے یہاں کون لوگ مراد ہیں۔ دوسری بات رجس (ناپاکی) سے کیا مراد ہے۔

ایک روایت کے مطابق رجس سے مراد شیطان ہے اور بعض روایتوں کے مطابق رجس کا اطلاق گناہ، عذاب اور نجاستوں پر ہوتا ہے اور بعض نے رجس کا معنی شک لیا۔

اور امام زہری نے فرمایا ناپسندیدہ چیز کو رجس کہتے ہیں خواہ وہ عمل ہو یا غیر عمل۔ (برکات آل رسول ص ۳۶)

اہل بیت سے مراد کون لوگ ہیں؟

اس آیت کریمہ میں اہل بیت سے مراد کون ہیں؟ اس سلسلے میں مفسرین کرام کے اقوال مختلف ہیں صحابہ تابعین اور مفسرین کی ایک جماعت کا کہنا ہے کہ اہل بیت نبوت سے مراد حضرت مولیٰ علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور مفسرین کی دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ اہل بیت نبوت سے مراد ازواج مطہرات ہیں۔ (برکات آل رسول، ص ۳۶)

متعدد صحیح طریقوں سے ثابت ہے کہ ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی تھے۔ ان میں سے ہر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کاشانۂ مبارک میں تشریف لائے۔ حضرت مولیٰ علی اور حضرت فاطمہ کو اپنے قریب سامنے بٹھایا اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک ران پر بٹھایا پھر ان پر چادر مبارک لپیٹی اور یہ آیت مبارکہ تلاوت کی۔

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ○ (پ۲۲، ر۲)

ترجمہ: اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔ (کنزالایمان)

اور ایک روایت میں ہے کہ یوں فرمایا:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ فَاَذْھِبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا ○

یا اللہ تعالیٰ یہ میرے اہل بیت ہیں ان سے ہر قسم کی ناپاکی دور فرما اور انہیں خوب پاک کر دے۔

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میں نے چادر اٹھائی تاکہ میں بھی ان کے ساتھ داخل ہو جاؤں تو حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے ہاتھ سے چادر کھینچ لی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں بھی آپ کے ساتھ ہوں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ازواج میں سے ہو خیر پر ہو۔ (مسلم شریف، برکات آل رسول، ص ۳۳)

اور جو حضرات اہلبیت سے پنجتن پاک مراد لیتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ حسن اور صحیح طریقوں سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد جب فجر کی نماز کے لئے تشریف لے جاتے ہوئے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کے پاس سے گزرتے تو فرماتے۔

اَلصَّلٰوۃُ اَھْلَ الْبَیْتِ، اے اہل بیت! نماز پڑھو،

پھر یہ آیت کریمہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ تلاوت فرماتے۔

صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد چالیس روز صبح کے وقت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دروازہ پر تشریف لاتے اور فرماتے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلصَّلٰوۃُ رَحِمَکُمُ اللّٰہُ ○

یعنی اے اہل بیت تم پر اللہ کی سلامتی، رحمت اور برکت ہو، نماز پڑھو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔ پھر یہ آیت کریمہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ الخ، تلاوت فرماتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ سات ماہ تک یہ معمول جاری رہا۔ ایک روایت میں آٹھ ماہ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف سے تصریح ہے کہ اس آیت میں پنجتن پاک سے مراد اہل بیت ہیں۔ (برکات آل رسول، ص ۱۱۰)

فدائے شہنشاہ بطحیٰ حضرت علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ جمہور علماء کہتے

ہیں کہ آیت مبارکہ میں اہل بیت سے دونوں گروہ (یعنی امہات المومنین اور اولاد اطہار) مراد ہیں تاکہ تمام دلائل پر عمل ہو جائے۔ (برکات آل رسول، ص ۳۵)

تفصیلی معلومات کے لئے کتاب برکات آل رسول کا مطالعہ فرمائیں۔

ابن ابی شیبہ امام احمد، ابن جریر ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم (ان حضرات نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت واثلہ بن اسقع (جو اصحاب صفہ میں سے ہیں) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے آقا کریم، پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے سامنے قریب میں بٹھایا اور حضرات حسنین کریمین کو اپنی آغوش میں بٹھالیا پھر ان سب کو دامن رحمت میں لیکر آیت تطہیر پڑھی۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ الخ. اور دعا کی۔

اے اللہ تعالیٰ! یہ میرے اہلبیت ہیں ان سے ناپاکی دور رکھ اور انہیں خوب پاک فرمادے۔

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! میں بھی آپ کے اہل بیت میں سے ہوں تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں تم بھی میرے اہل میں سے ہو۔

اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

سَلْمَانُ مِنَّا اَھْلُ الْبَیْتِ یعنی سلمان (فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم اہلبیت میں سے ہیں (برکات آل رسول، ص ۳۶)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے:

اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ تَرَکْتُ فِیْکُمْ مَا اِنْ اَخَذْتُمْ بِہٖ لَنْ تَضِلُّوْا کِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلُ بَیْتِیْ (مشکوٰۃ، ص ۵۶۹)

اے لوگو! میں نے تم میں وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اُسے اپناؤ گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، قرآن پاک اور میری عترت اہل بیت۔

دوسری حدیث میں ہے:

اِنِّیْ تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ (مشکوٰۃ، ص ۵۶۸)

بیشک میں تمہارے بیچ چھوڑ رہا ہوں دو بھاری وزن دار چیزیں۔ قرآن کریم اور میری اولاد۔ جب تک تم ان دونوں کو پکڑے رہو گے کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو حج کے موقع پر

عرفہ کے دن دیکھا، ہمارے پیارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی اونٹنی قصواء پر سوار ہیں اور خطبہ دے رہے ہیں۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑے جا رہا ہوں کہ جب تک تم اسے اپنائے رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ قرآن پاک اور میری عترت اہلبیت۔

حضرت حذیفہ بن اُسید غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجۃ الوداع سے فارغ ہوئے تو خطبہ دیا اور فرمایا:

اے لوگو! مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یعنی میری عمر پہلے انبیاء علیہم السلام کی عمر کے نصف کی مثل ہوتی ہے، مجھے گمان ہے کہ عنقریب مجھے بلایا جائے گا تو میں تعمیل کروں گا، میں حوض پر تمہارا پیشرو ہوں گا اور جب تم میرے پاس آؤ گے تو تم سے دو گرانقدر چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا۔ تم دیکھو میرے بعد ان سے کیا معاملہ کرو گے؟ بڑی اور اہم چیز قرآن پاک ہے۔

یہ ایک ایسا وسیلہ ہے کہ اس کا ایک سرا اللہ تعالیٰ کے دست قدرت میں ہے اور دوسرا سرا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو، گمراہ نہیں ہو گے۔ اور اس میں تبدیلی نہیں کرو گے۔ دوسری اہم چیز میری عترت اور اہلبیت ہے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ دونوں جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں گے۔ (برکات آل رسول، ص ۵۴، ۵۵)

اے ایمان والو! اہل بیت نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وہ فضیلتیں اور شرافتیں جو اللہ تعالیٰ نے صرف انہیں کو عطا فرمائی ہیں اور ہمارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے امت کو آگاہ کر دیا ہے کہ ہماری اہلبیت سے محبت کرنا عظیم ثواب ہے اور ان سے بغض و عداوت کرنا اس کا خوفناک عذاب و وبال ہے۔

اور صحابہ کرام کی محبت و فضیلت اور اس کا اظہار بھی لازم و ضروری ہے۔ اگر کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دشمنی دل میں ہو تو اہلبیت کی محبت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ (برکات آل رسول، ص ۳۰)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نجران کے عیسائیوں کا ایک وفد ہمارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مناظرہ کرنے کے لئے مدینہ منورہ آیا اور ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔

تو ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بیشک وہ اللہ تعالیٰ کے بندے، اور اس کے رسول ہیں اور اس کے کلمہ ہیں جو کنواری بتول مریم کی طرف القاء کئے گئے تھے۔ یہ سن کر عیسائی بہت غصہ میں آ گئے

اور کہنے لگے اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا آپ نے کبھی کسی انسان کو بے باپ کے دیکھا؟ ان کے کہنے کا صاف مطلب یہ تھا کہ گویا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بیٹے ہیں۔ (معاذ اللہ تعالیٰ)

ہمارے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو صرف بغیر باپ کے پیدا کیے گئے اور حضرت آدم علیہ السلام تو ماں، باپ دونوں کے بغیر پیدا کیے گئے۔ تو جب انہیں اللہ تعالیٰ کا بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بندہ ماننے میں تم کو تعجب کیوں ہے؟

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دلائل نبوت سے ان پر آفتاب کی روشنی سے زیادہ حق کو ظاہر فرما دیا مگر پھر بھی وہ لوگ اپنی معاندانہ روش سے برابر جھگڑتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے مباہلہ کی آیت نازل فرمائی اور حکم فرمایا کہ اے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ فَمَنْ حَاجَّكَ فِيْهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ○ (پ ۳، رکوع ۱۴، آیت ۶۱)

یعنی اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جو لوگ تم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کریں جبکہ تمہارے پاس اس کا علم آچکا ہے تو اے میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان سے فرما دو کہ آؤ! ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو اور تمہارے بیٹوں کو اور اپنی عورتوں کو اور تمہاری عورتوں کو اور اپنی جانوں کو اور تمہاری جانوں کو۔ پھر ہم مباہلہ کریں یعنی گڑگڑا کر دعا مانگیں اور جھوٹوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ڈالیں۔

اے ایمان والو! جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو ہمارے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نجران کے عیسائیوں کو میدان میں نکل کر مباہلہ کرنے کی دعوت دی۔

چنانچہ صبح کو یا تین دن کے بعد عیسائیوں کا گروہ اپنے بڑے بڑے پادریوں کے ساتھ حاضر ہوا تو دیکھا کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گود میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور دست مبارک میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست مبارک ہے۔ اور حضرت علی و حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیچھے ہیں اور ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دُعاء کروں تو تم سب آمین کہنا۔ نجران کے سب سے بڑے پادری، عبد المسیح نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا اے جماعت نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے کسی پہاڑ کو ہٹانے کی دُعاء کریں تو اللہ تعالیٰ ان کی دُعاء سے پہاڑ کو ہٹا دے گا۔ لہٰذا ہرگز ان سے مباہلہ نہ کرو، ورنہ تم سب ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے

زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔ چنانچہ نجران کے نصرانیوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لئے تیار نہیں ہوئے۔ اس کے بعد ہمارے آقا کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے کہ نجران والوں پر عذاب بہت قریب آ چکا تھا اگر وہ لوگ مجھ سے مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی شکل میں مسخ کر دیئے جاتے اور قہر الٰہی کی آگ سے جنگل جل جاتے اور وہاں کے چرندو پرند تک نیست ونابود ہو جاتے اور ایک سال کے اندر تمام روئے زمین کے نصاریٰ ہلاک وبرباد ہو جاتے۔

(تفسیر کبیر، ج ۲، ص ۴۸۸، وخازن ومدارک، ج ۱، ص ۲۳۶)

اے ایمان والو! اچھی طرح سے واضح ہو گیا کہ پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گھر والے کون لوگ ہیں۔

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ تم اپنے بیٹوں کو لے کر آؤ میں اپنے بیٹوں کو لیکر آتا ہوں تم اپنی عورتوں کو لیکر آؤ میں اپنی عورتوں کو لیکر آتا ہوں تم آؤ اور میں آتا ہوں۔

تو ہمارے سرکار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جن پاک ہستیوں کو اپنے ساتھ لیا وہ پاک ذات حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں ارشاد فرمایا هٰذَانِ اِبْنَایَ ۔ یعنی یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۷۰)

میدان مباہلہ میں جب اپنے بیٹوں کو لیکر نکلنا ہوا تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو لیکر نکلے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہے جاتے ہیں۔

حضرت سعد ابن ابی وقاص جنتی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب حضرت علی، حضرت فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہمراہ لے کر گھر سے باہر نکلے تو یہ فرمایا کہ

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِیْ ۔ یعنی اے اللہ تعالیٰ یہ سب میرے اہل بیت ہیں۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۸)

توضیح: اگر کوئی گستاخ صحابہ یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مباہلہ کے لئے اپنے ساتھ ان

حضرات کے علاوہ کسی صحابی کو نہیں لیا تو ہم کسی اور صحابی کو کیوں مانیں۔ ہم تو صرف پنجتن پاک کو ہی مانیں گے۔ ایسا عقیدہ رکھنا سراسر ضلالت و گمراہی ہے۔ حضرات صحابہ کرام نے جو قربانیاں اسلام کے لئے پیش کیں۔ بدر و احد اور تمام غزوات و جنگیں اس کی شاہد و عادل ہیں جن کا انکار نہیں کرے گا مگر منافق۔ رہا مباہلہ کے لئے کسی اور صحابی کو ساتھ نہ لینے میں ایک بڑی حکمت تھی جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ لیکن بعض روایتوں سے ثابت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اپنے بیٹوں کے ساتھ مباہلہ میں تشریف لائے۔

چنانچہ اہلبیت نبوت کے ایک عظیم فرد سید السادات حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی آیت مباہلہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔

فَجَاءَ بِاَبِیْ بَکْرٍ وَّوَلَدِهٖ وَبِعُمَرَ وَوَلَدِهٖ وَبِعُثْمَانَ وَوَلَدِهٖ وَبِعَلِیٍّ وَّوَلَدِهٖ (ابن عساکر، تفسیر در منثور، ج ۲، ص ۴)

پس حضرت ابوبکر و عمر، عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے اپنے بیٹوں کے ساتھ تشریف لائے۔

اُن کے مولیٰ کی ان پر کروروں درود
اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! ہمارے پیارے رسول مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جملہ اہلبیت چاہے اہلبیت نسب ہوں یا اہلبیت سکنیٰ یا اہلبیت ولادت یا اور کسی کو اہلبیت میں شامل کر لیا گیا ہو تمام کے تمام ہم اہلسنت کے نزدیک عزت و عظمت والے ہیں لیکن ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جن نفوس قدسیہ کو خاص خاص موقع پر میری اہل بیت فرمایا ہے وہ یہی چار نفوس قدسیہ حضرت مولیٰ علی، حضرت فاطمہ زہرا، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اسی لئے اہلبیت کا لفظ انہی چار حضرات کے لئے شائع و مشہور ہے۔ (اشعۃ اللمعات، ج ۴، ص ۶۸۱)

اے ایمان والو! حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حسنین کریمین بیمار ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام بیمار پرسی کے لئے گئے تو صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشورہ دیا کہ آپ کے فرزند بیمار ہیں تو آپ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی نذر مانیں تو حضرت مولیٰ علی اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور آپ کی کنیز فضہ نے تین روزہ رکھنے کی منت مانی۔ اللہ تعالیٰ نے حسنین کریمین کو شفا عطا فرمائی۔ اب نذر پوری کرنے کا وقت آ گیا سب نے روزے رکھے مگر

گھر میں کوئی چیز نہیں جس سے روزہ کھولا جائے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شمعون یہودی سے چند سیر جو بطور قرض لائے۔ جو کا ایک تہائی حصہ پیسا گیا اور اس سے چند روٹیاں تیار کی گئیں۔ جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں کھانے کے لئے سامنے رکھی گئیں تو دروازہ پر ایک سائل نے آواز دی کہ اے اہلبیت رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میں مسکین ہوں۔ بھوکا ہوں۔ کچھ اللہ تعالیٰ کے نام دیجئے۔ تو حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت فضہ تینوں نے سب روٹیاں اس مسکین سائل کو دیدیں۔ اور تینوں حضرات نے صرف پانی پی کر روزہ افطار کیا۔ پھر دوسرے روز ایک تہائی جو کی روٹیاں تیار کی گئیں اور جب اہلبیت طعام افطار کے لئے بیٹھے تو دروازہ پر ایک فقیر محتاج نے آواز دی اے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گھر والو! میں بھوکا ہوں، یتیم ہوں تو دوسرے روز بھی ان حضرات نے سب روٹیاں سائل کو دیدیں اور صرف پانی سے روزہ افطار کیا۔ تیسرے دن پھر روزہ رکھا اور ایک تہائی جو جو بچا تھا اس کی روٹیاں بنائی گئیں اور جب روزہ افطار کے لئے تینوں نفوس قدسیہ بیٹھے تو پھر ایک سائل نے آواز دی کہ اے اہلبیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں اسیر ہوں بھوکا ہوں تو تیسرے دن بھی تمام روٹیاں سائل کو عطا فرمادیں اور صرف پانی پی کر روزہ افطار کیا تو اہلبیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں یہ آیات مبارک نازل ہوئیں۔

وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۝ (پ٢٩، رکوع١٩)

یعنی اور وہ لوگ کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین، یتیم اور قیدی کو اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے کھلاتے ہیں نہ ہم تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔

(تفسیر کبیر، ج٨، ص٢٧٦، خازن و مدارک، ج٤، ص٣٣٠، تفسیر روح البیان، ج٩٦، ص٥٣٦)

اے ایمان والو! اچھی طرح واضح ہوگیا کہ اہلبیت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جن نفوس قدسیہ کے لئے بولا جاتا ہے وہ حضرات کون لوگ ہیں اور اہلبیت کی سخاوت کا بھی پتہ معلوم ہوگیا کہ خود تو بھوکے رہتے ہیں مگر اپنے دروازے کے سائل، بھکاری کو کھلاتے ہیں۔

اور آج بھی اہلبیت نبوت کی سخاوت کی وہی شان وشوکت ہے جو چودہ سو برس پہلے تھی اس بات کا ثبوت چاہئے اور اگر دیکھنا ہے تو جا کر دیکھ لو۔ مارہرہ مطہرہ جو میرے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیر خانہ ہے۔ شاہ برکات کی برکت کا بازہ بٹتا ہے۔ بہرائچ شریف جہاں فیض سید سالار مسعود غازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اندھے، کوڑھی، جزامی اور ہر قسم کے بیمار شفایاب ہورہے ہیں۔ اجمیر مقدس ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

نورانی چوکھٹ پر ہر سائل کی دُعا مقبول ہوتی ہے۔ بغداد معلیٰ میں فرد الافراد، قطب الاقطاب پیران پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار گہر بار سے مردے کو زندگی، چور کو قطبیت، مرید کو جنت کی بشارت کے ساتھ روزی کی نعمت، دولت، ہر آن، ہر وقت بٹتی ہے۔

یہ حضرات کون لوگ ہیں؟ جو سارے زمانے کی جھولیاں بھر رہے ہیں۔ یہ سب اہلبیت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آل واولاد ہیں۔

جب ان کی آل واولاد کی سخاوت کا یہ عالم تو سرکار امام حسن اور امام حسین اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور پھر مختار دو عالم محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جود وعطا اور سخاوت کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

درود شریف:

اہل بیت کا مقام ومرتبہ کیا ہے؟

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَایُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ وَتَکُوْنَ عِتْرَتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ عِتْرَتِہٖ وَاَھْلِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَھْلِہٖ وَذَاتِیْ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ ذَاتِہٖ۔ یعنی کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ مجھے اپنی جان سے میری اولاد (یعنی امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو اپنی اولاد سے، میرے اہل کو اپنے اہل سے اور میری ذات کو اپنی ذات سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ (طبرانی بحوالہ الشرف المؤبد، ص ۸۵)

ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیا اور فرمایا:

مَنْ اَحَبَّنِیْ وَاَحَبَّ ھٰذَیْنِ وَاَبَاھُمَا وَاُمَّھُمَا کَانَ مَعِیَ فِیْ دَرَجَتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ○

یعنی جس نے مجھ سے محبت کی اور ان دونوں (امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے اور ان کی ماں (حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے اور ان کے والد (حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے محبت کی تو وہ شخص قیامت کے روز میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ (یعنی جنت کے جس اعلیٰ مکان میں میں رہوں گا اسی اعلیٰ مکان میں وہ رہیگا)۔ (امام احمد، بحوالہ الشرف المؤبد، ص ۸۶)

اے ایمان والو! پنجتن پاک سے محبت کرنے والا جنت کا حقدار تو ہے ہی مگر اللہ تعالیٰ اس شخص کو وہ جنت عطا فرمائے گا جس کو خاص اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے بنایا ہے یعنی جنت الفردوس۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کعبہ شریف کا دروازہ پکڑ کر فرمایا میں نے اپنے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔

اَلَا اِنَّ مَثَلَ اَھْلِ بَیْتِیْ فِیْکُمْ مَثَلُ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَّکِبَھَا نَجَا وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ھَلَکَ ○

یعنی آگاہ ہو جاؤ کہ میرے اہلبیت کی مثال تم لوگوں کے لئے نوح (علیہ السلام) کی کشتی کی طرح ہے۔ جو شخص اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جو شخص اس میں سوار نہ ہوا وہ ہلاک ہوا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۷۳)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ ○

یعنی میرے تمام صحابہ ستاروں کے مانند ہیں ان میں سے تم جس کی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(مشکوٰۃ، ص ۵۵۴)

امام المفسرین حضرت امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم اہلسنت و جماعت محبت اہلبیت کی کشتی پر سوار ہیں اور ہدایت کے روشن ستارے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہدایت حاصل کئے۔ لہٰذا ہم لوگ قیامت کی ہولنا کیوں سے اور جہنم کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔ (مرقاۃ، ج ۵، ص ۶۱۰)

اے ایمان والو! ہمارے سرکار احمد مختار محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اہل بیت کی مثال، حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی سے دی۔ مطلب یہ ہے کہ طوفان نوح علیہ السلام آیا اور جو شخص کشتی نوح علیہ السلام میں سوار ہو گیا وہ شخص طوفان میں برباد و ہلاک ہونے سے بچ گیا۔

اسی طرح طوفان قیامت آنے والا ہے تو جو شخص آج اس دنیا میں محبت اہلبیت کی کشتی میں سوار ہو جائے گا وہ شخص کل قیامت کے دن طوفان قیامت کی تباہ کاریوں اور بربادیوں سے ہلاک و برباد ہونے سے محفوظ ہو جائے گا۔

یاد رکھو اور جان لو! کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی کشتی میں اس شخص کو بٹھایا جو مومن تھا۔ لاکلام۔ بے شک و شبہ محبت اہلبیت کی کشتی میں وہی شخص سوار ہو سکتا ہے جو مومن سنی مسلمان ہوگا اور سنی مسلمان وہ شخص ہے جو محبت اہلبیت کے ساتھ ساتھ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین، حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے بھی محبت و الفت رکھتا ہو۔ اس لئے رافضی،

خارجی و جملہ دشمنان صحابۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قیامت کے روز محبت اہلبیت کی کشتی میں سواری نہیں ہو سکے تو طوفان قیامت ان گستاخوں کو ہلاک و برباد کر دے گا اور وہ لوگ جہنم کے مستحق قرار پائیں گے۔

خوب فرمایا: عاشق رسول، فدائے صحابہ و اہلبیت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

درود شریف:

اہل بیت کا دشمن کعبہ میں مرے تو بھی جہنمی ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَوْ اَنَّ رَجُلًا صَفَدَ بَیْنَ الرُّکْنِ وَالْمَقَامِ فَصَلّٰی وَصَامَ ثُمَّ مَاتَ وَھُوَ مُبْغِضٌ لِاَھْلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) دَخَلَ النَّارَ۔ یعنی اگر کوئی شخص کعبہ کے ایک گوشہ میں اور مقام ابراہیم کے درمیان چلا جائے اور نماز پڑھے اور روزہ رکھے پھر وہ شخص مر جائے اس حال میں کہ وہ شخص اہلبیت سے بغض و دشمنی رکھتا ہے تو وہ شخص جہنم میں جائے گا۔ (طبرانی، حاکم بحوالہ الشرف المؤبد، ص ۹۲)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: میرے اہلبیت سے ایک دن کی محبت پورے سال کی عبادت سے بہتر ہے اور جو شخص اسی محبت پر مر گیا وہ شخص جنت میں داخل ہو گیا۔ (دیلمی فی مسند الفردوس، ج ۲، ص ۱۴۲)

اے ایمان والو! اہل بیت سے محبت جنت میں داخلہ کا سبب ہے اور اہلبیت کی دشمنی اور بغض و عناد سے اللہ تعالیٰ کی پناہ اگر کوئی شخص خانہ کعبہ کے سایہ میں مقام ابراہیم جیسی برکت والی جگہ پر نماز پڑھے اور روزہ رکھے ایسا نمازی اور روزے دار اگر اہلبیت نبوت سے بغض و عداوت رکھتا ہے تو وہ شخص جہنمی ہے اور اس کا کوئی بھی نیک عمل اسے دوزخ کے عذاب سے نہیں بچا سکے گا۔

عاشق اہلبیت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ان کے مولیٰ کی ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

بزرگوں کے اقوال

حضرت ابوبکر صدیق کی محبت اہل بیت کے ساتھ

۱) افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق یار غار و مزار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
صِلَةُ قَرَابَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تعالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ صِلَةِ قَرَابَتِیْ۔
(الشرف المؤبد، ص ۸۷)

یعنی ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، مجھے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے سے زیادہ پسند ہے۔

۲) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَقَرَابَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ اَنْ اَصِلَ مِنْ قَرَابَتِیْ (بخاری شریف)
خدا کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ مجھ کو اپنے اقرباء سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اقرباء زیادہ پسند ہیں۔

۳) ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ابھی کم عمر بچے ہیں تشریف لائے اور فرمایا یہ منبر میرے نانا کا ہے اس پر سے اُتر جاؤ۔
فَقَالَ صَدَقْتَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنْبَرُ اَبِيْكَ لَا مِنْبَرُ اَبِیْ ثُمَّ اَخَذَهٗ وَاَجْلَسَهٗ فِیْ حِجْرِهٖ وَبَکٰی (الصواعق المحرقہ، ص ۱۷۵)

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (اے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ نے سچ کہا خدا کی قسم بیشک یہ منبر آپ کے نانا جان کا ہی ہے۔ پھر آپ نے ان کو پیار سے اٹھا کر گود میں بٹھالیا اور رو پڑے۔

اسی طرح حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ بھی منقول ہے۔ (الریاض النضرہ، ج ۱، ص ۱۴۹)

حضرت عمر فاروق اعظم کی خدمت والفت اہل بیت کے ساتھ

۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں مدائن فتح ہوا۔ مسجد نبوی شریف میں مال غنیمت جمع ہوا تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا: اے امیر المومنین میرا حق جو اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا مجھے دیا جائے۔ آپ نے فرمایا: بِالْبَرَكَةِ وَالْكَرَامَةِ اور ایک ہزار درہم نذر کیے۔ ان کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو ان کو بھی ایک ہزار درہم دیئے پھر ان کے بعد آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ تشریف لائے تو آپ نے پانچ سو درہم ان کو دیئے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ اے امیر المومنین میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک دور میں جوان تھا اور آپ کے ساتھ جا کر جہاد کرتا تھا اور امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس وقت بچے تھے اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو ہزار، ہزار درہم دیئے اور مجھے صرف پانچ سو درہم؟ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بیٹا پہلے وہ مقام حاصل کرو جو امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔ پھر ہزار درہم کا مطالبہ کرنا۔ ان کے نانا رسول خدا، ان کے باپ حضرت علی شیر خدا، ان کی ماں فاطمہ زہرا، ان کی نانی خدیجۃ الکبریٰ، چچا جعفر طیار، پھوپھی ام ہانی، ماموں ابراہیم بن رسول اللہ، خالہ رقیہ، ام کلثوم، زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

یہ سن کر آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموش ہو گئے۔ (الریاض النضرہ، ج ۱، ص ۱۴۹)

حضرت علی کا قول کہ حضرت عمر جنت کے چراغ ہیں

اس واقعہ کی خبر حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا: میں نے اپنے پیارے رسول محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ حضرت عمر، اہل جنت کے چراغ ہیں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان کی خبر جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اور آپ نے فرمایا اے علی! آپ نے بیان کیا ہے کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو چراغ اہل جنت فرمایا ہے؟ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں میں نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ عمر چراغ اہل جنت ہیں۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث آپ اپنے ہاتھ سے لکھ کر مجھے دیدیجئے تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دست مبارک سے بسم اللہ شریف کے بعد لکھا کہ:

هٰذَا مَا ضَمِنَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَنْ جِبْرِيْلَ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ سِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ ۝

یعنی یہ وہ بات ہے جس کی ضمانت علی بن ابی طالب نے دی ہے واسطے عمر بن خطاب کے لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ان سے جبرئیل علیہ السلام نے ان سے اللہ تعالیٰ نے کہ عمر بن خطاب اہل جنت کے چراغ ہیں۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لکھا ہوا فرمان حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لے لیا اور اپنی اولاد کو وصیت فرمائی کہ جب میرا وصال ہو غسل و کفن کے بعد یہ کاغذ میرے کفن میں رکھ دینا۔ جب آپ شہید ہوئے تو وہ کاغذ وصیت کے مطابق آپ کے کفن میں رکھ دیا گیا۔ (الریاض النضرۃ، ج۱، ص۲۸۲)

حضرت عمر کا قول کہ حضرت علی کی غیبت سے نبی ناراض ہوتے ہیں

۵) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ شخص حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت و برائی کر رہا ہے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا:

افسوس تجھ پر، کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں جانتا، پہچانتا کہ وہ ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں اور پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف کی جانب اشارہ کر کے فرمایا کہ قسم خدائے تعالیٰ کی تو نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبت و برائی کر کے ان کو ایذا پہونچائی ہے۔ جو اس قبر مبارک میں آرام فرما ہیں۔ (الصواعق المحرقہ، ص۱۰۵، ازالۃ الخفاء، ج۲، ص۱۴)

۶) ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں آپ کے دروازہ پر تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپ کے صاحبزادے، حضرت عبداللہ دروازہ پر کھڑے ہیں۔ حاضر

ہونے کی اجازت طلب کر رہے ہیں مگر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت نہ ملی، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیال آیا کہ جب اپنے بیٹے کو اندر آنے کی اجازت نہیں دی تو مجھے کب دیں گے؟ واپس آگئے۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا کہ ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس خیال سے واپس چلے گئے ہیں تو آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا، مجھے آپ کے تشریف لانے کی خبر نہیں تھی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس خیال سے واپس آگیا کہ جب آپ نے اپنے صاحبزادے کو اجازت نہیں دی تو مجھے اجازت کیسے ملے گی تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اَنْتَ اَحَقُّ بِالْاِذْنِ مِنْہُ ۔ یعنی آپ میرے بیٹے سے زیادہ اجازت کے حقدار ہیں۔ میرے سر پہ بال اللہ تعالیٰ نے آپ کی بدولت اگائے ہیں یعنی میرا جو کچھ مقام و مرتبہ ہے وہ سب آپ اور آپ کے گھر کی برکت سے ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آپ جب چاہیں تشریف لائیں آپ کو اجازت کی حاجت نہیں۔ (الصواعق المحرقہ، ص ۱۷۷)

اے ایمان والو! ان واقعات سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا اہلبیت سے عقیدت و محبت کا اظہار ہوتا ہے اور ہمارے لئے سبق ہے کہ ہم بھی اہل بیت سے دل و جان سے محبت و الفت کریں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بیشمار رحمت و برکت حاصل کریں۔

ان کے مولیٰ کی ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہلبیت نبوت پہ لاکھوں سلام

۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں پاؤں مبارک کے خاک جھاڑا اور صاف کیا تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کیا کر رہے ہو؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ حضور مجھے معاف کیجئے۔ واللہ جتنے آپ کے مراتب ہیں میں جانتا ہوں اگر لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو آپ کو کندھوں پر اٹھائے پھریں۔ (الشرف المؤبد لآل محمد/ اسعاف الراغبین)

۸) حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابراہیم بن عبداللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حمایت کی اور قولی

دیا کہ لوگ لازمی طور پر ان کے ساتھ اور ان کے بھائی محمد کے ساتھ رہیں۔ علامہ کہتے ہیں کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو قید و بند کی سزا دی گئی اس کی اصل وجہ یہی تھی کہ حضرت امام صاحب نے ایک آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حمایت کی اور ان کے حق کی خاطر فتویٰ دیا۔ اگرچہ بظاہر یہ کیا گیا کہ امام صاحب نے بھی خلیفہ کا حکم نہیں مانا اور قاضی کا منصب قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ (الشرف المؤبد، ص ۸۸)

۹) حضرت علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عقیدت و محبت کے سبب ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال کر قیدی بنا کر بغداد شریف لایا گیا۔ حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت والفت اس قدر زیادہ تھی کہ کچھ لوگوں نے آپ کو رافضی کہہ دیا تو آپ نے فرمایا:

لَوْ كَانَ رِفْضًا حُبُّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

فَلْيَشْهَدِ الثَّقَلَانِ اَنِّيْ رَافِضٌ

یعنی اگر آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرنا رافضی ہونا ہے تو جن وانس گواہ ہو جائیں کہ اگر اس وجہ سے ہے تو بیشک میں رافضی ہوں (الشرف المؤبد، ص ۸۸)

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت کے مناقب بیان فرماتے ہیں۔ يَكْفِيْكُمْ مِنْ عَظِيْمِ الْفَخْرِ اَنَّكُمْ مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَيْكُمْ لَا صَلَاةَ لَهٗ یعنی اے آل رسول آپ لوگوں کے لئے یہ عظیم فخر کافی ہے کہ جو شخص آپ پر درود نہ بھیجے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

علامہ حبان نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ آل رسول پر درود نہ پڑھنے والے کی نماز کامل نہیں ہوتی اور امام شافعی کے راجح قول کے مطابق نماز صحیح نہیں ہوتی۔ (الشرف المؤبد، ص ۸۸)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کی محبت اہل بیت کے ساتھ

۱۰) حضرت عبداللہ بن حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس کسی ضرورت کی وجہ سے گیا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا (اے شہزادۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کو جب کوئی حاجت ہو تو کسی کو بھیج دیا کریں یا لکھ دیا کریں مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ آپ کسی ضرورت کے واسطے میرے دروازہ پر آیا کریں) (الصواعق المحرقہ، ص ۲۳۸، مشکوٰۃ شریف، ص ۲۹)

۱۱) حضرت شیخ ابن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری کے رکاب پکڑے ہوئے تھے، لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہا، آپ عمر میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے ہیں اور ان کی رکاب پکڑے ہوئے ہیں؟ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا حضرت امام حسین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بیٹے ہیں تو کیا ان کی رکاب پکڑنا میرے لئے سعادت نہیں ہے۔ (تسویہ الاقوس)

۱۲) عرب کا مشہور شاعر ابو فراس فروزق حضرت امام زین العابدین بن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں قصیدہ کہتا ہے۔

عَمُّ الْبَرِيَّةِ بِالْاِحْسَانِ فَانْقَشَعَتْ
عَنْهُ الْغَيَابَةُ وَالْاِمْلَاقُ وَالظُّلَمُ

یعنی یہ ان میں سے ایک ہیں جن کا ساری مخلوق پر احسان عظیم ہے اور انہیں کے سبب رنج و غم، افلاس اور ظلم دور ہوا ہے۔

كِلْتَا يَدَيْهِ غِيَاثٌ عَمَّ نَفْعُهُمَا
تَسْتَوْكِفَانِ وَلَا يَعْرُوْهُمَا الْعَدَمُ

یعنی ان کے دونوں ہاتھ سخاوت کی بارش کے مانند ہیں محتاج کے مددگار ہیں جن کا فیض عام ہے۔ ہمیشہ برستے رہتے ہیں۔ اور نہ ہونا کبھی ان کے پیش ہی نہیں آیا۔

مُشْتَقَّةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ نَبْعَتُهُ
طَابَتْ عَنَاصِرُهُ وَالْخِيَمُ وَالشِّيَمُ

یعنی ان کی ذات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات سے مشتق ہے اس لئے ان کی اصل ان کی عادتیں اور خصلتیں نہایت پاکیزہ اور عمدہ ہیں۔

اَیُّ الْخَلَائِقِ لَيْسَتْ فِیْ رِقَابِهِمْ
لِاَوَّلِيَّةِ هٰذَا اَوْلَهُ نِعَمُ

یعنی مخلوقات میں سے کون لوگ ہیں جن کی گردن میں ان کے اور ان کے بزرگوں کے احسانات وانعامات کے بارے ہوں۔ (حلیۃ الاولیاء ابونعیم ج۳ ص۲۰۳ اماصواعق المحرقہ ۱۸۰)

۱۳) ابوسعید ماوردی کے امام نے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں لکھا ہے کہ آپ ادب وتعظیم اور احترام سادات میں نہایت مبالغہ فرماتے تھے

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلس میں تشریف فرما ہیں چند بار تعظیما کھڑے ہو جاتے اور کچھ وقفہ کے بعد بیٹھ جاتے۔ تعظیم کا سبب ظاہر نہ ہوا تو مجلس میں سے کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ بڑے ادب واحترام سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور پھر بیٹھ جاتے ہیں اس کا سبب کیا؟ تو فرمایا کہ سامنے جو بچے کھیل رہے ہیں ان میں ایک بچہ سید ہے جب اس سید بچے کو میں دیکھتا ہوں تو تعظیما کھڑا ہو جاتا ہوں۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

۱۴) حضرت عبدالعزیز محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو صحبت وتلمذ کی برکت حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرات ائمہ اہلبیت، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق اور زید بن علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے حاصل ہے وہ بیان سے مستغنی ہے اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ کے ساتھ بچپن میں امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے حق میں اولاد کے لئے دعا فرمائی تھی اسی دعاء کی برکت سے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تھے۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

(۱۵) شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مناقب اہلبیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

(۱) اہل بیت کے ساتھ تم کسی مخلوق کو برابر نہ کرو، کیونکہ اہلبیت ہی اہل سیادت ہیں

(۲) اور ان کی دشمنی انسان کے لئے حقیقی گھاٹا ہے اور ان کی محبت والفت عبادت ہے (نور الابصار ص۱۰۴)

۱۶) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہلبیت کی شان میں فرماتے ہیں۔

(۱) اہلسنت کے نزدیک اہلبیت کی محبت جزو ایمان ہے۔

(۲) اور خاتمہ کی سلامتی اہلبیت کی محبت پر موقوف ہے۔

(۳) اہلبیت کی محبت تو اہلسنت کا سرمایہ ہے۔ (مکتوب شریف مکتوب ۲ ص۳۶)

اور عاشق رسول، محب اہلبیت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان کے مولیٰ کے ان پر کروروں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

پارہائے صحف غنچہائے قدس
اہلبیت نبوت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش ۲/۳۱)

(۱۷) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فضائل سادات کرام

(۱) ایک سوال کے جواب میں عاشق رسول محب صحابہ اہلبیت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں روز قیامت سب سے پہلے اپنے اہلبیت کی شفاعت کروں گا پھر درجہ بدرجہ جو زیادہ نزدیک ہیں اور میں جس کی شفاعت پہلے کروں گا وہ افضل ہے۔ (ملخصا)

(۲) ایک روایت میں یوں ہے کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہر علاقہ اور رشتہ روز قیامت قطع ہو جائے گا (یعنی ختم ہو جائے گا) مگر میرا علاقہ اور رشتہ (یعنی میرا رشتہ قیامت کے دن بھی باقی رہے گا)

(۳) ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کیا حال ہے ان لوگوں کا کہ زعم کرتے ہیں کہ میری قرابت (یعنی میرا رشتہ) نفع نہ دے گی، ہر علاقہ اور رشتہ قیامت میں منقطع ہو جائے گا مگر میرا رشتہ وعلاقہ کہ دنیا وآخرت میں جڑا ہوا ہے۔

(۴) ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بر سر منبر فرمایا کیا خیال ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قرابت (یعنی رشتہ) روز قیامت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی خدا کی قسم میری قرابت (یعنی میرا رشتہ) دنیا وآخرت میں پیوستہ ہے (یعنی دنیا وآخرت دونوں جگہ نفع دے گی اور کام کرے گی)

(۵) فدائے رسول محب اہلبیت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ جب مقبولان خدا سے اتنا علاقہ (یعنی تھوڑا سا تعلق) کہ کبھی ان کو پانی پلا دیا یا وضو کے لئے پانی دے دیا۔ عمر میں اس (نیک شخص) کا کوئی کام کر دیا تو آخرت میں ایسا نفع دے گا (یعنی قیامت میں بہت زیادہ نفع پائے گا) تو خود ان کا جز ہونا کس درجہ نافع ہونا چاہئے (یعنی اس نیک شخص کا بیٹا یا بیٹی ہونا دنیا و قیامت میں کس قدر فائدہ مند ہونا چاہئے) بلکہ دنیا و آخرت میں صالحین یعنی نیک لوگوں سے علاقہ نسب یعنی رشتہ داری کا نافع ہونا قرآن عظیم سے ثابت ہے۔

یہ ذریت مومن کا حال ہے:۔ (یعنی مرد مومن کی اولاد کا معاملہ یہ ہے) جو اسلام پر مریں اگر ان کے باپ دادا کے درجے ان منزلوں سے بلند تر ہوئے تو یہ (لوگ) اپنے باپ، دادا سے ملا دیئے جائیں گے اور ان کے اعمال میں کوئی کمی نہ ہوگی جب یہ عام صالحین کی صلاح (یعنی عام نیک لوگوں کی نسبت) ان کی نسل و اولاد کو دین و دنیا و آخرت میں نفع دیتی ہے تو صدیقی، فاروقی، عثمانی، علی و جعفر و عباس و انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی صلاح عظیم (یعنی نسبت عظیم) کا کیا کہنا جن کی اولاد میں شیخ صدیقی و فاروقی و عثمانی و علوی و جعفری و عباسی و انصاری ہیں یہ کیوں نہ اپنے نسب کریم سے دنیا و آخرت میں نفع پائیں گے۔ پھر اللہ اکبر! حضرات عالیہ سادات کرام کی اولاد امجاد حضرت خاتون جنت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خود حضور پُر نور سید الصالحین سید العالمین، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیٹی ہیں کہ ان کی شان تو ارفع و اعلیٰ و بلند و بالا ہے۔

ہمارے حضور اللہ تعالیٰ کے نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا فرمائی وہ تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل ہیں تو ان کے بدکار، ان کے نیکوکاروں کو دے ڈال اور ان سب کو مجھے ہبہ فرما دے (یعنی میری اولاد میں اچھے، برے سب میرے ہیں اور ان سب کو میرے حوالے فرما دے) پھر فرمایا مولیٰ تعالیٰ نے ایسا ہی کیا (یعنی میری اولاد کے اچھے اور برے سب کو میرے حوالے فرما دیا) امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کیا ما فعل (یعنی اللہ تعالیٰ نے) کیا کیا؟ فرمایا یہ تمہارے ساتھ کیا (یعنی تم کو ہمارے حوالے فرما دیا) اور جو تمہارے بعد (یعنی تمہاری اولاد) آنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی کرے گا (یعنی تمہاری آنے والی اولاد کو بھی اللہ تعالیٰ میرے حوالے فرما دے گا)

(۲) عاشق رسول محب صحابہ کرام و اہلبیت عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سادات کرام کی حمایت ہر مسلمان پر فرض ہے

ہاں نسب پر فخر جائز نہیں نسب کے سبب اپنے آپ کو بڑا جاننا تکبر کرنا جائز نہیں، دوسروں کے نسب پر طعن جائز نہیں۔ انہیں کم نسبی کے سبب حقیر جاننا جائز نہیں۔ اس کے سبب کسی مسلمان کا دل دکھانا جائز نہیں احادیث جو اس باب میں آئیں انہیں معانی کی طرف ناظر ہیں وباللہ التوفیق خدمت گاری اہلبیت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ بیان رسالہ ہوگیا (ملخصاً) (ازاراءۃ الادب لفاضل النسب)

(۷) عاشق رسول فدائے صحابہ واہلبیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سادات کرام جو واقعی علم الٰہی میں سادات ہوں ان کے بارے میں رب عزوجل سے امید واثق یہی ہے کہ آخرت میں ان کو کسی گناہ کا عذاب نہ دیا جائے گا حدیث میں ہے ان کا فاطمہ اسی لئے نام ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کی تمام ذریت (یعنی اولاد کو) نار پر (یعنی دوزخ پر) حرام فرمادیا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نہ تجھے (اللہ تعالیٰ) عذاب کرے گا نہ تیری اولاد میں کسی کو۔

(۸) امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کی اولاد امجاد اور بھی ہیں قریشی، ہاشمی، علوی ہونے سے ان کا دامان فضائل مالا مال ہے۔ مگر یہ شرف اعظم کہ حضرات سادات کرام کو ہے ان کے لئے نہیں یہ شرف بتول زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میرا ٹکڑا ہے۔ سب کی اولادیں اپنے باپ کی طرف نسبت کی جاتی ہیں سوا اولاد فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے کہ میں ان کا باپ ہوں۔ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ ج ۶)

(۹) عاشق رسول مداح صحابہ واہلبیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سادات کرام کی تعظیم فرض ہے اور ان کی توہین حرام بلکہ علمائے کرام نے ارشاد فرمایا جو کسی عالم کو مولویا یا کسی سید کو میروا بروجہ تحقیر کہے کافر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں جو میری اولاد اور انصار اور عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین باتوں سے خالی نہیں یا تو منافق ہے یا حرامی، یا حیضی بچہ، بلکہ علما و انصار و عرب سے تو وہ مراد ہیں

جو گمراہ و بد دین نہ ہوں اور سادات کرام کی تعظیم جب تک ان کی بد مذہبی حد کفر کو نہ پہونچے کہ اس کے بعد وہ سید ہی نہیں نسب منقطع ہے جیسے نیچری، قادیانی، وہابی، غیر مقلد، دیوبندی اگر چہ سید مشہور ہوں نہ سید ہیں نہ ان کی تعظیم حلال بلکہ توہین و تکفیر فرض۔ ملخصا (فتاویٰ رضویہ ج۹)

(۱۰) سید سنی المذہب کی تعظیم لازم ہے اگر چہ اس کے اعمال کیسے ہی ہوں ان اعمال کے سبب ان سے تنفر نہ کیا جائے۔ ملخصا (فتاویٰ رضویہ ج۹)

(۱۱) جو شخص سید (سنی المذہب) کی تحقیر بوجہ سیادت کرے وہ مطلقاً کافر ہے، اس کے پیچھے نماز محض باطل ورنہ مکروہ اور جو سید مشہور ہو اگر چہ واقفیت نہ معلوم ہو اسے بلا دلیل شرعی کہہ دینا کہ یہ صحیح النسب نہیں تو صاف (گناہ) کبیرہ ہے۔ ملخصا (فتاویٰ رضویہ ج۹)

اے ایمان والو! یہ تمام تفصیل اس شخص کے بارے میں ہے جس کی سیادت یقینی ہے اور جس شخص کی سیادت مشکوک ہو اور اگر شرعاً اس کا نسب ثابت نہیں ہے لیکن وہ شخص نسب یعنی سید ہونے کا دعویدار ہے اور اس کا جھوٹ معلوم نہیں ہے تو اس کی تکذیب میں توقف کیا جائے گا کیونکہ لوگ اپنے انساب کے امین ہیں لہٰذا اس کا حال اس کے سپرد کر دینا چاہئے جو انسان بچ سکتا ہے اسے زہر نہیں پینا چاہئے۔ (برکات آل رسول، ص۱۰۶)

اور اگر شرعاً اس کا نسب ثابت نہیں ہے اور اس پر دلیل بھی ہو جیسے باپ کہتا ہے کہ میں بنجارہ خاندان سے ہوں یا شاہ یعنی فقیر ہوں تو میرا بیٹا سید کیسے ہو سکتا ہے؟ تو باپ کا قول حجت ہے لہٰذا ایسے جھوٹے سید کی تکذیب لازم ہے۔

بے اصل جھوٹے سید بننے سے بچو!

حدیث شریف: سید السادات حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنِ ادَّعٰى اِلٰى غَيْرِ اَبِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا.

یعنی جو اپنے باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرے اس پر اللہ تعالیٰ اور سب فرشتوں اور انسانوں کی لعنت ہے۔ اللہ قیامت کے دن اس کا نہ فرض قبول کرے گا اور نہ نفل۔

(بخاری شریف، مسلم شریف، بحوالہ فتاویٰ رضویہ جلد ۵ ص ۔۔۔)

اے مسلمانو! اپنا نسب بدلنے سے بچو، جھوٹے سید کہلوانے سے پرہیز کرنا، ورنہ تم نے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی پر تہمت لگائی۔ عام مومن پر تہمت لگانا سخت ترین گناہ ہے تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت اور ان کی بیٹی پر تہمت لگانا کیسے روا ہوسکتا ہے۔ بچو! خدارا بچو! اور اللہ تعالیٰ نے جو بھی حسب ونسب عطا فرمایا ہے اسی پر شکر ادا کرو۔ بے اصل سید اور جھوٹے آل رسول اپنے آپ کو مشہور نہ کرو کہ لوگ سید جان کر آل رسول سمجھ کر خوب عزت کریں گے اور نذرانہ زیادہ سے زیادہ ملے گا۔

قرآن کریم فرماتا ہے۔ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ○

ترجمہ: بیشک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (کنزالایمان)

اے بھائی! قیامت آنے والی ہے۔ موت تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ قبر کی تاریکی اور عذاب کو یاد کرو، حشر کی شرمندگی اور مصیبت سے بچنے کی ابھی سے تیاری کرو۔ قبر وحشر میں کون کام آنے والے ہیں وہی نہ جن کے نسب پر تم نے تہمت لگائی ہے اور اپنے آپ کو ان کے خاندان میں شامل کر دیا اور جھوٹے سید بن بیٹھے۔ یہ دنیا ہے جو چاہو کرلو، جو چاہو بن جاؤ مگر بروز قیامت کچھ نہیں چلے گا۔ جھوٹے سید ہونے کا پلندہ کھل جائے گا۔ اس لئے توبہ کرلو اور سچے سادات کرام کا صدقہ مانگ لو۔ اللہ تعالیٰ سادات کرام کے غلاموں میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

پہلا جمعہ .... دوسرا بیان

فضائل آل رسول
صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ؕ (پ۲۵، رکوع ۴)

ترجمہ: تم فرماؤ! میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (کنز الایمان)

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ارشاد فرماتا ہے۔ اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تم فرماؤ کہ میں اس پر یعنی تبلیغ رسالت اور ارشاد وہدایت پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت یعنی میں تم سے اپنے رشتہ داروں کی محبت کا مطالبہ کرتا ہوں۔ (پ۲۵، رکوع ۴)

درود شریف:

اے ایمان والو! جن نفوس قدسیہ کی تعریف وتوصیف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خود بیان کریں۔ قرآن وحدیث میں جن کے بے شمار فضائل ومناقب کا ذکر موجود ہے۔ فرش سے عرش تک پورا عالم ال کران کے محامد اور فضائل کا ذکر بیان کرنا چاہیں تو تعریف وتوصیف کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ میں تو آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے آستانے کا گدا ہوں اپنے بزرگوں کی دعا کے حصول کے لئے تھوڑی بہت کوشش کرتا رہتا ہوں۔ ہاتھ، پاؤں مارتا رہتا ہوں تاکہ ہمارے آقایان نعمت ودولت رحم کھا کر کچھ کرم کی بھیک ہمارے دامن میں ڈالدیں تاکہ دین ودنیا کا بھلا ہو جائے اوران کی توجہ سے نجات وبخشش کا سامان بھی ہو جائے۔ یہی وہ حضرات ہیں

جن کی محبت سے پروانۂ نجات ملتا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی محبت واجب قرار دی گئی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی پاکیزگی اور طہارت پر قرآن کریم نے مُہر لگادی ہے۔

یہی وہ لوگ ہیں جو آسمان رشد و ہدایت کے چاند، تارے اور سفینۂ نجات ہیں۔ ان سے محبت کرو گے تو بیڑا پار ہے اور اگر ان کا ساتھ چھوڑ دو گے تو ڈوب جاؤ گے۔ ہلاک و برباد ہو جاؤ گے۔

آقائے نعمت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا عاشق اہل بیت فرماتے ہیں۔

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقام ومرتبہ بڑا ہے

حضرات! ان کے حق کو پہچانو۔ آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا احترام کرو ان کی عزت کرو۔ آل رسول کے فضائل ومناقب کو قرآن وحدیث کی روشنی میں بغور سنو۔

عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: قُلْ لَّا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط

یعنی اے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تم فرمادو میں تم سے تبلیغ کا کوئی معاوضہ بدلہ نہیں مانگتا، ہاں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم میرے رشتہ داروں سے محبت کرو گے۔ (برکات آل رسول، ص ۲۱۹)

حضرت علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف الشرف المؤبد میں تحریر فرماتے ہیں۔

(۱) امام سیوطی نے درمنثور میں اور بہت سے مفسرین نے اس آیت کریمہ کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے۔

صحابہ کرام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کے وہ کون سے رشتہ دار ہیں جن کی محبت ہم پر واجب ہے؟ فرمایا علی، فاطمہ اور ان کی اولاد یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (برکات آل رسول، ص ۲۱۹)

(۲) شان نزول: در منثور میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ انصاری صحابہ فرماتے ہیں کہ اہل بیت نے ہمارے قول سے فخر محسوس کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ ہمیں تم پر فضیلت ہے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہونچی تو آپ کی مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا اے گروہ انصار! کیا تم بے عزت نہیں تھے تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں میرے ذریعہ عزت عطا فرمائی؟ انہوں نے عرض کیا ہاں، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ کیا تم مجھے جواب نہیں دیتے۔ عرض کیا حضور! آپ کیا فرمانا چاہتے ہیں؟ فرمایا کیا تم یہ نہیں کہتے کہ آپ کو آپ کی قوم نے نکال دیا تھا تو ہم نے آپ کو پناہ دی، کیا انہوں نے آپ کی تکذیب نہیں کی تھی تو ہم نے آپ کی تصدیق کی؟ کیا انہوں نے آپ کو کمزور نہ جانا تو ہم نے آپ کی امداد کی؟ آپ اسی طرح فرماتے رہے یہاں تک کہ انصار گھٹنوں کے بل کھڑے ہو گئے اور عرض کیا ہمارے تمام اموال واملاک خدائے تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ قُلْ لَّا اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ط (برکات آل رسول، ص ۳۴)

(۳) حضرت طاؤس فرماتے ہیں اسی آیت کریمہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔ آیت کریمہ میں قربیٰ سے مراد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رشتہ دار ہیں۔

(برکات آل رسول، ص ۳۴)

(۴) مقریزی نے فرمایا۔ مفسرین کی ایک جماعت نے اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرمایا۔

اے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ اپنے پیروکار مومنوں کو فرمادو کہ میں تبلیغ دین پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ سوائے اس کے کہ تم میرے رشتہ داروں سے محبت رکھو۔ (برکات آل رسول، ص ۳۴)

(۵) حضرت ابوالعالیہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ط یہ نبی اکرم کے رشتہ دار ہیں۔ (برکات آل رسول، ص ۳۴)

شان نزول: مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے اور انصار صحابہ نے دیکھا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تبلیغ اسلام کے لئے اور ہماری رشد وہدایت کے لئے ہر وقت مصروف رہتے ہیں۔ اخراجات بہت ہیں اور بظاہر اخراجات کے لئے آمدنی کچھ بھی نہیں ہے تو انصار صحابہ نے آپس میں مشورہ کیا اور اپنے پیارے آقا مصطفیٰ کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے احسانات کو یاد کر کے آپ کی خدمت کے لئے بہت سامال جمع کیا اور اس کو لیکر خدمت اقدس میں پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ ہی کی بدولت ہمیں ہدایت ملی اور ہم نے گمراہی سے نجات پائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اخراجات بہت زیادہ ہیں اس لئے ہم لوگ یہ مال بارگاہ کرم میں نذرانہ کے طور پر لائے ہیں قبول فرما کر عزت بخشیں۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ مال واپس فرما دیئے۔ (خزائن العرفان)

اے ایمان والو! آپ حضرات کو معلوم ہو گیا کہ آیت کریمہ کا شان نزول کیا ہے اور اس آیت مبارکہ کے نازل ہونے کا مقصد کیا ہے اور یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انصار صحابہ کے مال کو واپس فرما کر ان سے اپنی اہل بیت کی محبت کا مطالبہ فرمایا اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس آیت کریمہ میں اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رشتہ دار مراد ہیں۔

حدیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بھی معلوم کریں کہ آپ کے رشتہ دار کون لوگ ہیں؟

۱) **حدیث شریف:** ۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم سنا تو دربار نبوت میں عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مَنْ قَرَابَتُکَ هٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُهُمْ قَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَةُ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَابْنَاهُمَا ۔

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمیں بتایا جائے کہ آپ کے وہ رشتہ دار کون لوگ ہیں جن کی محبت والفت ہم پر واجب کی گئی ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ علی وفاطمہ اور حسن وحسین اور ان کے بیٹے ہیں (یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نسل پاک سے قیامت تک جتنے اولاد ہوں گے سب اس فرمان میں شامل ہیں) (تفسیر ابن عربی، ج ۲، ص ۲۱۴)

۲) **حدیث شریف:** حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلی آلک وسلم مَنْ قَرَابَتُکَ وَالَّذِیْنَ نَزَلَتْ فِیْهِمْ الْاٰیَةُ ۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم وہ آپ کے رشتہ دار کون لوگ ہیں جن کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہے؟ قَالَ عَلِیٌّ وَ فَاطِمَةُ وَابْنَاهُمَا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علی وفاطمہ اور حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (الصواعق المحرقہ، ص ۱۱۸، جلالین مصری ج ۲، ص ۳۲، زرقانی علی المواہب، ج ۳، ص ۷)

امام سدی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو قید کر کے دمشق لایا گیا اور راستے میں ایک جگہ کھڑا کیا گیا تو ایک شامی ظالم نے آپ سے کہا۔ خدا کا شکر ہے جس نے تمہیں قتل کیا اور تمہاری جڑوں کو کاٹ اور فتنہ گری کو مٹایا (معاذ اللہ) تو آپ نے اس شامی ظالم سے فرمایا کیا تو نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی۔

قُلْ لَّا اَسْــَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۔ تو اس شخص نے کہا کیا وہ لوگ تم ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں بلا شک وشبہ وہ لوگ ہم ہیں۔ (تفسیر خازن ج ۶، ص ۱۲۲، الصواعق المحرقہ، ص ۱۶۸)

حضرت علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس واقعہ کو بیان فرمانے کے بعد لکھتے ہیں کہ میں اس شخص کو ایمان والا نہیں سمجھتا۔ اس شخص کے دل میں ایمان کیسے ٹھہر سکتا ہے جو اہل بیت کے شہید کئے جانے پر خدا کا شکر ادا کرے، میں اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اس ملعون سے زیادہ دشمن ابوجہل کو نہیں سمجھتا (برکات آل رسول، ص ۱۲۲)

اے ایمان والو! جو حضرات آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یعنی سید ہیں ان کی تعظیم کرو۔ ان سے محبت مومن پر واجب ہے اس جہنمی فرقہ سے دور رہو جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باغی اور حکومت و دولت کا لالچی کہتے ہیں۔

اور یزید پلید جیسے شرابی کو امیر المومنین اور جنتی کہتے ہیں۔ ان سے صرف اتنا کہہ دو کہ آپ حضرات کے نزدیک یزید پلید اگر جنتی ہے تو قیامت کے دن جو حشر یزید پلید کا ہوگا وہی حشر یزید پلید کے ساتھ آپ حضرات کا ہو اور اس کا جو ٹھکانہ ہو وہی ٹھکانہ آپ حضرات کا ہو۔

اور ہم سنی مسلمانوں کا حشر قیامت کے دن پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے شہزادے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہو اور جہاں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ رہیں ہم سنیوں کا ٹھکانہ بھی وہیں رہے۔ اپنا اپنا مقدر ہے تمہارے نصیبے میں اہل بیت سے بغض و عناد ہے اور ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نصیبے میں محبت آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

درود شریف

فضائل آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم احادیث میں

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تبلیغ رسالت وہدایت پر کوئی معاوضہ وبدلہ طلب نہیں کیا سوائے اہل قرابت یعنی رشتہ داروں کی محبت کے۔

(۱) **حدیث شریف:۔** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا لوگو! اللہ تعالیٰ سے محبت رکھو اس لئے کہ وہ تمہارا رب ہے اور وہ تمہیں نعمت ودولت عطا فرماتا ہے۔

وَاَحِبُّوْنِیْ لِحُبِّ اللّٰہِ وَاَحِبُّوا اَھْلَ بَیْتِیْ لِحُبِّیْ (ترمذی ومشکوٰۃ، ص ۵۷۳)

اور مجھ سے محبت رکھو، اللہ کی محبت کی وجہ سے اور میری اہل بیت سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔

(۲) حدیث شریف:۔ مَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ شَھِیْدًا۔

جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا اس نے شہادت کی موت پائی۔

(۳) اَلاَ وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مَغْفُوْرًا لَّہٗ۔

آگاہ ہو جاؤ! جو شخص اہل بیت کی محبت پر مرا اس شخص کے تمام گناہ بخش دیئے گئے

(۴) اَلاَ وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ تَآئِبًا۔

ہوشیار ہو جاؤ! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا وہ توبہ کر کے مرا

(۵) اَلاَ وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّاتَ مُؤْمِنًا مُّسْتَکْمِلَ الْاِیْمَانِ۔

آگاہ ہو جاؤ جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا وہ کامل ایمان کے ساتھ فوت ہوا۔

(۶) اَلاَ وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ بَشَّرَہٗ مَلَکُ الْمَوْتِ بِالْجَنَّۃِ ثُمَّ مُنْکَرٌ وَّنَکِیْرٌ۔

غور سے سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا اسے ملک الموت علیہ السلام اور پھر قبر کے فرشتے جنت کی بشارت دیتے ہیں۔

(۷) اَلاَ وَمَنْ مَّاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ یُزَفُّ اِلَی الْجَنَّۃِ کَمَا تُزَفُّ الْعَرُوْسُ اِلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا۔

ہاں سن لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا وہ شخص ایسی عزت کے ساتھ جنت میں لے جایا جائے گا جیسے دولہن کو دولہا کے گھر بھیجا جاتا ہے۔

(۸) اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ فُتِحَ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ بَابَانِ اِلَی الْجَنَّةِ۔
یقین جان لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں
(۹) اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ جَعَلَ اللّٰهُ قَبْرَهٗ مَزَارَ مَلَائِكَةِ الرَّحْمَةِ۔
اچھی طرح جان لو! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو رحمت کے فرشتوں کے لئے زیارت گاہ بنادیتا ہے۔
(۱۰) اَلَا وَمَنْ مَاتَ عَلٰی حُبِّ اٰلِ مُحَمَّدٍ مَاتَ عَلَی السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔
آگاہ ہو جاؤ! جو شخص اہل بیت کی محبت پر انتقال کیا وہ شخص مسلک اہلسنت و جماعت پر فوت ہوا۔
(تفسیر کبیر، ج ۷، ص ۳۹۰، برکات آل رسول، ص ۲۲۲)

اے ایمان والو! یہ انعام و اکرام سنی مسلمانوں کے لئے ہیں جو اہل بیت و آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے رشتہ داروں سے محبت و الفت کرتے ہیں اور وہ لوگ جو اہل بیت و سادات کرام سے بغض و دشمنی رکھتے ہیں وہ بڑے بدنصیب اور جہنم کے حقدار ہیں۔

کس زباں سے ہو بیاں مدح خوان اہل بیت
مدح گوئے مصطفٰے ہے مدح خوان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنادے اے حسن
یوں کہا کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

جو شخص آل رسول کی دشمنی میں مرا وہ رحمت سے محروم ہوگا

حدیث شریف: خوب غور سے سن لو! جو شخص آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغض پر مرا وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید۔
(۲) خبردار! جو شخص آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغض یعنی دشمنی پر مرا وہ شخص کافر مرا۔
(۳) کان کھول کر سن لو! جو شخص آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغض و عداوت پر مرا وہ جنت کی خوشبو سے محروم ہوگا۔ (تفسیر کبیر، ج ۷، ص ۳۹۰، برکات آل رسول، ص ۲۲۲)

حضرت سیدہ فاطمہ، حضرت مولیٰ علی، حضرت امام حسن، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اہل بیت ہیں اور اہل بیت ہی آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور یہ نقل تواتر سے ثابت ہے۔

بعض حضرات نے کہا وہ قریبی رشتہ دار ہیں اور بعض نے کہا کہ وہ آپ کی امت ہے جس نے آپ کی دعوت وتبلیغ کو قبول کیا اگر ہم آل کو قریبی رشتہ داروں پر محمول کریں تو اہل بیت ہی آل رسول ہیں اور اگر اس امت پر محمول کریں جس نے آپ کی دعوت وتبلیغ کو قبول کیا تو بھی اہل بیت آل رسول میں داخل ہیں۔ ثابت ہوا کہ وہ ہر صورت پر آل رسول ہیں اور دوسروں کا آل میں داخل ہونا اختلافی ہے (تفسیر کبیر ج ۷ ص ۳۹۰، برکات آل رسول ص ۲۲۲)

تعظیم آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

اے ایمان والو! سادات کرام کی تعظیم کرنے والا اور آل رسول کی خدمت کرنے والا بڑا خوش بخت اور صاحب نصیب ہوتا ہے۔ دنیا میں بھی بہتر صلہ پاتا ہے اور قیامت کے دن پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں بڑے بڑے انعام واکرام سے نوازا جائے گا۔ چند واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

فتاوی رضویہ شریف میں عاشق رسول امام احمد رضا حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

۱) **حدیث شریف:** ابن عساکر امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت میں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرے گا میں روز قیامت اس کا صلہ اسے عطا فرماؤں گا۔

۲) **حدیث شریف:۔** خطیب بغدادی امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص اولاد عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کسی کے ساتھ دنیا میں نیکی کرے اس کا صلہ دینا مجھ پر لازم ہے جب وہ شخص روز قیامت مجھ سے ملے۔

حدیث شریف کو بیان فرما کر مجدد اعظم امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے تحریر فرماتے ہیں۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر!! قیامت کا دن، وہ قیامت کا دن، وہ سخت ضرورت اور سخت حاجت کا دن اور ہم جیسے محتاج اور صلہ عطا فرمانے کو ہمارے پیارے رسول، پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم صاحب التاج، خدا جانے کیا کچھ دیں اور کیسا نہال فرما دیں، ایک نگاہ لطف ان کی جملہ مہمات دو جہاں کو بس ہے بلکہ خود یہی صلہ کروڑوں صلے سے اعلیٰ وانفس ہے جس کی طرف کلمہ کریمہ اذا۔ یلقینی اشارہ فرماتا ہے، بلفظ اذا تعبیر فرمانا بحمد اللہ تعالیٰ روز قیامت وعدہ وصال و دیدار محبوب ذوالجلال کا مژدہ سناتا ہے۔

مسلمانو! اور کیا درکار ہے دوڑو! اور اس دولت وسعادت کو حاصل لو وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق (فتاوی رضویہ شریف، ج ۴، ص ۴۹)
عرب کے مشہور عالم ربانی حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔
(۳) حافظ بن حجر عسقلانی نے فرمایا یحیٰ بن سعید انصاری عبید بن حنین سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے شہزادۂ رسول حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا وہ منبر پر خطبہ دے رہے تھے۔ میں منبر پر چڑھ گیا اور ان سے کہا۔ اِنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ اَبِیْ وَاذْهَبْ اِلٰی مِنْبَرِ اَبِیْکَ یعنی میرے باپ کے منبر سے اُتر جاؤ اور اپنے باپ کے منبر پر جاؤ۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا لَمْ یَکُنْ لِاَبِیْ مِنْبَرٌ۔ یعنی میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔ اور مجھے اُٹھا کر اپنے پاس بٹھالیا اور میں اپنے پاس پڑی ہوئی کنکروں سے کھیلتا رہا۔ جب آپ خطبہ دے کر منبر سے اُترے تو مجھے اپنے ساتھ گھر لے گئے اور مجھ سے فرمایا۔ کتنا اچھا ہوتا اگر آپ کبھی کبھی میرے گھر تشریف لاتے رہیں۔ (الشرف المؤبد، ص ۹۳)

(۴) سید کی خدمت سے حضرت فاطمہ کی خوشی ملتی ہے

ابو الفرج اصفہانی متعدد لوگوں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے وہ نوعمر تھے ان کی بڑی بڑی زلفیں تھیں۔ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں اونچی جگہ بٹھایا ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی ضرورتیں پوری کیں۔ پھر ان کے جسم کے ایک ایک حصہ کو دبایا (یعنی آپ نے ان کی خدمت کی) اور عرض کیا شفاعت کرنے کے لئے اسے یاد رکھنا، جب وہ تشریف لے گئے تو ان کی قوم نے انہیں ملامت کیا اور کہا آپ نے ایک نوعمر بچے کے ساتھ ایسا سلوک کیا تو امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مجھ سے معتبر آدمی نے بیان کیا گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان اقدس سے سن رہا ہوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔
فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میری لخت جگر ہیں ان کی خوشی کا سبب میری خوشی کا باعث ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ اگر حضرت فاطمۃ الزہرا تشریف فرما ہوتیں تو میں نے جو کچھ ان کے بیٹے کے ساتھ کیا ہے اس سے خوش ہوتیں، لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے ان کے جسم کو دبایا ہے اور جو کچھ ان سے کہا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا (اے لوگو سنو) بنو ہاشم کا ہر فرد (یعنی ہر سید) قیامت کے دن شفاعت کرے گا، مجھے توقع ہے کہ مجھے ان کی شفاعت حاصل ہوگی۔ (برکات آل رسول ص ۲۶۰، ۲۶۱)

(۵) آل رسول کی خدمت سے ہر سال حج کا ثواب

شیخ اکبر سیدی محی الدین ابن عربی اپنی تصنیف مسامرات الاخیار میں اپنی سند متصل سے حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ بعض متقدمین کو حج کی بڑی آرزو تھی انہوں نے فرمایا۔

مجھے ایک سال بتایا گیا کہ حجاج کا ایک قافلہ بغداد شریف میں آیا ہے۔ میں نے ان کے ساتھ حج کے لئے جانے کا ارادہ کیا، اپنی آستین میں پانچ سو دینار ڈالے اور بازار کی طرف نکلا تا کہ حج کی ضروریات کے سامان خرید لاؤں، میں ایک راستے پر جا رہا تھا کہ ایک عورت میرے سامنے آئی، اس عورت نے کہا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے میں سیدزادی ہوں، میری بچیوں کے تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا نہیں ہے اور آج چوتھا دن ہے کہ ہم نے کچھ کھایا نہیں ہے اس کی گفتگو میرے دل میں اتر گئی میں نے وہ پانچ سو دینار اس کے دامن میں ڈال دیئے اور انہیں کہا آپ اپنے گھر جائیں اور ان دیناروں سے اپنی ضروریات پوری کرلیں، میں نے اللہ کا شکر ادا کیا اور واپس آ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بار حج پر جانے کا ارادہ شوق میرے دل سے نکال دیا۔ دوسرے لوگ چلے گئے۔ حج کیا اور واپس لوٹ آئے، میں نے سوچا کہ دوستوں سے ملاقات کر آؤں اور انہیں سلام کر آؤں چنانچہ میں گیا جس دوست سے ملتا اسے سلام کہتا اور کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج قبول فرمائے اور تمہاری کوشش کو جزائے خیر عطا فرمائے تو وہ شخص مجھے کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا حج بھی قبول فرمائے۔ کئی دوستوں نے اسی طرح کہا، رات کو سویا تو ہمارے پیارے رسول نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگ تمہیں حج کی مبارکباد دے رہے ہیں اس پر تعجب نہ کر تم نے ایک کمزور اور ضرورتمند (میری بیٹی سیدزادی) کی امداد کی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی، اللہ تعالیٰ نے ہو بہو تجھ جیسا یعنی تمہارے شکل کا فرشتہ پیدا فرمایا جو ہر سال تمہاری طرف سے حج کرے گا۔ اب اگر چاہو تو حج کرو اور اگر چاہو تو حج نہ کرو (مگر تمہیں ہر سال حج کا ثواب ملتا رہے گا) یہ ہے ایک سیدزادی کی خدمت کا ثواب وصلہ۔ (برکات آل رسول، ص ۲۴۲)

(۶) عذاب سے محفوظ: شیخ زین الدین عبدالرحمٰن خلا بغدادی فرماتے ہیں کہ مجھے تیمور لنگ کے ایک امیر نے بتایا کہ جب تیمور لنگ مرض موت میں مبتلا ہوا تو ایک دن اس پر سخت اضطراب طاری ہوئی اور اس کا منہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا۔ جب افاقہ ہوا تو لوگوں نے اس سے صورت بیان کی تو اس نے کہا میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے، اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا، اسے چھوڑ دو کیوں کہ یہ شخص میری اولاد سے محبت رکھتا تھا اور ان کی خدمت کرتا تھا۔ چنانچہ وہ فرشتے چلے گئے۔ (برکات آل رسول، ص ۲۴۳)

(۷) عالم و امام پر بھی سادات کی تعظیم لازم ہے

علامہ ابن حجر مکی تقی الدین فارسی سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے بعض ائمہ سے روایت کی کہ وہ سادات کرام کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا سادات میں ایک شخص تھا جسے سطیر کہا جاتا تھا وہ اکثر لہو ولعب میں مصروف رہتا تھا جب وہ فوت ہو گیا تو اس وقت کے عالم نے اس کا جنازہ پڑھنے میں توقف کیا تو انہوں نے خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ انہوں نے اس عالم سے اعراض کیا۔ جب اس شخص نے درخواست کی کہ مجھ پر نظر رحمت فرمائیں تو حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی طرف متوجہ ہوئیں اور اس پر عتاب فرمایا یعنی ناراضگی ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا: کیا ہمارا مقام (یعنی ہماری نسبت ہمارے بیٹے) سطیر کے لئے کفایت نہیں کر سکتا ؟ (برکات آل رسول ص ۲۷۳)

(۸) آل رسول کی خدمت کا صلہ ایمان اور جنتی محل ملا

شیخ عدی نے اپنی کتاب مشارق الانوار میں ابن جوزی کی تصنیف ملتقط سے نقل کیا کہ بلخ میں ایک علوی قیام پذیر تھا اس کی ایک زوجہ اور چند بیٹیاں تھیں۔ قضاء الٰہی سے وہ شخص فوت ہو گیا۔ ان کی بیوی کہتی ہیں کہ میں شماتت اعداء کے خوف سے سمرقند چلی گئی، میں وہاں سخت سردی میں پہونچی، میں نے اپنی بیٹیوں کو مسجد میں داخل کیا اور خود خوراک کی تلاش میں چل دی، میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں، میں نے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے کہا یہ رئیس شہر ہے۔ میں اس کے پاس پہونچی اور اپنا حال زار بیان کیا اس نے کہا اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو، اس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی، میں واپس مسجد کی طرف چل دی۔ میں نے راستے میں ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو بلند جگہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے اردگرد کچھ لوگ جمع تھے میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محافظ شہر ہے اور مجوسی ہے میں نے سوچا ممکن ہے اس سے کچھ فائدہ حاصل ہو جائے۔ چنانچہ میں اس کے پاس پہونچی۔ اپنی سرگزشت بیان کی اور رئیس شہر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا بیان کیا اور اسے یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں اور ان کے کھانے پینے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ اس شخص نے اپنی خادمہ کو

بلایا اور کہا اپنی آقا (یعنی میری بیوی) کو کہہ کہ وہ کپڑے پہن کر اور تیار ہوکر آئے، چنانچہ وہ آئی اور اس کے ساتھ چند کنیزیں بھی تھیں، بوڑھے شخص نے اسے کہا اس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جا اور اس کی بیٹیوں کو اپنے گھر لے آ۔ وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی۔ شیخ نے اپنے گھر میں ہمارے لئے الگ رہائش گاہ کا انتظام کیا، ہمیں بہترین کپڑے پہنائے، ہمارے غسل کا انتظام کیا اور ہمیں طرح طرح کے کھانے کھلائے۔

آدھی رات کے وقت رئیس شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی ہے اور لواء الحمد نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سرانور پر لہرا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس رئیس شہر سے اعراض فرمایا (یعنی اس کی طرف سے چہرۂ مبارک پھیر لیا)

اس نے (یعنی رئیس شہر نے) عرض کیا حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) آپ مجھ سے اعراض فرمارہے ہیں حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو۔ وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تو نے اس علوی عورت کو جو کچھ کہا تھا اسے بھول گیا؟ یہ محل اس شیخ کا ہے جس کے گھر میں اس وقت وہ (علوی سیدہ) عورت ہے۔ رئیس بیدار ہوا تو رو رہا تھا اور اپنے منہ پر طمانچے مار رہا تھا، اس نے اپنے غلاموں کو اس عورت کی تلاش میں بھیجا اور خود بھی تلاش میں نکلا، اسے بتایا گیا کہ وہ عورت مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے۔ یہ رئیس اس مجوسی کے پاس گیا اور کہا وہ علوی عورت کہاں ہے؟ اس نے کہا میرے گھر میں ہے۔ رئیس نے کہا اسے میرے یہاں بھیج دو، شیخ نے کہا یہ نہیں ہوسکتا، رئیس نے کہا مجھ سے یہ ہزار درہم و دینار لے لو اور اسے میرے یہاں بھیج دو۔ شیخ نے کہا بخدا ایسا نہیں ہوسکتا اگر چہ تم لاکھ دینار بھی دو۔ جب رئیس نے زیادہ اصرار کیا تو شیخ نے اسے کہا جو خواب تم نے دیکھا ہے میں نے بھی دیکھا ہے اور جو محل تم نے دیکھا ہے وہ واقعی میرا ہے تم اس لئے مجھ پر فخر کررہے ہو کہ تم مسلمان ہو، بخدا وہ علوی خاتون جیسے ہی ہمارے گھر میں تشریف لائیں تو ہم سب ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوچکے ہیں اور ان کی برکتیں ہمیں حاصل ہوچکی ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے فرمایا: چونکہ تم نے اس علوی خاتون کی تعظیم و تکریم کی ہے اس لئے یہ محل تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے ہے اور تم جنتی ہو۔ (برکات آل رسول، ص ۳۶۶، ۳۶۷)

اے ایمان والو! آل رسول، ایک سیدزادی کی خدمت وتعظیم کرنے کا صلہ وبدلہ کتنا عظیم ہے کہ اس شخص کو دنیا ہی میں اس کا جنتی محل دکھادیا گیا اور اس شخص کو جنتی ہونے کی بشارت بھی دیدی گئی اور خود سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دیدار بھی کرادیا۔ یہ ہے آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت وتعظیم کا عظیم الشان صلہ وبدلہ۔

۹) سید کی بے ادبی کا نقصان

سیدی عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں سید شریف نے حضرت خطاب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں بیان کیا کہ کاشف البحیرہ نے ایک سید صاحب کو مارا تو اسے اسی رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس حال میں زیارت ہوئی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے اعراض فرمارہے ہیں، اس نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرا کیا گناہ ہے؟ تو آپ نے فرمایا: تو مجھے مارتا ہے حالانکہ میں قیامت کے دن تیرا شفیع ہوں، اس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم مجھے یاد نہیں کہ میں نے آپ کو مارا ہو۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا! کیا تو نے میری اولاد کو نہیں مارا؟ اس شخص نے عرض کیا ہاں، فرمایا: تیری ضرب میری ہی کلائی پر لگی ہے، پھر آپ نے اپنی کلائی نکال کر دکھائی جس پر ورم تھا جیسے کہ شہد کی مکھی نے ڈنک مارا ہو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (برکات آل رسول، ص ۲۶۸)

(۱۰) سید سے بلند مقام پر بیٹھنا منع ہے

قاضی جمال الدین محمود عجمی جو قاہرہ کے گورنر تھے۔ ایک دن سید عبدالرحمٰن کی مجلس میں آئے اور سید صاحب سے کہا کہ حضرت مجھے معاف فرمادیجئے۔ انہوں نے کہا جناب کیا چیز معاف کردوں؟ انہوں نے کہا کہ کل رات میں قلعہ پر گیا اور بادشاہ کے سامنے بیٹھا، پھر آپ تشریف لائے اور مجھ سے بلند جگہ پر بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ یہ بادشاہ کی مجلس میں مجھ سے اونچے مقام پر کیوں بیٹھے ہیں؟ بس رات کو میں سویا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھ سے فرمایا اے محمود تو اس بات سے عار محسوس کرتا ہے کہ میری اولاد سے نیچے بیٹھے۔ یہ سن کر حضرت سید عبدالرحمٰن رو پڑے اور کہا، جناب میں ایسا کہاں ہوں کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے یاد فرمائیں۔ یہ سنتا تھا کہ تمام حاضرین بھی رو پڑے اور سب کی آنکھیں اشکبار ہوگئیں۔ سب نے سید صاحب سے دعا کی درخواست کی اور واپس آگئے۔ (برکات آل رسول، ص۲۶۸)

(۱۱) بے عمل سید بھی واجب التعظیم ہیں

سیدی محمد فاسی فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بعض حسنی سادات کو ناپسند رکھتا تھا کیونکہ بظاہر ان کے افعال سنت کے مخالف تھے۔ خواب میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرا نام لیکر فرمایا۔ اے فلاں! کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ تم میری اولاد سے بغض رکھتے ہو، میں نے عرض کیا خدا کی پناہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں تو ان کے خلاف سنت افعال کو ناپسند رکھتا ہوں، فرمایا کیا یہ فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ نافرمان اولاد نسب سے ملحق ہوتی ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! فرمایا یہ نافرمان اولاد ہے، جب میں بیدار ہوا تو ان تمام سادات سے جس سے بھی ملتا ان کی بے حد تعظیم کرتا۔ (برکات آل رسول، ص۲۶۹)

(۱۲) تعظیم آل رسول کا ایک عجیب وغریب واقعہ

جنید نامی خلیفۂ بغداد کا درباری پہلوان مملکت کی ناک کا بال تھا، وقت کے بڑے بڑے سورما اس کی طاقت اور فن کا لوہا مانتے تھے۔ ساری مملکت میں جنید کا کوئی مقابل وحریف نہیں تھا۔ خلیفۂ بغداد کا دربار لگا ہوا تھا، اراکین سلطنت اپنی اپنی کرسیوں پر فروکش تھے۔ جنید بھی اپنے مخصوص لباس میں زینت دربار تھے کہ ایک چوبدار نے آکر اطلاع دی۔

صحن کے دروازے پر ایک لاغر ونیم جاں شخص کھڑا ہے۔ شکل کی پراگندگی اور لباس کی شکستگی سے وہ ایک فقیر معلوم ہوتا ہے۔ ضعف ونقاہت سے قدم ڈگمگاتے ہیں۔ آج وہ شخص صبح سے برابر اصرار کر رہا ہے کہ میرا چیلنج جنید تک پہونچا دو، میں اس سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں محل کے پاسبان ہر چند اسے سمجھاتے ہیں کہ چھوٹا منہ بڑی بات مت کرو، جس کی ایک پھونک سے تم اڑ سکتے ہو، اس سے کشتی لڑنے کا خواب پاگل پن ہے، لیکن وہ بضد ہے کہ اس کا پیغام بادشاہ تک پہونچا دیا جائے۔ خلیفہ نے حکم دیا اسے حاضر کیا جائے تھوڑی دیر کے بعد چوبدار اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے حاضر ہوا اس کے قدم ڈگمگا رہے تھے۔ چہرے پر ہوائی اڑ رہی تھی بڑی مشکل سے دربار میں آکر کھڑا ہوا۔

تم کیا کہنا چاہتے ہو؟ وزیر نے دریافت کیا۔
جنید سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں۔ اس اجنبی شخص نے جواب دیا۔
کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ جنید کا نام سن کر بڑے بڑے بہادروں کے ماتھے پر پسینہ آجاتا ہے۔ ساری
ریاست میں اب ان کا کوئی مد مقابل نہیں رہ گیا ہے۔ ایسی مضحکہ خیز بات کے لئے اصرار مت کرو۔ اس شخص نے
جواب میں کہا کہ جنید کی شہرت ہی مجھے یہاں تک کھینچ کر لائی ہے۔ مجھے تو اثبات و نفی میں جواب چاہئے۔
مسئلہ بہت پیچیدہ بن گیا تھا اس لئے خلیفۃ المسلمین کے اشارے پر وزیر نے اہل دربار کی رائے دریافت کی۔
سارا نشیب و فراز سمجھانے کے بعد بھی اگر یہ بضد ہے تو اس کا چیلنج منظور کرلیا جائے۔ بالآخر یہ بات ہوئی کہ
اس کا چیلنج قبول کرلیا جائے۔ کشتی کے مقابلے کے لئے دربار شاہی سے تاریخ اور جگہ متعین کردی گئی اور ساری مملکت
میں اس کا اعلان کردیا جائے۔ اطمینان رکھا جائے، میں وقت مقررہ پر دنگل میں حاضر ہو جاؤں گا یہ کہتے ہوئے
اجنبی شخص دربار سے رخصت ہوگیا۔ ساری مملکت میں ہونے والے دنگل کا تہلکہ مچا ہوا تھا۔ اکثر لوگوں کی رائے تھی
کہ وہ ضرور آئے گا۔ اسے شاطر اور پاگل سمجھنا غلط ہے۔ بہر حال ہوا کچھ ایسی چل گئی تھی کہ جتنے منہ اتنی باتیں، تاریخ
جیسے جیسے قریب آتی جارہی تھی انتظار شوق کی آنچ تیز ہوتی جاتی تھی۔ اب وہ شام آگئی تھی جس کی صبح کو تاریخ کا ایک
اہم فیصلہ ہونے والا تھا۔ آفتاب ڈوبتے ڈوبتے کئی لاکھ آدمیوں کا ہجوم بغداد میں منڈلا رہا تھا۔ جنید کے لئے آج
کی رات بہت پراسرار ہوگئی تھی۔ ساری رات بے چینی میں کروٹیں بدلتے گزر رہی تھی۔
بغداد کا سب سے وسیع میدان لاکھوں تماشائیوں سے کھچا کھچ بھر گیا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد شاہانہ تزک
واحتشام کے ساتھ بادشاہ کی سواری آرہی تھی، خدام و حشم کے ساتھ حضرت جنید بھی بادشاہ کے ہمراہ تشریف لائے۔
سب آچکے تھے۔ اب اس اجنبی شخص کا انتظار تھا جس نے چیلنج دے کر سارے علاقے میں تہلکہ مچا دیا تھا۔
وقت مقررہ میں اب چند ہی لمحے باقی رہ گئے تھے کہ وزیر اعلان کرنے کھڑا ہوا۔ سارا مجمع گوش بر آواز
ہوگیا۔ منہ سے پہلا لفظ ہی نکلا تھا کہ مجمع کے کنارے سے ایک شخص نے آواز دی۔ ذرا ٹھہر جائیے! وہ دیکھئے سامنے
گرد اڑ رہی ہے ہوسکتا ہے وہی اجنبی شخص آرہا ہو۔ چند ہی لمحے بعد جب گرد صاف ہوئی تو دیکھا گیا کہ ایک نحیف
ولاغر انسان پسینے میں شرابور ہانپتے، کانپتے چلا آرہا ہے سارا مجمع اس اجنبی شخص کو دیکھنے کے لئے ٹوٹ پڑا۔ بڑی
مشکل سے اسے میدان تک پہونچایا گیا۔ ظاہری شکل و صورت دیکھ کر لوگوں کو سخت حیرت تھی کہ ضعف و ناتوانی سے
زمین پر جس کے قدم سیدھے نہیں پڑتے وہ جنید جیسے کوہ پیکر پہلوان سے کیا مقابلہ کرسکتا ہے۔

دنگل کا وقت ہو چکا تھا، اعلان ہوتے ہی حضرت جنید تیار ہو کر اکھاڑے میں اتر گئے۔ وہ اجنبی شخص بھی کمر کس کر اکھاڑے میں کھڑا ہو گیا۔ لاکھوں تماشائیوں کے لئے بڑا ہی حیرت انگیز منظر تھا۔ حضرت جنید نے خم ٹھونک کر زور آزمائی کے لئے پنجہ بڑھایا۔ اس اجنبی شخص نے دبی زبان سے کہا۔

اے جنید! کان قریب لائیے مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔ نہ جانے اس آواز میں کیا سحر تھا کہ سنتے ہی حضرت جنید پر ایک سکتہ طاری ہو گیا۔ اچانک پھیلے ہوئے ہاتھ سمٹ گئے۔ کان قریب کرتے ہوئے کہا فرمائیے۔

اجنبی شخص کی آواز گلو گیر ہو گئی۔ بڑی مشکل سے اتنی بات منہ سے نکل سکی۔

جنید میں کوئی پہلوان نہیں ہوں۔ زمانے کا ستایا ہوا ایک آل رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہوں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ایک چھوٹا سا کنبہ کئی ہفتہ سے جنگل میں پڑا ہوا فاقوں سے نیم جاں ہے۔ سیدانیوں کے بدن پر کپڑے بھی سلامت نہیں ہیں کہ وہ گھنی جھاڑیوں سے باہر نکل سکیں۔ چھوٹے بچے بھوک کی شدت سے بے حال ہو گئے ہیں ہر روز صبح کو یہ کہہ کر شہر آتا ہوں کہ شام تک کوئی انتظام کر کے واپس لوٹوں گا لیکن خاندانی غیرت کسی کے سامنے منہ نہیں کھولنے دیتی۔ گرتے پڑتے بڑی مشکل سے آج یہاں پہونچا ہوں۔ فاتح خیبر کا خون ہاشمی رگوں میں سوکھتا جا رہا ہے۔ چلنے کی سکت باقی نہیں ہے۔ شرم سے بھیک مانگنے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھتے۔ میں نے تمہیں صرف اسی امید پر چیلنج دیا تھا کہ آل رسول کی جو عقیدت تمہارے دل میں ہے آج اس کی آبرو رکھ لو۔

وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھواؤں گا۔ فاطمی چمن کی مرجھائی کلیوں کی اُداسی اب دیکھی نہیں جاتی۔ جنید! عالمگیر شہرت و اعزاز کی صرف ایک قربانی سوکھے چہروں کی شادابی کے لئے کافی ہے۔ یقین رکھو آل رسول کے خانہ بدوش قافلہ کی حرمت و آسودگی کے لئے تمہاری عزت و ناموس کا ایثار کبھی رائیگاں نہیں جائے گا۔ ہمارے خاندان کی یہ ریت تمہیں معلوم ہے کہ کسی کے احسان کا بدلہ ہم زیادہ دیر تک قرض نہیں رکھتے۔

اجنبی شخص یعنی ایک سید کے یہ چند جملے نشتر کی طرح حضرت جنید کے جگر میں پیوست ہو گئے۔ پلکیں آنسوؤں کے طوفان سے بوجھل ہو گئیں۔ عشق و ایمان کا ساغر موجوں کے تلاطم سے زیر و زبر ہونے لگا۔ آج کونین کا سرمدی اعزاز سر پر چڑھ کر جنید کو آواز دے رہا تھا۔ عالمگیر شہرت و ناموس کی پامالی کے لئے دل کی پیش کش میں ایک لمحے کی بھی تاخیر نہیں ہوتی۔ بڑی مشکل سے حضرت جنید نے جذبات کی طغیانی پر قابو حاصل کرتے ہوئے کہا۔

کشور عقیدت کے تاجدار! میری عزت اور ناموس کا اس سے بہترین مصرف اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسے

تمہارے قدموں کی اڑتی ہوئی خاک پر نثار کردوں۔ چمنستان قدس کی پژمردہ کلیوں کی شادابی کے لئے اگر میرے
تمہارے نقش پا میں جذب کرنے کے لئے تیار ہوں۔
جگر کا خون کام آسکے تو اس کا آخری قطرہ بھی
اے خوش نصیب کہ کل میدان حشر میں سرکار اپنے نواسوں کے زرخرید غلاموں کی قطار میں کھڑے ہونے کی
اجازت مجھے مرحمت فرمائیں۔

اتنا کہنے کے بعد حضرت جنید خم ٹھونک کر للکارتے ہوئے آگے بڑھے اور اجنبی شخص سے پنجہ ملا کر گتھ گئے۔
پیچ پیچ کشتی لڑنے کے انداز میں تھوڑی دیر پینترا بدلتے رہے۔ سارا مجمع نتیجے کے انتظار میں ساکت خاموش نظر
جمائے دیکھتا رہا۔ چند ہی لمحے کے بعد حضرت جنید نے بجلی کی تیزی کے ساتھ ایک داؤ چلایا۔ آنکھیں کھلی تو جنید کے
حامیوں کے نعرہائے تحسین سے میدان گونج اٹھا۔ ہیبت سے دیکھنے والوں کی پلکیں جھپک گئیں۔ لیکن دوسرے ہی لمحے
میں حضرت جنید چاروں شانے چت تھے۔ سینے پر سیدہ فاطمہ کا ایک نحیف و ناتواں شہزادہ فتح کا پرچم لہرا رہا تھا۔ حضرت
جنید کی فاتحانہ زندگی کا نقشہ دیکھنے والی آنکھیں اس حیرت انگیز نظارے کی تاب نہ لا سکیں۔ ایک لمحے کے لئے سارے مجمع
پر سکتے کی سی کیفیت طاری ہوگئی۔ آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ حیرت کا طلسم ٹوٹتے ہی مجمع نے نحیف و ناتواں سید کو گود
میں اٹھالیا۔ میدان کا فاتح اب سروں سے گزر رہا تھا اور ہر طرف سے انعام و اکرام کی بارش ہو رہی تھی۔ رات ہونے سے
پہلے پہلے ایک گمنام سید خلعت و انعامات کا بیش بہا ذخیرہ لے کر جنگل میں اپنے قافلے کی طرف لوٹ چکا تھا۔
حضرت جنید اکھاڑے میں اسی شان سے چت لیٹے ہوئے تھے۔ اب کسی کو کوئی ہمدردی ان کی ذات سے
نہیں رہ گئی تھی۔ ہر شخص انہیں پائے حقارت سے ٹھکراتا اور ملامت کرتا ہوا گزر رہا تھا۔ عمر بھر مدح و ستائش کا خراج
وصول کرنے والا آج زہر میں بجھے ہوئے طعنوں اور توہین آمیز کلمات سے مسرور و شاد کام ہو رہا تھا۔ ہجوم ختم
ہوجانے کے بعد خود ہی اٹھے اور اپنے دولت خانہ پر تشریف لے گئے۔

رات کی زلف سیاہ کمر کے نیچے ڈھل چکی تھی۔ بغداد کا سارا شہر تاروں کی ٹھنڈی چھاؤں میں محو خواب تھا۔ عشاء
کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حضرت جنید جب اپنے بستر پر لیٹے تو بار بار کان میں یہ الفاظ گونج رہے تھے۔
وعدہ کرتا ہوں کہ کل میدان قیامت میں نانا جان سے کہہ کر تمہارے سر پر فتح کی دستار بندھاؤں گا۔
حضرت جنید سوچتے ہیں۔ کیا سچ مچ ایسا ہو سکتا ہے؟ کیا میری قسمت کا ستارہ یک بیک اتنی بلندی پر پہونچ
جائے گا کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی ہاتھوں کی برکتیں میری پیشانی کو چھولیں۔ اپنی طرف دیکھتا ہوں تو
کسی طرح اپنے آپ کو اس اعزاز کے قابل نہیں پاتا۔ لیکن لاڈلوں کی ضد بھی تو کوئی چیز ہے۔ اگر میدان حشر میں

شہزادے چل گئے تو رحمت تمام کو کیوں کر گوارہ ہوسکے گا کہ ان کے دل کے نازک آب گینے پر کوئی آنچ آجائے۔ سارے زمانے میں آل رسول کی زبان کا بھرم مشہور ہے۔ گردن کٹ سکتی ہے۔ دی ہوئی زبان نہیں کٹ سکتی۔ آخر کربلا کے لالہ زار کی سرخی زبان ہی کے بھرم سے تو آج تک قائم ہے۔ نبی زادوں کا وعدہ غلط نہیں ہوسکتا۔ قیامت کے دن وہ ضرور اپنے نانا جان تک میری بات پہونچائیں گے اے کاش۔

آج قیامت آجاتی، آج ہی محشر کا وہ روح پرور نظارہ نگاہوں کے سامنے ہوتا۔

آہ ! اب جب تک زندہ رہوں گا قیامت کے لئے ایک ایک دن گننا پڑے گا۔ حساب وشمار کی گرفت میں نہ آنے والی یہ طویل مدت کیسے کٹے گی؟

یہ سوچتے سوچتے حضرت جنید کی پرنم آنکھوں پر نیند کا ایک ہلکا سا جھونکا آیا اور وہ خاکدان گیتی سے بہت دور ایک دوسری دنیا میں پہونچ گئے۔

اب بغداد سے گنبد خضریٰ کا عکس صاف دکھائی دے رہا تھا۔ بغداد کی زمین جھومنے لگی۔ بہاروں نے پھول برسائے، صبا نے خوشبو اڑائی۔ سحر نے اجالا کیا۔ رحمتوں نے فرش بچھائے اور درخشاں کرنوں سے حضرت جنید کے صحن کا چپہ چپہ معمور ہوگیا۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کے نغموں سے فضا گونج اٹھی۔

عالم بے خودی میں حضرت جنید سلطان کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدموں سے لپٹ گئے۔ سرکار نے رحمتوں کے ہجوم میں مسکراتے ہوئے فرمایا۔

جنید اٹھو! قیامت سے پہلے اپنے نصیبے کی سرفرازیوں کا نظارہ کرلو۔ نبی زادوں کے ناموس کے لئے شکست کی ذلتوں کا انعام قیامت تک قرض نہیں رکھا جائے گا۔

سر اٹھاؤ ! تمہارے لئے فتح وکرامت کی دستار لے کر آیا ہوں۔ آج سے تمہیں عرفان وتقرب کی سب سے اونچی بساط پر فائز کیا گیا۔ تجلیات کی بارش میں اپنی ننگی پیٹھ پر لگے غبار اور چہرے کی گرد کا نشان دھوڈالو۔ اب تمہارے رخ تاباں میں خاکدان گیتی ہی کے نہیں عالم قدس کے رہنے والے بھی اپنا منہ دیکھیں گے۔ بارگاہ یزداں سے گروہ اولیاء کی سروری تمہیں مبارک ہو۔

ان کلمات سے سرفراز فرمانے کے بعد سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت جنید کو سینے سے لگالیا۔ اس عالم کیف بار میں اپنے شہزادوں کے جاں نثار پروانے کو کیا کیا عطا فرمایا۔ کس کو معلوم۔ جاننے والے بس اتنا ہی

جان سکے کہ صبح کو جب حضرت جنید کی آنکھ کھلی تو پیشانی کی موجوں میں نور کی کرن لہرا رہی تھی۔ آنکھوں سے عشق و عرفان کی شراب کے پیانے چھلک رہے تھے۔

کل کی شام جو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا گیا تھا، آج صبح کو اس کی راہ گزر میں پلکیں بچھی جا رہی تھیں کل کی شکست کی ذلتوں سے بوجھل ہو کر جو اکیلا اپنے گھر تک آیا تھا۔ آج اس کے جلو میں کونین کی امیدوں کے کارواں چل رہے تھے۔ ایک ہی رات میں سارا عالم زیر وزبر ہو گیا تھا۔

خواب کی بات بادِ صبا نے گھر گھر پہونچا دی تھی۔ طلوع سحر سے پہلے ہی حضرت جنید کے دروازے پر درویشوں کی بھیڑ جمع ہو گئی تھی۔ جونہی باہر تشریف لائے خراج عقیدت کے لئے ہزاروں گردنیں جھک گئیں۔ خلیفہ بغداد نے اپنے سر کا تاج اتار کر قدموں میں ڈال دیا۔ سارا شہر حیرت و پشیمانی کے عالم میں سر جھکائے کھڑا تھا۔ مسکراتے ہوئے ایک جلوہ بار نظر اٹھی اور ہیبت سے لرزتے ہوئے دلوں کو سکون بخش دیا۔ اتنے میں آواز آئی کہ گروہ اولیاء کی سروری کا اعزاز مبارک ہو۔ منہ پھیر کر دیکھا تو وہی نحیف و ناتواں آل رسول فرط مسرت سے مسکرا رہا تھا۔ ساری فضا سید الطائفہ کی مبارکباد سے گونج اٹھی تھی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم وارضاھم عنا ملخصاً۔ (لالہ زار ص ۱۹۷)

اے ایمان والو! ہوش سنبھالو۔ اور سمجھو کہ کسی سید اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلٰی آلہٖ وسلم کی خاطر چند ساعت کی بے عزتی اور شرمندگی کو اگر آپ نے گوارا کر لیا اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت و خدمت آپ بجا لائے تو اس کا صلہ اور بدلہ دنیا و آخرت میں بہترین سرفرازی اور شاندار کامیابی ہے کہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بادشاہ کے درباری پہلوان تھے مگر آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم و تکریم کا صلہ تھا کہ سید الطائفہ اور امام الاولیاء بنا دیئے گئے۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

(۱۳) عشق آل رسول سے لبریز امام احمد رضا کا ایمان افروز واقعہ

امام اہلسنت کی سواری کے لئے پالکی دروازے پر لگا دی گئی تھی۔ سینکڑوں مشتاقان دید انتظار میں کھڑے تھے۔ وضو سے فارغ ہو کر کپڑے زیب تن فرمائے، عمامہ باندھا اور عالمانہ وقار کے ساتھ باہر تشریف لائے۔

چہرۂ انور سے فضل و تقویٰ کی کرن پھوٹ رہی تھی۔ شب بیدار آنکھوں سے فرشتوں کا تقدس برس رہا تھا۔ طلعت جمال کی دل کشی سے مجمع پر ایک رقت انگیز بے خودی کا عالم طاری تھا۔ گویا پروانوں کے ہجوم میں ایک شمع فروزاں مسکرا رہی تھی اور رمند لیمان شوق کی انجمن میں ایک گل رعنا کھلا ہوا تھا۔

بڑی مشکل سے سواری تک پہونچنے کا موقعہ ملا۔

پابوسی کا سلسلہ ختم ہونے کے بعد کہاروں نے پالکی اٹھائی، آگے پیچھے داہنے بائیں نیاز مندوں کی بھیڑ ہمراہ چل رہی تھی۔ کہار پالکی لے کر تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ امام اہلسنت نے آواز دی، پالکی روک دو۔

حکم کے مطابق پالکی رکھ دی گئی۔ ہمراہ چلنے والا مجمع بھی وہیں رُک گیا۔

اضطراب کی حالت میں باہر تشریف لائے، کہاروں کو اپنے قریب بلایا اور بھرائی ہوئی آواز میں دریافت کیا۔ آپ لوگوں میں کوئی آل رسول تو نہیں؟

اپنے جد اعلیٰ کا واسطہ سچ بتایئے، میرے ایمان کا ذوق لطیف تن جاناں کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔ اس سوال پر اچانک ان میں سے ایک شخص کے چہرے کا رنگ فق ہو گیا۔ پیشانی پر غیرت و پشیمانی کی لکیریں اُبھر آئیں۔ بے نوائی آشفتہ حالی اور گردش ایام کے ہاتھوں ایک پامال زندگی کے آثار اس کے انگ انگ سے آشکار تھے۔

کافی دیر تک خاموش رہنے کے بعد نظریں جھکائے دبی زبان سے کہا۔

مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات، پات نہیں پوچھی جاتی۔

آہ! آپ نے میرے جد اعلیٰ کا واسطہ دے کر میری زندگی کا ایک سربستہ راز فاش کر دیا۔

سمجھ لیجئے کہ میں اسی چمن کا ایک مرجھایا ہوا پھول ہوں جس کی خوشبو سے آپ کی مشام جان معطر ہے۔ رگوں کا خون نہیں بدل سکتا۔

اس لئے آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہونے سے انکار نہیں ہے۔ لیکن اپنی خواہ مخواہ برباد زندگی کو دیکھ کر یہ کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔

چند مہینے سے آپ کے اس شہر میں آیا ہوں کوئی ہنر نہیں جانتا کہ اسے اپنا ذریعہ معاش بناؤں پالکی اٹھانے والوں سے رابطہ قائم کر لیا ہے۔ ہر روز سویرے ان کے جھنڈ میں آ کر بیٹھ جاتا ہوں اور شام کو اپنے حصے کی مزدوری لے کر اپنے بال بچوں میں لوٹ جاتا ہوں۔

ابھی اس کی بات تمام بھی نہ ہو پائی تھی کہ لوگوں نے پہلی بار تاریخ کا یہ حیرت انگیز منظر دیکھا کہ عالم اسلام

کے ایک مقتدر امام کی دستار اس کے قدموں پر رکھی ہوئی تھی اور وہ بہتے ہوئے آنسوؤں کے ساتھ پھوٹ پھوٹ کر التجا کر رہا تھا۔

معزز شہزادے! میری گستاخی معاف کر دو، لاعلمی میں یہ خطا سرزد ہو گئی ہے۔ ہائے غضب ہو گیا جن کے کفش پا کا تاج میرے سر کا سب سے بڑا اعزاز ہے۔ ان کے کاندھے پر میں نے سواری کی۔

قیامت کے دن اگر کہیں سرکار (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نے پوچھ لیا کہ احمد رضا! کیا میرے فرزندوں کا دوش ناز نین اسی لئے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائیں تو میں کیا جواب دوں گا۔ اس وقت بھرے میدان حشر میں میرے ناموس عشق کی کتنی بڑی رسوائی ہو گی؟

آہ! اس ہولناک تصور سے کلیجہ شق ہوا جا رہا ہے۔ دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ جس طرح ایک عاشق دلگیر روٹھے ہوئے محبوب کو مناتا ہے۔ بالکل اسی انداز میں وقت کا ایک عظیم المرتبت امام اس کی منت وسماجت کرتا رہا اور لوگ پھٹی آنکھوں سے عشق کی ناز برداریوں کا یہ رقت انگیز تماشا دیکھتے رہے۔ یہاں تک کہ کئی بار زبان سے معاف کر دینے کا اقرار کرا لینے کے بعد امام اہلسنت نے پھر اپنی ایک آخری التجائے شوق پیش کی۔

چونکہ راہ عشق میں خون جگر سے زیادہ وجاہت وناموس کی قربانی عزیز ہے۔ اس لئے لاشعوری کی اس تقصیر کا کفارہ جب ہی ادا ہو گا کہ اب تم پالکی میں بیٹھو اور میں اسے اپنے کاندھے پر اٹھاؤں۔ اس التجا پر جذبات کے تلاطم سے لوگوں کے دل ہل گئے۔ وفور اثر سے فضا میں چیخیں بلند ہو گئیں۔

ہزار انکار کے باوجود آخر سید زادہ کو عشق جنوں خیز کی ضد پوری کرنی پڑی۔

آہ! وہ منظر کتنا رقت انگیز اور دل گداز تھا۔ جب اہلسنت کا جلیل القدر امام کہاروں کی قطار سے لگ کر اپنے علم وفضل جبہ ودستار اور اپنی عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودی حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے ایک گمنام مزدور کے قدموں پر نثار کر رہا تھا۔

شوکت عشق کا یہ ایمان افروز نظارہ دیکھ کر پتھروں کے دل پگھل گئے۔ کدورتوں کا غبار چھٹ گیا۔ غفلتوں کی آنکھ کھل گئی اور دشمنوں کو بھی ماننا پڑا کہ آل رسول کے ساتھ جس کے دل کی عقیدت واخلاص کا یہ عالم ہے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اس کی وارفتگی کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ اہل انصاف کو اس حقیقت کے

اعتراف میں اب کوئی تامل نہیں ہوسکتا کہ نجد سے لے کر سہارنپور تک رسول کے گستاخوں کے خلاف احمد رضا کی برہمی قطعاً حق بجانب ہے۔

صحرائے عشق کے اس روٹھے ہوئے دیوانے کو اب کوئی نہیں منا سکتا۔ وفا پیشہ دل کا یہ غیظ، ایمان کا کھنچا ہوا ہے۔ نفسانی ہیجان کی پیداوار نہیں۔ (لالہ زار۔ ص ۱۵۰)

ہے ان کے عطر بوئے گریباں سے مست گل
گل سے چمن چمن سے صبا اور صبا سے ہم

اسی لئے تو امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دیگی وہ آگ لگائی ہے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱﴾
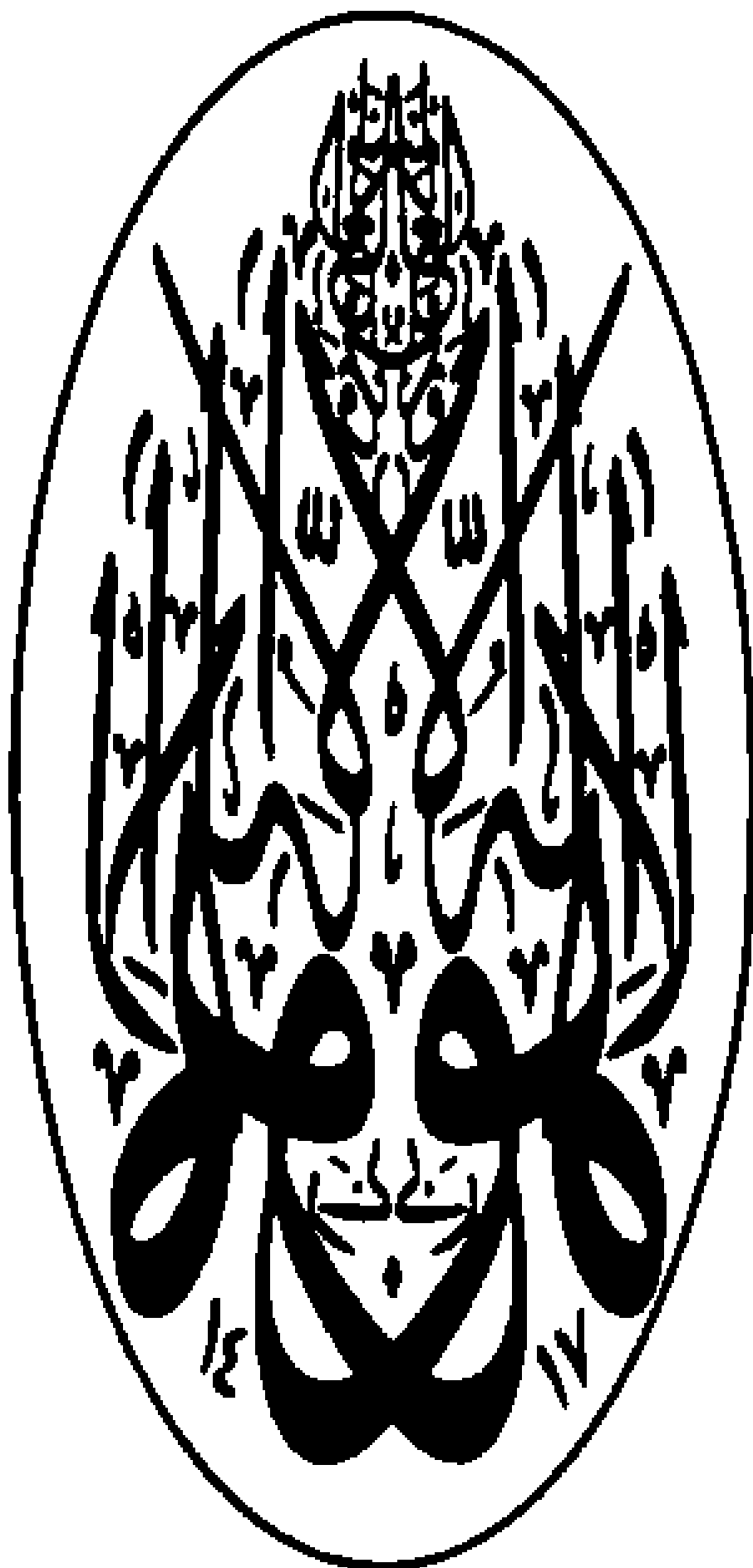
محرم الحرام

دوسرا جمعہ..پہلا بیان

مولیٰ علی شیر خدا
رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

قُلْ لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی ط (پ۲۵ آیت۲۳)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم۔

مَنْ قَرَابَتُکَ ھٰؤُلَاءِ الَّذِیْنَ وَجَبَتْ عَلَیْنَا مَوَدَّتُھُمْ قَالَ عَلِیٌّ وَفَاطِمَۃُ وَوَلَدَاھُمَا۔

(زرقانی علی المواہب، ج ۷، ص ۲۰، صواعق محرقہ ۱۶۸)

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم وہ آپ کے قرابت دار کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے؟ تو فرمایا علی و فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے۔ یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

اے ایمان والو! اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قرابت داروں میں ہیں اور ان کی محبت تمام مومنین پر فرض ہے۔

عاشق رسول وفدائے اہلبیت اطہار امام اہلسنت امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مرتضیٰ شیر حق اشجع الاشجعین
ساقی شیر و شربت پہ لاکھوں سلام

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پر تو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

اور فرماتے ہیں

صدق وعدل وکرم وہمت میں
چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے

بحر تسلیم علی میداں میں
سر جھکے رہتے ہیں تلواروں کے

کیسے آقاؤں کا بندہ ہوں رضا
بول بالے میری سرکاروں کے

اے ایمان والو! ہم لوگ اہلسنت وجماعت ہیں۔ ہم تمام صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار کی محبت والفت کو عین ایمان اور ان کی اتباع کو رضائے خدائے تعالیٰ اور خوشنودی مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذریعہ جانتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل ومحامد بے شمار ہیں جو اس وقت بیان کرنا ممکن نہیں مگر چند فضائل ومناقب بیان کرتا ہوں۔ بچوں میں سب سے پہلے اسلام لائے اور آپ عشرۂ مبشرہ میں سے ہیں جن کے لئے جنت کا وعدہ کیا گیا ہے۔

سیدۃ نساء العالمین خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر اور حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے والد بزرگوار ہیں۔

سادات کرام اور اولاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سلسلہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے جاری فرمایا۔ سلسلۂ ولایت وخلافت کے معدن ومخزن بھی آپ ہی ہیں۔ جملہ اولیاء، اغواث، اقطاب، ابدال، آپ کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہیں۔

زمین سے آسمانوں تک، عرب وعجم، بحر وبر میں آپ کے فضل وکمال اور آپ کی شجاعت وبہادری کا شہرہ عام ہے۔

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

ولادت: حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اعلان نبوت سے دس گیارہ سال قبل مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ اعلان نبوت سے سات آٹھ سال پہلے پیدا ہوئے (تاریخ الخلفاء ص ۱۱۱)

نام و نسب: آپ کا اسم گرامی علی بن ابی طالب، اور کنیت ابوالحسن وابوتراب ہے۔ اور لقب حیدر و مرتضیٰ ہے۔ آپ کے والد ابوطالب بن عبدالمطلب ہیں۔ جو ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حقیقی چچا ہیں، اس طرح حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی ہوتے ہیں۔ آپ کی ماں کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔ اور یہ پہلی ہاشمی خاتون ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت فرمائی۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۳)

پرورش: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوش نصیبی کا باب اس طرح کھلا کہ قحط سالی کی وجہ سے قریش بہت پریشان حال تھے۔ انہیں میں مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ابوطالب بھی تھے جو اپنی کبرسنی اور کثیر العیالی کی وجہ سے سخت معاشی دشواریوں سے دوچار تھے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ کیا اور دونوں نے ابوطالب کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے یہ تدبیر اپنائی کہ جعفر بن ابی طالب کو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کفالت میں لے لیا اور فیروز بخت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سایہ عاطفت میں آ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کفالت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمائی۔ آپ ہی کے سایہ کرم میں پروان چڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہوش کی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو آغوش مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں پایا۔

یہ عز و شرف مشیت ربانی نے مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مقدر کر دیا تھا۔ (ابن ہشام ج ۱، ص ۱۸۱)

قبول اسلام: عاشق اہلبیت حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اسد اللہ الغالب علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے اس وقت آپ کی عمر شریف آٹھ۔ دس سال کی تھی۔ (تنزیہ المکانۃ الحیدریہ)

بڑوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایمان لائیں۔ غلاموں میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ اور بچوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایمان لائے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۴)

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آغوش رسالت میں پرورش پائی تھی اس لئے ان کی نگاہیں اسلام کی نورانیت سے منور تھیں۔ بعثت کے ابتدائی ایام میں آپ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو معروف عبادت نماز پڑھتے دیکھا تو حیرت سے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ دونوں کیا کر رہے تھے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے

جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور اسی کے لئے انبیاء کو مبعوث فرمایا، میں تم کو بھی اللہ واحد کی طرف بلاتا ہوں جو تنہا معبود ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔

مصاحبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فطرت سلیم کو نکھار دیا تھا ایک شب توقف کے بعد بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے اور دولت اسلام سے بہرہ مند ہو گئے۔ اسلام سے قبل آپ کا دامن عرب کی جاہلی رسوم اور اوثان پرستی سے کبھی بھی داغدار نہ ہوا۔

قرابت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

(۱) حدیث شریف: ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا۔ اَنْتَ مِنِّیْ وَاَنَامِنْکَ (بخاری شریف ج۱ ص۵۲۵)

تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:
اَلنَّاسُ عَنْ شَجَرَةٍ شَتّٰی وَاَنَاوَعَلِیٌّ مِّنْ شَجَرَةٍ وَّاحِدَةٍ۔ یعنی لوگ الگ الگ درختوں سے ہیں مگر میں اور علی ایک ہی درخت سے ہوں۔ (المعجم الاوسط للطبرانی ج۵ ص۸۹)

(۳) حدیث شریف: اِنَّ عَلِیًّا مِّنِّیْ وَاَنَامِنْهُ وَهُوَوَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ (ترمذی شریف)

بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور علی ہر مومن کے ولی ہیں۔ (یعنی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر مومن کے مددگار ہیں)

(۴) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ خَیْرُ اِخْوَتِیْ عَلِیٌّ وَّخَیْرُ اَعْمَامِیْ حَمْزَةُ۔

میرے بہترین بھائی علی ہیں اور بہترین چچا حمزہ ہیں۔

میں جس کا مولا ہوں علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے مولا ہیں

(۱) عَنْ زَیْدِبْنِ اَرْقَمَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ (ترمذی جلد۲ ص۲۱۳)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کا مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں۔

(۲) حضرت رباح بن حرث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رحبہ کے مقام پر آئی تو ان لوگوں نے کہا اے ہمارے مولا آپ پر سلام ہو۔ تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں کیسے تمہارا مولا ہوں جب کہ تم لوگ عرب قوم ہو انہوں نے کہا کہ ہم نے غدیر خم کے مقام پر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَاِنَّ ھٰذَا مَوْلَاہُ۔

جس کا مولا میں ہوں یہ یعنی علی اس کے مولا ہیں۔ (مسند احمد بن حنبل ج۔۵ ص۔۴۱۹)

(۱) اخوت رسول: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب مدینہ منورہ میں عقد مواخاۃ یعنی بھائی چارہ قائم فرمایا کہ دو دو صحابہ کو بھائی بھائی بنادیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ نے تمام صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، ایک صحابی کو دوسرے صحابی کا بھائی بنایا مگر مجھ کو کسی کا بھائی نہیں بنایا، میں اکیلا رہ گیا ہوں تو آقائے کائنات رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَنْتَ اَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ (یعنی اے علی) تم دنیا اور آخرت دونوں میں میرے بھائی ہو۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ص۵۶۴)

(۲) اے ایمان والو! حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چچازاد بھائی ہیں اور مدینہ منورہ میں عقد مواخاۃ کے وقت بھی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے لیکن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کو اپنا بھائی نہ کہا بلکہ جب بھی پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یاد کیا تو بھائی کہہ کر یاد نہ کیا بلکہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہہ کر یاد کیا مگر آج کل کے وہابی، دیوبندی، تبلیغی پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بڑا بھائی، اپنے جیسا بشر کہتے بھی ہیں اور لکھتے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ بے دین فرقوں سے محفوظ رکھے اور ہم جب بھی اپنے آقا رحمت والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یاد کریں تو یارسول اللہ، یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہہ کر یاد کریں۔ یہی طریقہ حضرت علی اور تمام صحابہ عظام اور اولیائے کرام علیہم الرضوان کا ہے۔ یادرکھنا اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول عظمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے جیسا بشر اور بھائی کہنے والا مومن نہیں رہ سکتا کافر و منافق کے زمرے میں شمار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولا علی اور تمام صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان کے طریقے پر چلائے اور محبوب

خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کا باادب بنا کر موت نصیب فرمائے۔

خوب فرمایا عاشق مدینہ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بھٹک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے

درود شریف:

حضرت علی شرک سے پاک تھے: ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گود میں ہوش سنبھالا۔ آنکھ کھلتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کیا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی باتیں سنیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادتیں سیکھیں۔ اس لئے بتوں کی نجاست اور شرک کی گندگی سے آپ کا دامن ہمیشہ پاک وصاف رہا آپ نے کبھی بت پرستی نہیں کی اس لئے آپ کا لقب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ہے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۔)

حضرت فاطمہ بنت اسد: حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں فاطمہ بنت اسد معزز و شریف خاتون تھیں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پرورش و تربیت میں آپ نے بڑی دل چسپی لی۔ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی اولاد پر ترجیح دیتیں۔ حقیقی ماں کی طرح سلوک فرماتیں۔ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری حقیقی ماں حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد یہی یعنی فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا میری ماں تھیں۔ (مستدرک، ص ۱۵)

حضرت فاطمہ بنت اسد کا انتقال: حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ماں حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال مدینہ طیبہ میں ہوا۔ آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کے کفن کے لئے اپنا پیراہن مبارک عطا فرمایا اور وہ اسی میں ملبوس کی گئیں۔ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کھود کر تیار کی گئی تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قبر میں اترے اور لیٹ گئے۔ اس طرح آپ کی قبر کو متبرک فرمایا اور پھر آپ کو قبر میں دفن کیا گیا۔ یہ سب کچھ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت اسد کی خدمات کے اعتراف میں تھا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۲، ص ۱۸)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقام

(۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی ذریت (یعنی نسل) اس کی صلب (یعنی اولاد) سے جاری فرمائی اور میری ذریت یعنی نسل حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صلب (یعنی اولاد) سے چلے گی۔
(المعجم الکبیر للطبرانی ج۔۳ ص۔۴۳، کنز العمال ص۔۳۰۰)

اے ایمان والو! آج جو پوری دنیا میں آل نبی موجود ہیں وہ اولاد علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں یعنی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد کی اولاد ہیں جنہیں آل نبی کہا جاتا ہے۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

درود شریف:

(۲) حدیث شریف: حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں سے بعض کے گھروں کے دروازے مسجد نبوی (کے صحن) کی طرف کھلتے تھے۔ ایک دن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ان تمام دروازوں کو بند کر دو سوائے باب علی کے۔ راوی کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے چہ می گوئیاں کیں اس پر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا حمد وثنا کے بعد فرمایا مجھے باب علی کے سوا ان تمام دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے پس تم میں سے کسی نے اس بات پر اعتراض کیا ہے۔ خدا کی قسم نہ میں کسی چیز کو کھولتا ہوں اور نہ بند کرتا ہوں مگر یہ کہ مجھے اس چیز کے کرنے کا حکم دیا جاتا ہے پس میں اس (حکم خداوندی) کی اتباع کرتا ہوں۔ (المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۲۵)

اے ایمان والو! اس حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی پر غسل واجب ہو جائے اور وہ غسل کے لئے گھر سے نکلے گا تو مسجد نبوی میں قدم رکھے گا جس سے مسجد کا ادب باقی نہیں رہ پائے گا۔ غسل واجب ہو تو صرف دو ذاتیں ہیں جو مسجد میں قدم رکھ سکتی ہیں ایک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور دوسرے مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حدیث شریف: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ یَا عَلِیُّ لَا یَحِلُّ لِاَحَدٍ اَنْ یُّجْنِبَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ غَیْرِیْ وَغَیْرُکَ ۔

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اے علی میرے اور تمہارے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں کہ اس مسجد (نبوی) میں حالت جنابت میں جائے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ، ص ۵۶۴، مسند ابی یعلیٰ، ج ۲، ص ۳۱۱)

(۳) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غزوہ تبوک میں اپنا خلیفہ بنایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ نے مجھے عورتوں اور بچوں میں خلیفہ بنایا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اس چیز پر راضی نہیں کہ آپ میرے لئے اس طرح بن جائیں جس طرح کہ حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قائم مقام تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

(بخاری شریف، ج ۱، ص ۱۳۵، مسلم شریف، ص ۱۸۷)

(۴) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑی کثرت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کو دیکھتے رہتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ (الصواعق المحرقہ، ص ۱۷۷)

(۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

(المستدرک حاکم، ص ۱۳۶، الریاض النضرہ، ص ۱۹۹، کنز العمال، ص ۱۵۵)

اے ایمان والو! ہمارے سرکار امت کے غم خوار رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کے چہرہ کو محبت سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو حج مبرور کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

ماں باپ کے ذریعہ وسیلے سے ہم اس دنیا میں آئے تو اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کو اولاد کے حق میں عظیم مقام عطا فرمایا اور ان کے چہرہ کو دیکھنا حج مبرور کا درجہ دیا اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے مقبول و محبوب بارگاہ خدائے تعالیٰ و دربار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں جن کے گھر سے ہمیں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ملے ہیں اور خدائے تعالیٰ ملا ہے یقیناً ماں باپ سے بیشار درجہ فضیلت حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے تو ان کے چہرہ کو دیکھنا بے شک ثواب ہے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ایک اور حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے جس سے آپ حضرات کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں اور ان کی شان کتنی بلند و بالا ہے۔

(۲) حدیث شریف: عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهٗ قَالَ ذِكْرُ عَلِيٍّ عِبَادَةٌ (کنز العمال ج۔۶ص۔۱۵۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (حضرت) علی کا ذکر عبادت ہے۔ اللہ اکبر!

اے ایمان والو! آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنا اور جتنا سنا اس میں کم وبیش کئے بغیر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے سامنے بیان کر دیا۔ اگر ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف کوئی بغض وعناد کی بات ہوتی تو وہ ہرگز ایسا نہ کرتیں، رہی بات جنگ جمل کی تو اس کے اسباب وعلل کچھ اور تھے، امت کو اس میں پڑنے کی حاجت نہیں ورنہ گمراہی کا اندیشہ ہے، ہم اہل سنت ہیں تمام صحابہ کرام و جملہ ازواج مطہرات سے محبت، مودّت فرض ہے اور ان کی تعظیم وتوقیر ایمان کے لئے لازم وضروری ہے۔

خوب فرمایا عاشق رسول، فدائے اہل بیت امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

ان کے مولا کی ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام

جن کے دشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
ان سب اہل محبت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

حضرت علی باب علم و حکمت ہیں

(۱) حدیث شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدَہٗ عَلٰی صَدْرِہٖ فَقَالَ اَنَاالْمُنْذِرُ ثُمَّ اَوْمَأَ اِلٰی مَنْکِبِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَقَالَ اَنْتَ الْھَادِیْ الْمُھْتَدِیْ مِنْ بَعْدِیْ (کنز العمال ج۶ ص ۱۵۷ تفسیر کبیر ج۵ ص ۲۷۰)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے سینہ پر دست مبارک رکھا اور فرمایا کہ میں منذر ہوں اور پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اے علی تو ہادی ہے اور میرے بعد راہ پانے والے تجھ سے راہ پائیں گے۔

یعنی ولایت کے سلسلے تجھ سے جاری ہوں گے اور امت کے اولیاء وعلماء تجھ سے فیض حاصل کریں گے اور قیامت تک فیض پہونچاتے رہیں گے۔

(۲) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْیَاْتِ الْبَابَ۔ (المعجم الکبیر طبرانی، المستدرک للحاکم، ج۳، ص ۱۲۶)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں پس جو کوئی علم کا ارادہ کرے، وہ دروازے کے پاس آئے یعنی علی کے پاس آئے۔

اے ایمان والو! خوب غور سے سنو کہ حدیث شریف کا دوسرا حصہ جو کوئی علم کا ارادہ کرے وہ دروازے کے پاس آئے یعنی جس شخص کو مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا علم چاہئے وہ علی کے دروازے پر آئے یعنی حضرت علی کے پاس آئے اور جو شخص حضرت علی کو چھوڑ کر علم حاصل کرنا چاہے تو وہ شخص نہ علم کی دولت پا سکتا ہے اور نہ ہی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے غلامی کی نعمت سے سرفراز ہو سکتا ہے۔

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ وَعَلٰی اٰلِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ۔

(۳) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا دَارُ الْحِکْمَۃِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا۔ (ترمذی، ج۵، ص ۶۳۷، کنز العمال، ص ۱۵۳)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے علم (بھید) کا خزانہ ہے۔ (کنز العمال، ص ۱۵۳)

(۵) حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھے قاضی بنا کر یمن کی طرف بھیجا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں کم عمر، ناتجربہ کار اور قضا جانتا نہیں ہوں تو فیصلے کیسے کروں گا؟

تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرے سینے پر اپنا دست مبارک مار کر فرمایا: یا اللہ تعالیٰ تو علی کے دل کو ہدایت کے نور سے روشن کر اور علی کی زبان کو استقلال عطا فرما۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قسم اس دن سے کسی معاملے کے فیصلے کرنے میں مجھے ذرہ برابر بھی شبہ نہ ہوا۔ (مستدرک حاکم ج ۳، ص ۱۳۵، تاریخ الخلفاء، ص ۱۲۶)

اے ایمان والو! اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا اور دست کرم کا فیض ملاحظہ فرمایئے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سینہ علم و حکمت کا گنجینہ بن گیا۔ خوب فرمایا عاشق مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین فرماتے ہیں کہ ہم میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے تھے۔

(۶) حضرت سعید بن مسیب تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں۔

لَمْ یَکُنْ اَحَدٌ مِّنَ الصَّحَابَۃِ یَقُوْلُ سَلُوْنِیْ اِلَّا عَلِیًّا۔

صحابہ میں سوائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی یہ کہنے والا نہ تھا کہ جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ (کنز العمال، ص ۱۵۷، الصواعق المحرقہ، ص ۱۲۸)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سامنے جب حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہوا تو ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ مسائل شرعیہ جاننے والا کوئی اور نہیں ہے۔ (الریاض النضرۃ، ص ۱۹۸)

(۷) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہم کو خطبہ دیا اور اس میں فرمایا کہ ہم میں بڑے قاضی علی ہیں۔ (استیعاب، ص ۴۶۷، الصواعق المحرقہ، ص ۱۲۸)

(۸) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علی کی موجودگی میں کوئی شخص مسجد میں فتویٰ نہ دیا کرے۔ (استیعاب، ص ۴۷۵)

(۹) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کوئی مشکل مقدمہ پیش ہوتا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود نہ ہوتے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگا کرتے تھے کہ مقدمے کا فیصلہ کہیں غلط نہ ہو جائے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۲۶)

(۱۰) حضرت علی باب مدینۃ العلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کے خطبہ میں ارشاد فرمایا: سَلُوْنِیْ فَوَاللّٰہِ لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ یَکُوْنُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اِلَّا حَدَّثْتُکُمْ بِہٖ (خاص ملا مقصود، ص ۴۲)

یعنی مجھ سے پوچھو خدا کی قسم قیامت تک ہونے والی کسی چیز کے متعلق مگر میں تمہیں بتاؤں گا۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب قیامت تک کا علم عطا فرمایا ہے تو اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کتنا علم عطا فرمایا ہوگا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا یہ عالم ہے تو پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم کا عالم کیا ہوگا۔ مگر مانے گا وہی جو مومن ہوگا۔

نگاہ ولایت: ایک دن حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک آدمی کی صورت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے حضرت علی یہ بتاؤ کہ اس وقت جبرئیل علیہ السلام کہاں ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمانوں کی طرف دیکھا اور فرمایا اس وقت جبرئیل آسمانوں میں نہیں ہیں۔ پھر زمین کی جانب نظر ڈال کر مغرب کی طرف دیکھا۔ مشرق کی جانب دیکھا، شمال و جنوب کی طرف نظر ڈالی اور فرمایا اس وقت زمین و آسمان کے کسی حصے میں جبرئیل کو نہیں پاتا ہوں پس جو اس وقت میرے سامنے بیٹھا ہے وہی جبرئیل ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۲۰۸)

اے ایمان والو! نگاہ علی کی طاقت کا عالم ملاحظہ کرو کہ پل بھر میں ساری زمین اور آسمان کو دیکھ لیا اور فرمایا کہ جو علی کے سامنے ہیں وہی جبریل ہیں۔ گویا فرشتہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ سے چھپ نہیں سکتا ہے۔ یہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نگاہ کی شان ہے تو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ کرم کا عالم کیا ہوگا؟ کیا کوئی امتی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نگاہ سے چھپ سکتا ہے؟ ہم مسجد میں ہیں تو نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے، ہم گھر میں ہیں تو نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے، ہم سفر و حضر میں ہیں تو نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے، تنہا ہیں یا مجمع میں تو نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے معصیت کے عالم میں ہوں یا عبادت و بندگی کر رہے ہوں تو نگاہ نبوت دیکھ رہی ہے۔ بہر حال ہم کسی بھی عالم میں ہوں اور عالم کی کوئی بھی چیز ہو نگاہ نبوت اور نظر نبوت تمام عالم کی تمام چیزیں دیکھ رہی ہیں۔

خوب فرمایا عاشق مدینہ پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آگیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

ہجرت: شمع نور خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بجھانے کی بے حد کوششیں کی گئیں لیکن ظلمت کدہ دہر میں نور رحمن چمکتا اور دمکتا ہی رہا۔ ہزار بندشوں کے باوجود اسلام پھیلتا ہی چلا گیا۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

کفار و مشرکین نے شمع نبوت اور چراغ اسلام کو گل کر دینے کا قطعی فیصلہ کر لیا۔ مکہ کے منتخب شمشیر زن نوجوانوں کی ایک بڑی جماعت نے رات کی تاریکی میں کاشانہ نبوت کا محاصرہ کر لیا۔ شمشیریں بے نیام ہیں کہ آج محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خاتمہ کر دینگے۔ یہ فیصلہ خاموشی کے ساتھ لیا گیا تھا مگر خدائے علیم وخبیر پر کون سا راز مخفی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کفار و مشرکین کے ناپاک ارادوں پر آگاہ کر دیا اور مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ چلے جانے کا حکم دے دیا اور ہمارے آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مکہ مکرمہ سے ہجرت کا ارادہ فرما لیا۔ جب ہمارے سرکار امت کے غم خوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کا مصمم ارادہ فرما لیا تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہجرت کا حکم ہو چکا ہے۔ لہٰذا میں آج مدینہ منورہ جا رہا ہوں اور تم اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میرے بستر پر میری جگہ میری سبز رنگ کی چادر اوڑھ کر سو جاؤ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ قریش کی یہ امانتیں جو میرے پاس رکھی ہیں ان کے مالکوں کو دے دینا اور تم بھی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ چلے آنا۔

یہ موقعہ بڑا ہی خطرناک اور بہت ہی خوف ناک تھا۔ ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان کتنا مضبوط اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کس قدر اعتماد و بھروسہ تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم بھی تھا کہ کفار و مشرکین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عداوت و مخالفت میں ننگی تلواریں لئے ہوئے کاشانہ اقدس کو گھیرے ہوئے ہیں اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قتل کے درپے ہیں ایسی حالت میں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یہ بستر خطرے سے خالی نہیں ہے، آج آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بستر قتل و موت کا بستر بھی ہو سکتا ہے لیکن یہ ساری باتیں جانتے ہوئے بھی حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت آرام سے بستر نبوت پر

سوئے، اس لئے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میری چادر اوڑھ لو اور سو جاؤ۔ تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی، امانتیں دیکر تم بھی مدینہ منورہ آجانا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایمان و یقین کہہ رہا تھا کہ اگر چہ دشمن ننگی تلواریں لئے کھڑے ہیں بستر نبوت پر حملہ ہو سکتا ہے لیکن ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آرام سے سوجاؤ، تمہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی۔

تو کون ہے جو میرے سونے میں خلل ڈال سکتا ہے اور مجھے قتل کر سکتا ہے اس لئے میں آرام سے سوتا رہا اور کوئی تکلیف بھی نہیں ہوئی۔ اور زبان دل سے حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اعلان فرما رہے تھے کہ دشمنان اسلام کا مجھے قتل کرنا تو بہت بعید امر ہے، حضرت ملک الموت عزرائیل علیہ السلام بھی موت کا پروانہ نہیں لا سکتے، جب تک میں امانتیں واپس کر کے مدینہ منورہ نہ پہنچ جاؤں۔ اس لئے کہ میرے آقا مختار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امانتیں دیکر تم بھی مدینہ منورہ آجانا۔ اس لئے میرا ایمان و یقین ہے کہ مجھے موت بھی نہیں آسکتی جب تک میں مدینہ منورہ نہ پہنچ جاؤں بے شک و شبہ میرے حضور آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پورا ہو کر رہے گا۔ آسمان پھٹ سکتا ہے، زمین دھنس سکتی ہے، چاند و سورج کا نکلنا، ڈوبنا بند ہو سکتا ہے، نظام عالم بدل سکتا ہے لیکن ہمارے سرکار صاحب اختیار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نہیں بدل سکتا۔

اس لئے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر حق تعالیٰ بولتا ہے۔

عاشق رسول، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمہ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک پر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات بھر آرام سے سوتے رہے صبح اٹھ کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی امانتیں ان کے مالکوں کے حوالے کیا اور تین دن مکہ شریف میں رہے امانتوں کو ادا کرنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: میں بھی مدینہ منورہ چلا آیا۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان میں تشریف فرما تھے میں بھی اسی مکان میں ٹھہر گیا۔

محبت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(١) علی کی محبت نبی کی محبت ہے: اے ایمان والو ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرۂ انور کا دیکھنا عبادت، حضرت علی کا ذکر بھی عبادت، آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں علی سے ہوں اور علی مجھ سے ہیں، میں جس کا مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔ جو شخص مقام علی کو نہیں پہچانتا وہ شخص مقام نبی کو نہیں پہچان سکتا۔ جس شخص کو فیض علی نہ ملے وہ شخص فیض نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں پا سکتا۔ جس شخص کو نسبت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل نہ ہوئی وہ شخص نسبت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حاصل نہیں کر سکتا۔ جو شخص قربت علی نہ پا سکا وہ شخص قربت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں پا سکتا۔ جو شخص حب علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا باغی ہے وہ شخص حب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا باغی ہے۔ اور جو شخص حب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دشمن ہے وہ شخص حب خدائے تعالیٰ کا دشمن ہے۔

حدیث (١) ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یوم غدیر خم کے موقع پر خطبہ فرمایا کہ جس کا میں ولی ہوں علی اس کے ولی ہیں۔ اور ارشاد فرمایا

اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ وَاخْذُلْ مَنْ اَھَانَہٗ۔

یعنی اے اللہ تعالیٰ تو اس سے محبت فرما جس نے علی سے محبت کیا اور اس سے عداوت فرما جس نے علی سے عداوت کی اور تو اس کی مدد کر جس نے علی کی مدد کی اور تو اس کی اہانت فرما جس نے علی کی اہانت کی (المعجم الکبیر للطبرانی ج۔ ص۔١٧)

حدیث (٢) حضرت ابو طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار کل عالم کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خطبہ پڑھا جس کو وہاں کھڑے ہوئے تیس آدمیوں نے سنا اور ابو نعیم بیان فرماتے ہیں کہ کثیر تعداد میں لوگ جمع تھے اور سب نے گواہی دی کی جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے نہیں کہ میں مومنین کی جانوں کا مالک ہوں اور ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ ان لوگوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس کا میں ولی ہوں اس کا ولی علی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔

اے اللہ! تو اس سے محبت فرما جو علی سے محبت رکھتا ہے اور تو اس کو دشمن جان جو علی سے دشمنی رکھے۔

(مسند احمد بن حنبل ج۔ ص۔٣٧٠)

حدیث (۳) حضرت عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ علی کی ولایت کو مانے، جس نے علی کی ولایت کو مانا، اس نے میری ولایت کو مانا اور فرمایا۔ وَمَنْ تَوَلَّانِیْ فَقَدْ تَوَلَّی اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ اَحَبَّہٗ فَقَدْ اَحَبَّنِیْ ۔ اور جس نے میری ولایت کو مانا اس نے اللہ تعالیٰ کی ولایت کو مانا، جس نے علی سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔ (مسند احمد بن حنبل، ج۱، ص۱۱۹)

حدیث (۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ اور ارشاد فرمایا اے علی تو دنیا میں بھی سید ہے اور آخرت میں بھی سید ہے جو تیرا دوست ہے وہ میرا دوست ہے اور جو میرا دوست ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دوست ہے اور جو تیرا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے اور جو میرا دشمن ہے وہ اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے۔ اور فرمایا: وَالْوَیْلُ لِمَنْ اَبْغَضَکَ بَعْدِیْ۔ اور بربادی ہے اس شخص کے لئے جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے۔ (المستدرک للحاکم ج۔۳،ص۔۱۲۸)

حدیث (۵) ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ وَھُوَ وَلِیُّکُمْ بَعْدِیْ۔ بے شک علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اور میرے بعد علی تمہارا ولی ہے۔ (مسند احمد بن حنبل ج۔۵،ص۔۳۵۶)

حدیث (۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ عرب کے سردار کو میرے پاس بلاؤ (یعنی حضرت علی کو) حضرت عائشہ صدیقہ رضی تعالیٰ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا آپ عرب کے سردار نہیں ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَعَلِیٌّ سَیِّدُ الْعَرَبِ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور علی عرب کے سردار ہیں۔ (مستدرک للحاکم، ج۔۳، ص۱۲۳، کنز العمال ج۱۱،ص۶۱۹)

حدیث (۷) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

قَالَ کُنَّا نَعْرِفُ الْمُنَافِقِیْنَ بِبُغْضِہِمْ عَلِیًّا۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم منافقین کو پہچان لیتے تھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض کی وجہ سے۔ (ترمذی شریف)

حدیث (۸) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اپنے محبوب، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ۔ جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھ کو گالی دی۔ (مسند احمد بن حنبل ج۔۶،ص۔۳۲۳، حاکم)

حدیث (۹) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: مُحِبُّکَ مُحِبِّیْ مُبْغِضُکَ مُبْغِضِیْ۔ علی تجھ سے محبت کرنے والا میرا محب ہے اور تجھ سے بغض رکھنے والا مجھ سے بغض رکھنے والا ہے۔ (المعجم الکبیر ج۶، ص۲۳۹)

حدیث (۱۰) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرے بہترین بھائی علی ہیں اور بہترین چچا حمزہ ہیں (دیلمی)

حدیث (۱۱) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علی سے منافق محبت نہیں کرتا اور مومن علی سے بغض وعداوت نہیں رکھتا۔ (ترمذی شریف)

حدیث (۱۲) اسماء بنت عمیس سے روایت ہے کہ بیشک ہمارے حضور نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف وحی کی گئی اس حال میں کہ آپ کا سر اقدس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا (یہ واقعہ مقام صہبا کا ہے) پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا نہ فرمائی یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دریافت فرمایا: اے علی! کیا تم نے نماز ادا نہیں کی؟ عرض کیا نہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! بیشک علی تیری اور تیرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اطاعت میں تھا پس سورج کو اس پر لوٹا دے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے ہوئے دیکھا پھر میں نے سورج کو غروب ہونے کے بعد طلوع ہوتے ہوئے دیکھا۔ (مشکل الآثار ج۴، ص۳۸۸)

سورج کو پلٹایا: حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے سورج پلٹ آیا یہ واقعہ بہت مشہور ہے جو عصر کے وقت مدینہ منورہ کے قریب مقام صہبا میں رونما ہوا۔ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نماز عصر ادا فرمائی تھی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا نہیں کی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوے پاک پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنا سر انور رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔

زمیں پر عرش اعظم کے نشاں معلوم ہوتے ہیں
علی کی گود میں دونوں جہاں معلوم ہوتے ہیں۔

سورج غروب ہوتا جا رہا تھا۔ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کبھی ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھتے تھے اور کبھی اپنے آقا جان ایمان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ والضحیٰ کی جانب دیکھتے تھے۔ کبھی خیال فرماتے کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بیدار کر کے نماز عصر ادا کر لوں پھر خیال آتا کہ محبوب خدا جان ایمان کے آرام میں خلل آجائے گا۔ کیا کروں اگر جگاتا

ہوں تو اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آرام جاتا ہے اور اگر نہیں جگاتا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا فرض جاتا ہے اور نماز بھی عصر کی ہے جس کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد پاک ہے۔

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی ق (پ۲، رکوع ۱۵)

محافظت کرو تمام نمازوں کو خاص کر بیچ والی نماز (یعنی عصر کی نماز) کبھی ڈوبتے ہوئے سورج کو دیکھتے ہیں اور کبھی چہرۂ والضحیٰ کی طرف۔ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فیصلے پر پہونچتے ہیں کہ نمازیں قضا ہوں گی تو ادا ہو جائیں اور محبت قضا ہو تو کب ادا ہو۔

نمازیں گر قضا ہوں پھر ادا ہوں
نگاہوں کی قضائیں کب ادا ہوں

سورج غروب ہو گیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر باقی ہے۔ اپنے پیارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت کی خاطر جان بوجھ کر نماز کو قضا ہونے دیا، لیکن نماز کے قضا ہونے پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے، آنکھ سے آنسوؤں کے قطرے چہرۂ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر موتی بن کر گرے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیدار ہوئے دیکھا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو رہے ہیں۔ پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: مَا یُبْکِیْکَ یَا عَلِیُّ، اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجھے کس چیز نے رلایا ہے؟ عرض کیا میرے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نماز عصر پڑھ لی تھی اور میں نے نماز عصر ادا نہیں کی تھی۔ سورج غروب ہو گیا ہے اور میری نماز عصر قضا ہو گئی ہے۔ تو رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دعا کی۔ اے اللہ تعالیٰ علی تیرے اور تیرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری میں تھے۔ اے اللہ تعالیٰ علی کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ دست مبارک اٹھا اور ڈوبے ہوئے سورج کی طرف انگلی کا اشارہ فرمایا۔ تو ڈوبا ہوا سورج واپس نکل آیا۔

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیری مرضی پا گیا سورج پھرا الٹے قدم
تیری انگلی اٹھ گئی مہ کا کلیجہ چر گیا

حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی اس کے بعد سورج غروب ہوا۔

اے ایمان والو! حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز جیسی اعلیٰ و افضل عبادت کو اپنے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آرام پر قربان کر کے قیامت تک کے لوگوں کو یہ درس دیا ہے کہ ایک جانب پیارے

رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہوں اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی عبادت نماز ہو تو نماز کی وجہ سے حضور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہیں چھوڑا جاسکتا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خاطر نماز کو چھوڑا جاسکتا ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نماز کو قربان کیا جاسکتا ہے اور حضرت علی سرچشمہ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی نماز عصر کو اپنے پیارے نبی پر قربان کر دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز
وہ بھی نماز عصر جو اعلیٰ خطر کی ہے

حضرات! دوسری بات یہ بتانا ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم محتاج و مجبور نہیں ہیں بلکہ ان کے مولا نے ان کو بے حساب اختیارات اور تصرفات کا مالک بنایا ہے اور رہی بات حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مالک و مختار ماننے اور نہ ماننے کی تو ایمان والے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مالک و مختار مانتے ہیں اور جو لوگ بے ایمان ہیں وہ نہیں مانتے۔

عاشق مصطفےٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

سورج اُلٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حدیث ۱۴: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے علی تمہاری حالت حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی ہے کہ یہودیوں نے ان سے یہاں تک دشمنی کی کہ ان کی والدہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر تہمت لگائی اور نصاریٰ نے ان سے محبت کی تو اس قدر حد سے بڑھ گئے کہ ان کو اللہ یا اللہ کا بیٹا کہہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! یاد رکھو؟ میرے بارے میں بھی دو جماعت گمراہ ہو کر ہلاک ہوگی ایک میری محبت میں حد سے تجاوز کرے گی اور میری ذات میں ان باتوں کو منسوب کرے گی جو مجھ میں نہیں ہیں اور دوسرا گروہ اس قدر بغض و عناد رکھے گا کہ مجھ پر بہتان لگائے گا۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۱، ص ۱۶۰، تاریخ الخلفاء)

بیشک دونوں گروہ گمراہ ہو کر ہلاک ہوئے ایک کو خارجی اور دوسرے کو رافضی کہتے ہیں۔

رافضی اور خارجی: یہ دونوں فرقے جہنمی ہیں۔ خارجی فرقہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض و عناد کی وجہ سے ایمان سے خارج ہو کر جہنم کا ایندھن بنا۔

اور رافضی (شیعہ) فرقہ نے حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں اتنا آگے چلا گیا (جو جھوٹی محبت ہے) ہمارے سرکار پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر الزام لگایا اور حضرت ابو بکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی شان میں تبرا بکنا یعنی ان کو گالیاں دینا۔ ان پر طرح طرح کے بہتان لگانا یہی مذہب ہے رافضی اور شیعہ کا۔ اس وجہ سے رافضی، شیعہ حضرات بھی ایمان سے نکل گئے اور اسلام سے خارج ہو گئے اور جہنم کو اپنا ٹھکانہ بنایا۔

رافضیوں کا الزام نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر

حدیث شریف: ہمارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! جس کا میں مولا ہوں علی اس کے مولا ہیں۔ اے اللہ اس سے محبت فرما جو علی سے محبت کرے اور اس کو دشمن جان۔ جو علی کو دشمن جانے۔ اس واقعہ کے بعد حضرت علی، حضرت عمر فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے ملے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابن ابی طالب تم صبح وشام خوش ہو اور تمہیں ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کا مولا و مددگار ہونا مبارک ہو۔ (احمد، مشکوٰۃ، ص ۵۶۵)

رافضی حضرات اس حدیث اور اس طرح کی دوسری حدیثوں سے حضرت علی شیرِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلافصل ثابت کرنا چاہتے ہیں اور عجیب وغریب گمراہی و بے ایمانی کی باتیں کرتے ہیں، یہاں تک کہتے ہیں کہ جبرئیل فرشتے نے بار بار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا کہ آپ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت وولایت کا اعلان کیجئے مگر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ڈرتے تھے۔ اس وجہ سے اعلان نہیں کرتے تھے اور دوسرا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اندیشہ تھا کہ لوگ منافق ہیں وہ مانیں گے نہیں (معاذ اللہ تعالیٰ یہ جہنمی فرقہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی جانب اشارہ کر رہا ہے کہ وہ دونوں منافق تھے۔ معاذ اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحابیت قرآن کریم سے ثابت ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافق کہنا قرآن کا انکار ہے اور قرآن کا انکار صریح کفر ہے۔ لہٰذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منافق کہنے والا بلا شک وشبہ کافر ہے اور یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دیگر صحابہ کرام کو منافق کہا یہ سراسر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر الزام ہے، تہمت ہے اور پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بہتان لگانے والا ہرگز مومن نہیں ہو سکتا یقیناً وہ شخص کافر و مرتد ہے اسی لئے رافضی، شیعہ کافر و مرتد ہیں اللہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے صحابہ تمہارے ایمان کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور میرے ابوبکر کے ایمان کو ایک پلڑے میں تو ابوبکر صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ایمان کا پلڑا وزن دار ہوگا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے کہ عمر سے شیطان دور بھاگتا ہے۔ عمر کی زبان پر حق بولتا ہے۔ عمر کے راستے پر شیطان نہیں آتا۔ (بخاری و مسلم)

اور دوسری حدیث کی مستند کتابوں میں بے شمار حدیثیں موجود ہیں جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت عائشہ صدیقہ کی شان کا خطبہ دے رہی ہیں۔

اور ان کی شان و عظمت کو سمجھنے اور پہچاننے کے لئے یہ کافی ہے کہ ہر جمعہ کے خطبہ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام کے بعد ان دونوں مبارک ہستیوں کا نام لیا جاتا ہے۔ کیا ان کی شان و عظمت کو سمجھنے کے لئے یہ کافی نہیں ہے۔ اور بعد وصال بھی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان دونوں ہستیوں کو اپنے پہلو میں سُلا رکھا ہے، جب خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کو چاہا ہے تو ہر مسلمان کو انہیں چاہنا چاہئے اور ان پر اپنا دل و جان قربان کرنا چاہیے۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

سایۂ مصطفےٰ مایۂ اصطفاء
عزّ و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا
ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

حضرات! رافضیوں کی بکواس کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے غدیر خم کے موقع پر اعلان فرمایا، "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ" والی حدیث تو یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا اعلان تھا کہ میرے بعد علی خلیفہ ہوں گے۔ کتنا کھلا جھوٹ اور فریب ہے۔ اور جھوٹی بات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی جانب منسوب کرنا منافق و کافر کی پہچان ہے۔

قول علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ: ابن عساکر نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بصرہ تشریف لائے تو دو صحابی نے آپ سے پوچھا کہ ہمیں بتائیے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے تو یہ بات کہاں تک سچ ہے۔ اس لئے کہ آپ سے زیادہ اس معاملہ میں صحیح بات اور کون بتا سکتا ہے۔ تو حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ بات غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے خلافت کے معاملہ میں وعدہ فرمایا تھا۔ جب میں نے سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی تو اب میں غلط بات آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کرسکتا۔ اگر ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے خلافت کا وعدہ کیا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہونے نہیں دیتا۔ یہ تو سب لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اچانک کسی نے قتل نہیں کیا اور نہ آپ کا یکا یک وصال ہو گیا بلکہ کئی دن تک آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بیمار رہے اور جب آپ کی بیماری نے زور پکڑا اور مؤذن نے آپ کو نماز کے لئے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی جگہ پر نماز پڑھانے کا حکم فرمایا اور مشاہدہ فرماتے رہے۔ اسی طرح تین بار فرمایا کہ میری جگہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے کے لئے کہو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم سمجھ گئے تھے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اپنی جگہ پر نماز کی امامت کا حکم دینے کا مطلب تھا کہ میرے بعد میری جگہ پر مسلمانوں کے خلیفہ اور امام حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ جب ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہو گیا تو ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور ان کو اپنا خلیفہ تسلیم کر لیا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہی بات سچی ہے کہ وہ اس کے اہل بھی تھے۔ اسی لئے کسی نے بھی آپ کی خلافت سے انکار نہیں کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا خلیفہ مقرر کیا اور کسی نے بھی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے بارے میں ذرہ برابر بھی روگردانی نہیں کی۔ اور میں نے بھی آپ کی اطاعت قبول کر لی۔ اور جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو آپ کو یہ خوف ہوا کہ وہ ایسے شخص کو نہ خلیفہ بنادیں جس کا جواب قیامت کے دن ان کو دینا پڑے۔ اس لئے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اولاد کو بھی خلافت کے لئے نامزد نہیں فرمایا بلکہ آپ نے خلافت کا معاملہ صحابہ کے سپرد کر دیا اور سب نے مشورہ کرنے

کے بعد حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ منتخب کرلیا۔ میں نے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کرلی اور ان کو خلیفہ تسلیم کرلیا اور حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اطاعت قبول کرلی۔ ان کے حقوق ادا کئے ان کے ساتھ جنگیں لڑیں اور انہوں نے جو دیا اس کو خوشی خوشی قبول کیا۔ (تاریخ الخلفاء، ص۱۳۱)

اے ایمان والو! سرچشمۂ ولایت امیر المومنین حضرت سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس واضح بیان سے ظاہر ہوگیا کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا تھا جو خلافت سے تعلق رکھتا ہو۔ لہٰذا رافضی حضرات یا جو لوگ بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت بلافصل کے بارے میں جو حدیثیں پیش کرتے ہیں وہ سب من گڑھت ہیں اور اس طرح کی بات کرکے وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب جھوٹی باتوں کو منسوب کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے گمراہ فرقہ یعنی رافضیوں کے شر و فساد سے محفوظ رکھے۔ اور چاروں خلفائے کرام سے سچی محبت اور ان کی غلامی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

صدیق و عمر کی محبت علی کے ساتھ: طبرانی نے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہمارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میں سیدہ فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کا نکاح (سید السادات) علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ساتھ کردوں۔

پیارے ایمان والے بھائیو! بہت غور سے سنیے ایک دن کی بات ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ تشریف رکھتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا کہ چلو ہم سب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں اور ان کو مشورہ دیں گے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کریں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کردیں۔ اگر شادی کے اخراجات کا مسئلہ آئے گا تو ہمارے مال حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حاضر ہیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، اے ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ اچھے کاموں کی توفیق عنایت فرماتا ہے۔ اٹھو اللہ تعالیٰ کے کرم و برکت پر توکل کرتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تینوں حضرات، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلاش میں مسجد سے باہر نکلے، گھر میں معلوم کیا تو وہاں نہ پایا۔ آپ اپنے اونٹ کے ذریعہ پانی نکال کر ایک انصاری کا باغ سیراب

کرنے گئے ہوئے تھے۔ یہ تینوں حضرات اس باغ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حضرات کو آتے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ آپ حضرات کیسے تشریف لائے۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، خیر وخوبی کی کوئی خصلت نہیں جس میں آپ کو سبقت وفضیلت حاصل نہ ہو۔ سرداران قریش نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رشتہ طلب کیا لیکن کامیاب نہیں ہوئے آپ اس سعادت کے حصول کے لئے کوشش کریں مجھے پوری امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا پیارا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس رشتہ کو آپ کے لئے روکے ہوئے ہیں یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو اُمڈ آئے۔ فرمایا:

اے ابوبکر! آپ نے میرے سینے کے سکون جذبات میں ہیجان برپا کر دیا ہے اور ایک خوابیدہ تمنا کو بیدار کر دیا ہے۔ میں تہ دل سے اس سعادت کے حصول کا متمنی ہوں، لیکن مفلسی اور تنگدستی کے باعث اس خواہش کے اظہار کی جرأت نہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے علی ایسا مت کہو، اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نزدیک دنیا اور مافیہا کی قدر ومنزلت ایک ذرہ کے برابر بھی نہیں۔

چنانچہ ان حضرات کے مشورے اور حوصلہ افزائی سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور اپنا پیغام پیش کیا اور شرف قبولیت سے باریاب ہوئے۔ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

جلدی سے باہر آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتظر پایا، انہوں نے پوچھا کیا ہوا؟ میں نے جب یہ خوش خبری انہیں سنائی تو ان کو بے پناہ مسرور وخوش پایا اور سب مسجد میں آ گئے۔ (کشف الغمہ، ج۱، ص۳۶۷)

اے ایمان والو! اس واقعہ کو سننے کے بعد یقیناً آپ حضرات اس نتیجہ پر پہنچے ہوں گے کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے دل میں حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کس قدر محبت تھی کہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شادی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ طے ہوئی اس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مرضی کے ساتھ ان دونوں بزرگوں کی شادی کا نیک مشورہ بھی شامل تھا۔ اچھے کام کا مشورہ دوست ہی اپنے دوست کو دیتا ہے۔

محبت سے لبریز واقعہ: امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالقصہ جانے کے لئے پابہ رکاب تھے جس میں کافی خطرہ تھا۔ امیر المومنین کی جان کے نقصان کا ڈر تھا۔ ابن عمر بیان کرتے ہیں کہ جب

امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالقصہ جانے کے لئے تیار ہوئے اور اپنی سواری پر بیٹھ گئے تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی سواری کا مہار پکڑ لیا اور کہا اے خلیفہ رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم آپ کہاں جارہے ہیں، میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو جنگ احد کے موقع پر ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم نے فرمایا تھا کہ اپنی تلوار نیام میں رکھو اور ہم سب کو اپنی دائمی جدائی کا صدمہ نہ دو اور مدینہ واپس جاؤ، اللہ تعالیٰ کی قسم! اگر آپ کو کوئی نقصان پہنچا تو اسلام کا شیرازہ ہمیشہ کے لئے بکھر جائے گا۔ چنانچہ حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اصرار پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس ہوگئے۔ (ابن کثیر ج ۶، ص ۳۱۴)

اے ایمان والو! محبت سے لبریز اس واقعہ کو بغور سنئے کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کس قدر محبت والفت تھی کہ خطرہ کی جگہ جہاں جان جانے کا اندیشہ تھا حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سواری کا لگام پکڑ لیا کہ آپ ہرگز اس خطرہ کی جگہ نہ جائیں، اس لئے کہ آپ کی ذات سے اسلام کی ساری بہاریں وابستہ ہیں مگر رافضیوں کا برا ہو جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گالیاں بکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس جہنمی فرقہ یعنی رافضی مذہب سے دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب جنت پر ہوں گے

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک باد پیش کی۔ کہ اے علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو مبارک ہو، تو حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے کس بات پر مجھے مبارک بادی دی ہے، تو حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیارے نبی مالک جنت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنت کے دروازہ پر ہوں گے اور وہ جس کو اجازت دیں گے وہی جنت میں داخل ہوگا۔ تو حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابو بکر صدیق اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کو بھی مبارک ہو، تو حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ آپ مجھے کس بات کی وجہ سے مبارک باد دے رہے ہیں؟ تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ سلم نے مجھ سے فرمایا ہے کہ علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم جس کو اجازت دو گے وہی جنت میں

داخل ہوگا اور اس کو جنت میں نہ جانے دینا جو ابو بکر صدیق اکبر سے عداوت رکھتا ہو۔ لیکن اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم اس کو جنت میں جانے کی اجازت دینا جو شخص میرے رفیق ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتا ہو تو اس بات پر میں نے آپ کو مبارک باد پیش کیا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج۲)

گویا حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں داخلے کے لئے پروف کارڈ کے طور پر حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت دیکھیں گے تو اب رافضیوں کا کیا حشر ہوگا جن کے پاس جنت میں داخلہ کا پروف کارڈ یعنی دامن ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی نہیں ہے اور ہم اہل سنت بد ہیں، گنہگار ہیں لیکن دامن صدیق و عمر اور عثمان وحیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر نازاں ہیں۔ خوب فرمایا میرے آقا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

درود شریف:

محبت عمر، علی کے ساتھ رضی اللہ عنہما

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں دو دیہاتی لڑتے ہوئے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے، آپ نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ان دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فیصلہ کر دیا تو ان میں سے ایک دیہاتی نے کہا کہ یہ یعنی علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہمارے درمیان کیا فیصلہ کرے گا۔ یعنی اس شخص نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں گستاخی کی تو یہ سنکر امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آگئے اور اس پر ٹوٹ پڑے اور گستاخ کا گریبان پکڑ کر فرمایا تو جانتا ہے یہ کون ہیں؟ یہ تیرے اور ہر مومن کے مولیٰ و مددگار ہیں اور جس کے یہ (حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مولیٰ نہیں وہ مومن نہیں۔ (الصواعق المحرقہ ص۱۷۷)

حضرت علی پر حضرت عمر کا اعتماد

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اعتماد کا یہ عالم تھا

کہ جب ملک شام کا سفر آپ کے لئے ضروری ہو گیا تو آپ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور واپسی تک تمام امور خلافت حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انجام دیتے رہے۔ (ابن خلدون ج ۲، ص ۲۱۳)

حضرت علی و حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آپس میں محبت

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو عام صحابہ کی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور پورے عہد عثمانی میں اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہے۔ فتنہ و شورش کے ایام میں جب مصریوں کا ایک وفد آپ سے ملا اور اس نے یہ کہا کہ ہم عثمان غنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی امارت سے بیزار ہیں آپ ہم سے بیعت لے لیجئے۔ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غصہ سے کانپ اٹھے اور فرمایا: لشکر ذی مروہ و ذو خشب و اعوص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ملعون ہے۔ (ابن خلدون ج ۲، ص ۲۱۳)

ان پر آشوب حالات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھر پور حمایت کرتے اور پر خلوص مشورے دیتے رہے جب بلوائیوں کی شدت بڑھ گئی اور امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا گیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں بیٹے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلوائیوں کی مدافعت کے لئے امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کے دروازے پر کھڑا کر دیا تھا تا کہ کوئی بلوائی گھر کے اندر داخل نہ ہو سکے۔ (ابن خلدون ج ۲، ص ۲۹۶)

اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی محبت

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید کر دئے گئے اور یہ جانکاہ خبر جب مدینہ پہنچی تو کوچہ بازار میں کہرام مچ گیا، ہر آنکھ اشکبار تھی، بہت سے صحابہ کرام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ دیکھیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر سن کر ان کا کیا حال ہے۔ حضرت زید بیان کرتے ہیں کہ سب لوگ ہجوم کی شکل میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر پہنچے تو وہاں حادثہ کی خبر پہلے سے پہنچ چکی تھی اور ام المومنین غم سے نڈھال آنسوؤں سے تر بتر بیٹھی ہیں، لوگوں نے یہ حالت دیکھی تو خاموشی سے لوٹ آئے۔ حضرت زید بیان فرماتے ہیں کہ دوسرے دن مشہور ہوا کہ ام المومنین رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر پر جاری ہیں، مسجد میں جتنے بھی انصار ومہاجرین تھے سب استقبال کو اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کرنے لگے مگر ام المومنین خاموش تھیں، نہ زبان بولتی تھی، شدت گریہ سے زبان بند تھی، دل تنگ تھا، چادر تک نہ سنبھلتی تھی، بار بار پاؤں میں الجھتی تھیں اور آپ لڑکھڑا لڑکھڑا جاتیں، لوگ پیچھے پیچھے چلے آرہے تھے، حجرۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں داخل ہوئیں تو دروازہ پکڑ کر کھڑی ہو گئیں اور ڈوبے ہوئے دل کے ساتھ ٹوٹی ہوئی آواز میں کہنے لگیں اے نبی ہدایت تم پر سلام، اے ابوالقاسم آپ پر سلام اور آپ کے دونوں عزیز ساتھیوں پر سلام اور آپ کے محبوب ترین عزیز کی موت کی خبر آپ کو سنانے آئی ہوں، اللہ تعالیٰ کی قسم آپ کا پیارا بھائی آپ کا چنا ہوا دوست آپ کی محبوب ترین بیٹی کا شوہر قتل ہو گیا واللہ تعالیٰ وہ قتل ہو گیا۔ جس کی بیوی افضل ترین عورت تھیں واللہ تعالیٰ وہ قتل ہو گیا جو ایمان لایا اور ایمان کے عہد میں پورا اترا، میں رونے والی غمزدہ ہوں میرا آنسو رکتا نہیں، دل بیٹھا جارہا ہے، اگر قبر کھل جاتی تو آپ کی زبان بھی یہی کہتی کہ تیرا عزیز ترین اور معزز ترین وجود قتل ہو گیا۔ اس طرح رو رو کر ام المومنین فریاد کرتی رہیں اور کہا کہ اب عرب جو چاہیں کریں کوئی ان کو روکنے والا باقی نہیں رہا۔ (ابن خلدون ج ۲ ص ۲۲۳)

درود شریف:

اے ایمان والو! ان سچے واقعات کی روشنی میں آپ کے دل میں اس کے سوا کیا تاثر پیدا ہو سکتا ہے کہ چاروں خلفائے کرام برحق تھے اور ان چاروں یعنی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے درمیان کوئی مغایرت و دوری اور بغض و عداوت نہیں تھی بلکہ ایک دوسرے میں بڑی محبت اور بھائی چارگی تھی، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مابین اختلافات میں جانا ایمان کو کمزور کرتا ہے۔ سارے صحابہ آپس میں بھائی بھائی تھے، ایک دوسرے کے ساتھ ہمدرد و مونس و غمخوار تھے۔ صحابہ میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق اکبر پھر حضرت عمر فاروق اعظم پھر حضرت عثمان غنی ذوالنورین ان کے بعد حضرت مولیٰ علی شیر خدا تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تمام مومنین کی ماں ہیں اور مومن کبھی بھی اپنی ماں سے عداوت و بغض نہیں رکھتا۔ ہم اہل سنت ہیں، ہم پر سب کی محبت حسب مدارج فرض ہے۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کی شہرت عام

ہے۔آپ شیر خدا ہیں آپ سوائے غزوۂ تبوک کے باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے اور بے شمار کافروں کو واصل جہنم کیا ۹ھ میں غزوۂ تبوک پیش آیا تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے محمد بن مسلمہ انصاری کو مدینہ کا محافظ اور اہل بیت اطہار کی خبر گیری کے لئے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر فرمایا۔ (بخاری باب غزوۂ تبوک)

اسلام کی پہلی جنگ: جنگ بدر میں لشکر کفار کے سردار عتبہ بن ربیعہ اپنے بھائی شیبہ اور اپنے بیٹے ولید کو لیکر سب سے پہلے میدان میں آیا اور مقابلہ کے لئے پکارا، لشکر اسلام میں سے حضرت عون، حضرت معاذ اور حضرت عبداللہ رواحہ ان کے مقابلے کے لئے نکلے، عتبہ نے نام ونسب پوچھا، جب اس کو معلوم ہوا کہ انصار ہیں، تو عتبہ نے پکارا کہ اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ لوگ ہمارے برابر کے نہیں۔ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انصار کو واپس بلا لیا اور حضرت حمزہ، حضرت علی اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھیجا۔ عتبہ حضرت حمزہ اور ولید حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مقابل ہوا، دونوں مارے گئے لیکن شیبہ کافر نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زخمی کر دیا تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑھ کر شیبہ کو بھی قتل کر دیا۔اس کے بعد معرکہ جنگ بہت گرم ہو گیا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے کفار کو قتل کیا۔

حضرت ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ بدر کے دن آسمان سے ایک فرشتہ نے جس کا نام رضوان ہے پکارا۔ لَاسَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارِ وَلَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ (البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۲۲۴، الریاض النضرہ ج ۲، ص ۲۵۱)

جنگ احد میں لشکر اسلام کامیاب ہو گئے تھے اور لشکر کفار میدان چھوڑ کر بھاگے اور اپنا مال واسباب میدان میں چھوڑ گئے تو مسلمانوں نے سمجھ لیا کہ ہم کامیاب ہو گئے ہیں کافر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے ہیں تو مسلمان مال غنیمت کے حصول میں لگ گئے اور ادھر کافروں کا منتشر لشکر یکجا ہو کر لشکر اسلام پر حملہ کر دیا۔ مسلمان کافروں کے محاصرے میں آ گئے اور بہت سے صحابہ شہید کر دیئے گئے۔ اس وقت آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی کافروں کے بیچ میں تھے۔ کافروں نے اعلان کر دیا کہ اے مسلمانوں تمہارے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) شہید کر دیئے گئے۔ اس اعلان کو سن کر مسلمان بہت پریشان ہو گئے یہاں تک کہ بہت سے لوگ میدان چھوڑ کر چلے گئے۔ ان کا خیال تھا کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی نہ رہے تو جنگ کس کے لئے لڑیں گے۔ ایسے سخت اور مشکل وقت میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کافروں نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی نظر نہیں آرہے ہیں تو پہلے میں نے اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو زندوں میں تلاش کیا مگر نہیں پایا، پھر شہیدوں میں تلاش کیا وہاں بھی نہیں پایا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ایسا ہرگز

نہیں ہو سکتا کہ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میدان جنگ سے بھاگ جائیں۔ لہذا ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آسمان پر اٹھا لیا ہو۔ اس لئے اب بہتر یہی ہے کہ میں تلوار لے کر کافروں میں گھس جاؤں یہاں تک کہ لڑتے لڑتے شہید ہو جاؤں۔ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے تلوار سنبھالی اور کافروں میں گھس کر ایسا سخت حملہ کیا کہ کفار کا لشکر ادھر ادھر ہو گیا یہاں تک کہ میں نے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھ لیا، قلب مطمئن ہو گیا اور خوشی کی انتہا نہ رہی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حفاظت فرمائی، میں دوڑا اور اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ کفار کا لشکر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھنے لگا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان کافروں کو روکو، تو میں نے تنہا ان سب کا مقابلہ کیا اور ان کو اپنے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے دور کر دیا اور کئی کافروں کو قتل بھی کیا۔ اس کے بعد کافروں کا ایک گروہ پھر آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر حملہ کرنے کی نیت سے بڑھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پھر میری جانب اشارہ فرمایا تو میں نے پھر اس گروہ کا اکیلے مقابلہ کیا، حضرت جبریل امین علیہ السلام تشریف لائے اور آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے میری شجاعت و بہادری کی تعریف کی تو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: إِنَّهُ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ یعنی علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔ اس ارشاد پاک کو سن کر حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرض کیا: وَأَنَا مِنْكُمَا یعنی میں تم دونوں سے ہوں۔

اور محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ جنگ خندق کے روز عمرو بن عبدود (جس کے بہادری کا یہ عالم تھا کہ اکیلا ایک ہزار سواروں کے برابر مانا جاتا تھا) میدان جنگ میں اس طرح نکلا کہ پورے جسم پر لوہے کی زرہیں پہنے ہوئے تھا، میدان میں آتے ہی اس نے بلند آواز سے پکارا۔ ہے کوئی جو میرے مقابلہ کے لئے آئے۔ عمرو بن عبدود کی آواز سن کر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے اور اس کے مقابلے کے لئے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے اجازت طلب کی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا بیٹھ جاؤ، یہ عمرو بن عبدود ہے۔ دوسری بار عمرو ابن عبدود نے پھر آواز دی کہ میرے مقابلے کے لئے کون آتا ہے؟ دوسری مرتبہ پھر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت طلب کی مگر آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت نہیں دی۔ تیسری بار پھر عمرو بن عبدود نے مقابلہ کی دعوت دی اور کچھ اشعار پڑھے تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بکمال ادب اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عمرو بن عبدود سے مقابلہ کے لئے اجازت طلب کی تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اجازت عطا فرما دی اور عمامہ مبارک اپنے دست مبارک سے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

سر پر باندھا اور اپنی زرہ اتار کر پہنا دی اور اپنی ذوالفقار ان کو عطا کی اور ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی الٰہی عبیدہ بن حارث کو تو نے بروز بدر اور حمزہ بن عبدالمطلب کو تو نے بروز احد اپنے پاس بلا لیا اب یہ علی تیرا بندہ میرا بھائی اور میرے چچا کا بیٹا ہے میں اس کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ الٰہی تو علی کی مدد فرما اور صحیح وسالم، مظفر ومنصور پھر مجھ سے ملا۔

شاہ مرداں، شیر یزداں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے سامنے پہنچے عمرو کا قول تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ سے تین باتوں کی درخواست کرے تو اس میں سے ایک بات ضرور قبول کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ کیا واقعی یہ تیرا قول ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا پھر میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ تو اسلام قبول کر؟ اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ پھر آپ نے فرمایا تو لڑائی سے واپس گھر چلا جا؟ اس نے کہا کہ میں قریش کی عورتوں کے طعنے نہیں سن سکتا۔ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ عمرو ہنسا اور کہا کہ مجھ کو یہ امید نہ تھی کہ کوئی بھی مجھ سے بھی کہے گا کہ لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدل تھے اس لئے اس کی غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ سوار ہو کر مقابلہ کرے۔ گھوڑے سے اتر آیا اور اس نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ آپ نے نام بتایا۔ اس نے کہا ابھی تم کمسن نوجوان ہو میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا اور تمہارے باپ میرے دوست تھے، مجھ کو پسند نہیں کہ اپنی تلوار سے تمہارا خون بہاؤں۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لیکن مجھ کو تمہارا خون بہانا پسند ہے۔ عمرو اب غصہ سے بیتاب تھا، تلوار میان سے نکالی اور ایک دم آپ کے سر پر وار کر دیا۔ آپ نے اس وار کو سپر پر روکا لیکن تلوار ڈھال کو کاٹتی ہوئی پیشانی پر لگی جس سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہلکا سا پیشانی پر زخم آ گیا۔ پھر شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنبھل کر اپنی ذوالفقار کا ایسا زبردست وار کیا جس سے اس کا شانہ کٹ گیا اور تلوار نیچے اتر گئی گویا اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور آپ نے اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے نعرۂ تکبیر کی صدا کو سنا۔ عمرو بن عبدود زمین پر خاک وخون میں پڑا ہوا تھا اور میدان کا ذرہ ذرہ زبان حال سے پکار رہا تھا۔

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقَارْ

فاتح خیبر: غزوۂ خیبر بھی ایک اہم معرکہ تھا خیبر کا قلعہ بڑا مضبوط تھا جسے فتح کرنا آسان نہ تھا۔ خیبر کے قلعہ کو فتح کرنے کے لئے ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا، دوسرے دن حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عنایت فرمایا لیکن خیبر کا قلعہ فتح نہ ہوا۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے غزوۂ خیبر کے موقع پر فرمایا کہ کل میں اس شخص کے ہاتھ میں جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح نصیب کرے گا۔ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو محبوب رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسے محبوب رکھتے ہیں۔ چنانچہ لوگ انتظار کرتے رہے، آرزو مندوں کی رات گزارنی مشکل ہو گئی، مجاہدین کی نیندیں اڑ گئیں، ہر ایک کی یہی تمنا و آرزو تھی کہ یہ نعمت اس کے نصیب میں آئے۔ لیکن جب صبح ہوئی تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ۔ علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا ان کو تکلیف ہے۔ وہ آشوب چشم میں مبتلا ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں بلالو! حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر کئے گئے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے دہن مبارک کے شفا بخش لعاب کو ان کی آنکھوں میں ڈالا اور دعا فرمائی۔ اسی وقت ایسا آرام ہو گیا گویا آپ کو کبھی تکلیف ہی نہ تھی۔ (بخاری، ج۱، ص۵۲۵، مسلم شریف، مشکوٰۃ، ص۵۶۳)

اے ایمان والو! اللہ اکبر، اللہ اکبر، ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مبارک لعاب دہن کھاری کوئیں میں پڑ جائیں تو پانی ہمیشہ کے لئے میٹھا ہو جائے اور دکھتی ہوئی آنکھ میں ڈال دیا جائے تو آنکھ کا درد اسی وقت ختم ہو جائے۔ یہ شان ہے ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لعاب دہن شریف کی۔ اب ان لوگوں کا حال معلوم کریں جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے جیسا بشر اور بڑا بھائی کہتے ہیں ان سے سوال کیا جائے کہ جناب آپ کے ناپاک تھوک کا کیا حال ہے؟ اگر پانی میں پڑ جائے تو کوئی پینے کے لئے تیار نہ ہو اور بیشمار بیماریوں کی جڑ ثابت ہو۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنا بڑا بھائی اور اپنے جیسا بشر جانتے ہو۔ توبہ کرلو، ایمان لے آؤ۔ کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لعاب شریف کی یہ شان اور یہ برکت ہے تو میرے سرکار رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان وشوکت کا عالم کیا ہوگا۔

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

درود شریف:

چنانچہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جھنڈا عطا فرمایا، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا میں ان لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہ ہو جائیں۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ نرمی سے کام لو، پہلے

انہیں اسلام کی طرف بلاؤ کہ اسلام قبول کرنے کے بعد ان پر کیا حقوق ہیں۔ خدا کی قسم اگر تمہاری کوشش سے ایک شخص کو بھی ہدایت مل گئی تو وہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہوگا۔ (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ، ص ۵۶۳)

اس کے بعد حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا لے کر یہودیوں کے قلعہ کی طرف بڑھے، آپ جب قلعہ کے قریب پہنچے تو قلعہ کے اوپر ایک یہودی کھڑا تھا۔ اس نے پوچھا اے صاحب علم! تم کون ہو؟ تمہارا نام کیا ہے؟ آپ نے اس سے فرمایا میں علی ابن ابی طالب ہوں، اس یہودی نے اپنی قوم سے کہا، قسم ہے توریت کی تم اس شخص سے مغلوب ہوگے۔ یہ فتح حاصل کئے بغیر نہ لوٹے گا۔ وہ یہودی مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و اوصاف اپنی کتابوں میں پڑھ چکا تھا۔ آپ کے مقابلہ کے لئے حارث یہودی نکلا، آپ نے اس کو قتل کیا۔ پھر اس کا بھائی مرحب مقابلہ کے لئے نکلا، یہ بڑا بہادر اور جنگجو تھا، تمام یہودیوں میں اس جیسا کوئی بہادر نہ تھا۔ یہ کہتے ہوئے مقابلہ کے لئے آیا کہ میں مرحب ہوں، زبردست طریقے سے ہتھیار چلانے والا بہادر ہوں۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ یعنی میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا یعنی شیر۔ یہ فرمایا اور پھر اس ملعون کو اس زور سے تلوار ذوالفقار ماری کہ اس کے جسم کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ پھر آپ نے قلعہ خیبر کے دروازے کو اکھاڑنے کے لئے ہاتھ ڈالا تو سارا قلعہ تھرتھرانے لگا۔ شیر خدا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ کے آہنی اور مضبوط دروازہ کو اکھاڑ دیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیبر کا دروازہ اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا تھا اور اس پر مسلمانوں نے چڑھ کر قلعہ کو فتح کر لیا تھا، اس کے بعد آپ نے وہ دروازہ پھینک دیا، جب لوگوں نے اسے گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالنا چاہا تو چالیس آدمیوں سے کم اسے اٹھا نہ سکے۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۴)

اور ابن عساکر نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جنگ خیبر میں قلعہ کا دروازہ اکھاڑ کر ہاتھ میں لے کر اس کو ڈھال بنا لیا وہ پھاٹک ان کے ہاتھ میں ڈھال کے طور پر برابر رہا اور وہ لڑتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں خیبر کو فتح فرمایا، اس کے بعد دروازہ کو آپ نے پھینک دیا تو کئی آدمیوں نے مل کر اسے پلٹنا چاہا مگر وہ نہیں پلٹا۔ (تاریخ الخلفاء، ص ۱۱۴)

اور ایک روایت میں ہے کہ ستر آدمی مل کر اس دروازہ کو ہلا تک نہ سکے۔ علامہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل فرمایا کہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا میں نے قلعہ خیبر کا دروازہ قوت جسمانی سے نہیں بلکہ قوت ربانی سے اٹھا لیا تھا۔ (تفسیر کبیر، ج ۵، ص ۴۷۴)

قلعہ کا دروازہ جب اکھاڑ دیا گیا تو اسلامی لشکر قلعہ میں داخل ہو گیا اور فتح حاصل ہو گئی۔ فتح کے بعد آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے خیمہ کے باہر تشریف لائے اور فاتح خیبر حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال کیا۔ اور ان کو اپنی آغوش میں لے کر ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار
لا فتیٰ الا علی لا سیف الا ذوالفقار

شیر شمشیر زن شاہ خیبر شکن
پرتو دست قدرت پہ لاکھوں سلام

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فیصلے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے تھے جب بھی کوئی اہم مسئلہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا جاتا تو وہ بہت بہتر جواب دیا کرتے تھے۔ (تاریخ الخلفاء، ص۱۸۳)

مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قرآن کی ہر آیت کے متعلق جانتا ہوں کہ یہ آیت کس کے بارے میں اور کہاں نازل ہوئی ہے اور ہر آیت کے متعلق یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ رات میں نازل ہوئی ہے یا دن میں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھوں تو اس تفسیر کی کتابیں ستر اونٹوں پر لادی جائیں گی۔ (تاریخ الخلفاء، ص۱۸۴)

بسم اللہ کی ”ب“ کا نقطہ

علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ سارے علوم قرآن میں اور قرآن کے سارے علوم سورہ فاتحہ میں ہیں اور سورہ فاتحہ کے سارے علوم بسم اللہ میں ہیں اور بسم اللہ کے سارے علوم بسم اللہ کی ”ب“ میں ہیں اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو باب مدینۃ العلم ہیں فرماتے ہیں انا النقطۃ تحت الباء (ب) کے نیچے کا نقطہ میں ہوں۔ (روح البیان ج۱، ص۶۰۳)

گویا قرآن کے علوم کا خزانہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پرنور سینہ ہے۔

اے ایمان والو! کتاب اللہ کی تفسیر، احادیث کریمہ کی روایت و توضیح اور پیچیدہ فقہی مقالات کے

لطیف حل، عجیب النوع مقدمات کے نایاب فیصلے، اخلاق واوصاف کے متعلق دقت آمیز بیشمار واقعات، تصوف و سلوک کے اسرار، دقیق علمی نکات، فصاحت و بلاغت سے لبریز خطبات، کتب احادیث و تاریخ میں بکثرت ملتے ہیں، جن کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے باب مدینۃ العلم حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پر نور سینہ کو علوم قرآن ومعارف احادیث کا گنجینہ بنایا تھا، اس لئے اہل علم ونظر کا متفقہ فیصلہ ہے کہ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دین و دنیا کے مسائل میں جو بھی فیصلے فرمائے وہ بے نظیر اور حق ہیں۔

حضرت ابی حزن بن اسود فرماتے ہیں کہ ایک مجنونہ عورت نے نکاح کے چھ ماہ بعد بچہ جنا، لوگوں نے اس عورت پر زنا کا الزام لگایا۔ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس عورت کے رجم کا ارادہ فرمایا، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن کریم کی روشنی میں فرمایا کہ چھ ماہ کے بعد بھی بچہ ہوسکتا ہے۔ فَتَرَکَ عُمَرُ رَجْمَهَا وَقَالَ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ۔ تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے رجم کا ارادہ ترک کر دیا اور فرمایا اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا یعنی ایک بے گناہ عورت کا سنگسار ہونا میری ہلاکت کا باعث بن جاتا۔ (استیعاب ج ۲ ص ۴۶۴)

(۱) ایک یہودی کا واقعہ: حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی داڑھی مبارک گھنی اور بھری ہوئی تھی، چنانچہ ایک دن ایک یہودی جس کی داڑھی کے بال بہت مختصر اور کم تھے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ اے علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ فرماتے ہیں کہ قرآن میں ہر شئے کا بیان ہے تو بتایئے کہ قرآن میں میری مختصر اور آپ کی گھنی داڑھی کا ذکر کہاں ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ہاں۔ سورہ اعراف میں ہے۔

وَالْبَلَدُ الطَّیِّبُ یَخْرُجُ نَبَاتُهٗ بِاِذْنِ رَبِّهٖ وَالَّذِیْ خَبُثَ لَا یَخْرُجُ اِلَّا نَکِدًا ط

یعنی جو اچھی زمین ہے اس کی ہریالی اللہ کے حکم سے خوب نکلتی ہے اور جو خراب ہے اس میں سے نہیں نکلتی مگر تھوڑی بمشکل۔ (پ ۸ ع ۱۴)

لہٰذا وہ اچھی زمین میری ہے اور وہ خراب زمین تیری ٹھوڑی ہے۔

(۲) ایک عورت جس نے زنا کا فعل قبیح کیا اور حاملہ ہوگئی اس زانیہ عورت کا مقدمہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار عدالت میں پیش کیا گیا شرعی ثبوت کے بعد آپ نے اس زانیہ عورت کو سنگسار کا حکم فرمایا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے حاملہ عورت کو بچہ پیدا ہونے کے بعد سنگسار کیا جائے اس لئے کہ زنا کا گناہ عورت نے کیا ہے۔ مگر اس عورت کے پیٹ کا بچہ بے گناہ ہے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کے بعد امیر المومنین حضرت عمر

فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فیصلے سے رجوع کرلیا اور فرمایا۔ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ۔ یعنی اگر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ ہوتے تو عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہلاک ہو جاتا۔

(۳) ایک شخص نے دو عورتوں سے نکاح کیا، اتفاق سے ایک ہی رات اور ایک ہی جگہ دونوں نے بچے جنے ایک کے لڑکی اور ایک کے لڑکا پیدا ہوا رات اندھیری تھی اس لئے ان دونوں عورتوں میں اختلاف ہو گیا کہ لڑکی کس کی ہے اور لڑکا کس کا ہے۔ دونوں عورتوں کا مطالبہ تھا کہ لڑکا میرا ہے۔ یہ مقدمہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے دونوں عورتوں کے دودھ کا وزن کیا جس کا دودھ وزنی تھا اس کو لڑکا دیکر فرمایا یہ بچہ اس کا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مسئلہ آپ نے کہاں سے نکالا ہے تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا قرآن سے۔ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے، بے شک اللہ تعالیٰ نے مرد کو ہر چیز میں فضیلت دی ہے یہاں تک کہ غذا میں بھی۔ (نزہۃ المجالس ج ۲ ص ۱۶۲)

(۴) حضرت حنش بن معمر فرماتے ہیں کہ ایک عورت کے پاس دو قریشی آدمی آئے اور سو دینار بطور امانت رکھ گئے اور دونوں نے اس عورت سے کہا کہ جب تک ہم دونوں ایک ساتھ تیرے پاس نہ آئیں کسی کو روپیہ نہ دینا۔ ایک سال گزرنے کے بعد ان میں سے ایک نے آکر کہا کہ میرا دوسرا ساتھی مر گیا ہے لہٰذا وہ سو دینار مجھے دے دے۔ اس شخص نے دیدیا۔ وہ سال گزرنے کے بعد وہ دوسرا ساتھی بھی آگیا۔ اور اس نے سو دینار کا مطالبہ کیا۔ اس عورت نے کہا کہ تمہارا ساتھی میرے پاس ایک سال پہلے آیا تھا اور یہ کہہ کر کہ میرا ساتھی مر گیا ہے۔ مجھ سے وہ سو دینار لے گیا ہے۔ اس شخص نے کہا کیا تمہارے ساتھ یہ عہد نہ تھا کہ جب ہم دونوں ساتھی ایک ساتھ نہ آئیں یہ امانت کا روپیہ کسی ایک کو نہ دینا؟ پس اس عورت اور اس مرد میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ اور مقدمہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پہنچا اور آپ نے دونوں کے بیانات سنے اور سمجھ گئے کہ یہ مرد اس عورت سے دھوکہ کر رہا ہے۔ فرمایا کیا تم دونوں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں ایک ساتھ نہ آئیں تم یہ روپیہ کسی ایک کو نہ دینا؟ کہا ہاں۔ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تیرا مال ہمارے پاس ہے جا اپنے ساتھی کو لے آ اور دونوں ایک ساتھ آکر اپنا مال لے جاؤ۔ (الریاض النضرہ، ج ۲ ص ۱۶۲، حجۃ اللہ ازلی، ج ۲ ص ۷۷)

(۵) ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ علیہم الرحمہ کے ساتھ تشریف فرما تھے کہ دو آدمی لڑائی جھگڑا کرتے ہوئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، ایک نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرا ایک گدھا تھا اس شخص کی گائے نے میرے گدھے کو مار ڈالا ہے۔ مجھے فیصلہ چاہئے۔ حاضرین میں سے ایک

شخص نے کہا کہ جانوروں کے فعل کا کوئی کیا ذمہ دار ہو سکتا ہے؟ تو ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ارشاد فرمایا ان کے درمیان فیصلہ کرو؟ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ وہ دونوں جانور بندھے تھے یا کھلے تھے؟ یا ان میں سے ایک بندھا تھا اور دوسرا کھلا تھا؟ گدھے کے مالک نے کہا کہ میرا گدھا بندھا تھا اور اس شخص کی گائے کھلی تھی اور یہ شخص اس گائے کے ساتھ تھا۔ گائے کے مالک نے اس بات کی تصدیق کی۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ گائے کا مالک گدھے کے نقصان کا ذمہ دار ہے جب یہ فیصلہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے پیش ہوا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ حق اور صحیح ہے۔ چنانچہ وہی فیصلہ جاری کیا گیا۔ (ازالۃ الخفاء بحوالہ ص ۸۸)

(۶) حضرت زر بن حبیش رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو آدمی کھانا کھانے بیٹھے، ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے آدمی کے پاس تین روٹیاں تھیں کہ اتنے میں ایک تیسرا شخص آ گیا ان دونوں نے اس کو بھی کھانے کی دعوت دی، وہ شخص بھی کھانے میں شریک ہو گیا، وہ تینوں شخص آٹھوں روٹیاں کھا چکے تو وہ تیسرا شخص اٹھا اور اس نے ان کو آٹھ درہم دے کر کہا کہ یہ عوض ہے۔ اس کھانے کا جو میں نے تمہارے ساتھ کھایا ہے۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میری پانچ روٹیاں تھیں اور تیری تین۔ لہٰذا تین درہم تیرے ہوئے اور پانچ درہم میرے ہوئے تین روٹیوں والے شخص نے کہا کہ میں تین درہم نہیں لوں گا بلکہ آدھے کا حقدار میں بھی ہوں۔ چار درہم تو لے لے اور چار درہم میں لے لوں، بات بڑھ گئی جھگڑے کی نوبت آ گئی۔ مقدمہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ تمام قصہ سن کر آپ نے تین روٹیوں والے شخص سے فرمایا جو کچھ تیرا ساتھی تجھے دے رہا ہے خوشی سے لے لے اس میں تجھے فائدہ ہے۔ اس شخص نے کہا جب تک مجھے میرا حق نہ ملے میں خوش نہیں ہوں گا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تیرا حق تو ایک درہم ہی ہے۔ اس شخص نے کہا، امیر المومنین! میرا حق ایک درہم کیوں ہے؟ تو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آٹھ روٹیوں کی چوبیس تہائیاں پندرہ تیرے ساتھی پانچ روٹی والے کی اور تو تیری اور تم نے برابر کھایا ہے۔ پس تو نے آٹھ تہائیاں کھائیں اور تیری نو میں سے ایک تہائی بچی اور تیرے دوست کی پندرہ تہائیاں تھیں آٹھ اس نے کھائیں اور اس کی سات بچیں ایک تہائی تیری اور سات تیرے دوست کی آٹھ وہ کھا گیا، آٹھ تہائیاں کھا کر اس نے آٹھ درہم دیئے لہٰذا فی تہائی ایک درہم تیرا اور سات درہم تیرے دوست کے تو اس شخص نے عرض کیا: اب میں ایک ہی پر راضی ہوں، حق مجھ میں آ گیا۔ (استیعاب ص ۴۷۵، کنز العمال ج ۵ ص ۸۳۵، صواعق محرقہ ص ۷۶)

(۷) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ دو عورتیں ایک لڑکے کے متعلق لڑتی

جھگڑتی دربار مولائے کائنات میں حاضر آئیں، دونوں عورتوں کا کہنا تھا کہ یہ لڑکا میرا ہے۔ پہلے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں عورتوں کو سمجھایا مگر سمجھ میں نہیں آئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا آرہ لاؤ، انھوں نے پوچھا آرہ کس لئے منگا رہے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اس لڑکے کے دو ٹکڑے کرکے دونوں کو آدھا آدھا دوں گا۔ بیچ میں جو ماں تھی یہ سن کر کہ میرے بیٹے کو دو ٹکڑے کر دیا جائیگا، تڑپ اٹھی بیقرار ہو کر کہنے لگی امیر المومنین میں اس لڑکے کو نہیں لینا چاہتی یہ لڑکا اسی عورت کا ہے آپ اسی کو دیجئے مگر خدا کے واسطے اس کو قتل نہ کیجئے۔ آپ نے وہ لڑکا اسی بیقرار اور بے چین عورت کو دے دیا اور جو عورت خاموش کھڑی رہی آپ نے اس کو ڈانٹا کہ شرم کرنی چاہئے کہ تم نے میرے دربار میں جھوٹ بولا ہے۔ یہاں تک کہ اس عورت نے اپنے جرم کو قبول کر لیا۔ (صفحہ بہشر)

(۸) دربار مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تین شخص حاضر ہوئے ان کے پاس سترہ اونٹ تھے، ان لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ان اونٹوں کو ہمارے درمیان تقسیم کر دیں۔ ہم میں ایک شخص آدھے کا حقدار ہے، دوسرا شخص تہائی کا حقدار ہے اور تیسرا شخص نویں حصہ کا حقدار ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہر شخص کو پورے اور صحیح و سالم اونٹ ملیں، کاٹ کر تقسیم نہ کریں اور نہ کسی شخص کو کسی سے روپیہ دلائیں۔

عظیم الشان علم والے آپ کی بارگاہ میں تشریف رکھتے تھے، سب حیران تھے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ کہ ہر شخص کو پورے صحیح و سالم اونٹ ملیں اور کاٹا نہ جائے اور روپیہ بھی نہ دلایا جائے۔ ایک شخص کا آدھا حصہ ہے جو ساڑھے سات ہوئے اور دوسرے شخص کا حق تہائی ہے وہ بھی بغیر کاٹے حل نہ ہوگا اور ایک شخص کا نواں حصہ ہے وہ بھی بغیر اونٹوں کو کاٹے حل نہیں ہو سکتا۔ بغیر ذبح کئے اونٹوں کا مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔

لاکھوں سلام ہوں حضرت علی کی عقل و دانش پر، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اونٹوں کو ایک لائن میں کھڑے کر دئے اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ میرا ایک اونٹ لاؤ اور اس لائن میں کھڑا کر دو۔ جب آپ کے اونٹ کو ملا کر کل اٹھارہ اونٹ ہو گئے تو جس شخص کا آدھا حصہ تھا اس کو آپ نے نو اونٹ دیا اور جس شخص کا تہائی حصہ تھا اس کو چھ اونٹ دیا اور جس شخص کا نواں حصہ تھا اٹھارہ اونٹوں میں سے اس کو دو اونٹ دے دئے اور اپنے اونٹ کو پھر اپنی جگہ بھجوا دیا۔

کیا شاندار فیصلہ فرمایا کہ نہ تو کوئی اونٹ کاٹا اور نہ ہی کسی کو کچھ روپیہ دیا اور سترہ اونٹوں کو ان لوگوں کی شرائط کے مطابق تقسیم فرما دئے جس پر ہر شخص مطمئن ہو گیا اور اپنا حصہ لے کر چلا گیا

اس فیصلے کو دیکھ کر ارباب محفل حیران و ششدر رہ گئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینہ کو علم و دانش کا خزینہ، حکمت و عدالت کا سفینہ اور علم نبوت کا مدینہ بنایا ہے۔

(۹) حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مرتے وقت اپنے دوست کو دس ہزار درہم دے اور وصیت کی کہ جب تم سے اور میرے لڑکے سے ملاقات ہو تو اس میں سے جو چاہو اس کو دیدینا، اتفاق سے کچھ روز بعد اس شخص کا لڑکا آگیا، اس موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے پوچھا کہ بتاؤ کہ تم مرحوم کے لڑکے کو کتنا دو گے؟ اس شخص نے کہا ایک ہزار درہم۔ آپ نے فرمایا، اب تم اس شخص کو نو ہزار درہم دو اس لئے کہ جو تم نے چاہا وہ نو ہزار ہیں اور مرحوم نے یہ وصیت کی تھی کہ جو تم چاہو وہ اس کو دیدینا۔ (عشرہ مبشرہ)

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتیں

(۱) اے ایمان والو! حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرچشمہ ولایت اور کان کرامت ہیں۔

حضرت بن شہر آشوب فرماتے ہیں کہ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کی نماز کے بعد ایک آدمی سے فرمایا کہ فلاں محلے میں ایک مسجد ہے اور اس مسجد کے قریب ایک مکان ہے اس مکان میں تجھے ایک عورت اور ایک مرد کے آپس میں تکرار کرنے کی آواز سنائی دے گی، تم ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ وہ شخص گیا اور ان دونوں کو لے کر حاضر خدمت ہوا، آپ نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم رات بھر آپس میں لڑتے کیوں رہے۔ اس نوجوان نے عرض کیا، یا امیر المومنین میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے۔ جب خلوت کا وقت آیا تو مجھے اس عورت سے قدرتی طور پر نفرت ہوگئی۔ اور میں نے اس سے صحبت نہیں کی، اس وجہ سے میری اور اس عورت کی تکرار ہورہی تھی کہ آپ کا خادم پہونچا اور ہم دونوں آپ کی خدمت میں چلے آئے ہیں۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا تم لوگ باہر چلے جاؤ، کچھ باتیں راز کی کرنی ہیں۔ تمام حاضرین چلے گئے، صرف وہ مرد اور عورت رہ گئے۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا کیا تو جانتی ہے کہ یہ نوجوان کون ہے؟ اس عورت نے عرض کیا نہیں! فرمایا اگر میں تجھ پر تیری مخفی بات ظاہر کردوں تو تو انکار تو نہیں کرے گی؟ اس عورت نے کہا نہیں!

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تو فلانی اور فلاں کی بیٹی نہیں ہے؟ کہا ہاں، فرمایا کیا تیرا چچازاد بھائی نہیں تھا اور تم دونوں میں محبت نہیں تھی؟ اس عورت نے کہا ٹھیک ہے۔ فرمایا تیرا باپ تیرا نکاح اس سے نہیں کرنا چاہتا تھا اور اپنے پڑوس سے اس کو نکال دیا تھا؟ عرض کیا بالکل ٹھیک ہے۔ فرمایا تو ایک رات قضائے حاجت کے بہانے گھر سے باہر نکلی اور اس سے جاکر ملی تو اس نے تجھ سے صحبت کی اور تو اس سے حاملہ ہوگئی اور تو نے اپنے حمل کو اپنے باپ سے چھپا کر رکھا اور تیری ماں کو یہ بات معلوم ہوگئی۔ وضع حمل کے وقت وہ رات کو تجھے لے گئی اور گھر کے

باہر جا کر تجھے لڑکا پیدا ہوا اور تم نے کپڑے میں لپیٹ کر وہیں رکھ دیا اور وہاں سے چلیں کہ ایک کتا آیا اور اسے سونگھنے لگا۔ تجھے خوف ہوا کہ کہیں اسے کھا نہ جائے۔ تو تو نے ایک پتھر اٹھا کر اس کو زور سے مارا اور وہ پتھر اس بچے کے سر پر لگا اور اس کا سر زخمی ہو گیا۔ تو نے اور تیری ماں نے وہاں جا کر اس بچے کے سر پر پٹی باندھی اور اس بچے کو وہیں چھوڑ دیا اور دونوں گھر چلی آئیں۔ پھر تمہیں اس بچے کا حال معلوم نہیں۔ وہ عورت یہ سن کر حیران وخاموش تھی۔ فرمایا سچ بول! عرض کرنے لگی یا امیر المومنین سچ ہے۔ میری ماں کے علاوہ اس بات کی خبر کسی کو معلوم نہیں تھی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم کو تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے بتا دیا ہے، پھر فرمایا کچھ لوگ صبح وہاں سے گزرے اور اس بچے کو اٹھا کر لے گئے پالا۔ وہ بچہ جوان ہو گیا اور ان کے ساتھ کوفے آیا اور تیرے ساتھ نکاح کیا۔ یہ شخص تیرا وہی بیٹا ہے، پھر آپ نے اس نوجوان کو فرمایا کہ اپنا سر کھول دے، اس نے سر کھولا اور زخم کا نشان نظر آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ شخص تیرا بیٹا ہے اللہ تعالیٰ نے اس امر سے جو کہ اس نوجوان پر حرام تھا اس کو بچایا ہے۔ اپنے بیٹے کو لے اور گھر جا۔ تم دونوں کے درمیان نکاح نہیں ہے۔ (شمس التواریخ)

(۲) **پانی کا چشمہ:** جنگ صفین کے وقت آپ کے ساتھیوں کو سخت پیاس لگی، پانی دستیاب نہ تھا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پانی کی تلاش میں ایک گرجا گھر کے قریب پہونچے۔ راہب سے معلوم کیا کہ پانی کہاں دستیاب ہوگا۔ تو راہب نے بتایا کہ یہاں سے چھ میل کے فاصلے پر پانی موجود ہے۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی سواری کو خچر کی طرف موڑا اور ایک جگہ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ زمین کھودو، یہاں پانی موجود ہے۔ تھوڑی ہی زمین کھودی گئی تھی کہ اس کے نیچے ایک بڑا پتھر ظاہر ہوا۔ جسے ہٹانا آسان نہ تھا، حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ پتھر پانی پر واقع ہے اس پتھر کو ہٹاؤ گے تو پانی کا چشمہ مل جائے گا کسی طرح اس پتھر کو ہٹاؤ۔ آپ کے ساتھیوں نے پوری طاقت لگا دی مگر پتھر کو ہلا نہ سکے۔ لیکن حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی آستین چڑھا کر انگلیاں اس پتھر کے نیچے رکھ کر زور دیا تو وہ پتھر ہٹ گیا اور اس کے نیچے ٹھنڈا اور میٹھا صاف وشفاف پانی کا چشمہ ظاہر ہو گیا۔ جس کا پانی اتنا ٹھنڈا اور میٹھا تھا کہ پورے سفر میں اتنا اچھا پانی نہ پیا تھا۔ سارے لوگوں نے اس پانی کو خوب پیا اور اپنے برتنوں کو بھر لیا۔ پھر آپ نے اس پتھر کو اٹھا کر پانی کے اس چشمہ پر رکھ دیا اور فرمایا اس پر مٹی ڈال دو جب گرجا گھر کے راہب نے یہ دیکھا تو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر نہایت ادب سے پوچھا کیا آپ پیغمبر ہیں؟ فرمایا نہیں۔ پھر پوچھا کیا آپ فرشتہ مقرب ہیں؟ فرمایا نہیں۔ تو اس نے پوچھا تو پھر آپ کون ہیں؟ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا داماد

اور ان کا خلیفہ ہوں۔ راہب نے کہا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں، آپ نے ہاتھ بڑھایا تو راہب نے کلمۂ طیب پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے راہب سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ تم مدت سے اپنے دین پر قائم رہے اور آج میرے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تو راہب نے جواب دیا، اے حضرت یہ گرجا اسی کے ہاتھ پر فتح ہونا تھا جو اس چٹان کو ہٹا دے اور پانی کا چشمہ ظاہر کر دے اور ہماری کتابوں میں لکھا ہے۔ اس بھاری چٹان کو ہٹانے والا یا تو پیغمبر ہوگا اور یا تو پیغمبر کا داماد۔ جب میں نے دیکھا کہ آپ نے اس بھاری وزن دار پتھر کو ہٹا دیا تو میری مراد پوری ہو گئی اور مجھے جس چیز کا انتظار تھا وہ مل گئی۔ راہب سے اس کی گفتگو سن کر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتنا روئے کہ آپ کی داڑھی بھیگ گئی پھر آپ نے فرمایا سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ میں اس کی بارگاہ میں بھولا نہیں ہوں بلکہ میرا ذکر اس کی کتابوں میں موجود ہے۔ (شواہد النبوۃ)

اے ایمان والو! ان دونوں واقعات کو بار بار سننے کو جی چاہتا ہے اور ہمارا ایمان بھی مضبوط ہوتا ہے اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم غیب کا بھی پتہ چلتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایسا علم غیب عطا فرمایا ہے تو جو مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھی آقا و مولیٰ ہیں یعنی ہمارے سرکار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ نے سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کیسا علم غیب عطا فرمایا ہوگا۔

(۳) حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت میں ایک حبشی غلام نے چوری کی اس کو آپ کے پاس لایا گیا آپ نے اس سے فرمایا تم نے چوری کی ہے؟ اس نے اقرار کرتے ہوئے کہا، جی ہاں! میں نے چوری کی ہے۔ آپ نے اس شخص کا ہاتھ کاٹ دیا جب وہ ہاتھ کٹوا کے چلا تو راستے میں اس شخص کو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ابن الکراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملے اور اس شخص سے پوچھا کہ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا امیر المومنین امام المسلمین داماد رسول شوہر بتول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔ ابن الکراء نے کہا۔ انہوں نے تو تیرا ہاتھ کاٹ دیا اور تو ان کی تعریف کر رہا ہے تو اس شخص نے کہا، میں ان کی تعریف کیوں نہ کروں انہوں نے عدل کیا ہے اور حق یہی تھا کہ میرا ہاتھ کاٹا جاتا انہوں نے از روئے حق میرا ہاتھ کاٹ کر مجھے جہنم سے بچا لیا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا یہ جواب سن کر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے اس حبشی غلام کو بلایا اور اس کا ہاتھ اس کے پہنچے رکھ کر رومال سے ڈھانپ دیا اور دعا فرمائی تو ہم نے آسمان سے ایک آواز سنی کہ رومال کو ہاتھ سے اٹھا دو تو جونہی ہم نے رومال اٹھایا اس کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کی قدرت سے درست ہو گیا تھا۔ (تفسیر کبیر، ج۵، ص۴۷۹)

(۴) علامہ تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے طبقات میں بیان کیا ہے کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کا دایاں ہاتھ سوکھا ہوا اور بیکار تھا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص سے فرمایا کیا معاملہ ہے؟

اس شخص نے عرض کیا حضور میں وہ شخص ہوں جو گناہوں میں زندگی گزارتا تھا اور میرے والد مجھے نصیحت کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اس کی گرفت بہت مضبوط ہے۔ اس کی سزا بہت سخت ہے۔ ایک دن میرے والد نے مجھے سختی سے نصیحت کی، مجھے برا لگا اور میں اپنے والد کو مار بیٹھا، انہوں نے قسم کھائی کہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر مکہ مکرمہ میں جا کر تیرے لئے بددعا کروں گا۔ اور وہ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور بیت اللہ میں میرے لئے بددعا کی، بس اسی وقت سے میرا یہ دایاں ہاتھ خشک اور بیکار ہو گیا۔ میں اپنے کئے پر بہت نادم اور شرمسار ہوں۔ میں نے اپنے والد سے معافی مانگ لی، یہاں تک کہ ان کو راضی کر لیا۔ میرے والد نے کہا میں اللہ تعالیٰ کے گھر مکہ مکرمہ میں جا کر پھر اسی جگہ تیرے لئے دعا کروں گا جس جگہ میں نے بددعا کی تھی۔ میں ان کو لے کر مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں میرے والد کا انتقال ہو گیا۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تیرے والد تجھ سے راضی ہو کر اس دنیا سے گئے ہیں تو تو یقین کر لے کہ اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے راضی ہو گیا ہے۔ حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو رکعت نماز پڑھی اور آہستہ آہستہ دعاء کی اسی وقت اس شخص کا ہاتھ درست ہو گیا اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر تیرے والد تجھ سے خوش نہ ہوئے ہوتے تو میں تیرے لئے دعا نہ کرتا۔ (عمل الاولیاء، ج، ص ۴۰)

اے ایمان والو! اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ماں باپ کو مارنا کتنا بڑا عذاب ہے اور ماں باپ کو مارنے والا دنیا ہی میں مصیبت وتکلیف کا حقدار قرار پاتا ہے اور دنیا ہی میں سزا پا کر رہتا ہے۔ اس لئے ماں باپ کی نافرمانی سے ہمیں بچنا چاہئے بلکہ ماں باپ کی خدمت کر کے ڈھیروں ثواب ورحمت حاصل کرنا چاہئے اور دوسری بات یہ ہے کہ ماں باپ جس شخص سے ناراض ہوں اس کے لئے مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دعاء نہیں کرتے۔ اب خود ہی بتاؤ کہ ولی کی دعا ہو یا استاذ و پیر ومرشد کی دعاء ہو، کیسے مقبول ہو گی۔ جب ہم سے ہمارے ماں باپ ناراض وناخوش ہوں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو سارے اولیاء کے بادشاہ اور پیروں، فقیروں کے امام ہیں۔ جب وہ اس شخص کے لئے دعاء نہیں کرتے جس سے اس کے ماں باپ ناراض وناخوش ہوں۔ اس لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے ماں باپ کو راضی رکھیں تاکہ استاذ وشیخ اور اولیاء اللہ کی دعائیں ہمیں نصیب ہوں اور ہم دین ودنیا میں کامیاب وکامران بن سکیں۔

(۵) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ایک سفر میں ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم میں کون شخص ہے؟ جو فلاں کنویں سے پانی بھر کر لے آئے۔ تا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس شخص کو جنت میں جانے کی ضمانت دیں۔ حاضرین میں سے ایک شخص گیا، پھر دوسرا شخص گیا، پھر تیسرا شخص گیا مگر کوئی بھی اس کنویں سے پانی نہ لا سکا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کنویں کے پاس بہت سے درخت تھے۔ جب کوئی شخص اس کے پاس جاتا تو درخت جلنے لگتے اور اس سے چیخنے کی آوازیں آنے لگتیں۔ درخت سے آگ کے شعلے گرتے۔ سر کٹے ہوئے گرتے۔ تو جانے والا ڈر کر واپس آجاتا اور کوئی بھی شخص اس کنویں سے پانی نہ لا سکا۔

المختصر! شام کا وقت ہو گیا پیاس کی شدت بڑھنے لگی تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ تم جاؤ اور اس کنویں سے پانی بھر لاؤ۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو لئے اور مشکیزہ تا نگا اور کنویں پر پہونچے درخت جلنے لگے اور اس سے پہلے سے بھی زیادہ بھیانک آوازیں آنی شروع ہوئیں مگر کچھ بھی پرواہ نہ کیا مشکیزہ ٹانک کر کمر میں پٹکا باندھ کر کنویں میں اتر گئے۔ کنویں سے ایسی آوازیں آرہی تھیں جیسے کسی کا گلا دبایا جار ہا ہو اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبان پر اللہ اکبر، اللہ اکبر کی صدائیں تھیں اور آپ کہہ رہے تھے کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بھائی ہوں۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کنویں سے پانی نکال کر دوسرے ساتھیوں کو دے رہے تھے اور صحابہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں پانی پیش کر رہے تھے۔ (شواہد النبوۃ، ص ۲۸۹)

ایمان والو! ایسے خطرناک کنویں میں کون جا سکتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا شیر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے اور پانی بھر کر لائے۔ اس لئے کہ جنات بھی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ڈرتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں۔ یا علی الغیاث۔ یا علی المدد

حضرت مولیٰ علی نے اپنی شہادت کی خبر دی

۷ار رمضان المبارک ۴۰ھ کو حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبح کے وقت بیدار ہو کر اپنے بڑے صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا آج رات خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا تو میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کی امت نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اور سخت نزاع بر پا کر دیا ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم ظالموں کے لئے دعا کرو تو میں نے دعاء کی یا

اللہ تعالیٰ تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہونچادے اور میری جگہ ان لوگوں پر ایسا شخص مسلط کردے جو برا ہو۔

ابھی یہ بیان ہی فرمارہے تھے کہ ابن نباح مؤذن نے آواز دی۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ۔ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھنے کے لئے گھر سے چلے راستے میں لوگوں کو نماز کے لئے آواز دے دے کر آپ پکار رہے تھے۔

(الاستیعاب، ج ۲، ص ۴۳۹، اسد الغابہ ج ۳، ص ۱۱۹، طبقات ابن سعد ج ۳، ص ۱۱)

حضرت حسن بن کثیر اپنے والد سے بیان فرماتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نماز کے لئے گھر سے نکلنے لگے تو بطخیں آپ کے سامنے آگئیں اور زور زور سے چلانے لگیں، ہم ان کو ہٹانے لگے تو آپ نے فرمایا ان کو چھوڑ دو یہ نوحہ کررہی ہیں اور آپ تشریف لے گئے۔ مسجد میں وہ بدبخت ملعون عبدالرحمٰن بن ملجم چھپا ہوا بیٹھا تھا۔ جب آپ اس کے قریب سے گزرے اور بقول بعض آپ مشغول بہ نماز ہوئے تو اس شقی نے اس زور سے آپ پر تلوار کا وار کیا کہ آپ کی پیشانی کنپٹی تک کٹ گئی اور تلوار دماغ پر جاکر ٹھہری۔ تلوار لگتے ہی آپ نے فرمایا: فُزْتُ بِرَبِّ الْكَعْبَةِ ۔ یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔ ابن ملجم بدبخت قاتل پر چاروں طرف سے لوگ دوڑے اور اس کو گرفتار کرلیا۔ (تاریخ الخلفاء، الصواعق المحرقہ، ص ۱۳۴)

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ دو آدمی بڑے شقی اور بدبخت ہیں۔ ایک وہ شخص جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو مارا اور دوسرا وہ شخص جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور تیری داڑھی خون سے تر ہوجائے گی۔

(الصواعق المحرقہ، ص ۱۲۳، جشن طوہ ریخ ج ۴، ص ۲۸)

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت

امیر المؤمنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بڑے صاحبزادے سے فرمایا اے حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اور میری وصیت تجھ کو کافی ہے اور یہ وہی وصیت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ کو کی ہے۔

۱) پس جب حالات ایسے ویسے ہوں تو گھر میں رہو اور اپنے معاصی پر رویا کرو۔

۲) اے فرزند میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز وقت پر ادا کر۔

۳) جب تو زکوٰۃ دے تو اس کے مستحق کو دے۔

۴) خوشی اور غصہ کی حالت میں میانہ روی اور عدل اختیار کر۔

۵) پڑوسی کے ساتھ نیکی کر، مہمان کی توقیر وتکریم کر۔

۶) مسکینوں، غریبوں سے محبت کر اور ان کے پاس بیٹھا کر۔

۷) موت کو یاد کر اور تواضع اختیار کر کہ یہ افضل عبادت ہے۔

۸) خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ سے ڈر۔

۹) ہر قول وفعل کو شریعت کے مطابق کر۔

۱۰) آخرت کے امور میں جلدی کر۔ اور دنیا کے کاموں میں تامل وتحقیق کر، یہاں تک کہ اس میں تیرے لئے بھلائی ہو۔

۱۱) ایسے مقامات پر نہ جا جہاں تہمت کا اندیشہ ہو۔

۱۲) ایسی صحبت میں نہ جا جہاں برائی کا اندیشہ ہو، جو خود برا ہے اپنے ہم صحبت کو بھی بگاڑ دیتا ہے۔

۱۳) اپنے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص اور خالص کر۔

۱۴) گناہ کرنے والے کو گناہ سے روک، اسے اچھی بات کا حکم کر اور بری باتوں سے منع کر۔

۱۵) نیک وصالح شخص سے دوستی رکھ بسبب اس کی نیکی کے۔

۱۶) فاسق وگنہگار شخص سے کنارہ کر اور دل میں اس کو برا سمجھ۔ اپنے ہر کام میں اس کو دور رکھ۔ تا کہ ایسا نہ ہو کہ تو بھی اس جیسا ہو جائے۔

۱۷) بازار میں نہ بیٹھا کر۔

۱۸) بیوقوفوں سے بحث وحجت نہ کر اور ان کو دوست بھی نہ بنا۔

۱۹) سکوت کو ہمیشہ اپنے اوپر لازم کرتا کہ غنیمت حاصل ہو۔

۲۰) اپنے ساتھی سے ہوشیار رہ اور دشمن سے اجتناب کر۔

۲۱) ایسی مجلسوں کو اختیار کر جن میں خدائے تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہو اور دعا زیادہ کیا کر۔

اے میرے پیارے فرزند حسن (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے تجھے نصیحت کرنے میں کچھ کوتاہی نہیں کی۔ اب میرے اور تیرے درمیان جدائی ہوتی ہے۔ اپنے بھائی حسین اور دوسرے بھائیوں کے ساتھ نیک سلوک اختیار کرتے رہنا۔ اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارا نگہبان ہے میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے کاموں کی اصلاح

کرے اور سرکشوں اور باغیوں کے شر سے تمہیں محفوظ رکھے۔ آمین۔ بیٹا صبر کرنا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم (نور الابصار، ص ۱۴۸)

اور حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے تاریخ الخلفاء میں آپ کی وصیت کو اس طرح نقل کیا ہے۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی ہونے کے بعد اپنے بڑے بیٹے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت کی۔ میرے فرزند حسن میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ

۱) سب سے بڑی تونگری عقل کی توانائی ہے۔
۲) بیوقوفی سے زیادہ کوئی مفلسی اور تنگدستی نہیں۔
۳) غرور و گھمنڈ سب سے سخت وحشت ہیں۔
۴) سب سے عظیم خلق کرم ہے۔

اور دوسری چار باتوں سے اجتناب کرنا ہے۔

۱) احمق کی محبت سے بچو، اس لئے کہ نفع پہونچانے کا ارادہ کرتا ہے لیکن نقصان پہونچاتا ہے۔
۲) جھوٹے سے پرہیز کرو اسلئے کہ وہ دور کو نزدیک اور نزدیک کو دور کر دیتا ہے۔
۳) بخیل سے بچو، دور رہو اس لئے کہ وہ تم سے ان چیزوں کو چھڑا دے گا جن کی تمہیں ضرورت ہے۔
۴) گناہگار، فاسق سے کنارہ کش رہو۔ اس لئے کہ وہ تمہیں تھوڑی چیز کے بدلے میں بیچ ڈالے گا۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

سرچشمہ ولایت مولائے کائنات سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زخمی حالت میں جمعہ سنیچر تک بقید حیات رہے اور اتوار کی شب میں آپ کی روح پرواز کر گئی۔ اور ایک یہ بھی روایت ہے کہ ۱۷ رمضان شریف یا ۱۹ رمضان شریف جمعہ کی شب میں آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا اور ۲۱ رمضان المبارک شب یکشنبہ ۴۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سال ۸ یا ۹ ماہ اور نو دن مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے اور ترسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کو غسل دیا اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ ابن جوزی کی روایت کے مطابق آپ کا مزار شریف نجف اشرف میں

ہے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے قاتل ابن ملجم ملعون کو قتل کیا اور اس کے ہاتھ پیر کو کاٹ کر ایک ٹوکرے میں رکھ کر اس میں آگ لگا دی جس سے اس کی لاش جل کر راکھ ہوگئی۔ (الصواعق المحرقہ، ص ۱۳۲)

مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال مبارکہ

سرچشمہ ولایت مخزن کرامت کان علم و حکمت امیر المومنین سید السادات حضرت مولیٰ علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چند اقوال مبارکہ جو ہیرے جواہرات سے کہیں زیادہ قیمت رکھتے ہیں۔ رشد و ہدایت کے لئے بیان کئے جا رہے ہیں۔

۱) ہمارے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دوست وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرتا ہے اور آپ کا دشمن وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے۔

۲) بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض کو لازم کیا ہے تو انہیں ضائع نہ کرو۔

۳) بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ یہ ہے کہ گرے پڑے غمگین لوگوں کی مدد کی جائے اور مصیبت زدہ لوگوں کو خوش کیا جائے۔

۴) سخاوت یہ ہے کہ سائل کے سوال سے پہلے دیا جائے اور وہ عطا جو سوال کرنے پر ہو وہ سخاوت نہیں۔

۵) مال و دولت تمام خواہشات کی یعنی گناہوں کی بنیاد ہے۔

۶) عورت ایک ایسا بچھو ہے جس کا کاٹنا نہایت شیریں ہے۔

۷) تو اپنے بیوی بچوں میں مشغول ہونے کو اپنا سب سے بڑا شغل نہ بنانا کیوں کہ اگر تیرے بیوی بچے اللہ تعالیٰ کے دوستوں میں سے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو کبھی ضائع نہیں کرتا اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں میں سے ہیں تو تیرے لئے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں کا غم کھانا اور ان میں مشغول رہنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔

۸) جب عقل کامل ہو جاتی ہے تو کلام کم ہو جاتا ہے۔

۹) کوئی دولت ادب کے برابر نہیں اور کوئی مددگار آپسی مشورہ کے برابر نہیں۔

۱۰) سب سے بڑی غربت اچھے ساتھی کا نہ ہونا۔

۱۱) صدقہ دینا ایک کامیاب دوا ہے۔

۱۲) لوگوں میں افضل وہ شخص ہے جو معاف کرنے والا ہے۔

۱۳) طمع یعنی لالچ انسان کو ذلیل کر دیتی ہے۔

۱۴) جو شخص اہلبیت کو محبوب رکھتا ہے اس کو فقر کا لباس پہننے کے لئے تیار ہونا چاہئے۔

۱۵) کوئی بزرگی تقویٰ و پرہیزگاری کے برابر نہیں۔

۱۶) کوئی تجارت نیک عمل کے برابر نہیں۔

۱۷) کوئی علم غور و فکر کے برابر نہیں۔

۱۸) دنیا کی مثال اس سانپ کی سی ہے جو چھونے سے تو ملائم و نرم معلوم ہوتا ہے مگر اس کے اندر زہر بھرا ہوا ہے۔

۱۹) علم دین کے بغیر اطاعت الٰہی نہیں حاصل کر سکتا۔

۲۰) ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو بغیر عمل کے آخرت میں بخشش کی امید رکھتے ہیں۔

۲۱) خاموشی اختیار کرنے سے ہیبت پیدا ہوتی ہے۔

۲۲) دنیا کی تلخی آخرت کی شیرینی ہے اور دنیا کی شیرینی آخرت کی تلخی ہے۔

۲۳) اپنے دوست کے ساتھ حد سے زیادہ دوستی نہ بڑھاؤ شاید وہ کسی دن تمہارا دشمن ہو جائے اور تمہارے سارے راز ظاہر کر دے۔

۲۴) وہ تھوڑا عمل جسے تو ہمیشہ کرتا ہے اس زیادہ عمل سے بہتر ہے جسے تو کبھی کبھی کرتا ہے۔

۲۵) سوال نہ کرنا فقیر کی زینت ہے اور شکر کرنا مالدار کی زینت ہے۔

۲۶) سخت ترین گناہ وہ ہے جسے گنہگار ہلکا و معمولی سمجھے۔

۲۷) جس شخص نے اپنے نفس کے عیب کی طرف نظر کی وہ دوسروں کی عیب جوئی سے باز رہا۔

۲۸) سب سے بڑا عیب یہ ہے کہ تو دوسرے کے عیب کو دیکھے۔

۲۹) جو شخص مکان میں جا کر دروازہ بند کر لے اس شخص کو رزق کہاں سے حاصل ہوگا۔ فرمایا جہاں سے اجل یعنی موت آئے گی۔

۳۰) دو بھوکے ایسے ہیں جو کبھی سیر نہیں ہوتے ایک طالب علم دوسرا طالب دنیا۔

۳۱) انقلاب حالات میں مردوں کی اصلیت معلوم ہو جاتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد کے واسطے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسلام میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تمام لوگوں میں سب سے زیادہ افضل تھے جس طرح میرا یقین ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے سب سے زیادہ مخلص تھے۔ وہ خلیفہ حضرت صدیق اکبر اور خلیفہ کے خلیفہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے میری زندگی کی قسم اسلام میں ان دونوں کا خاص مرتبہ ہے اور ان دونوں کو نقصان پہونچانا اسلام میں بہت بڑا زخم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے اور جو وہ دونوں عمل کرتے رہے ان کی اچھی جزا عطا فرمائے۔ (نہج البلاغہ ص ۔)

ایک دوسرے موقع پر یہ ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مسلمانوں نے اپنے میں سے دو ایسے امیروں کو اپنا خلیفہ منتخب کیا جو صالح اور نیک کردار تھے یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما ان دونوں نے سیرت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو زندہ رکھا اور سنت مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سرمو تجاوز نہ کیا۔ (تاریخ المورخ، ج ۲، ص ۳۳۳)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بےکس پناہ میں اس کے پیارے نبی اور محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں حق سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی ذوالنورین و جملہ صحابہ کرام وازواج مطہرات علیہم الرضوان سے سچی محبت اور الفت عطا فرمائے۔ اس لئے کہ امیر کشور ولایت باب مدینہ علم و حکمت سید السادات شیر خدا مشکل کشا امیر المومنین خلیفۃ المسلمین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان نفوس قدسیہ کے فضائل و مراتب بیان فرمائے اور ان سے محبت والفت فرمائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مولائے کائنات حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال مبارکہ پر عمل کرکے دین و دنیا سنوارنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَخُلَفَآئِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ○

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

دوسرا جمعہ...دوسرا بیان

فضائل سیدہ فاطمۃ الزہرا

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

قُلْ لَّاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى ؕ (پ۲۵ آیت ۲۳)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل بیشمار ہیں، ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نور نظر لخت جگر اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے اہلبیت میں سب سے پیاری ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ماں اور تمام جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نورانی سلسلہ آپ ہی سے جاری فرمایا۔

عاشق رسول، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین و حسن پھول

خون خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر
ان کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام

اس بتول جگر پارۂ مصطفےٰ
حجلہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

آپ کا نام فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) آپ کے القاب سیدہ زہرا، بتول طیبہ طاہرہ ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اِنَّمَا سَمَّیْتُ اِبْنَتِیْ فَاطِمَةَ لِاَنَّ اللّٰهَ فَطَمَهَا وَمُحِبِّیْهَا عَنِ النَّارِ ۝ (الصواعق المحرقہ، ص ۱۶۰)

یعنی میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس کے چاہنے والوں کو دوزخ سے آزاد کیا ہے۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَحَرَّمَ اللّٰهُ ذُرِّیَّتَهَا عَلَی النَّارِ ۝ (المستدرک حاکم ج ۳، ص ۱۵۲)

بے شک فاطمہ پاک ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام کر دیا ہے۔

آپ کی ولادت

حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی پیدائش کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف اکتالیس سال کی تھی آپ پیدا ہوئیں اور کچھ لوگوں کا بیان ہے کہ اعلان نبوت سے ایک سال قبل آپ کی ولادت ہوئی اور علامہ جوزی نے لکھا ہے کہ اعلان نبوت سے پانچ سال قبل خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت آپ کی پیدائش ہوئی۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیٹیوں میں سب سے چھوٹی بیٹی ہیں اور آپ کی ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

آپ کا نکاح: مشہور عالم ربانی حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہجرت کے دوسرے سال اللہ تعالیٰ کے حکم سے

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا۔ بعض روایات کے مطابق سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح محرم میں ہوا اور رخصتی ذی الحجہ میں ہوئی۔ اس وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر شریف پندرہ سال اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر پاک اکیس سال تھی۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح کے بعد آپ کی حیات ظاہری میں کسی اور سے نکاح نہیں کیا۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رخصتی کی رات آپ کے لئے دعا فرمائی۔

اے اللہ! انھیں اور ان کی اولاد کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ (برکات آل رسول، ص۲۳۳)

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر ۱۸ رسال اور بعض روایتوں کے مطابق ساڑھے پندرہ سال کی ہوئی۔ ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدہ کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بڑی سادگی سے کر دیا۔ اس وقت حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر شریف چوبیس سال کے قریب تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پانی پر دم کر کے دونوں پر اس کے چھینٹے مارے اور فرمایا میں تمہیں اور تمہاری اولاد کو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ (کنز العمال، ج۷، ص۱۱۳)

آپ کا مہر: سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر کہ جس پر عقد اقدس ہوا، چار سو مثقال چاندی تھی یعنی پورے ایک سو ساٹھ روپئے۔ (فتاوی رضویہ، ج۵، ص۲۲۵)

آپ کا جہیز: سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی نور نظر لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہیز میں بان کی ایک چارپائی اور چمڑے کا ایک گدا جس میں روئی کی جگہ کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے اور ایک چھاگل، ایک مشک، دو چکیاں اور مٹی کے دو گھڑے تھے۔ (سیرت الصحابیات، ص۱۰۰)

شادی سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس رحمت و برکت کے سائے میں رہتے تھے۔ شادی کے بعد گھر کی ضرورت ہوئی تو حضرت حارثہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایک مکان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیدیا۔ جب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نئے گھر میں گئیں تو ہمارے حضور اللہ تعالیٰ کے نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے گھر پر تشریف لائے۔ دروازہ پر کھڑے ہو کر اجازت طلب کی پھر اندر تشریف لائے، ایک برتن میں پانی لیا اور اپنے دونوں ہاتھ اس میں ڈالا وہ پانی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے جسم پر چھڑکا اور فرمایا میری پیاری بیٹی فاطمہ؟ میرے خاندان میں جو شخص سب سے بہتر ہے میں نے اس کے ساتھ تمہارا نکاح کیا ہے۔ (زرقانی)

آپ کی سادگی: حضور رحمت عالم نور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں مگر سادگی کا یہ عالم ہے کہ اپنے گھر کا سارا کام خود کرتی ہیں۔ جھاڑو اپنے ہاتھ سے دیتی ہیں۔ خود کھانا پکاتی ہیں۔ چکی چلا کر اپنے ہاتھ سے آٹا پیستی ہیں۔ مشک میں پانی بھر کر لاتی ہیں جس کی وجہ سے ہاتھ میں چھالے اور گھٹے پڑ گئے ہیں۔ (سیرت الصحابیات، ص ۱۰۲)

امام احمد جید سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا: پیارے نبی مالک رحمت و دولت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس بہت سے غلام آئے ہیں تم بھی خدمت کے لئے کوئی غلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مانگ لاؤ پھر دونوں بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آٹا پیستے پیستے میرے ہاتھوں میں گھٹے پڑ گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو وسعت عطا فرمائی ہے۔ لہٰذا آپ ہمیں ایک خادم عطا فرمائیں۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بخدا اس طرح نہیں ہوسکتا کہ میں تمہیں خادم عطا کروں اور اہل صفہ بھوک کے سبب اپنے پیٹ پر پتھر باندھ رہے ہوں۔ پھر فرمایا کیا میں تم دونوں کو تمہارے سوال سے بہتر چیز کی خبر نہ دوں۔ انہوں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا کچھ کلمات مجھے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ بتلائے گئے ہیں جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو آیۃ الکرسی پڑھو پھر ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (بخاری شریف، برکات آل رسول، ص ۱۴۳)

ایک روایت میں آتا ہے کہ انہیں کلمات کو ہر نماز کے بعد پڑھنے کا حکم ہوا اور فرمایا گیا کہ ان کلمات کی برکت سے اللہ تعالیٰ پڑھنے والے کو دین و دنیا میں غنی کردے گا پھر کوئی حاجت ہی نہیں رہے گی اور ان تسبیحات کو تسبیح فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حیات مبارکہ میں کسی اور سے نکاح حرام فرمادیا۔ (ابوداؤد شریف، بحوالہ برکات آل رسول، ص ۱۴۷)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبوب ترین ذات

حضرت جمیع بن عمیر تیمی روایت کرتے ہیں کہ میں اپنی پھوپھی کے ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب کون تھا؟

فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ فَقِیْلَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ زَوْجُھَا (ترمذی، ج ۲، ص ۲۲۷، مشکوٰۃ، ص ۵۷۰)

تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: فاطمہ پھر میں نے عرض کیا کہ مردوں میں کون سب سے زیادہ محبوب تھا؟ تو حضرت عائشہ صدیقہ نے فرمایا ان کے شوہر (علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اے ایمان والو! ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی ہوئی اس حدیث شریف اور اس طرح کی بے شمار حدیثیں آپ سے روایت ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ تعصب و عناد سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہوئے انصاف سے غور کریں تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیان کی ہوئی حدیثیں ان کے عدل و انصاف اور دیانت و صداقت کی بہت بڑی دلیل ہونے کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ اور سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان گہری محبت کی علامت ہیں۔ اب وہ لوگ جو ماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں بکواس کرتے ہیں اور ان کی شان میں گالیاں بکتے نظر آتے ہیں اور حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جھوٹی محبت کا دم بھرتے نظر آتے ہیں یقیناً ایسے لوگ اپنا حشر خراب کر رہے ہیں اور اپنا ٹھکانہ جہنم بنا رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے امان کے طالب ہیں۔

دوسری حدیث: یوں روایت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون تھے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا، عائشہ صدیقہ تھیں۔ پھر پوچھا گیا کہ مردوں میں تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ان کے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مدارج النبوۃ، ج۲، ص۳۶۲)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے سرکار امت کے غمخوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب سفر کے لئے باہر تشریف لے جاتے۔

وَاِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ كَانَ اَوَّلُ النَّاسِ بِهٖ عَهْدًا فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا (المستدرک، ج۳، ص۱۵۶)

اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات فرماتے۔

اے ایمان والو! حدیث شریف میں صاف ظاہر ہے کہ بیٹی سے محبت کرنا سنت ہے۔ جو شخص بھی سفر سے آئے اور پہلے اپنی بیٹی سے ملاقات کرے گویا اس شخص نے سنت پر عمل کیا اور بیٹی کو تحفہ دینا بھی سنت ہے۔

فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے وصال فرمانے کے پہلے آخری دنوں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے کانوں میں کچھ راز کی باتیں کہیں جس کو سن کر آپ رونے لگیں پھر تھوڑی دیر بعد حضرت سیدہ مسکرا پڑیں تو حضرت سیدہ سے پوچھا گیا کہ آپ کے رونے کی کیا وجہ تھی تو آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کی خبر سن کر میں رونے لگی اور مسکرانے، ہنسنے کی وجہ معلوم کرنے پر سیدہ نے فرمایا کہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَاءِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ اَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ (بخاری ج ۱، ص ۵۳۲، مسلم ج ۲، ص ۲۹۰)

اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمام جنتی عورتوں کی سردار تم ہو یا تمام مومن عورتوں کی سردار تم ہو۔

فاطمہ تمام جہاں کی عورتوں کی سردار ہیں: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَلَا تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِیْ سَیِّدَۃَ نِسَاءِ اَہْلِ الْجَنَّۃِ اَوْ نِسَاءِ الْعٰلَمِیْنَ (بخاری ج ۲، ص ۹۳۵، مسلم ج ۲، ص ۲۹۰)

اے فاطمہ! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمام جنتی عورتوں کی سردار تم ہو یا تمام جہاں کی عورتوں کی سردار تم ہو۔

تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: یَا اَبَتِ فَاَیْنَ مَرْیَمُ اے ابا جان! حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا کیا مقام ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تِلْکَ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ عَالَمِہَا۔ وہ اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں۔ (الشرف المؤبد، ص ۵۸، مواہب، ج ۲، ص ۲۷۷)

ہمارے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَرْبَعُ نِسْوَۃٍ سَادَاتُ عَالَمِہِنَّ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَۃُ بِنْتُ مُزَاحِمٍ وَخَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَفَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) وَاَفْضَلُہُنَّ فَاطِمَۃُ (در منثور، ج ۲، ص ۲۳، کنز العمال، ج ۶، ص ۲۲۷)

چار عورتیں اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں

حضرت مریم بنت عمران حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں، حضرت آسیہ بنت مزاحم (فرعون کی نیک بیوی) حضرت خدیجہ اور حضرت فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) اور ان میں سب سے زیادہ افضل فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

ہر اعتبار سے یہ حقیقت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت مریم اور حضرت آسیہ سے افضل ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو صرف ایک نسبت حاصل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں ہیں لیکن حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تین نسبتیں حاصل ہیں۔

پہلی نسبت: اولین و آخرین کے امام، سید المرسلین رحمۃ للعلمین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نور نظر اور بیٹی ہیں۔

دوسری نسبت: تاجدار ولایت مولائے کائنات حضرت مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی ہیں۔

تیسری نسبت: نوجوانان جنت کے سردار، جماعت شہداء کے امام حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ماں ہیں۔

فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّيْ فَمَنْ أَغْضَبَهَا فَقَدْ أَغْضَبَنِيْ (بخاری ج۱ ص۵۳۲، مسلم ج۲ ص۲۹۰)

بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے۔ پس جس نے اُسے ناراض کیا بیشک اس نے مجھے ناراض کیا۔

عالم ربانی امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ بہت سے محققین جن میں علامہ تقی الدین سبکی، علامہ جلال الدین سیوطی علامہ بدر الدین زرکشی اور تقی الدین مقریزی شامل ہیں۔ تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ جہان کی تمام عورتوں کی حتیٰ کہ سیدہ مریم سے بھی افضل ہیں۔ علامہ سبکی سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم افضل ہیں۔ (برکات آل رسول ص۲۳۶)

ایسا ہی سوال ابن ابو داؤد سے کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہیں میں کسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پارۂ جسم کے برابر قرار نہیں دے سکتا۔ (برکات آل رسول ص۱۳۶)

علامہ مناوی اس کی شرح میں فرماتے ہیں (یعنی وہ حدیث شریف جو پہلے بیان کی گئی یعنی فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے) سلف وخلف کی ایک جماعت نے فرمایا ہم کسی کو نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر (یعنی حضرت فاطمہ) کے برابر قرار نہیں دیتے۔ (برکات آل رسول ص۱۳۲)

حشر میں شان فاطمہ: بروز محشر اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول کی بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایسی عزت وعظمت عطا فرمائے گا جو کسی بیٹی کو نصیب نہیں ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت سیدہ نے دنیا میں اللہ

اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم پر عمل کیا اور مکمل حجاب و پردہ کا اہتمام رکھا۔ تو بروز حشر رب تعالیٰ کا انعام ملے گا اور ان کے حجاب و پردے کا انتظام اس صورت میں کیا جائے گا۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ نَادٰی مُنَادٍ مِّنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ یَا اَھْلَ الْجَمْعِ غُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ عَنْ فَاطِمَۃَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ حَتّٰی تَمُرَّ (المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۵۳)

جب قیامت کا دن ہوگا تو (اچانک) پردوں کے پیچھے سے کوئی منادی اعلان کرے گا اے اہل محشر! اپنی نگاہیں جھکا لو، فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (آرہی ہیں) حتیٰ کہ وہ گزر جائیں گی۔

بہت سے صحابہ کرام سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: کہ قیامت کے دن ندا کرنے والا باطن عرش سے ندا کرے گا۔

یَا اَھْلَ الْجَمْعِ نَکِّسُوْا رُءُوْسَکُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَکُمْ حَتّٰی تَمُرَّ فَاطِمَۃُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَی الصِّرَاطِ۔ (الصواعق المحرقہ، ص ۱۹۰، برکات آل رسول، ص ۲۶۷)

یعنی اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکا لو، اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو تا کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پل صراط سے گزر جائیں۔

حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ستر ہزار جنتی حوروں کے ہمراہ بجلی کے کوندنے کی طرح گزر جائیں گی۔

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

جس کے آنچل کو نہ دیکھا مہ و مہر نے

اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ ابْنَتِیْ فَاطِمَۃَ حَوْرَاءُ اٰدَمِیَّۃٌ لَمْ تَحِضْ وَلَمْ تَطْمُثْ (نسائی بحوالہ برکات آل رسول، ص ۲۶۷)

یعنی میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے جسے کبھی حیض نہیں آیا۔

میرے آقا پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری بیٹی، سیدہ، زاہرہ، طیبہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خاص فضیلت ہے کہ انہیں کبھی حیض نہیں آتا تھا۔

جب ان کے گھر بچے کی ولادت ہوتی تو تھوڑی دیر بعد وہ پاک ہو جاتیں یہاں تک کہ ان کی نماز قضا نہ ہوتی۔ اس لئے ان کا نام زہرا رکھا گیا۔ جب انہیں بھوک لگتی تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے سینے پر اپنا دست مبارک رکھ دیتے تو بھوک محسوس نہیں ہوتی۔ جب حضرت سیدہ طیبہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے خود غسل کیا اور وصیت کی کہ کوئی انہیں منکشف نہ کرے۔ چنانچہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کے مطابق حضرت سیدہ کو اسی غسل کے ساتھ دفن کیا۔ (خصائص کبریٰ، برکات آل رسول، ص ۱۳۳)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فرماتے ہیں۔

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

درود شریف

رضائے فاطمہ رضائے خدا ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَغْضِبُ لِغَضَبِکَ وَیَرْضٰی لِرِضَاکَ (المستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۵۴)

بیشک اللہ تعالیٰ (اے بیٹی) تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے اور تیری خوشی سے خوش ہو جاتا ہے۔

اے ایمان والو! رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی بیٹی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جو محبت ہے اس کی مثال دنیا میں موجود ہی نہیں۔ اب وہ لوگ جو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یا ان کی اولاد کی بے ادبی اور گستاخی کرتے ہیں۔ اس حدیث شریف کے بارے میں ان لوگوں کو غور و فکر کرنا چاہئے اور آخرت خراب ہو جائے اس سے پہلے توبہ کر کے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو راضی کر لینا چاہئے۔

اس لئے کہ آل رسول کی خوشی میں سیدہ کی خوشی ہے اور سیدہ فاطمہ کی خوشنودی میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشنودی و رضا ہے۔ اللہ تعالیٰ سیدہ فاطمۃ الزہرا اور ان کی آل کے صدقے امان میں رکھے اور ایمان پر خاتمہ بالخیر عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

بزرگوں کے ہاتھ چومنا سنت ہے

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو بیٹھنے، اٹھنے، چلنے پھرنے حسن خلق اور گفتگو میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے زیادہ مشابہ ہو۔

قَالَتْ وَكَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ رَحَّبَ بِهَا وَقَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَهَا فِيْ مَجْلِسِهٖ (ترمذی، مستدرک للحاکم، ج ۳، ص ۱۵۴)

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس آتیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خوش ہو جاتے اور ان کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ (محبت سے استقبال کے لئے) حضرت فاطمہ کا ہاتھ پکڑ لیتے اس کو بوسہ دیتے اور پھر اپنی نشست پر سیدہ فاطمہ کو بٹھاتے تھے۔

وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِيْ مَجْلِسِهَا (ترمذی شریف، مستدرک حاکم، ج ۳، ص ۱۵۴)

اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت فاطمہ کے پاس تشریف لے جاتے تو سیدہ فاطمہ کھڑی ہو جاتیں اور آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں۔

اے ایمان والو! اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اگر بڑا اپنے چھوٹے کے لئے ازراہ محبت کھڑا ہو جائے اور اس کے ہاتھوں کو چوم لے تو جائز اور سنت ہے اور اگر چھوٹا اپنے بڑے کی تعظیم کے لئے اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑا ہو جائے اور اپنی جگہ پر اپنے بزرگ کو بٹھائے اور اس کے ہاتھوں کو چوم لے تو یہ بھی ثواب و سنت ہے۔ جیسا کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کیا اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ابا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تشریف لانے پر آپ کھڑی ہو گئیں اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا اور اپنی جگہ پر بٹھایا۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اگر چھوٹا اپنے بزرگ کے لئے تعظیماً کھڑا ہوتا ہے اور ان کے ہاتھوں کو چومتا ہے تو یہ عمل بھی سنت سے ثابت ہوا اور اگر اس طرح کوئی بزرگ محبت میں اپنے چھوٹے کے ساتھ سلوک کرتے ہیں تو یہ بھی جائز و درست ہے۔

اب ان گمراہ اور بے دین لوگوں کا کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا شرک و بدعت

ہے تو یہ سراسر اللہ اور بے دینی ہے اور اسلام کی تعلیمات سے جاہل ہونے کا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پاک واصحاب کی سنتوں کی پیروی کرتے ہوئے بزرگوں کی تعظیم اور چھوٹوں سے پیار کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

سیدہ فاطمہ کی قناعت: ہمارے سرکار دونوں عالم کے مالک ومختار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فقر وفاقہ پر قناعت پسند فرمایا اور دنیا کی نعمت ودولت، عیش وعشرت وراحت سے اجتناب اختیار کیا۔ چونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خاص محبت تھی اس لئے جو کچھ آپ نے اپنے لئے پسند فرمایا انہیں چیزوں کو اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لئے پسند فرمایا۔

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، میں بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے گلے میں سے ایک سونے کی زنجیر اتاری اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دکھایا اور عرض کی ابا جان یہ سونے کی زنجیر ابو الحسن (حضرت علی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو تحفہ دیا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے فاطمہ! کیا تجھے یہ اچھا لگتا ہے کہ لوگ کہیں کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں میں جہنم کی زنجیر ہے؟ یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے اور وہاں نہ بیٹھے (حضرت) فاطمہ نے اسی وقت اس سونے کی زنجیر کو بیچ دیا جو قیمت ملی اس سے ایک غلام خرید کر راہ خدا میں آزاد کر دیا۔

فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ نَجّٰى فَاطِمَةَ مِنَ النَّارِ۔

(المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۵۲)

تو جب یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پہونچی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے، جس نے فاطمہ کو دوزخ سے نجات دی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم ہمارے پاس کوئی بستر نہیں ہے۔ ایک مینڈھے کی کھال کے علاوہ جس پر ہم رات کو سوتے ہیں اور دن میں اسی کھال پر اپنے اونٹ کو چارہ وغیرہ ڈالتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے میری بیٹی صبر کرو کہ (حضرت) موسیٰ بن عمران نے اپنی بیوی کے ساتھ دس برس اس طرح گزارے تھے کہ ان کے لئے کوئی بستر وغیرہ نہ تھا سوائے ایک چادر کے جو چھوٹی سی تھی۔ (زرقانی علی المواہب)

مشہور بزرگ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی تحریر فرماتے ہیں کہ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ صبح کے وقت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ دروازے پر پہونچ کر اپنی بیٹی فاطمہ کو سلام کیا اور فرمایا کہ ایک شخص میرے ساتھ ہے، کیا ہم اندر آجائیں؟ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم میرے بدن پر ایک پرانی چادر کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں ہے اور اس سے سارا بدن نہیں چھپتا۔ آپ نے اپنی پرانی چادر ان کی طرف پھینک دی جس سے حضرت فاطمہ نے اپنا بدن چھپایا۔ پھر آپ گھر کے اندر تشریف لائے۔ فرمایا بیٹی کیا حال ہے؟ حضرت سیدہ نے عرض کیا ابا جان! کل سے میں نے کچھ کھایا نہیں ہے۔ فاقے سے بھوک نے بہت تنگ کردیا ہے۔ یہ سن کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا اے میری پیاری بیٹی! تین دن ہوگئے ہیں میں نے بھی کچھ نہیں کھایا ہے اور اگر میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں تو رب تعالیٰ مجھے ضرور کھلائے لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دے کر فقر وفاقہ کو پسند کیا ہے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص بہ نیت اجر یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے بھوکا رہے گا وہ شخص قیامت کے دن کی سختی سے محفوظ رہے گا۔ (کنزالعمال)

عالم ربانی حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اے عائشہ برابر جنت کا دروازہ کھٹکھٹاتی رہا کرو۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جنت کا دروازہ کس چیز سے کھٹکھٹائیں؟ فرمایا بھوک اور پیاس سے۔ (کیمیائے سعادت)

مسلمانو! اللہ تعالیٰ نے آپ کو خوب نعمت ودولت سے نوازا ہے لیکن کبھی کبھی جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی کے لئے بھوکے اور پیاسے بھی رہا کرو کہ بندے کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور بھوک سے بے شمار بیماریوں کا علاج بھی ہے۔

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث شریف نقل فرماتے ہیں کہ حضرت حجیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈکار آئی۔ آپ نے فرمایا اس ڈکار سے بچو اس لئے کہ جو شخص اس دنیا میں بہت سیر ہے وہ شخص قیامت کے دن بھوکا ہوگا۔ اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم بھوک اور پیاس سے اپنے نفس کے ساتھ جہاد کیا کرو اس لئے کہ اس کا ثواب کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے برابر ہے۔ (کیمیائے سعادت)

صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم افضل ترین شخص کون ہے؟ فرمایا جو تھوڑا کھائے، تھوڑا سوئے، تھوڑا ہنسے اور تھوڑے کپڑے پر قناعت کرے اور اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے تفکر کرے۔ (کیمیائے سعادت)

حضرت عبداللہ بن مغفل فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ہمارے پیارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خدا کی قسم میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں، فرمایا دیکھ کیا کہہ رہا ہے؟ کہا اس شخص نے کہ خدا کی قسم واقعی میں آپ کو محبوب رکھتا ہوں اور اسی طرح تین مرتبہ اس شخص نے کہا تو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر تو واقعی مجھ کو محبوب رکھتا ہے تو فقر وفاقہ کے لئے تیار ہو جاؤ کیوں کہ جو مجھ کو محبوب رکھتا ہے فقر وفاقہ بہت جلد اس کی طرف آتا ہے۔ (ترمذی شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گھر میں تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی کسی نے نہیں کھائی۔ (ترمذی شریف)

جنتی جوانوں کے سردار، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم سب گھر والوں کو ایک دن کے بعد کھانا میسر آیا، میں اور میرے والد (حضرت علی) اور میرے بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کھانا کھا چکے تھے اور میری ماں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ابھی کھانا نہیں کھایا تھا کہ دروازے پر ایک سائل نے آواز دی، اے رسول اللہ کی بیٹی تم کو سلام ہو۔ میں دو دن سے بھوکا ہوں، مجھے کھانا دو یہ سن کر میری والدہ ماجدہ نے مجھ سے فرمایا بیٹا جاؤ یہ کھانا اللہ تعالیٰ کے اس سائل کو دے دو مجھے تو ایک دن کا فاقہ ہے اور اس شخص نے دو دن سے کھانا نہیں کھایا ہے۔ (سیرت فاطمہ)

مشہور محدث ابن جوزی فرماتے ہیں کہ آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک نئی قمیص دی تھی، کچھ دنوں کے بعد سیدہ کے دروازے پر ایک فقیر آیا اور اس نے آواز لگائی، اے نبی کے گھر والو میں محتاج ہوں، کوئی پھٹا پرانا کپڑا ہو تو مجھ کو دے دو۔ سیدہ کے پاس اس وقت ایک پرانی قمیص تھی، فرماتی ہیں جب اس پرانی قمیص کے دینے کا ارادہ کیا تو یہ آیت کریمہ یاد آئی۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۝ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھلائی کی اعلیٰ منزل کو نہیں پہنچ سکتے، جب تک اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی پسندیدہ چیز نہ دو گے۔

فوراً حضرت سیدہ نے پرانی قمیص رکھ دی اور نئی قمیص نکال کر سائل کو پیش کر دی۔ (نزہۃ المجالس)

اے ایمان والو! حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کا یہ نورانی واقعہ ہم سب کے لئے درسِ عبرت ہے۔

آج ہمارا حال بہت برا ہو چکا ہے۔ غریبوں، فقیروں کو کچھ دیتے بھی ہیں، گلی گزری چیزیں جس کو کوئی بھی نہ پوچھے۔ شادی بیاہ میں کھانا بچ گیا تو مدرسوں میں ان بچوں کے لئے بھیج دیتے ہیں جو مہمانِ رسول ہیں۔ وہ بھی بے وقت۔

اے مسلمان! تجھے کیا ہو گیا ہے جن کی شفاعت ہی سے تجھے جنت ملنے والی ہے انکے مہمانوں کے ساتھ تمہارا کیا سلوک ہے۔ خود کے مہمان کو دعوت دے کر بڑی عزت سے کھلایا اور جو کچھ بچا، کچا تھا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مہمانوں کے لئے مدرسے میں بھیج دیا۔ ہوش سنبھال لو، اور قیامت کے دن سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے امان میں رکھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص بنی سلیم میں سے تھا ہمارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کیا کرتا تھا۔ لیکن ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری گفتگو اور اچھے اخلاق کا اس پر یہ اثر ہوا کہ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ صحابہ کرام نے اس شخص کو قرآن سکھایا۔ حضرت سعد بن عبادہ نے اپنے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اشارے پر اپنی اونٹنی اس کو دیدی اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو اپنا عمامہ عطا فرمادیا۔

پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کون ہے جو اس شخص کے کھانے کا انتظام کردے، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھے اور چند مکانوں پر گئے لیکن اتفاق سے کچھ نہ ملا۔

پھر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ گھر کے اندر سے حضرت سیدہ نے فرمایا کون ہے؟ عرض کیا میں سلمان فارسی ہوں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ایک شخص کے لئے کھانا لینے آیا ہوں۔ یہ سب ماجرا سن کر سیدہ کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کہنے لگیں اے سلمان اس خدا کی قسم جس نے میرے باپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔ آج تیسرا دن ہے کہ ہم سب گھر والے فاقے سے ہیں۔ لیکن ہمارے گھر سے کوئی خالی واپس چلا جائے یہ بھی گوارہ نہیں، یہ ایک ہی میرے پاس چادر ہے جس کو اوڑھ کر میں نماز پڑھتی ہوں۔ اسی چادر کو لے جاؤ اور شمعون یہودی کے پاس جا کر کہو کہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی یہ چادر ہے، اسے رکھ لو اور تھوڑا سا جو قرض دے دو۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس چادر مبارک کو لے کر شمعون یہودی کے پاس گئے اور سارا حال بیان کیا۔ شمعون یہودی کچھ دیر تک اس چادر نور کو دیکھتا رہا اور اس پر ایک خاص کیفیت طاری ہو گئی اور کہنے لگا اے سلمان! اللہ تعالیٰ کی قسم یہی وہ نیک لوگ ہیں جن

کی خبر اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کو توراۃ میں دی ہے۔ میں سچے دل سے توبہ کرتا ہوں اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے باپ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لاتا ہوں یہ کہہ کر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد شمعون نے حضرت سلمان فارسی کو جو دیئے اور بڑے ادب واحترام کے ساتھ سیدہ کی وہ چادر نور بھی واپس کر دی۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو پیسا اور روٹیاں تیار کیں اور حضرت سلمان فارسی کو سب روٹیاں عطا کر دیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گزارش کی کہ کچھ روٹیاں بچوں کے لئے رکھ لیں۔ فرمایا یہ سب اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہے اب اس میں سے کچھ لینا ہمارے لئے درست نہیں ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روٹیاں لے کر دربار نبوت و رسالت میں حاضر ہوئے اور تمام قصہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سنایا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہ تمام روٹی اس شخص کو عطا فرما دی اور اپنی پیاری بیٹی حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ بھوک سے سیدہ کا چہرہ زرد ہو رہا ہے اور نقاہت و کمزوری کے آثار نمایاں ہیں۔ آپ نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ کو اپنے پاس بٹھا کر تسکین دی اور آسمان کی طرف چہرۂ مبارک کر کے دعا کی۔ اے اللہ تعالیٰ فاطمہ تیری باندی ہے اس سے راضی رہنا۔ (سیرت فاطمہ)

اے ایمان والو! کیا شان ہے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اور آپ کے گھر والوں کی کہ خود تو بھوکے ہیں تین دن کے فاقے سے ہیں لیکن کوئی فقیر واپس چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے نام کا سائل خالی گھر سے لوٹ جائے یہاں کو کب گوارہ ہے۔

اس لئے اے سنیو! غوث و خواجہ و رضا کے غلاموں ان سے مانگو اور انہیں سے مانگتے رہو ان کا خزانہ بھرا ہوا ہے۔ خود تو بھوکے رہتے ہیں لیکن سائل کو در سے خالی نہیں لوٹاتے۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

درود شریف:

حضرت فاطمہ کی عبادت: تاجدار ولایت حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھانا پکانے کی حالت میں بھی قرآن کریم کی تلاوت فرمایا کرتی تھیں۔ (سیرت فاطمہ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے حضرت

سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سو رہے ہیں اور سیدہ فاطمہ ان کو پنکھا کر رہی ہیں اور زبان مبارک سے قرآن مجید کی تلاوت فرما رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر مجھ پر ایک خاص رقت کی حالت طاری ہوگئی۔ (کیمیائے سعادت)

نوجوانان جنت کے سردار امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی ماں سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھا ہے کہ وہ گھر کی مسجد کے محراب میں رات۔ رات بھر نماز میں مشغول رہتیں یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاتی اور میں نے انہیں یعنی اپنی ماں کو مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے حق میں بہت زیادہ دعا کرتے سنا۔ انہوں نے یعنی میری ماں نے اپنی ذات کے لئے کوئی دعا نہ مانگی۔ میں نے عرض کیا اے مادر مہربان کیا سبب ہے کہ آپ اپنے لئے کوئی دعا نہیں مانگتیں؟ تو فرمایا اے بیٹے پہلے ہمسایہ ہیں پھر گھر ہے۔ (یعنی میرے ابا جان کی امت کی بخشش ہو جائے یہی فاطمہ کی دعا ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲، ص ۶۰۷)

اے ایمان والو! حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب رات رات بھر جاگ کر گنہگار امت کی بخشش و نجات کے حق میں دعا فرمائی ہے تو کیا ہم پر ان کا کچھ حق نہیں بنتا کہ ہم امتی بھی ان کی آل و اولاد سے محبت کریں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خوشی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بے شمار اجر و ثواب کے حقدار بن جائیں۔

اے غلامان مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیدہ فاطمہ کی کنیزاؤ اور باندیو! اگر تم کو اپنے اسلاف سے کچھ بھی پاس و لحاظ ہے اور ان سے تھوڑی سی بھی نسبت و تعلق قائم ہے تو نماز پڑھنے کی عادت ڈالو قرآن شریف کی تلاوت کرو۔

ایک آج کل کی ہماری مائیں اور بہنیں ہیں جو پنج وقتہ نماز کو بھی نہیں ادا کرتیں اور ایک وہ حضرت امام حسن و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ماں حضرت سیدہ فاطمہ تھیں جن کے شوہر تاجدار ولایت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جن کے والد مالک دو جہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور جن کے بیٹے شہیدوں کے سردار، شوہر ولیوں کے سردار، اور جس کے والد گرامی کی شان و شوکت کا یہ عالم ہے کہ تمام نبیوں اور رسولوں کے سردار بلکہ کل اولین و آخرین کے سردار ہیں۔ جن کے بیٹے اور شوہر اور باپ کا دونوں جہان میں کوئی جواب نہیں وہ سیدہ فاطمہ کھانا پکاتی ہیں تو قرآن مجید کی تلاوت فرماتی ہیں۔ بچوں کو سلاتی ہیں تو قرآن پاک کی تلاوت کرتی نظر آتی ہیں۔ رات رات بھر نماز میں مشغول ہیں۔ مشہور روایت ہے کہ شوہر کی خدمت سے فارغ ہو کر بچوں کو کھلا پلا کر اور انہیں سلا کر اپنے رب تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاتی ہیں۔ نماز کی نیت باندھ کر اپنے مولیٰ کی بارگاہ میں نماز

کے لئے کھڑی ہو جاتی ہیں۔ پہلی رکعت کا پہلا سجدہ ہے۔ سجدہ کا کیف و سرور اور حالت سجدہ میں لذت بندگی میں ایسی کھو جاتی ہیں محو و گم ہو جاتی ہیں کہ پہلا سجدہ ختم نہیں ہو پاتا ہے اور سردی کے مہینے کی لمبی رات ختم ہو جاتی ہے اذان کی صدا پردۂ سماعت سے ہمکنار ہوتی ہے۔ آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں اور اسی بے خودی کے عالم میں عرض کرتی ہیں کہ مولائے کریم تو نے کتنی چھوٹی چھوٹی راتیں بنائی ہیں کہ تیری رات ختم ہو جاتی ہے اور تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری بیٹی کا ایک سجدہ بھی پورا نہیں ہو پاتا ہے۔ اے رحمٰن و رحیم اللہ ایک رات اتنی لمبی بنا دے کہ تیرے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی لاڈلی بیٹی دل کھول کر تیری بارگاہ میں سجدہ کر لے۔

اللہ اکبر! اللہ اکبر!! کیا شان بندگی ہے حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی کہ ساری رات بیتی ہے سجدہ کرنے میں لیکن آرزو اور تمنا تو دیکھو کہ رات چھوٹی ہے۔ لمبی چاہئے کہ سجدہ کی لذت باقی رہ جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں اور بہنوں کو حضرت سیدہ کی عبادت کے صدقے میں نماز کی عادت عطا فرمائے اور انہیں سجدہ سے محبت کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین۔

ماں باپ قربان: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ جب حضرت سیدہ فاطمہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس آتیں تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ چومتے۔ اسی طرح جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مکان پر آقائے کائنات تشریف لے جاتے تو تعظیماً حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ابا جان کی تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہاتھوں کو بوسہ دیتی تھیں۔ امام شوکانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِفَاطِمَةَ فِدَاكِ أَبِيْ وَأُمِّيْ (در السحابہ ص ۲۷۸)

کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا (میری بیٹی) فاطمہ تجھ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کرتے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں۔ اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے پناہ شفقت و محبت فرماتے ہوئے آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فاطمہ تجھ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ
جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

حضرت فاطمہ کی چکی

حضرت ام ایمن فرماتی ہیں کہ رمضان شریف کا مہینہ دوپہر کا وقت تھا۔ شدت کی گرمی پڑ رہی تھی اور میں حضرت فاطمہ کے مکان پر حاضر ہوئی۔ دروازہ بند تھا اور آٹا پیسنے کی چکی کے چلنے کی آواز آرہی تھی۔ میں نے روشن دان سے جھانک کر دیکھا کہ سیدہ فاطمہ تو چکی کے پاس زمین پر سورہی تھیں اور چکی خود بخود چل رہی تھی اور پاس ہی حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا گہوارہ بھی خود بخود ہل رہا تھا۔ میں یہ دیکھ کر حیران و متعجب ہوئی اور اسی وقت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور سارا ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا۔ اس شدت کی گرمی میں میری بیٹی فاطمہ روزے سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میری بیٹی فاطمہ پر نیند غالب کردی تا کہ اس کو گرمی کی شدت اور تشنگی محسوس نہ ہو وہ فرشتے تھے جو میری بیٹی فاطمہ کے کاموں کو انجام دے رہے تھے۔ (سیرت فاطمہ)

بے اجازت جن کے گھر جبرئیل بھی آتے نہیں

قدر والے جانتے ہیں قدر وشان اہل بیت

سیدہ فاطمہ سے اسلام پھیلا: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں قریش کی کچھ عورتیں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہمارے گھر بچی کی شادی ہے۔ ہم سب کی تمنا ہے کہ اگر آپ سیدہ فاطمہ کو اس شادی میں بھیج دیں گے تو ہماری عزت بڑھ جائے گی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وعدہ فرما کر انہیں رخصت کردیا اور گھر تشریف لاکر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا۔ قریش کے فلاں گھر میں شادی ہے۔ میری بیٹی تم اس شادی میں شریک ہوجاؤ۔ حضرت سیدہ نے عرض کیا: ابا جان! قریش کی عورتیں زرق برق لباس اور قیمتی زیورات میں ملبوس ہونگی اور میں پیوند لگے لباس میں جاؤں گی تو میرا مذاق اڑائیں گی کہ مسلمانوں کے نبی کی بیٹی کے لباس کیسے ہیں؟ ابھی یہ گفتگو ہوہی رہی تھی کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور صلوٰۃ وسلام پیش کرکے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ آپ کی بیٹی فاطمہ کو قریش کی شادی میں آپ ضرور بھیجیں کہ وہاں تمہارے جانے سے قریش کی کچھ عورتیں مشرف باسلام ہوں گی۔ حضرت سیدہ فاطمہ نے چادر اوڑھی اور قریش کی شادی میں شریک ہونے کے لئے تشریف لے جاتی ہیں۔ وہاں قریش کی عورتیں بنی سنوری بیٹھی تھیں کہ ہمارے یہ لباس فاخرہ اور چمکدار زیورات کو دیکھ کر نبی کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی مسکینی و ناداری پر ضرور افسوس کریں گی اور اس محفل میں شرمندہ ہوں گی۔ مگر مسبب الاسباب اللہ تعالیٰ کی قدرت کا ظہور ہوتا ہے۔ حضرت سیدہ

فاطمہ جنتی کپڑوں میں ملبوس نظر آتی ہیں اور ایک غیبی صدا آتی ہے کہ اے دنیا والو! ہوشیار ہو جاؤ کہ سلطنت الٰہیہ کی شہزادی تشریف لائی ہیں اور حوران بہشتی کی جھرمٹ میں جلوہ افروز، جن کے وجود پرنور سے درودیوار منور ہو گئے ہیں۔ جن کی کنیزوں کے حسن و جمال اور لباس فاخرہ کے سامنے نازنینان قریش کا حسن ماند پڑ گیا ہے۔ تمام قریش کی عورتیں شرمندہ ہو کر ادب و تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتی ہیں۔

حضرت سیدہ کو مسند پر بٹھایا آپ کے چہرے کا نور اور بہشتی لباس کا حسن دیکھ کر قریشی عورتیں کہنے لگیں کہ ایسا لباس تو ہم نے کبھی دیکھا ہی نہیں اس لباس کو بنایا کس نے اور یہ لباس کہاں سے آیا ہے۔

عرض کرتی ہیں کہ اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیٹی کھانے پینے کے لئے کیا حاضر کریں، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا میرے ابا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت ہے کہ دو دو روز فاقہ کریں اور ایک دن کچھ تھوڑا کھا لیا کریں اور شکر ادا کریں۔ قریش کی عورتوں نے عرض کی جو مرضی ہو ارشاد فرمائیں، ہم سب آپ کی خوشی کی خاطر آپ کے حکم پر عمل کریں گے۔

سیدہ نے ارشاد فرمایا: ہماری خوشی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول میرے ابا جان کی خوشی میں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تم سب کفر و شرک سے توبہ کر لو بت پرستی سے بیزار ہو کر خدا پرستی میں لگ جاؤ۔ کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام قبول کر لو۔ پیارے نبی کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ کی پیاری باتیں سن کر قسمت والی عورتوں نے کلمہ طیبہ "لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پڑھا اور دولت ایمان سے مشرف ہو گئیں۔ (روضۃ الشہداء [illegible])

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر، امت کی شفاعت

حضرت عبدالرحمٰن صفوری شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کیا اور جب بات مہر کی آئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے ابا جان نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں درخواست کیا کہ میرا مہر قیامت کے دن آپ کی گنہگار امت کی شفاعت و بخشش ہی مقرر کیا جائے۔ پس جب قیامت قائم ہوگی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا مہر طلب کریں گی۔ پس اللہ تعالیٰ اپنے کرم کے طفیل آپ کی شفاعت سے امت کے مومن گنہگاروں کو بخش دے گا اور جنت میں داخل فرما دے گا۔ (نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۲۲۶)

سیدہ فاطمہ کا وصال: ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف سے تمام صحابہ کرام

https://t.me/Ahlesunnat_HindiBooks

اور اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بہت صدمہ ہوا تھا مگر جس قدر صدمہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ہوا وہ بیان سے باہر ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آپ اکثر رویا کرتی تھیں۔ آپ جب تک بقید حیات تھیں کسی نے آپ کو ہنستے، مسکراتے نہیں دیکھا گیا۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جب سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دفن کر دیا گیا تو سیدہ نے صحابہ سے کہا کہ تمہارے ہاتھوں نے میرے ابا جان پر مٹی ڈالنا کیسے گوارا کر لیا؟

یہ سن کر تمام صحابہ رونے لگے اور فرمایا تقدیر الٰہی کے آگے کوئی چارہ نہیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال اور جدائی کے صدمہ میں دن رات اس قدر روتی تھیں کہ دوسرے لوگ بھی رونے لگتے تھے یہاں تک کہ چھ ماہ بعد ۳ رمضان المبارک سنہ ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ کا وصال ہوا۔ سیدہ کے کہنے سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے لئے لکڑی کا ایک گہوارہ بنایا جس کو دیکھ کر آپ بہت خوش ہوئیں اور اس گہوارہ پر ایک چادر ڈالی گئی جو آپ کی وصیت تھی آج تک جو گہوارہ پر چادر ڈالی جاتی ہے اس کی ابتداء حضرت سیدہ فاطمہ کے حکم پر کیا گیا۔ آپ کی نماز جنازہ حضرت مولیٰ علی یا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پڑھائی اور ایک روایت کے مطابق آپ کی نماز جنازہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصیت تھی کہ جب میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں تو مجھے رات میں دفن کرنا تاکہ غیر محرم لوگوں کی نظریں میرے جنازہ پر نہ پڑیں۔ اسی لئے رات کے وقت آپ جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ (مدارج النبوۃ ج۲، ص۴۹۰)

آپ کی اولاد امجاد: شہزادی سلطنت الٰہیہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تین بیٹے حضرت امام حسن۔ حضرت امام حسین اور حضرت محسن اور تین بیٹیاں حضرت ام کلثوم۔ حضرت زینب اور حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت محسن اور حضرت رقیہ عہد طفولیت میں ہی وصال فرما گئے۔ حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ جن سے ایک بیٹے حضرت زید اور ایک بیٹی حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئیں اور دونوں بچپن ہی میں وصال فرما گئے اور تیسری بیٹی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ (مدارج النبوۃ ج۲، ص۴۸۸)

بے کس و بے نوا کی التجا: میرے کریم مرشد اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو میرے قبر کے اُجالا

اور آخرت کے سہارا ہیں اور میرے مہربان خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کے رحم وکرم پر میں پلا اور بڑھا ہوں اور ان کے در کی خیرات ہمارے لئے دولت دارین ہے۔ ان کی جدۂ کریمہ خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے میری عقیدت ومحبت کا یہ عالم ہے کہ میں نے اپنی بیٹی کا نام نوری فاطمہ اور دونوں بیٹوں کا نام انوار حسن اور انوار حسین رکھا ہے۔ اے کاش! حضرت سیدہ دنیا سے حشر تک میری اس نسبت وتعلق کا بھرم رکھ لیں اور مجھے اور میرے بچوں کو اپنے منگتوں میں قبول فرمالیں۔ حضرت سیدہ کی قبولیت جنت کی ضمانت ہے۔

در سیدہ کا منگتا

انوار احمد قادری رضوی

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱﴾

محرم الحرام

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

فضائل سیدنا امام حسن

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۝

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ط (پ۲۵ آیت ۲۳)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق رسول، محب اہل بیت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں فرماتے ہیں۔

حسن مجتبیٰ سید الاسخیا
راکب دوش عزت پہ لاکھوں سلام

اوج مہر ہدیٰ موج بحر ندیٰ
روح روح سخاوت پہ لاکھوں سلام

شہد خوار لعاب زبان نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام

ولادت: پندرہ رمضان شریف ۳ھ کی شب مدینہ منورہ میں ہوئی۔ اور آپ کے القاب سید سبط رسول ریحانۃ الرسول اور آخر الخلفا بالنص بھی کہتے ہیں (سوانح کربلا ص ۷۶)

آپ کا نام: حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کا نام حسن رکھا اور پیدائش کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کیا، بال منڈوائے اور حکم دیا کہ بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کی جائے۔ (سوانح کربلا ص ۷۶)

بخاری شریف کی روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل و صورت میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ اور حسن یہ جنتی نام ہے آپ کے پہلے کسی کا نام حسن نہیں رکھا گیا ہے۔ حضرت اسماء بنت عمیس نے خدمت اقدس میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کا مژدہ سنایا۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا میرے بیٹے کو میرے پاس لاؤ۔ حضرت اسماء نے ایک کپڑے میں لے کر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر فرمائی اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم نے کیا نام رکھا ہے۔ مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میری کیا مجال کہ آپ کے ہوتے ہوئے میں نام رکھوں۔ ویسے میرا خیال یہ ہے کہ حرب نام رکھا جائے، آپ نے فرمایا کہ ان کا نام میں نے حسن رکھا ہے۔ (بخاری شریف۔ بحوالہ سوانح کربلا، ص ۷۷)

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (اللہ تعالیٰ کے حکم) کا انتظار فرمایا، یہاں تک کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ آپ کے اس پیارے بیٹے کا نام حضرت ہارون علیہ السلام کے بیٹے شبر کے نام پر رکھا جائے اور شبر کا معنی حسن ہے۔ تو ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے پیارے بیٹے کا نام حسن رکھا (ملخصا سوانح کربلا، ص ۷۷)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

ہمارے پیارے آقا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بہت پیارے نواسے اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے اور سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لخت جگر اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر اکبر ہیں۔ آپ کی تربیت نبی و علی وسیدہ فاطمہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی آغوش مبارک میں ہوئی۔ آپ کی پوری زندگی زہد و ورع، تقویٰ و طہارت کا حسین گلدستہ ہے۔ فیاضی و سخاوت میں بھی امتیازی شان رکھتے تھے۔ کسی سائل کو کسی حال میں اپنے گھر سے واپس نہ کرتے تھے بلکہ فیاضی تو آپ کو وراثت میں ملی تھی۔ ایک ایک آدمی کو ایک ایک لاکھ روپیہ عطا فرما دیتے تھے۔ ابن سعد نے علی بن زید بن جدعان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ اپنا کل مال راہ خدا میں دے ڈالا اور تین مرتبہ اپنا آدھا مال راہ خدا میں صدقہ کیا۔ ملخصا

(برکات آل رسول، ص ۱۲۸، سوانح کربلا، ص ۸۸)

اچھی سواری، اچھا سوار

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے تھے۔ کسی صحابی نے عرض کیا : نِعْمَ الْمَرْكَبُ رَكِبْتَ يَا غُلَامُ ۔ اے صاحبزادے تیری سواری کتنی اچھی سواری ہے۔

یہ سن کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا : وَنِعْمَ الرَّاكِبُ هُوَ یعنی اے صحابی اگر سواری اچھی ہے تو یہ بھی تو دیکھ کہ سوار کتنا اچھا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۷۰)

دوش نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر سواری: حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے کندھے پر بٹھائے ہوئے ہیں اور دعا فرما رہے ہیں:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ یعنی اے اللہ تعالیٰ میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو بھی اس سے محبت رکھ۔

(بخاری، ص ۵۳۰، برکات آل رسول، ص ۲۰۳)

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرا بیٹا اور سید ہے

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ آپ منبر شریف پر جلوہ فرما ہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پہلو میں تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کبھی صحابہ کی طرف توجہ فرماتے اور کبھی اپنے بیٹے امام حسن کی طرف، اور آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ ابْنِيْ هٰذَا سَيِّدٌ وَلَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُّصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (بخاری، ج۱، ص ۵۳۰، برکات آل رسول، ۲۰۳، سوانح کربلا، ص ۷۷)

میرا یہ بیٹا سید ہے یعنی سردار ہے۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان مصالحت کردے گا۔

محبوب خدا کے محبوب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت میں

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ اور بہت ہی محبوب تھے۔ میں نے دیکھا کہ ہمارے پیارے آقا نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سجدے میں ہیں اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے اور آپ کی گردن یا پشت انور پر سوار ہو جاتے تو آپ انہیں اتارتے نہیں تھے بلکہ وہ خود ہی اتر جاتے تھے اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رکوع کی حالت میں ہوتے تو آپ انہیں اتارتے نہیں تھے بلکہ وہ خود ہی اتر جاتے تھے۔ اور میں نے دیکھا کہ آپ رکوع کی حالت میں ہوتے تو اپنے دونوں پیروں کے بیچ اتنا فاصلہ کر لیتے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں سے دوسری طرف گزر جاتے۔ (برکات آل رسول، ص ۱۳۶)

جسم نور سے مشابہت: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل و صورت میں اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بہت مشابہ تھے۔

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ الْحَسَنُ اَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَابَيْنَ الصَّدْرِ اِلَى الرَّأْسِ وَالْحُسَيْنُ اَشْبَهُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَاكَانَ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ص ۲۱۸)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ یعنی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سینہ سے لیکر سر تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مشابہ ہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سے نیچے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے مشابہ ہیں۔

عاشق رسول، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ایک سینہ تک مشابہ ایک وہاں سے پاؤں تک
حسن سبطین ان کے جاموں میں ہے نیا نور کا

صاف شکل پاک ہے دونوں کے ملنے سے عیاں
خط توام میں لکھا ہے یہ دو ورقہ نور کا

اور فرماتے ہیں:

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کیے
آدھے سے حسن بنے ہیں آدھے سے حسین

زبان نبوت آپ کے منہ میں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی گود میں دیکھا کہ وہ اپنی انگلیاں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی داڑھی مبارک میں ڈالتے تھے۔ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یُدْخِلُ لِسَانَہٗ فِیْ فِیْہِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ۔ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی زبان مبارک ان کے منہ میں ڈالتے اور فرماتے اے اللہ میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ۔ (المستدرک للحاکم ج ۳ ص ۱۶۹)

حضرت ابوبکر کے کندھے پر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوملیکہ فرماتے ہیں کہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی پھر باہر نکلے تو حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کھیلتے ہوئے دیکھا، تو آپ نے انہیں اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شبیہ (یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر میرے باپ فدا ہوں یہ (یعنی امام حسن) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشابہ نہیں ہیں اور یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکرارہے تھے۔ (برکات آل رسول، ص ۱۳۷)

امام حسن کا اخلاص وادب: حاکم نے عبداللہ بن عبید عمر سے روایت کیا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پچیس حج پیدل کئے ہیں۔ جب کہ سواریاں آپ کے ساتھ موجود ہوتی تھیں مگر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تواضع اور اخلاص وادب کا یہ حال تھا کہ آپ حج کے لئے پیدل سفر فرماتے تھے۔ آپ کا کلام بہت شیریں ہوتا تھا۔ اہل مجلس نہیں چاہتے کہ آپ گفتگو ختم فرمائیں۔ (تاریخ الخلفاء، سوانح کربلا، ص ۵۸)

امام حسن کی عظمت دشمن کی نظر میں: ابن عساکر نے روایت کیا کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلم وبردباری کا یہ حال تھا کہ آپ کے وصال کے بعد مروان (جو آپ کا سخت مخالف تھا) بہت رویا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آج تو رورہا ہے اوران کی زندگی میں ان کے ساتھ کس کس طرح کی بدسلوکیاں کرتا تھا تو مروان پہاڑ کی طرف اشارہ کرکے کہنے لگا، میں اس پہاڑ سے زیادہ حلیم وبردبار کے ساتھ ایسا برا سلوک کرتا تھا۔ اللہ رے حلم، گویا مروان جیسے سنگ دل کو بھی اعتراف تھا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلم وبردباری پہاڑ سے بھی زیادہ ہے۔ (سوانح کربلا، ص ۵۸)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین منتخب ہوئے۔ لوگوں نے ایسے نیک مخلص کو امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین چنا تھا۔ جو شرف و بزرگی، تقویٰ و طہارت، علم و فضل، سیاست و شجاعت خیر خواہی امت، ہر لحاظ سے حکومت الٰہیہ کی امامت کے اہل تھے۔ آپ چھ ماہ تک مسند خلافت پر جلوہ افروز رہے، ناعاقبت اندیش عراقیوں نے نعمت الٰہیہ کی قدر نہیں کی اور سبط پیمبر کے ساتھ بے وفائی کا وہی برتاؤ کیا جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر چکے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے امت کو فتنہ و فساد اور قتل و خون سے بچانے کے لئے چند شرطوں کے ساتھ خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کر دیا اور انہوں نے شرطوں کے ساتھ قبول کر لیا۔ دونوں حضرات کی آپس میں صلح ہو گئی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد گرامی کی صداقت ظاہر ہوئی جو آپ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا (یعنی امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ) مسلمانوں کی دو جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

تفویض خلافت کا یہ واقعہ ربیع الاول شریف ۴۱ھ میں ہوا۔ اس طرح خلافت کے پورے تیس سال مکمل ہوئے اور ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس ارشاد کی تکمیل ہوئی۔

اَلْخِلَافَةُ بَعْدِیْ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ تَكُوْنُ مَلِكًا۔ (تہذیب التہذیب، ج ۲، ص ۲۵۹، البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۶)

یعنی میرے بعد خلافت تیس سال رہے گی پھر بادشاہت قائم ہو جائے گی۔

قیام مدینہ منورہ: تفویض خلافت کے بعد میرے آقا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لے آئے اور جوار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں قیام پذیر ہوئے۔ حکومت و سیاست کے معاملات سے کنارہ کش ہو کر اپنے تمام اوقات ذکر الٰہی اور فکر آخرت میں بسر کرنے لگے لیکن اس صلح سے ان کے چاہنے والوں کو جو زخم پہونچا تھا اس کی وجہ سے جب آپ ان کے محلوں سے گزرتے تو وہ لوگ آپ کو یَا عَارَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ کہہ کر پکارتے۔ آپ حلم و بردباری کا پیکر بن کر جواب دیتے۔ اَلْعَارُ خَیْرٌ مِّنَ النَّارِ۔ یعنی یہ عار اس نار سے بہتر ہے جس کا اندیشہ قتل و غارت گری سے تھا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت

روضۃ الشہداء میں ہے کہ حضرت رسول رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ولی امت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک

غزوہ میں تشریف لے گئے تھے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ابھی بچے ہی تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے نکلے اور کہیں دور چلے گئے کہ صالح بن رقعہ یہودی نے آپ کو تنہا اور حیرت زدہ دیکھ کر اپنے گھر لے گیا اور چھپا دیا، جب کافی دیر ہوگئی، نماز عصر کا وقت ہو گیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر نہیں پہنچے تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فکر لاحق ہوئی۔ آپ بار بار کاشانۂ اقدس سے باہر دروازہ پر آتیں اور واپس جاتیں، کوئی آدمی نظر نہیں آتا جس کو شہزادے کی تلاش میں بھیجتیں۔ بہت انتظار کے بعد آپ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ اپنے بھائی حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تلاش کر کے لاؤ۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے نکلے اور تلاش کرتے رہے مگر کہیں پتہ نہیں چلا۔ ایک ہرن دکھائی دیا آپ نے جوشِ محبت میں اُس ہرن سے فرمایا: یَا ظَبْیُ هَلْ رَأَيْتَ أَخِيْ حُسَيْنًا۔ اے ہرن میرے بھائی حسین کو کیا تم نے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے اس ہرن نے انسان کی زبان میں عرض کیا:

اَخَذَهُ صَالِحُ بْنُ رَقْعَةَ الْيَهُوْدِيُّ وَاَخْفٰى فِيْ بَيْتِهٖ۔ یعنی حضور شہزادہ حسین کو صالح بن رقعہ یہودی نے پکڑ کر اپنے گھر میں چھپا دیا ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس یہودی کے گھر تشریف لائے اور صالح یہودی کو آواز دی، وہ یہودی گھر سے باہر آیا۔ آپ نے فرمایا میرے بھائی حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو لا کر میرے سپرد کر، ورنہ یاد رکھ اگر میری والدہ ماجدہ نے تیرے لئے دعائے ہلاکت فرما دی تو تیرے کنبہ قبیلہ کا پتہ نہ چلے گا اور اگر میرے والد مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہو گیا تو ان کی تلوار ذوالفقار سے کوئی یہودی نہ بچے گا اور اگر میرے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچ گئی اور نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تیری بربادی کے لئے لب ہائے مبارک ہلا دیے تو سارے یہودی ہلاک و برباد ہو جائیں گے۔ صالح یہودی نے جب آپ کی گفتگو سنی تو بڑا حیران تھا کہ میرے گھر میں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے چھپا رکھا ہے یہ بات ان کو کیسے معلوم ہو گئی۔

صالح یہودی نے کہا کہ آپ کی والدہ کون ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا حضرت سیدہ فاطمہ بنت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

تو صالح یہودی نے عرض کی، اے نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سب سے پہلے آپ مجھے کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجئے۔ آپ نے اس یہودی کو اسلام میں داخل کیا اور صالح صدق دل کے ساتھ مسلمان ہوا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر سے لا کر آپ کے سپرد کر دیا اور شاہزادوں پر زر سرخ و سپید نثار کئے۔

اور پھر ادب واحترام سے رخصت کیا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لیکر امی جان سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں پہنچے تو سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دونوں شہزادوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعویذ

میدان کربلا میں بہت سے اعوان وانصار جام شہادت نوش فرما چکے ہیں۔ حضرت امام قاسم بن حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بھی میدان کارزار میں جانے کی اجازت چاہی تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت دینے سے انکار کردیا اور فرمایا۔ اے میرے پیارے بھتیجے قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم میرے برادر اکبر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نشانی ہو، میں تم کو میدان وغا میں بھیج کر اپنے بھائی کی نشانی کو فنا ہوا دیکھ کر کیسے برداشت کرسکتا ہوں، اس لئے تم کو میدان خاک وخون میں جانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں آنسو بھرآئے۔ بھیگی پلکوں کے ساتھ سوچ وفکر میں ڈوبے ہوئے ہیں کہ کونسی تدبیر اپنائی جائے جس سے محترم سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اجازت حاصل ہوجائے اور آپ کی محبت میں میدان کارزار میں جاکر جان کو قربان کرکے شہادت عظمیٰ کا درجہ نصیب ہوجائے۔

روضۃ الشہداء میں ہے کہ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے والد گرامی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک وصیت یاد آتی ہے کہ میرے والد گرامی نے ایک تعویذ میرے بازو پر باندھا تھا اور وصیت کی تھی کہ جس وقت تمہارے لئے سب سے مشکل وقت آئے اور چاروں طرف رنج وغم کا ماحول ہو تو اس وقت اس تعویذ کو کھول کر پڑھ لینا، تمہاری مشکل آسان ہوجائے گی۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ اس وقت سے زیادہ مشکل وقت کبھی نہیں آئے گا۔ کہ پیارے نانا جان کا شہزادہ میرا پیارا چچا دشمنوں کے نرغے میں ہے اور میں اپنی جان بچا کر چلا جاؤں۔ یہ وقت میرے لئے بہت مشکل کی گھڑی ہے۔ حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تعویذ کو بازو سے اتارا اور اسے کھول کر پڑھا تو وہ تعویذ حقیقت میں وصیت نامہ تھا کہ اے قاسم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم کو وصیت کرتا ہوں کہ تمہارے چچا جان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھنا کہ میدان کربلا میں شامی دغا بازوں اور کوفی بے وفاؤں کے نرغے میں گھرے ہوئے ہیں تو ان کے قدموں پر اپنا سر قربان کرنے اور اپنی جان ان پر فدا کرنے سے ہرگز باز نہ رہنا۔ اگر چہ وہ تم کو میدان کارزار میں جانے سے روکیں مگر تم میدان جنگ میں جانے کی اجازت لینے میں خوب

مبالغہ کرنا اور منت وسماجت کرنا کیوں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جان قربان کرنا شہادت کے دروازہ کی کنجی ہے اور بزرگی ونیکی حاصل ہونے کا وسیلہ ہے۔

(کرامات آل بیت اطہار، ص ۳۳)

اے ایمان والو! حضرت امام حسن بن علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فرمان کے مطابق حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں قتل ہونا اور ان پر اپنی جان کو قربان کرنا شہادت عظمیٰ ہے اور حق پر ہوتے ہوئے جان دینا اور قتل ہونے سے اللہ تعالیٰ شہادت کا درجہ عطا فرماتا ہے۔ اچھی طرح یہ بات ثابت ہوگئی کہ کربلا میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے۔ اب وہ لوگ جو ہمارے پیارے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں غلط نظریہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یزید حق پر تھا اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ناحق پر تھے۔ یہ نظریہ باطل اور سراسر جھوٹ ہے ایسے یزید کے حامیوں کا حشر بروز قیامت یزید کے ساتھ ہوگا اور ہم اہلسنت غلامان غوث وخواجہ ورضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حشر وانجام ابن رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ۔

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
یوں بیاں کرتے ہیں سنی داستان اہلبیت

درود شریف:

دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برسوں کے بعد ہونے والا کربلا کا واقعہ معلوم تھا کہ میرے بھائی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کربلا کے بے آب ودانہ میدان میں قتل کر دیا جائے گا یہ علم غیب نہیں تو اور کیا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو علم غیب عطا فرماتا ہے جب آل کے علم غیب کا یہ عالم ہے تو رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کے علم غیب کا عالم کیا ہوگا۔

خوب فرمایا حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروروں درود

درود شریف۔

امام حسن کی دُعا کا اثر: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے کے

ساتھ سفر فرما رہے تھے کہ آپ کا گزر ایک باغ میں ہوا جو کھجوروں کا تھا۔ باغ کے سارے درخت سوکھے ہوئے تھے۔ آپ نے اسی باغ میں قیام فرمایا۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا اے کاش یہ درخت ہرے ہوتے اور اس میں تازہ کھجور لگے ہوتے تو ہم اسے کھاتے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم تازہ کھجور کھانا چاہتے ہو؟ حضرت ابن زبیر نے عرض کی ہاں حضور۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا اور کچھ کہا جو کسی کو معلوم نہ ہوا۔ اسی وقت کھجور کا ایک درخت ہرا ہو گیا جو تازہ کھجوروں سے لدا ہوا تھا پھر لوگوں نے درخت سے کھجور توڑا اور سب نے پیٹ بھر کر کھایا۔ (شواہد النبوۃ ص ۳۰۲، کرامات اہل بیت اطہار ص ۳۶)

اے ایمان والو! بزرگوں کی دعاء کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جو بزرگوں کی دعائیں لیتا ہے۔ بزرگوں کی دعاؤں سے مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ بلائیں ٹل جاتی ہیں۔ بیمار شفا پا جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی دعاؤں کو رد نہیں فرماتا ہے۔

نہ جانے کون دعاؤں میں یاد کرتا ہے
میں ڈوبتا ہوں دریا اُچھال دیتا ہے

حضرت امام حسن کے علمی کمالات: حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گہوارۂ علم میں پرورش پائی تھی اور بزرگ و برتر اسلاف کے علوم کے وارث بنے تھے۔ آپ کی روایت کی ہوئی حدیثیں جو کتب احادیث میں پائی جاتی ہیں ان کی تعداد کل تیرہ ہیں۔ جب کہ وصال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وقت آپ کی عمر شریف صرف ساڑھے سات سال کی تھی۔ آپ کا شمار مدینہ منورہ کے اصحاب علم میں کیا جاتا تھا۔ آپ کے حکیمانہ اقوال، پند و موعظت سے لبریز ہیں۔

ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ زندگی بسر کرنے کے اعتبار سے اچھی زندگی کون شخص بسر کر سکتا ہے تو آپ نے جواب دیا! وہ شخص جو اپنی زندگی میں دوسروں کو بھی شریک کر لے۔

پھر اس شخص نے سوال کیا کہ سب سے بری زندگی کس شخص کی ہے؟

تو آپ نے جواب میں فرمایا! جس شخص کے ساتھ کوئی دوسرا زندگی نہ بسر کر سکے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ ضرورت کا پورا نہ ہونا اس سے کہیں بہتر ہے کہ اس کے لئے کسی نااہل کی طرف رجوع کیا جائے یعنی کسی جاہل کے سامنے ہاتھ پھیلایا جائے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی بھائی کی حاجت پوری کر دینا میرے

نزدیک ایک بیٹے کے اختلاف کرنے سے بہتر ہے۔ (خلفائے راشدین ص ۵۴۵)

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی شہادت

حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ ابن سعد نے عمران بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت کی کہ کسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو خواب میں دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ٥ لکھی ہوئی ہے۔ آپ کے اہل بیت میں اس سے بہت خوشی ہوئی، لیکن جب یہ خواب حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ اگر آپ کا یہ خواب سچا ہے تو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کی عمر کے چند ہی دن رہ گئے ہیں۔ یہ تعبیر صحیح ثابت ہوئی اور بہت قریب زمانے میں آپ کو زہر دیا گیا۔

ایک مرتبہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالی عنہ کو شہد میں ملا کر زہر دیا گیا۔

دوسری مرتبہ آپ کو کھجوروں میں زہر کھلایا گیا۔

کھجوریں کھاتے ہی آپ کو سخت گھبراہٹ ہوئی، اپنے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے مکان پر تشریف لائے اور رات بھر بے قرار رہے۔ صبح ہوتے ہی اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کے روضہ اطہر پر حاضر ہوئے اور شفاء کی التجا کی تو اللہ تعالی نے آپ کو شفا عطا فرمائی۔ اسی طرح پانچ مرتبہ آپ کو زہر ہلاہل دیا گیا اور آپ اپنے نانا جان شافی، نانی رسول صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے اور زہر کا اثر ختم ہو جاتا تھا لیکن چھٹی بار ہیرے کی کنی پیسی ہوئی آپ کے پینے کے پانی کی صراحی میں ڈال دی گئی جس کا پانی پیتے ہی ایسا معلوم ہوا کہ حلق سے ناف تک کٹ گیا اور قلب وجگر کے ٹکڑے ٹکڑے کٹ کٹ کر گرنے لگے جب حالت زیادہ نازک ہوئی اور زندگی کی امید نہ رہی، وصال شریف کے قریب آپ کی خدمت میں آپ کے پیارے بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ حاضر ہوئے اور دریافت کیا کہ آپ کو زہر کس نے دیا ہے؟ آپ نے فرمایا نام معلوم کر کے کیا کرو گے؟ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا میں اس کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا جس کے بارے میں میرا گمان ہے اگر حقیقت میں وہی زہر دینے والا ہے تو خدائے تعالی بہتر بدلہ لینے والا ہے اور اس کی پکڑ بہت مضبوط ہے اور اگر میرا گمان غلط ہے تو میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی بے گناہ قتل کیا جائے۔

سبحان اللہ! حضرت امام کی کرامت اور منزلت کیسی بلند ہے کہ آپ سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ آنتیں کٹ کٹ کر نکل رہی ہیں۔ نزع کی حالت ہے مگر انصاف کا بادشاہ اس وقت بھی اپنی عدالت وانصاف کا نہ مٹنے والا نقش

سموتاریخ پر جہت فرماتا ہے اس کی احتیاط اجازت نہیں دیتی کہ جس کی طرف گمان ہے اس کا نام بھی لیا جائے۔
وصال کے قریب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ برادر معظم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے چینی اور بے قراری بہت زیادہ ہے تو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا کہ اے برادر محترم یہ بے چینی اور بے قراری کیسی ہے؟ آپ تو اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے بابا جان حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی نانی جان سیدہ خدیجہ اور امی جان سیدہ فاطمہ اور اپنے چچا حضرت حمزہ اور حضرت جعفر اور اپنے ماموں حضرت قاسم، حضرت عبداللہ، حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس جارہے ہیں اور ان سے ملاقات کریں گے۔

وقت وصال آپ کی عمر شریف پینتالیس سال، چھ ماہ چند روز کی تھی۔ آپ نے پانچ ربیع الاول شریف ۴۹ھ مدینہ منورہ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں مدفون ہوئے۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔۔۔ ملخصا (تاریخ الخلفاء، سوانح کربلا، ص ۶۱۔۷۲)

حضرت امام حسن ہر دل عزیز تھے

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر ہر دل عزیز اور امت کو پیارے تھے کہ آپ کے وصال پر صرف مدینہ منورہ ہی نہیں پورا عالم اسلام سوگوار ہو گیا تھا۔ مدینہ منورہ میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔ بازار بند ہو گئے تھے، گلیوں میں سناٹا چھا گیا تھا، معمولات زندگی معطل ہو گئے تھے۔

آپ کی نماز جنازہ میں لوگوں کی کثرت کا یہ عالم تھا کہ ثعلبہ بن مالک جو حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز جنازہ میں شریک تھے ان کا بیان ہے کہ میں نے جنت البقیع میں اتنا عظیم ازدہام نہ دیکھا کہ اگر سوئی پھینکی جاتی تو زمین پر نہیں بلکہ کسی کے سر پر گرتی۔ (الاصابہ فی الصحابہ ج ۱، ص ۳۳۱)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال شریف کا یہ اثر تھا کہ وہ مسجد میں نالہ وزاری کرتے تھے اور با آواز بلند پکار پکار کر کہتے تھے۔

یٰاَیُّھَا النَّاسُ مَاتَ الْیَوْمَ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ فَابْکُوْا۔

(تہذیب التہذیب ج ۲، ص ۲۶۹)

یعنی آج خوب رو لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا محبوب دنیا سے چلا گیا۔
خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ محب اہل بیت پیارے بدرضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

اے ایمان والو! پانچ ربیع الاول شریف میرے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نواسے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر معظم حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال مبارک یعنی عرس شریف کا دن ہے۔ اس عظیم تاریخ کو ہمیں یاد رکھنا چاہئے بلکہ اس عظیم تاریخ میں محفل ذکر پاک کا انعقاد کریں اور آقا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں نذر و نیاز کا نذرانہ پیش کریں اور آپ کی بارگاہ سے بیشمار برکت و رحمت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سچے غلاموں میں قبول فرمائے اور آپ کا صدقہ ہمیں اور ہمارے بچوں اور تمام گھر کو عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

تیسرا جمعہ..دوسرا بیان

فضائل سیدنا امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ط (پ۲۵ آیت ۲۳)

ترجمہ: تم فرماؤ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی محبت۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

مملکت شہادت کے تاجدار اور گلستان علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پھول۔ آل رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شکل و صورت میں اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حسن و جمال کا روشن آئینہ تھے اور سیرت میں سیرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مظہر اتم تھے۔ آپ کا خلق خلق رسول تھا۔

آپ کا کردار، کردار رسول تھا۔ آپ کی ہر ہر ادا سے ادائے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشبو آتی تھی۔

الغرض! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چلتی پھرتی تصویر تھے۔ عاشق مصطفیٰ محب اہل بیت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

معدوم نہ تھا سایہ شاہ ثقلین
اس نور کی جلوہ گاہ تھی ذات حسنین

تمثیل نے اس سایہ کے دو حصے کئے
آدھے سے حسن بنے آدھے سے حسین

اور کسی عاشق نے کہا ہے۔

کونین میں بلند ہے رتبہ حسین کا
فرش زمین سے عرش تک شہرہ حسین کا

بے مثل ہے جہاں میں کنبہ حسین کا
سلطان دوجہاں ہے ناناجان حسین کا

درود شریف:

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت

نواسۂ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) باغ رسالت کے پھول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت پانچ شعبان المعظم ۴ھ کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔

ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کے کان میں اذان دی آپ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا اور آپ کے لئے دُعا کی۔ ساتویں دن آپ کا نام حسین رکھا اور عقیقہ کیا۔

آپ کا پیارا لقب سبطِ رسول، اور ریحانۃ الرسول ہے اور آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے

ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ہارون علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کا نام شبر و شبیر رکھا تھا اور انہیں کے نام شبر و شبیر پر جس کا معنی حسن و حسین ہے تو میں نے اپنے بیٹوں کا نام حسن و حسین رکھا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

اور حدیث میں آتا ہے کہ اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ اِسْمَانِ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ۔ یعنی حسن اور حسین جنتی ناموں میں سے دو نام ہیں۔ اس سے پہلے کسی کا نام حسن اور حسین نہیں رکھا گیا۔ (الصواعق المحرقہ ص ۱۸۸ و اسد الغابہ ج ۲ ص ۱۸)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل

اے ایمان والو! نواسۂ رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) باغ علی و فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مہکتے ہوئے پھول ہمارے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟ اور ان کی شان و شوکت کیا ہے؟ خوب غور سے سنئے۔

حسین مجھ سے اور میں حسین سے ہوں

رسول اعظم نبی دو عالم اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حُسَیْنٌ مِّنِّیْ وَاَنَا مِنَ الْحُسَیْنِ اَحَبَّ اللّٰہُ مَنْ اَحَبَّ حُسَیْنًا (ترمذی ج ۲ ص ۲۱۹، مشکوۃ ص ۵۷۱۔ برکات آل رسول ص ۱۴۲)

حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت کرتا ہے جو حسین سے محبت کرتا ہے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی مرد ہیں

ہمارے پیارے آقا نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جسے یہ پسند ہو کہ کسی جنتی مرد کو دیکھے (ایک روایت میں ہے) جنتی جوانوں کے سردار کو دیکھے۔ وہ حسین بن علی کو دیکھے۔ (نور الابصار ص ۱۲۳، برکات آل رسول ص ۱۴۳)

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دعا عاشق حسین کے لئے

ہمارے سرکار نعمت و دولت والے نبی شفاعت و بخشش والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا میرا چھوٹا بچہ کہاں ہے؟ (اتنے میں دیکھا) کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑتے ہوئے آئے اور اپنے نانا جان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی گود میں بیٹھ گئے اور اپنی انگلیاں داڑھی مبارک میں داخل کر دیں۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے منہ کا بوسہ لیا اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّہٗ فَاَحِبَّہٗ وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّہٗ (نور الابصار ص ۱۲۳، برکات آل رسول ص ۱۴۵)

یعنی اے اللہ تعالیٰ میں حسین سے محبت کرتا ہوں تو بھی حسین سے محبت فرما اور اس شخص سے بھی محبت کر جو شخص حسین سے محبت کرے۔

اے ایمان والو! وہ شخص (سنی مسلمان) کتنا خوش نصیب ہوتا ہے جو میرے آقا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتا ہے اور ان کی محبت میں محفلیں منعقد کرتا ہے۔ کھچڑے پکاتا ہے۔ سبیلیں لگاتا ہے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کا کتنا عظیم الشان بدلہ وصلہ پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس شخص سے محبت فرماتے ہیں۔

درود شریف:

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زبان مبارک کا چوسنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

يَمَصُّ لُعَابَ الْحُسَيْنِ كَمَا يَمَصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَ (نور الابصار، ص ۱۱۲، برکات آل رسول، ص ۱۲۵)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لعاب دہن کو چوستے ہوئے دیکھا جس طرح آدمی کھجور کو چوستا ہے۔

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتنے افضل ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کعبہ معظمہ کے سایہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تشریف لاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا

هٰذَا اَحَبُّ اَهْلِ الْاَرْضِ اِلٰى اَهْلِ السَّمَاءِ الْيَوْمَ۔ (برکات آل رسول، ص ۱۲۵)

آج یہ یعنی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آسمان والوں کے نزدیک تمام زمین والوں سے زیادہ محبوب ہیں۔

آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے بیٹے کو امام حسین پر قربان کر دیا

ہمارے پیارے رسول مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک دن اپنی گود میں دائیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور بائیں اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بٹھائے ہوئے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اللہ تعالیٰ ان دونوں کو آپ کے پاس جمع نہ رہنے دے گا۔ ان میں سے ایک کو اپنے پاس بلا لے گا۔ اب ان دونوں میں سے جسے آپ چاہیں اپنے پاس رکھیں۔ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اگر حسین رخصت ہو جائیں تو ان کی جدائی میں فاطمہ، علی کو تکلیف ہوگی اور مجھے بھی رنج ہوگا اور اگر ابراہیم کو رخصت کرتا ہوں تو زیادہ غم مجھے ہوگا۔ اس لئے مجھے اپنا غم پسند ہے۔ یعنی میرے نواسے حسین میرے پاس رہیں گے اور میرے بیٹے ابراہیم کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوں۔ اس واقعہ کے تین دن کے بعد حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد جب بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں آتے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مرحبا فرماتے پھر ان کی پیشانی کو چومتے اور لوگوں سے فرماتے کہ میں نے حسین پر اپنے بیٹے ابراہیم کو قربان کر دیا ہے۔ (شواہد النبوۃ، ص ۳۰۵)

اے ایمان والو! میرے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ نیک مرد اور صالح انسان ہیں جن پر ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قربان کیا۔ تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور آپ کے دین کی خاطر اپنے آل واولاد حتیٰ کہ پورے گھر کا گھر قربان کر دیا۔

جس نے حق کربلا میں ادا کر دیا
اپنے نانا کا وعدہ وفا کر دیا
گھر کا گھر سب سپرد خدا کر دیا
اُس حسین ابن حیدر پہ لاکھوں سلام

حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیدل چل کر پچیس حج کئے۔ آپ بڑی فضیلت کے مالک تھے اور کثرت سے نماز، روزہ، حج، صدقہ اور دیگر امور خیر ادا فرماتے تھے۔ (ابن اثیر بحوالہ برکات آل رسول، ص ۱۴۵)

حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آغوش نبی میں

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور آپ اس حالت میں باہر تشریف لائے کہ آپ کمبل اوڑھے ہوئے تھے۔ اور اس میں کوئی چیز ابھری ہوئی تھی جس سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اس میں ضرور کوئی چیز ہے جسے میں نہیں جانتا تھا جب میں اپنی ضروریات سے فارغ ہوا۔ تو میں نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں عرض کیا:

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمَ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ۔ آپ کی آغوش مبارک میں کیا چیز ہے؟ تو آپ نے کمبل مبارک کا گوشہ ہٹایا تو میں نے دیکھا کہ آپ کی مبارک گود میں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جلوہ فرما ہیں۔ اور پھر آپ نے یہ فرمایا۔ ھٰذَانِ اِبْنَایَ وَابْنَا ابْنَتِیْ۔ یہ دونوں میرے بیٹے اور

میری بیٹی کے بیٹے ہیں اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا (ترمذی ج۲ ص۲۱۸، مشکوٰۃ ص۵۷۰)
اے اللہ میں ان دونوں کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی ان کو محبوب رکھ اور جو شخص ان دونوں سے محبت کرے تو اس سے محبت فرما۔

حسنین جنتی جوانوں کے سردار ہیں

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
اَلْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ (ترمذی ج۲ ص۲۱۸، مشکوٰۃ ص۵۷۰)
حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔

حسن و حسین جنتی پھول ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جب عراق کے لوگوں نے حالت احرام میں مکھی یا مچھر مارنے کا مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا ان اہل عراق کو دیکھو مجھ سے مکھی مارنے کا مسئلہ پوچھتے ہیں، حالانکہ انہوں نے نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو قتل کیا ہے اور پھر انہوں نے بیان کیا:
وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ھُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا (بخاری ج۱ ص۵۳۰)
اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے (حسن و حسین) یہ دونوں دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔

حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت امام حسن اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ کی پشت انور پر کھیل رہے تھے تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کیا آپ ان دونوں (یعنی امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت رکھتے ہیں؟
فَقَالَ وَمَالِیْ لَا اُحِبُّھُمَا وَاِنَّھُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا (کنزالعمال، ج۷ ص۱۱۰)
تو فرمایا کیوں نہ محبت رکھوں جب کہ یہ دونوں یعنی حسن و حسین دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔

اور ایک روایت اس طرح ہے۔
اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ ھُمَا رَیْحَانَتَایَ مِنَ الدُّنْیَا (مشکوٰۃ ص۵۷۰)
بے شک حسن اور حسین دنیا کے میرے دو پھول ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ پیار و محبت کا یہ عالم تھا کہ فَیَشُمُّھُمَا وَیَضُمُّھُمَا (ترمذی ج۲ ص۲۱۸)

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان دونوں شہزادوں کو سونگھتے تھے اور اپنے سینۂ مبارک سے چمٹایا کرتے تھے

سبحان اللہ۔ سبحان اللہ: حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا مقام و مرتبہ کتنا بلند و بالا ہے کہ دنیا میں سب لوگ اپنے بچوں کو پیار و محبت سے چومتے ہیں لیکن ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دونوں نواسے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ دونوں دنیا کے میرے پھول ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے اور کھلی ہوئی ہے کہ پھول کو سونگھا جاتا ہے اس لئے میں اپنے ان دونوں پھولوں کو یعنی حسن و حسین کو سونگھا کرتا ہوں۔

خوب فرمایا آقائے نعمت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

درود شریف:

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما خطبہ کے وقت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ دوران خطبہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما مسجد میں آ گئے۔ بچپن کا زمانہ تھا اور ابھی پوری طرح چلنا نہیں آتا تھا دونوں شہزادوں نے سرخ رنگ کا دھاری دار قمیص زیب تن کئے ہوئے تھے۔ چلتے تھے اور گر جاتے تھے جب آپ نے یہ منظر ملاحظہ فرمایا تو خطبہ روک کر منبر سے نیچے اُترے اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی گود میں اٹھا لیا اور اپنے سامنے بٹھایا پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے کہ تمہارے مال اور اولاد تمہارے لئے آزمائش ہیں۔

نَظَرْتُ اِلٰی هٰذَیْنِ الصَّبِیَّیْنِ یَمْشِیَانِ وَیَعْثِرَانِ فَلَمْ اَصْبِرْ حَتّٰی قَطَعْتُ حَدِیْثِیْ وَرَفَعْتُهُمَا

(ترمذی ج ۲ ص ۲۱۸، مشکوٰۃ ص ۵۷۲، ماثبت بالسنۃ ص ۲۰)

میں نے ان دونوں کو چلتے اور گرتے دیکھا تو مجھے گوارا نہ ہوا اس لئے خطبہ روک کر ان دونوں کو اٹھا لیا۔

امام حسن اور امام حسین کے لئے سجدہ طویل کر دیا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں تھے کہ

حسن و حسین آئے اور آپ کی پشت انور پر سوار ہو گئے، پس آپ نے (ان کی خاطر) سجدہ طویل کر دیا پھر عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا سجدہ کو طویل کرنے کا حکم آ گیا ہے۔

فَيَقُوْلُ اِرْتَحَلَنِىْ اِبْنِىْ فَكَرِهْتُ اَنْ اُعْجِلَهٗ (مجمع الزوائد، ج۹، ص۱۸۱)

تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں نہیں میرے بیٹے میری پشت پر (سجدے کی حالت میں) چڑھ گئے تھے تو میں نے یہ ناپسند کیا کہ میں جلدی کروں (اس لئے سجدہ طویل کر دیا)

ایک دفعہ ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پشت انور پر سجدے کی حالت میں سوار ہو گئے تو ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس وقت تک سجدے میں رہے جب تک امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پشت اقدس سے خود نہ اُتر گئے پھر جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہمارے ماں، باپ آپ پر قربان۔ کیا اب سجدہ کو طویل کرنے کا حکم آ گیا ہے یا آپ پر اس وقت وحی نازل ہو رہی تھی جو آپ نے اتنا طویل سجدہ ادا فرمایا۔ قَالَ كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ وَلٰكِنْ اِبْنِىْ اِرْتَحَلَنِىْ فَكَرِهْتُ اَنْ اُعْجِلَهٗ حَتّٰى يَقْضِىَ حَاجَتَهٗ (المستدرک، ج۳، ص۱۶۶)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ایسی کوئی وجہ نہیں تھی بلکہ وجہ یہ تھی کہ میرا بیٹا میرے اوپر سوار ہو گیا تھا میرے دل نے یہ پسند نہیں کیا کہ میں جلدی اٹھوں اور یہ گر جائے۔

سواری اچھی ہے تو سوار کتنا اچھا ہے

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حسن اور حسین دونوں کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کندھوں پر سوار ہیں تو میں نے کہا کتنی اچھی سواری تمہارے نیچے ہے۔

فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَنِعْمَ الْفَارِسَانِ (مجمع الزوائد، ج۹، ص۱۸۱)

پس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (اے عمر) سواری اچھی ہے تو سوار کتنے اچھے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنی پشت انور پر بٹھائے ہوئے ہیں اور آپ دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کے بل چل رہے ہیں تو میں نے کہا (اے شہزادو) تمہاری سواری کتنی اچھی ہے۔

فقال و نعم الراکبان هما ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (اے جابر) دونوں سوار کتنے اچھے ہیں ۔ (کنز العمال، ج۷، ص۱۰۰، المطبوعہ ایضاً، ص۳۶)

اے ایمان والو! وہ منظر کتنا پیارا ہوگا جب پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دوش مبارک پر امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سوار تھے۔ اسی لئے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روح پرور منظر دیکھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کتنی اچھی سواری ہیں تو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے عمر! سواری کتنی اچھی ہے تو یہ بھی دیکھو کہ سوار کتنے اچھے ہیں۔ گویا اگر سواری نبیوں اور رسولوں کے سردار ہیں تو سوار جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ اگر سواری محبوب خدا ہیں تو سوار محبوب مصطفےٰ ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

امام حسین کے لئے جنت سے جوڑے آنا

ماہ رمضان المبارک ختم ہونے کے قریب ہے۔ عید کا چاند نظر آنے والا ہے۔ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بچپن کا زمانہ ہے۔ خاتون جنت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا گھر کے تمام کام کاج سے فارغ ہوکر نماز کے لئے مصلیٰ بچھاتی ہیں ادھر دونوں شہزادے اپنی پیاری ماں حضرت خاتون جنت کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر عرض کرتے ہیں، اے امی جان! صبح عید کا دن ہے۔ مدینے کے لوگوں کے بچے نئے نئے لباس پہنیں گے اور محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نواسوں کے لئے نئے جوڑوں کا انتظام نہیں؟ کیا عید کے دن ہم نئے جوڑے نہیں پہنیں گے؟ بچوں کے سوال سے ماں کی ممتا تڑپ گئی۔ بچوں کو تسلی دے کر فرمایا۔ میرے بیٹو! فکر مت کرو تمہارے لئے بھی۔ (انشاء اللہ تعالیٰ) نئے جوڑوں کا انتظام ہوجائے گا

خاتون جنت حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نماز سے فارغ ہوکر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عنایت میں دعا کے لئے دست سوال دراز کیا اور عرض کیا یا رحمن ورحیم مولیٰ! تیرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نواسوں نے مجھ سے نئے کپڑے مانگے ہیں۔ اے مولائے کریم ورحیم! میں نے تیرے کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے ان سے وعدہ کرلیا ہے۔

اے میرے مولائے کریم! میں نے اپنے بچوں سے جو وعدہ کیا ہے اس کی لاج رکھ لے۔ نماز فجر کے بعد دعا مانگ کر جب فارغ ہوتی ہیں۔ تو کسی شخص نے دروازہ پر دستک دی۔ حضرت سیدہ نے پوچھا کون؟ دستک دینے والے نے جواب دیا اہل بیت کا درزی ہوں، شہزادوں کے لئے نئے نئے کپڑے لے کر آیا ہوں، حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دروازہ سے وہ کپڑے لے لئے اور امام حسن اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) دونوں شہزادوں کو پہنا دیئے۔ محبوب خدا پیارے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو فرمایا اے میری پیاری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا)! کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ کپڑے کون لے کر آیا تھا؟ حضرت سیدہ نے عرض کیا ابا جان! آپ ہی بتادیں تو آپ نے فرمایا۔ وہ جبریل امین تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت کے کپڑے لیکر حاضر ہوئے تھے۔ (روضۃ الشہداء ص ۲۷۰)

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی کشتی

سید السادات حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں بھائی بچپن میں ایک دوسرے سے کشتی لڑ رہے تھے اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے اپنے دونوں نواسوں کی کشتی کو ملاحظہ فرمارہے تھے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے حسن! حسین کو پکڑ لو تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ سنا تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تعجب ہوا اور عرض کیا ابا جان! آپ بڑے سے فرمارہے ہیں کہ چھوٹے کو پکڑ لو تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میری بیٹی فاطمہ میں نے اس لئے فرمایا کہ دوسری جانب جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہیں اور وہ حسین سے کہہ رہے ہیں کہ حسن کو پکڑ لو تو میں نے حسن سے کہا کہ تم حسین کو پکڑ لو۔ (نور الابصار ص ۱۱۴)

اے ایمان والو! سید الانبیاء والمرسلین سید الملائکہ علیہما الصلوٰۃ والسلام نے امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو کشتی کیوں لڑائی؟ تو اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ آج ہی تیاری مکمل کرادی جائے تا کہ کربلا کے میدان میں جب حق کی حفاظت کے لئے اسلام کی بقاء کے لئے یزید اور یزیدیوں سے مقابلہ ہو اور باطل طاقت سے ٹکرانا پڑے تو نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے روبرو جو تیاری کرائی تھی وہ کام آجائے۔

یعنی الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ۔

اس شہید بلا شاہ گلگوں قبا
بے کس دشت غربت پہ لاکھوں سلام
کتنے بکھرے ہوئے ہیں مدینے کے پھول
کربلا تیری قسمت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تختیاں

كَتَبَ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ فِيْ لَوْحَيْنِ۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دو تختیاں لکھیں اور دونوں بھائی آپس میں کہنے لگے کہ ہماری تحریر اچھی ہے تو فیصلہ کے لئے اپنے والد گرامی حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لائے۔ آپ نے بڑے بڑے فیصلے فرمائے ہیں مگر یہ فیصلہ نہیں فرماتے ہیں، اس لئے کہ دونوں میں سے کسی کا دل نہ ٹوٹنے پائے اس لئے حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اپنی ماں سیدہ فاطمۃ الزہرا کے پاس لے جاؤ۔ دونوں شہزادے اپنی امی جان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا امی جان! آپ فیصلہ فرمادیں کہ کس کی تحریر اچھی ہے؟ حضرت سیدہ نے فرمایا کہ میں یہ فیصلہ نہیں کروں گی۔ اس فیصلہ کو تم دونوں اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس لے جاؤ وہ بہتر فیصلہ فرمادیں گے۔ دونوں شہزادے اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں آگئے اور عرض کیا کہ نانا جان آپ فیصلہ فرمادیں کہ ہم دونوں میں سے کس کی تحریر اچھی ہے؟ سارے عالم کا فیصلہ فرمانے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے غور وفکر کیا کہ اگر حسن کی تحریر کو اچھی کہوں گا تو حسین کا دل ٹوٹے گا اور اگر حسین کی تحریر کو اچھی کہوں گا تو حسن کو رنج ہوگا اور دونوں میں سے کسی کا بھی رنجیدہ ہونا مجھے گوارہ نہیں ہے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کہ اس کا فیصلہ جبرئیل امین علیہ السلام کریں گے حضرت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے نازل ہوئے اور بارگاہ اقدس میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، میں اس کے حکم سے جنت کا ایک سیب لایا ہوں۔ اس نے فرمایا ہے کہ میں اس جنتی سیب کو دونوں کی تختیوں پر گراؤں، جس کی تختی پر سیب گرے گا فیصلہ ہو جائے گا کہ کس کی تختی کی تحریر اچھی ہے۔ دونوں تختیاں ایک جگہ پاس، پاس رکھی گئیں اور حضرت جبریل علیہ السلام نے دونوں تختیوں کے اوپر سے جنتی سیب کو گرایا۔ اللہ تعالیٰ

سے علم سے جب کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ آدھا جب ایک تختی پر اور دوسرا آدھا جب دوسری تختی پر گرا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرما دیا کہ دونوں شہزادوں کی تختی کی تحریر اچھی ہے۔ اس فیصلے سے دونوں شہزادے خوش ہو گئے۔

(نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۲۳۰، مناقب الامام حسین)

امام حسین کے قدم کی خاک کی برکت

ایک دن کا واقعہ ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابہ کرام کے ہمراہ (جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے درمیان ہوتا ہے) مدینہ منورہ کی گلیوں سے گزر رہے تھے۔ ایک مقام پر مدینہ منورہ کے چند بچے آپس میں کھیل رہے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان بچوں میں سے ایک لڑکے کو گود میں اٹھا لیا اور اس کی پیشانی کو بوسہ دیا اور بہت پیار سے اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ صحابہ کرام علیہم الرحمۃ والرضوان نے جب اس منظر کو ملاحظہ کیا تو حیرت وتعجب سے بارگاہ اقدس میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ہمیں بڑا تعجب ہے کہ یہ کون لڑکا ہے؟ اس کو اس قدر پیار کرنے کا سبب کیا ہے؟ تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اس بچے کے ساتھ میرے پیار ومحبت کا سبب یہ ہے کہ ایک دن میں نے دیکھا کہ یہ بچہ میرے پیارے حسین کے ساتھ کھیل رہا تھا اور میرے بیٹے حسین کے قدم کے نیچے کی دھول کو لیکر اپنی آنکھوں پر ملتا تھا۔ تو میں اسی دن سے اس لڑکے کو دوست رکھتا ہوں اور اس سے محبت کرتا ہوں اور کل قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ساتھ اس کے ماں، باپ کو بخشوا کر جنت میں داخل کروں گا۔ (جامع المعجزات، ص ۱۳۳)

اے ایمان والو! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرنے والے کی کل قیامت کے دن ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شفاعت فرما کر اس شخص کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

اللہ تعالیٰ میرے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلاموں میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

امام حسین کے لئے ہرنی نے بچہ پیش کیا

ایک دن ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ایک صحابی ہرنی کا بچہ پکڑ کر لائے اور آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ نے اسے قبول فرمایا اور وہ ہرنی کا بچہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا فرما دیا۔ آپ ہرنی کے بچے کے ساتھ کھیلتے کھیلتے گھر پہونچے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ بھائی جان! ہرنی کا بچہ

مجھے دیدو۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اے بھائی حسین مجھے نانا جان نے دیا ہے تم بھی جاؤ نانا جان سے لے آؤ۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا نانا جان! آپ نے بھائی حسن کو ہرنی کا بچہ عطا کیا ہے مجھے بھی ہرنی کا بچہ دیجئے۔ ہرنی کا بچہ طلب کرتے ہوئے قریب تھا کہ آپ رو پڑتے مگر دیکھتے کیا ہیں کہ جنگل کی طرف سے ایک ہرنی اپنے ایک بچہ کے ساتھ دوڑتی ہوئی چلی آرہی ہے۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پہلا بچہ جس کو آپ کے صحابی پکڑ کر آپ کے پاس لائے وہ بھی میرا ہی بچہ ہے اب یہ دوسرا بچہ میں خود لے کر حاضر ہوئی ہوں اسے بھی قبول فرما کر امام حسین کو عطا فرما دیں۔ یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں اپنے بچوں کی جدائی تو برداشت کر سکتی ہوں لیکن آپ کے بیٹے حسین کا رونا میں گوارہ نہیں کر سکتی ہوں۔ (جامع المعجزات ص۱۲۶)

اے ایمان والو! ہمارے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا شان ہے کہ جنگل کا جانور تک آپ سے محبت کرتا ہے ہائے رے یزید پلید تو کیسا بدبخت اور بدنصیب تھا کہ تو نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عشق و محبت کی بجائے ان کے گھر کو لوٹا۔ ان کے بیٹوں کو بھوکے، پیاسے رکھا اور پھر قتل کیا اور اپنا ٹھکانا جہنم بنایا۔

ہم حسینیوں کو یزید اور یزیدیوں سے کیا سروکار۔ جو شخص بھی جنت میں جانا چاہے تو جوانان جنت کے سردار حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت جنت کی کنجی ہے۔

امام حسین کی شہادت کی خبر: شہیدوں کے قافلہ سالار، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کے ساتھ ہی آپ کی شہادت کی خبر مشہور ہو چکی تھی۔

اٹھائے کچھ ورق لالہ نے کچھ نرگس نے کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

شیر خوارگی کے ایام میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ام الفضل کو آپ کی شہادت کی خبر دی۔ حضرت سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے پیارے بیٹے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو زمین کربلا میں خون بہانے کے لئے خون جگر یعنی دودھ پلایا۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے شہزادے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاک کربلا میں اسلام کی خاطر جان عزیز کو قربان کرنے کے لئے سینہ سے لگا کر پالا۔ رسول اللہ پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے دین کی حفاظت کے لئے بیابان میں سوکھا گلا کٹوانے اور مردانہ وار جان نثار کرنے کے لئے اپنے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی آغوش رحمت میں تربیت فرمایا۔ اس فرزند ارجمند

پیارے نواسے کی ولادت کی مسرت کے ساتھ شہادت کی خبر سن کر رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چشمان نبوت سے اشکوں کے موتی نچھاور ہوئے۔

باوجود اس کے کہ اس فرزند ارجمند پیارے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر شہادت پاکر چشم مبارک سے اشک تو جاری ہو جاتے ہیں مگر نانا جان پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارگاہ الٰہی میں دعا کے لئے ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں کہ میرا پیارا حسین اس حادثہ ہائلہ یعنی قتل ہونے سے محفوظ رہے اور دشمنوں کے ہلاک و برباد ہونے کی بھی دعا نہیں فرماتے ہیں۔

اور نہ ہی والد گرامی حضرت مولیٰ علی اور نہ پیاری امی جان حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم اس خبر جانکاہ نے تو دل وجگر پارہ پارہ کر دیا ہے آپ کے قربان۔ بارگاہ حق میں اپنے اس فرزند حسین کے لئے دعا فرما دیجئے کہ ہر بلا وآفت دور ہو جائے۔ نہ ازواج مطہرات نہ صحابہ کرام سب شہادت کی خبر سنتے ہیں۔ مگر بارگاہ رسالت ونبوت میں کسی جانب سے بھی درخواست پیش نہیں ہوتی۔ اصل حقیقت یہ بات ہے کہ شجر اسلام کی آبیاری کے لئے خون حسین کی ضرورت تھی اور مقام امتحان میں ثابت قدمی درکار ہے یہ محل عذر وحیل نہیں ایسے موقع پر جان سے دریغ کرنا اللہ تعالیٰ کے محبوب وجانباز مردوں کا شیوہ نہیں۔ اخلاص سے جانثاری عین تمنا ہے۔ دعائیں کی گئیں مگر یہ کہ میرا فرزند ارجمند حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مقام صفا ووفا میں صادق ثابت ہو۔ توفیق الٰہی مساعد رہے۔ مصائب وآلام کا ہجوم وانبوہ میرے حسین کے قدم کو پیچھے نہ ہٹا سکے۔

ابونعیم فرماتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے مقام پر پہونچے۔ حضرت مولیٰ علی نے بیان فرمایا یہاں ان شہداء کے اونٹ بندھیں گے، یہاں ان کے کجاوے رکھے جائیں گے، یہاں ان کے خون بہیں گے امام حسین اور ان کے ساتھی اس میدان میں شہید ہوں گے آسمان وزمین ان پر روئیں گے۔ ان خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولیٰ علی اور صحابہ کرام زمین کربلا کے چپہ چپہ سے آگاہ تھے۔ یہ شہادت کا کمال ہے ایسا اعلان عام ہوا اپنے پرائے سب جان جائیں، مقام بتا دیا گیا ہو، وہاں کی مٹی شیشیوں میں رکھ لی گئی ہو۔ اس کے خون ہو جانے کا انتظار ہو اور شوق شہادت میں کمی نہ آئے۔ جذبۂ جانثاری روز افزوں ہوتا رہے۔ تمام چاہنے والے پہلے سے باخبر ہوں خود میرے امام کو بھی اپنی قربانی اور شہادت کی خبر ہے۔ پہاڑ بھی ہوتا تو اس خبر کی دہشت سے کانپ جاتا مگر کبھی دہشت وپریشانی میرے امام کے پاس نہیں پھٹکی اور کوئی حرص وطمع جاہ وحشمت، تاج وحکومت غرضیکہ بڑی سے بڑی نعمت ودولت میرے امام کے راہ شہادت میں

دیوار نہ بن سکیں اور میرے امام کے پائے استقلال کو ہلا نہ سکیں اور میرے آقا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صبر و رضا کے ساتھ اپنے مولائے کریم کے لئے راہ شہادت کی تمام تیاریاں مکمل کر لیں۔ مردان خدا اور فرزندان مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ ہی حصہ اور انہیں کا حصہ ہے۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل تھی محو تماشہ لب بام ابھی

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

(اقبال)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ امام حسن اور امام حسین دونوں میرے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے کھیل رہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا۔

یا محمد ان امتک تقتل ابنک ھذا من بعدک (صواعق محرقہ ص۱۹۰، خصائص کبریٰ ج۲ ص۱۲۵)

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے شک آپ کی امت آپ کے اس بیٹے یعنی حسین کو آپ کے بعد قتل کردے گی اور آپ کو وہاں کی مٹی دی۔ آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا اس میں رنج و بلا کی بو ہے پھر آپ نے امام حسین کو اپنے سینے سے چمٹا لیا اور روئے، پھر فرمایا اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون بن جائے تو سمجھ لینا کہ میرا بیٹا (حسین) قتل ہو گیا ام سلمہ نے اس مٹی کو بوتل میں رکھ دیا تھا وہ ہر دن اس مٹی کو دیکھتیں اور فرماتی تھیں جس دن یہ مٹی خون ہو جائے گی وہ دن عظیم دن ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بارش کے فرشتے نے اللہ تعالیٰ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت دی وہ آیا تو امام حسین بھی آپ کی خدمت میں آئے اور آپ کے کندھوں پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ آپ نے ان کو چوما اور پیار کیا، تو فرشتے نے کہا۔ کیا آپ حسین سے پیار و محبت کرتے ہیں؟ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں، میں حسین سے پیار کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا:

ان امتک تقتلہ۔ (صواعق محرقہ ص۱۹۰، خصائص کبریٰ ج۲ ص۱۲۵)

بے شک آپ کی امت حسین کو قتل کرے گی اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو وہ جگہ دکھادوں جہاں حسین قتل کئے جائیں گے پھر وہ فرشتہ سرخ مٹی لایا وہ مٹی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے لے لیا اور اپنے کپڑے کے کونے میں باندھ لیا۔ راوی فرماتے ہیں کہ ہم سنا کرتے تھے کہ حسین کربلا میں شہید ہوں گے۔

حضرت انس بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے سنا۔

قَالَ اِنَّ اِبْنِیْ هٰذَا یَعْنِی الْحُسَیْنَ یُقْتَلُ بِاَرْضٍ یُقَالُ لَهَا كَرْبَلَا فَمَنْ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَلْیَنْصُرْهُ فَخَرَجَ اَنَسُ بْنُ الْحَارِثِ اِلٰی كَرْبَلَا فَقُتِلَ بِهَا مَعَ الْحُسَیْنِ ۔

(خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۱۲۵، البدایہ والنہایہ، ج ۸، ص ۱۹۹، دلائل النبوۃ، ابو نعیم، ص ۴۹۲)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بیشک میرا بیٹا حسین قتل کر دیا جائے گا۔ اس زمین میں جس کو کربلا کہا جاتا ہے تو جو شخص تم لوگوں میں سے وہاں موجود ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ حسین کی مدد کرے تو انس بن حارث کربلا گئے اور امام حسین کے ساتھ شہید ہو گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مَا كُنَّا نَشُكُّ وَاَهْلُ الْبَیْتِ مُتَوَافِرُوْنَ اَنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ یُقْتَلُ بِالطَّفِّ (المستدرک، ج ۳، ص ۱۷۹، خصائص کبریٰ، ج ۲، ص ۱۲۶)

ہمیں اور اہل بیت کو اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں تھا کہ (امام) حسین بن علی زمین طف یعنی کربلا میں شہید ہوں گے۔

اے ایمان والو! ان احادیث کریمہ سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے پیارے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شہید ہونے کی خبر تھی۔

لیکن محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ الہ وسلم۔ وہ محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ الہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ جن کی رضا و خوشنودی چاہتا ہے۔ وہ محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جن کی عظمتوں کا پرچم عرش کی بلندی پر لہرا رہا ہے وہ محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جن کا حکم بحر و بر میں نافذ ہے۔ وہ محبوب رسول جن کو شجر و حجر سلام کرتے ہیں وہ محبوب رسول جن کا اشارہ پا کر چاند دو ٹکڑے ہو جاتا ہے وہ محبوب رسول جن کے حکم سے ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے۔ وہ محبوب رسول جن کی حکومت فرش سے عرش تک ہے وہ محبوب رسول دعا نہیں کرتے کہ یا اللہ میرے نواسہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس عظیم امتحان سے بچا لے۔

امیر المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جنتی عورتوں کی سردار حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جن کے بیٹے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور امیر المومنین حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی ہیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان سب کو خبر ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں قتل کیے جائیں گے، شہید ہوں گے مگر کوئی بھی یہ دعا نہیں کرتا ہے کہ یا اللہ تعالیٰ میرے حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو

قتل ہونے اور آزمائش سے بچالے، بلکہ سب یہی دعا مانگتے نظر آتے ہیں کہ یا اللہ تعالیٰ قادر و قیوم مولیٰ۔ میرے حسین کو صبر دے اور اس آزمائش و امتحان میں کامیابی و سرفرازی عطا فرما۔

مخالف کا اعتراض

اے ایمان والو! کچھ لوگ جو رسول اور آل رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کے گستاخ و بے ادب ہیں اور بزرگوں کے مخالف و دشمن ہیں وہ لوگ اپنی بدعقیدگی اور اسلام و ایمان سے دوری کی وجہ سے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل ہونے سے نہیں بچا سکے تو امت کے دیگر لوگوں کو کسی بلا و مصیبت سے کیا بچا پائیں گے تو اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل ہونے سے بچانے کی کوئی فکر ہی نہیں کی، بلکہ دعا بھی مانگی تو صبر اور استقامت کی۔

تو یہ اعتراض کرنا بالکل غلط ثابت ہوا کہ وہ اپنے نواسہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل ہونے سے بچا نہیں سکے۔ اب رہی بات یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں یہ طاقت و قوت ہے یا نہیں؟ کہ وہ اپنے گھر والوں اور اپنی امت کو بلا و مصیبت سے بچا سکتے ہیں یا نہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و طاقت کا مظہر اتم ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بنایا ہے۔ اور سب سے عظیم بلا و بڑی مصیبت کی جگہ جہنم ہے۔ دنیا کی ہر بلا و مصیبت دوزخ کے عذاب کے سامنے ہیچ ہے۔ اور اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ باذن اللہ ہمارے سرکار دونوں عالم کے مالک و مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بروز قیامت اپنی امت کے تمام گنہگار ایمان والوں کو جہنم کے عذاب سے بچائیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔ مگر بخشش کی شرط یہ ہوگی کہ امتی ایمان والا ہو چاہے کتنا ہی برا اور گنہگار کیوں نہ ہو۔ (بخاری و مسلم)

اور اگر امتی بے ایمان، غدار، وہابی، دیوبندی، تبلیغی ہے تو یقیناً ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس بے ادب و گستاخ امتی کو نہیں بچائیں گے اور اس کی مدد بھی نہیں فرمائیں گے۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

اور کچھ گستاخ اس طرح کی بھی باتیں کرتے نظر آتے ہیں کہ امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ماننے والے، ان سے محبت والفت کرنے والے مدد کے لئے یا حسین، یا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پکارتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ جب امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میدان کربلا میں خود اپنی جان کی حفاظت نہیں کر سکے اور اپنے بھوکے، پیاسے گھر والوں اور ساتھیوں کو قتل ہونے سے نہیں بچا پائے تو یا حسین، یا حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہنے والوں کی کیا مدد کر سکتے ہیں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ میرے آقا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اور اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کی جان بچانے کی فکر ہی نہیں کی تھی۔ بلکہ میرے سرکار امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے نانا جان محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دین اسلام کی حفاظت کی فکر کی تھی۔ اسی اہم مقصد کی تکمیل کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں تشریف لے گئے تھے۔ اپنی جان کو بچانے نہیں گئے تھے بلکہ اپنی جان کو دیکر اسلام بچانے گئے تھے۔

بچپن میں اپنے نانا جان (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے جو وعدہ کیا تھا اس وعدہ کو پورا کرنے گئے تھے۔ اور اس میں کامیابی حاصل کی اور شہادت عظمیٰ کے درجہ پر فائز ہوئے اور صبح قیامت تک کے لئے یزیدی فتنہ سے دین اسلام کو بچا کر زندہ اور تابندہ کر دیا۔

یزید ناپاک قتل کر کے خود مر گیا اور اپنے مقصد میں ناکام و نامرادی رہا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل ہونے کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنے مقصد میں کامیاب و بامراد ہے۔

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

درود شریف:

حضرت امیر معاویہ صحابی ہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابی ہیں۔

اے ایمان والو! یزید ناپاک کی پلیدی اور ناپاکی کی وجہ سے اس کے باپ ہونے کے سبب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا نہ کہو اس لئے کہ وہ صحابی ہیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابی اور کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور صحابی وہ خوش نصیب مسلمان ہے جس نے ایمان کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا اور ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا اور صحابی کا وہ درجہ ہے کہ کوئی شخص کتنا ہی بڑا ولی اور قطب کیوں نہ ہو ان کے ادنیٰ درجہ کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حدیث بخاری و مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وَلَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ فَلَوْ اَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدَّ اَحَدِهِمْ وَ نَصِیْفَهٗ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۳)

یعنی تم میرے صحابہ کو گالی نہ دو اور نہ برا کہو۔ اس لئے کہ تم میں سے اگر کوئی شخص اُحد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو وہ شخص ان کے کلو اور آدھا کلو گیہوں اور جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اور اسی طرح کی روایت ہے کہ جب ان کا ذکر کیا جائے تو ان پر نکتہ چینی نہ کرو اور جو شخص میرے صحابہ کو گالی دے اور برا کہے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۵۴)

عاشق اہل بیت، محب صحابہ حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل حق کا اس بات پر اتفاق ہے کہ تمام امور میں حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق پر تھے اور فرماتے ہیں وَالتَّحْقِیْقُ اَنَّهُمْ کُلُّهُمْ عُدُوْلٌ یعنی تحقیق یہ ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں اور ساری جنگیں اور اختلافات تاویل پر مبنی ہیں۔ ان کے سبب کوئی بھی عدالت سے خارج نہیں اس لئے کہ وہ سب مجتہد ہیں۔ (برکات آل رسول، ص ۲۸۲)

اور اسی طرح علامہ سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ لقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ ابن سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے۔

اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے رسالہ القام الحجر میں اس بات پر اتفاق نقل کیا ہے کہ کسی صحابی کو گالی دینے والا فاسق ہے اگر اسے وہ حلال نہ جانے اور اگر وہ حلال جانے تو کافر ہے۔ (الشرف المؤبد ص ۱۰۰)

اے ایمان والو! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لاریب یقیناً صحابی ہیں۔ ائمہ کرام و محدثین عظام اور بزرگوں کے اقوال و بیانات سے صاف طور پر ظاہر و ثابت ہے کہ تمام صحابہ کرام کو یا کسی ایک صحابی کو چاہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دینے والا ان کو برا کہنے والا اہل سنت میں سے نہیں ہے یقیناً ایسا شخص رافضی اور جہنمی ہی ہوسکتا ہے۔

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

وما توفيقي إلا بالله
١٤١٧

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

حضرت امام حسین کا مدینہ سے سفر
اور امام مسلم کی شہادت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ O (پ۲، ع۳)

ترجمہ: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! کامل مومن اور مسلمان ہونا آسان نہیں ہے۔ بلا و مصیبت سے مقابلہ کرنا اور پھر کامیاب ہو جانا مشکل امر ہے مگر اللہ تعالیٰ جسے توفیق دے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے

لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

بلا شک و شبہ ایمان و کفر، حق و باطل، جنتی اور جہنمی، سچے اور جھوٹے کی پہچان تو امتحان و آزمائش کے میدان ہی میں ہوتی ہے اور ہر شخص کا امتحان اس کی عظمت و بزرگی کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے جس قدر اس کا دین و ایمان بلند و بالا ہوتا ہے اسی قدر اس کا امتحان بھی بڑا اور سخت ہوتا ہے۔

چنانچہ ہمارے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے زیادہ سخت امتحان انبیائے کرام علیہم السلام کا ہے ان کے بعد صالحین کا پھر درجہ بدرجہ۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جو شخص جتنی زیادہ قربانی پیش کرتا ہے اور ذلت اٹھاتا ہے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اسی قدر عزت و بزرگی بھی پاتا ہے۔

ہمارے آقا محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرضی ہوئی کہ میرے پیارے بیٹے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امتحان اور ان کی آزمائش عظیم اور سخت ہوتا کہ مقام شہادت بھی عظیم اور بلند و بالا ہو۔

امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال اور یزید ناپاک کی حکومت

جب کوئی واقعہ ہونے والا ہوتا ہے تو اس کے ہونے کے اسباب بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے اسباب اس طرح پیدا ہوئے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رجب ۶۰ھ دمشق میں وصال فرمایا۔ آپ کے پاس حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات میں سے ازار شریف چادر مبارک قمیص شریف، موئے مبارک اور تراشہائے ناخن ہمایوں تھے۔ آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ مجھے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ازار شریف و چادر مبارک قمیص انور میں کفن دیا جائے اور میرے ان اعضاء پر جن سے سجدہ کیا جاتا ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موئے مبارک اور تراشۂ ناخن اقدس رکھ دیئے جائیں اور مجھے ارحم الراحمین کے رحم پر چھوڑ دیا جائے۔ (سوانح کربلا ص ۷۰)

یزید پلید کی تخت نشینی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد ان کا ناخلف اور ناپاک بیٹا یزید پلید تخت سلطنت پر بیٹھا اور اس نے اپنی بیعت لینے کے لئے حکومت کے اطراف و جوانب میں خطوط روانہ کئے۔ مدینہ منورہ کے گورنر ولید بن عتبہ تھے۔ ان کو اپنے باپ کے وصال کی اطلاع کی اور لکھا کہ ہر خاص و عام سے میری بیعت لو اور حسین بن علی۔ عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے پہلے بیعت لو، ان سب کو ایک لمحہ کی مہلت نہ دو۔

مدینہ طیبہ کا حاکم جب یزید ناپاک کی بیعت لینے کے لئے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے یزید کے فسق و فجور اور ظلم و زیادتی کے سبب اس کی بیعت سے انکار فرما دیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ یزید ناپاک کی بیعت کا انکار اس کے غصہ و اشتعال کا سبب بنے گا اور ناپاک یزید میری جان کا دشمن اور خون کا پیاسا ہو جائے گا لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ و دیانت داری نے اجازت نہیں دی کہ اپنی جان کی خاطر نااہل کے ہاتھ پر بیعت کریں اور مسلمانوں کی جانیں اور دین و شریعت کی بے حرمتی کی پرواہ نہ کریں اور یہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے نیک و صالح فرزند رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کس طرح ممکن تھا اگر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت یزید ناپاک کی بیعت کر لیتے تو یزید آپ کی بہت قدر و منزلت کرتا اور آپ کے آرام و آسائش میں کوئی کمی نہیں آنے دیتا بلکہ آپ کے پاس دنیا کی دولت کثرت سے جمع ہو جاتی لیکن اسلام کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور دین میں ایسا فساد برپا ہو جاتا جس کا دور کرنا پھر ناممکن ہوتا اور یزید کی ہر برائی اور بدکرداری کے جائز و حلال ہونے کے لئے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سند بن جاتی اور دین و شریعت کا نقشہ مٹ جاتا۔ اسی وقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ جانے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ یہ واقعہ چار شعبان سنہ ۶۰ھ کا ہے۔ (سوانح کربلا ص ۷۷)

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدینہ منورہ سے جدائی

حالات اس قدر خراب اور بگڑ چکے تھے کہ اس برکت و رحمت والے شہر پیارے مدینہ کو چھوڑ کر مکہ مکرمہ کے لئے جانا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ضروری ہو گیا۔

وہ مدینہ منورہ جہاں اطراف عالم سے مسلمان حاضر ہونے کی تمنا کریں۔ وہ مدینہ منورہ جس کو دیکھنے کے لئے مومن خواہش و آرزو کرے۔

دکھا دے یا الٰہی وہ مدینہ کیسی بستی ہے

جہاں پر رات دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

مدینہ منورہ سے جانے کی تیاری مکمل ہو گئی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے نانا جان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر آخری سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔

عشق و محبت والو امام حسین کے غلامو! ذرا سوچو تو سہی کہ جب ہمارے آقا حضرت امام حسین

رضی اللہ تعالیٰ عنہ روضۂ اطہر پر اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روبرو آخری سلام کے لئے حاضر ہوئے ہوں گے اس وقت میرے آقا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت وکیفیت کا عالم کیا ہوگا۔ بلاشبہ نور ورحمت والی آنکھوں نے رنج وغم کے آنسوؤں کی برسات کی ہوگی اور عرض کیا ہوگا کہ میرے پیارے نانا جان میں آپ کا پیارا نواسہ حسین ہوں جس کو آپ کندھے پر بٹھایا کرتے تھے۔ جس کو آپ نے اپنی آغوشِ رحمت میں پالا تھا۔ آخری سلامی کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ اے میرے پیارے نانا جان آپ کا پیارا مدینہ چھوڑ رہا ہوں کہ میرا مدینہ میں رہنا کٹھن اور دشوار ہوگیا ہے۔ میں جا رہا ہوں مجھے اجازت عطا ہو۔ اس وقت روضۂ اطہر میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کیا گزری اور بیتی ہوگی۔ اور ان کا کیا حال ہوا ہوگا اس کا تصور عشق ومحبت والے ہی بیان کر سکتے ہیں۔

آہ ! آج کا دن کتنے غم ورنج کا ہے۔ زبان میں طاقت کہاں جس کو بیان کر سکے۔ یہی روضۂ اطہر قرارِ دل اور کعبۂ ایمان ہے جو ہمیشہ کے لئے چھوٹ رہا ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا سب کچھ مدینہ میں ہے مگر آج وہ مدینہ منورہ سے جا رہے ہیں اور ہمیشہ کے لئے جا رہے ہیں۔ الوداع اے نانا جان الوداع کہتے ہوئے حسرت بھری نگاہ سے تربت اقدس کو دیکھتے اور روتے ہوئے رخصت ہوئے۔ پھر آپ اپنی مادرِ مہربان حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر شریف پر حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے

اے میری امی جان! یہ نازوں کا پالا تمہارا حسین، آج تم سے جدا ہونے اور آخری سلام کہنے آیا ہے۔ پھر آپ اپنے برادرِ اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضر ہوئے اور آخری سلام پیش کر کے۔ گھر والوں کے ساتھ مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں کوفیوں کے خطوط: خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ملکِ شام جو یزید ناپاک کا دارالسلطنت تھا اور وہاں کے باشندوں نے یزید کی بیعت قبول کرلی تھی اور اہلِ کوفہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ ہی میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خطوط بھیج رہے تھے اور آپ کی تشریف آوری کی التجائیں کر رہے تھے لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صاف طور پر انکار فرمادیا تھا۔ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اور یزید ناپاک کا تختِ سلطنت پر بیٹھنے کے بعد عراق کے لوگوں نے اتفاقِ رائے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تقریباً ڈیڑھ سو خطوط بھیجے اور ان خطوط میں اپنی نیازمندی وجذباتِ عقیدت واخلاص کا اظہار کیا اور آپ پر اپنی جان ومال فدا کرنے کی تمنا ظاہر کی۔

اگرچہ امام پاک کی شہادت کی خبر مشہور تھی اور کوفیوں کی بے وفائی کا پہلے بھی آپ کو تجربہ ہو چکا تھا مگر جب یزید ناپاک بادشاہ بن گیا اور اس کی حکومت سلطنت دین کے لئے خطرہ تھی اور اس کی وجہ سے اس کی بیعت ناروا تھی اور وہ طرح طرح کی تدبیروں اور حیلوں سے چاہتا تھا کہ لوگ اس کی بیعت کریں ان حالات میں کوفیوں کا یہ پاس ملعون یزید ناپاک کی بیعت سے دست کشی کرنا اور حضرت امام پاک سے طالب بیعت ہونا حضرت امام پاک پر لازم کرتا تھا کہ ان کی درخواست قبول فرمائیں۔ جب ایک قوم ظالم و فاسق کی بیعت پر راضی نہ ہو اور صاحب استحقاق اہل سے درخواست بیعت کرے اس پر اگر وہ ان کی استدعا قبول نہ کرے تو اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ وہ اس قوم کو اس جابر کے حوالہ کرنا چاہتا ہے۔ امام پاک اگر اس وقت کوفیوں کی درخواست قبول نہ فرماتے تو بارگاہ الٰہی میں کوفیوں کے اس مطالبہ کا امام پاک کے پاس کیا جواب ہوتا کہ ہم ہر چند در پے ہوئے مگر امام پاک بیعت کے لئے راضی نہ ہوئے ہیں وجہ ہم کو یزید ناپاک کے ظلم و تشدد سے مجبور ہو کر اس کی بیعت کرنا پڑی۔ اگر امام پاک ہاتھ بڑھاتے تو ہم ان پر جانیں فدا کرنے کے لئے حاضر تھے۔ یہ مسئلہ ایسا درپیش آیا جس کا حل بجز اس کے اور کچھ نہ تھا کہ حضرت امام پاک ان کی دعوت پر لبیک فرمائیں۔ اگرچہ اکابر صحابہ کرام حضرت ابن عباس و حضرت ابن عمر و حضرت جابر و حضرت ابو سعید و حضرت ابو واقد لیثی وغیرہم حضرت امام پاک کی اس رائے سے متفق نہ تھے اور انہیں کوفیوں کے عہد و مواثیق کا اعتبار نہ تھا۔ امام پاک کی محبت اور شہادت امام پاک کی شہرت ان سب کے دلوں میں اختلاف پیدا کر رہی تھی۔ گو کہ یہ یقین کرنے کی بھی کوئی وجہ نہ تھی کہ شہادت کا یہی وقت ہے اور اسی سفر میں یہ مرحلہ درپیش ہو گا لیکن اندیشہ مانع تھا۔ حضرت امام پاک کے سامنے مسئلہ کی یہ صورت درپیش تھی کہ اس استدعا کو رد کرنے کے لئے عذر شرعی کیا ہے۔ ادھر ایسے جلیل القدر صحابہ کے شدید اصرار کا لحاظ، اور کوفہ والوں کی استدعا رد نہ فرمانے کے لئے کوئی شرعی عذر نہ ہونا حضرت امام پاک کے لئے نہایت پیچیدہ مسئلہ تھا جس کا حل بجز اس کے کچھ نظر نہ آیا کہ پہلے حضرت امام مسلم کو بھیجا جائے۔ اگر کوفیوں نے بدعہدی و بے وفائی کی تو عذر شرعی مل جائے گا اور اگر وہ اپنے عہد پر قائم رہے تو صحابہ کو تسلی دی جا سکے گی۔ (سوانح کربلا، ص ۹۷)

حضرت امام مسلم کی کوفہ کو روانگی

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے چچازاد بھائی حضرت امام مسلم بن عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب بنا کر کوفہ روانہ فرمایا اور کوفہ والوں کو تحریر فرمایا کہ تمہاری التجا و استدعا پر ہم امام مسلم کو اپنا نائب بنا کر تمہارے پاس بھیج رہے ہیں

تم لوگوں پر ان کی نصرت و حمایت لازم ہے۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو صاحبزادے محمد اور ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما جو بہت کم عمر تھے اور اپنے باپ کے بہت پیارے بیٹے تھے اس سفر میں اپنے مہربان باپ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھے۔ (سوانح کربلا، ص ۸۰)

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ میں

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ پہونچ کر مختار بن عبید کے مکان پر قیام فرمایا۔ کوفہ والے آپ کی تشریف آوری کی خبر سن کر جوق در جوق آپ کی زیارت کے لئے آ رہے تھے اور ایک ہفتہ کے اندر بارہ ہزار کوفیوں نے آپ کے دست مبارک پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کی۔

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عراق کے لوگوں کی گرویدگی و عقیدت دیکھ کر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں خط لکھ دیا کہ یہاں کے حالات بہتر ہیں اور التماس کیا کہ آپ جلد تشریف لے آئیں تاکہ بندگان خدا یزید ناپاک کے شر سے محفوظ رہیں اور دین حق کی تائید ہو۔ مسلمان امام حق کی بیعت سے شرف و فیضیاب ہو سکیں۔

کوفہ والوں کا جوش و جذبہ دیکھ کر حضرت نعمان بن بشیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت کوفہ کے گورنر تھے۔ کوفہ کے لوگوں کو جمع کیا اور فرمایا اے لوگو سن لو! یہ بیعت یزید کی مرضی کے خلاف ہے اور وہ اس پر بہت بگڑے گا اور فتنہ فساد کرے گا۔ حضرت نعمان بن بشیر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اطلاع دے کر ضابطہ کی کارروائی پوری کر کے بیٹھ گئے اور اس معاملہ میں آگے کسی قسم کی کارروائی نہ کی۔

مسلم بن یزید حضرمی اور عمارہ بن ولید بن عقبہ (یہ لوگ یزید کے طرفدار تھے) نے یزید ناپاک کو اطلاع دی کہ حضرت امام مسلم بن عقیل تشریف لائے ہیں اور کوفہ والوں میں ان کی محبت و عقیدت کا جوش بڑھ رہا ہے۔ ہزاروں کوفی ان کے ہاتھ پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت کر چکے ہیں اور کوفہ کے گورنر نعمان بن بشیر نے اب تک کوئی کارروائی ان کے خلاف نہیں کی۔ نہ ان پر سختی کی اور نہ کوئی تدبیر عمل میں لائے۔ یزید ناپاک نے یہ خبر سنتے ہی نعمان بن بشیر کو ان کے عہدہ سے برخواست کر دیا اور ان کی جگہ عبید اللہ بن زیاد جو بصرہ کا گورنر تھا اسے کوفہ کا بھی گورنر بنا دیا۔ عبید اللہ بن زیاد بڑا مکار اور عیار تھا۔ وہ بصرہ سے روانہ ہوا اور اس نے اپنی فوج کو قادسیہ میں چھوڑا اور خود حجازیوں کا لباس پہن کر اونٹ پر سوار ہو کر اور چند آدمیوں کو ساتھ لیکر رات کے اندھیرے میں مغرب و عشاء کے درمیان اس راستے سے کوفہ شہر میں داخل ہوا جس راستے سے مکہ کے لوگ آیا کرتے تھے اس مکاری اور عیاری سے

اس کا مطلب یہ تھا کہ ایسے طور پر شہر میں داخل ہونا چاہئے کہ کوفہ کے لوگ عبیداللہ بن زیاد کو پہچان نہ سکیں اور کوفہ والے یہ سمجھیں کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تاکہ وہ بے خطر امن و عافیت کے ساتھ کوفہ میں داخل ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ عبیداللہ بن زیاد کی اس مکاری اور عیاری سے کوفہ کے لوگ دھوکا میں آ گئے۔

اہل کوفہ جن کو ہر لحہ اور ہر آن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کا بڑی بے صبری سے انتظار تھا۔ انہوں نے دھوکہ کھایا اور رات کے اندھیرے میں حجازی لباس اور مکہ شریف سے آنے والے راستے سے آتا دیکھ کر سمجھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ نعرہ ہائے مسرت بلند کئے گرد و پیش مرحبا کہتے چلے۔

مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَقَدِمْتَ خَيْرَ مَقْدَمٍ۔ کا شور مچایا یہ مردود تو دل میں جلتا رہا اور اس نے اندازہ کر لیا کہ کوفیوں کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کا انتظار ہے اور ان کے دل ان کی طرف مائل ہیں مگر اس وقت کی مصلحت سے خاموش رہا تاکہ ان پر اس کا مکر نہ کھل جائے یہاں تک کہ دارالامارۃ میں داخل ہو گیا۔ اس وقت کوفہ والے یہ سمجھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ تھے بلکہ مکار عبیداللہ بن زیاد اس فریب اور دھوکا کے ساتھ آیا اور انہیں حسرت و مایوسی ہوئی۔ رات گزار کر صبح کو عبیداللہ بن زیاد نے کوفہ والوں کو جمع کیا اور حکومت کا پروانہ پڑھ کر سب کو سنایا اور یزید ناپاک کی مخالفت سے ڈرایا اور دھمکایا۔ طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے حضرت امام مسلم کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہانی بن عروہ کے مکان میں تشریف فرما تھے۔ عبیداللہ بن زیاد نے محمد بن اشعث کو ایک فوج کے ساتھ ہانی بن عروہ کے مکان پر بھیجا اور اس کی فوج نے ہانی بن عروہ کو گرفتار کر لیا اور عبیداللہ بن زیاد کے پاس بھیج دیا اور ان کو قید کر لیا گیا۔ کوفہ کے تمام رؤساء و عمائدین کو بھی قلعہ میں نظر بند کر دیا۔

عبیداللہ بن زیاد کا محاصرہ: حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خبر پا کر باہر تشریف لائے اور آپ نے اپنے چاہنے والوں کو آواز دی۔ جوق در جوق لوگ آنے لگے اور چالیس ہزار لوگوں نے آپ کے ساتھ شاہی محل کو گھیر لیا۔ صورت بن آئی تھی حملہ کرنے کی دیر تھی اگر حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حملہ کرنے کا حکم دے دیتے تو اسی وقت قلعہ فتح ہو جاتا اور ابن زیاد مکار اور اس کے ساتھی حضرت امام مسلم کے ہاتھ میں گرفتار ہو جاتے اور یہی لشکر سیلاب کی طرح امنڈ کر یزیدیوں کو تباہ و برباد کر ڈالتا اور یزید ناپاک کو جان بچانے کے لئے کوئی راہ نہ ملتی۔ نقشہ تو یہی جما تھا مگر کار بدست کارکنان قدرت است یعنی بندوں کا سوچا کیا ہوتا ہے۔

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قلعہ کا محاصرہ تو کر لیا اور باوجود یہ کہ کوفیوں کی بدعہدی اور ابن زیاد کی

مکاری وفریب کاری اور یزید ناپاک کی عداوت پورے طور پر ثابت ہو چکی تھی۔ پھر بھی آپ نے اپنے لشکر کو حملہ کا حکم نہ دیا اور ایک عدل وانصاف والے بادشاہ کے نائب کی حیثیت سے آپ نے انتظار فرمایا کہ پہلے گفتگو سے قطع حجت کرلیا جائے اور صلح کی صورت پیدا ہو سکے تو مسلمانوں میں خون ریزی نہ ہونے دی جائے آپ اپنے اس پاک ارادہ سے انتظار میں رہے اور اپنی احتیاط کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ دشمن نے اس وقفہ یعنی مہلت سے فائدہ اٹھایا اور کوفہ کے رؤساء و عمائدین یعنی بڑے بڑے لوگوں کو جن کو ابن زیاد بدنہاد نے پہلے سے قلعہ میں بند کر رکھا تھا۔ انہیں مجبور کیا کہ وہ اپنے رشتہ داروں اور زیر اثر لوگوں کو مجبور کر کے حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جماعت سے علیحدہ کر دیں۔ یہ لوگ ابن زیاد بدنہاد کے ہاتھ میں قید تھے اور جانتے تھے کہ اگر ابن زیاد بدنہاد کو شکست بھی ہوئی تو وہ قلعہ فتح ہونے تک ان کا خاتمہ کر دے گا۔ اس خوف سے وہ سب گھبرا کر اٹھے اور انہوں نے قلعہ کی دیوار پر چڑھ کر اپنے رشتہ دار متعلقین سے گفتگو کی اور انہیں حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ چھوڑ دینے پر انتہا درجہ کا زور دیا اور بتایا کہ علاوہ اس بات کے کہ حکومت تمہاری دشمن ہو جائے گی یزید ناپاک تمہارے بچہ بچہ کو قتل کر ڈالے گا۔ تمہارے مال لٹوا دے گا۔ تمہاری جاگیریں اور مکان ضبط ہو جائیں گی۔ یہ اور مصیبت ہے کہ اگر تم لوگ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے تو ہم جو ابن زیاد کے ہاتھ میں قید ہیں قلعہ کے اندر مارے جائیں گے۔ اے لوگو! اپنے انجام پر نظر ڈالو۔ ہمارے حال پر رحم کرو۔ اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ یہ حیلہ کامیاب ہوا اور حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لشکر منتشر ہونے لگا۔ یہاں تک کہ بوقت شام حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ کی مسجد میں جس وقت مغرب کی نماز شروع کی تو آپ کے ساتھ پانچ سو آدمی تھے اور جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک بھی نہ تھا۔ تمناؤں کے اظہار اور التجاؤں کے طومار سے جس عزیز مہمان کو بلایا تھا اس کے ساتھ یہ وفا ہے کہ وہ تنہا ہیں اور ان کی رفاقت کے لئے کوئی ایک بھی موجود نہیں۔ کوفہ والوں نے حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چھوڑنے سے پہلے غیرت وحمیت سے قطع تعلق کیا اور انہیں ذرا پرواہ نہ ہوئی کہ قیامت تک تمام عالم میں ان کی بے ہمتی کا شہرہ رہے گا اور اس بزدلانہ بے مروتی اور نامردی سے وہ رسوائے عالم ہوں گے۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس غربت ومسافرت میں تنہا رہ گئے۔ کدھر جائیں۔ کہاں قیام کریں۔ حیرت ہے کوفہ کے تمام مہمان خانوں کے دروازے مقفل تھے۔ جہاں سے ایسے محترم مہمانوں کو مدعو کرنے خطوط اور رسائل کا تانتا باندھ دیا گیا تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے ساتھ ہیں۔ کہاں انہیں لٹائیں۔ کہاں سلائیں۔ کوفہ کے وسیع خطہ میں دو چار گز زمین حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شب گزارنے کے لئے نظر نہیں آتی۔ اس وقت حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد آتی ہے اور دل تڑپا

دیتی ہے وہ سوچتے ہیں کہ میں نے امام حسین کی جناب میں خط لکھا۔ تشریف آوری کی التجا کی ہے۔ اور اس بدعہد قوم کے اخلاص وعقیدت کا ایک دل کش نقشہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور پیش کیا ہے اور تشریف آوری پر زور دیا ہے۔ یقیناً حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری التجا رد نہ فرمائیں گے اور یہاں کے حالات سے مطمئن ہو کر مع اہل وعیال چل پڑیں گے۔ یہاں انہیں کیا مصائب پہونچیں گے اور چمن زہرا کے جنتی پھولوں کو اس بے مہری کی تپش کیسی گزند پہونچائے گی یہ غم الگ دل کو گھائل کر رہا تھا اور اپنی تحریر پر شرمندگی وانفعال اور حضرت امام حسین کے لئے خطرات علیحدہ بے چین کر رہے تھے اور موجودہ پریشانی جدا دامن گیر تھی۔ (سوانح کربلا، ص ۸۴)

حضرت امام مسلم پیاس کی حالت میں

اس حالت میں حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیاس معلوم ہوئی۔ ایک گھر سامنے نظر آیا جہاں طوعہ نامی ایک عورت موجود تھی اس سے پانی مانگا۔ اس عورت نے پہچان لیا اور پانی پیش کیا۔ اور اپنی سعادت سمجھ کر آپ کو اپنے مکان میں فروکش کیا۔ اس عورت کا بیٹا محمد ابن اشعث کا نوکر تھا۔ اس نے فوراً ہی اس کو خبر کر دی اور اس نے ابن زیاد بدنہاد کو اس پر مطلع کیا۔ عبید اللہ بن زیاد نے عمرو بن حریث کوفہ شہر کے کوتوال اور محمد بن اشعث کو بھیجا۔ ان دونوں نے ایک لشکر کو ساتھ لیکر طوعہ کے گھر کو گھیر لیا اور چاہا کہ حضرت امام مسلم کو گرفتار کر لیں۔ حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لے کر نکلے اور مجبوراً آپ نے ان ظالموں سے مقابلہ کیا۔ ان ظالموں نے دیکھا کہ حضرت امام مسلم ان کی فوج پر اس طرح ٹوٹ پڑے جیسے شیر ببر بکریوں کے ریوڑ پر حملہ کرتا ہے۔ آپ کے شیرانہ حملوں سے ظالموں کے حوصلے ٹوٹ گئے۔ ان میں سے بعض مارے گئے اور بے شمار زخمی ہو گئے۔ ان ظالموں، بے وفاؤں کو معلوم ہو گیا کہ مولیٰ علی شیر خدا کے میدان کے ایک جوان سے مقابلہ آسان نہیں ہے۔

اب یہ تجویز کی کہ کوئی چال چلنی چاہئے اور کسی فریب سے حضرت امام مسلم پر قابو پانے کی کوشش کی جائے۔ یہ سوچ کر امن وصلح کا اعلان کر دیا۔ اور حضرت امام مسلم سے عرض کیا کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ نہ ہم آپ سے لڑنا چاہتے ہیں۔ مدعا صرف اس قدر ہے کہ آپ ابن زیاد جو شہر کوفہ کا والی ہے اس کے پاس تشریف لے چلیں اور اس سے گفتگو کر کے معاملہ طے کر لیں۔ حضرت امام مسلم نے فرمایا میں خود جنگ وجدال کا ارادہ نہیں رکھتا ہوں اور جس وقت میرے ساتھ چالیس ہزار کا لشکر تھا اس وقت بھی میں نے جنگ نہیں کی۔ اور میں انتظار کرتا رہا کہ ابن زیاد گفتگو کر کے کوئی صلح کی صورت پیدا کرے اور قتل وخونریزی نہ ہونے پائے۔

حضرت امام مسلم کی شہادت

چنانچہ ان ظالموں بے وفاؤں نے مکر و فریب سے کام لیکر حضرت امام مسلم اور ان کے ننھے ننھے دونوں صاحبزادوں کو عبیداللہ بن زیاد بدنہاد کے پاس شاہی محل میں لے گئے اور عبیداللہ بن زیاد بدنہاد نے پہلے ہی سے شاہی محل کے دونوں دروازوں کی آڑ میں آدمیوں کو تیغ و تلوار کے ساتھ کھڑا کر رکھا تھا اور انہیں حکم دے دیا تھا کہ حضرت امام مسلم جیسے ہی دروازہ کے اندر داخل ہوں۔ ایک دم دونوں طرف سے ان پر وار کیا جائے۔ حضرت امام مسلم اس مکاری و عیاری سے بے خبر اور ناواقفیت کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں اور آپ یہ آیت کریمہ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ پڑھتے ہوئے شاہی محل کے دروازے میں داخل ہوئے۔ داخل ہونا تھا کہ ظالموں نے دونوں طرف سے تلواروں کے وار کئے اور بنی ہاشم کا مظلوم مسافر اعدائے دین کی بے رحمی سے شہید ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۞ (سوانح کربلا ص ۸۵-۸۶)

حضرت امام مسلم کے دونوں بچوں کی شہادت

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ننھے ننھے دونوں صاحبزادے محمد اور ابراہیم آپ کے ساتھ تھے انہوں نے اس بے کسی کی حالت میں اپنے مہربان باپ کا سر ان کے مبارک تن سے جدا ہوتے ہوئے دیکھا۔ چھوٹے۔ چھوٹے بچوں کے دل غم و رنج سے پھٹ گئے اور وہ اس صدمہ میں بید کی طرح لرزنے اور کانپنے لگے۔ ایک بھائی دوسرے بھائی کو دیکھتا تھا اور ان کی سرمگی آنکھوں سے خون کے آنسو جاری تھے لیکن اس معرکہ ظلم و ستم میں کوئی ان ننھے ننھے بچوں پر رحم کرنے والا نہ تھا۔ ستمگاروں نے ان نونہالوں کو بھی تیغ ستم سے شہید کیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۞ اور ہانی کو قتل کر کے سولی پر چڑھایا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ۞ ان تمام شہیدوں کے سروں کو نیزوں پر چڑھا کر کوفہ کے گلی کوچوں میں پھرایا گیا اور بے حیائی کے ساتھ کوفیوں نے اپنی سنگ دلی اور مہمان کشی کا کھل طور پر مظاہرہ کیا۔ یہ واقعہ ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کا ہے اسی روز حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ سے کوفہ کے لئے روانہ ہوئے۔ (سوانح کربلا ص ۸۶)

اے ایمان والو! کوفہ والوں کی اس بدعہدی، دغابازی اور بے وفائی پر قیامت تک آنے والی نسل انسانی

نفرت و ملامت کرتی رہے گی کہ اسے معزز و محترم مہمان کو جسے بڑی بڑی تمناؤں اور التجاؤں کے ساتھ ذریعہ خطوط بھیج کر بلایا اور پھر اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے اس کی نصرت و حمایت کا محکم وعدہ کیا اور پھر اس طرح اسے بیکسی و بے بسی کے عالم میں خونخوار دشمنوں کے حوالہ کر دیا۔ ان کو اور ان کے چھوٹے چھوٹے دونوں بچوں کو کوفیوں کے سامنے تیغ ظلم سے ذبح کر دیا گیا اور یہ بے حیا و بے غیرت قوم ان مظلوموں کے سروں کو نیزوں پر چڑھا کر کوچہ و بازار میں پھرانے کا تماشا دیکھتی رہی۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۱ ﴾

محرم الحرام

چوتھا جمعہ.................................دوسرا بیان

صبر و رضا کے پیکر

حضرت سیدنا امام حسین کی شہادت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ ۝ (پ ۲، ر ۳)

ترجمہ: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

دشت بلا کو عرش کا زینہ بنا دیا
جنگل کو مصطفیٰ کا مدینہ بنا دیا

ہر ذرے کو نجف کا نگینہ بنا دیا
تو نے حسین مرنے کو جینا بنا دیا

اور کسی عاشق نے کہا ہے۔

جو دہکتی آگ کے بستر پہ سویا وہ حسین
جس نے اپنے خون سے دنیا کو دھویا وہ حسین

جوجواں بیٹے کی میت پہ نہ رویا وہ حسین
جس نے سب کچھ کھو کے پھر بھی کچھ نہ کھویا وہ حسین

مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کردیا
خون نے جس کے دو عالم میں اجالا کردیا

درود شریف:

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوفہ روانہ ہوئے

حضرت امام مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط آنے کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو درخواست قبول فرمالینے میں کسی طرح کی تشویش وتردد کی کوئی وجہ باقی نہیں رہی تھی۔ ظاہر میں شکل تو یہ تھی اور حقیقت میں قضا وقدر کے فرمان نافذ ہو چکے تھے۔ تقدیر کا لکھا ہوا ٹلتا نہیں۔

چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو
سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

آپ کی شہادت کا وقت نزدیک آچکا تھا۔ شہادت کا جذبۂ شوق دل کو کھینچ رہا تھا۔ فداکاری کے ولولوں نے دل کو بےتاب کردیا تھا اسی لئے تو شہادت کی کشش میدان کربلا کی جانب کھینچے لئے جارہی تھی۔ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حال کچھ اس طرح تھا۔

دو قدم بھی نہیں چلنے کی ہے طاقت مجھ میں
عشق کھینچے لئے جاتا ہے میں کیا جاتا ہوں

اکابر صحابہ کرام علیہم الرحمۃ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس سفر سے روکنے کے لئے بہت ہی منت وساجت کرتے رہے کہ آپ مکہ مکرمہ سے کوفہ تشریف نہ لے جائیں مگر ان سب کی کوششیں ناکام رہیں اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوفہ جانے کے لئے پختہ ارادہ فرمالیا اور ۳ ذی الحجہ ۶۰ھ کو اپنے اہل وعیال اور عزیز واقارب اور غلاموں کل بیاسی نفوس قدسیہ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے عراق کے لئے روانہ ہوگئے۔ (سوانح کربلا، ص ۸۷)

کربلا جانے والے اہل بیت: اے ایمان والو! اس سفر میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تین بیٹے آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت علی اوسط جن کو امام زین العابدین کہتے ہیں۔ یہ حضرت شہربانو کے بطن سے تھے۔

حضرت امام کے دوسرے صاحبزادے حضرت علی اکبر تھے جو لیلیٰ بنت ابی مرہ کے بطن سے ہیں۔ ان کی عمر اٹھارہ سال کی تھی یہ کربلا میں شہید ہوئے۔ حضرت امام کے تیسرے بیٹے جنہیں حضرت علی اصغر کہتے ہیں ان کی ماں قبیلہ بنی قضاعہ سے تھیں۔ یہ شیر خوار بچے تھے۔ حضرت امام کی ایک صاحبزادی حضرت سکینہ بھی ساتھ تھیں جن کی عمر سات برس کی تھی ان کی ماں کا نام رباب بنت امرء القیس تھا۔ حضرت سکینہ کی نسبت حضرت قاسم کے ساتھ ہوئی تھی۔ اور کربلا میں حضرت قاسم کے ساتھ ان کے نکاح ہونے کی جو روایت مشہور ہے وہ غلط ہے۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیویاں آپ کے ساتھ تھیں ایک حضرت شہر بانو، دوسری حضرت علی اصغر کی والدہ ماجدہ اور حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چار نوجوان صاحبزادے (۱) حضرت قاسم (۲) حضرت عبداللہ (۳) حضرت عمر (۴) حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ تھے جو کربلا میں شہید ہوئے اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پانچ فرزند (۱) حضرت عباس بن علی (۲) حضرت عثمان بن علی (۳) حضرت عبداللہ بن علی (۴) حضرت محمد بن علی (۵) اور حضرت جعفر بن علی حضرت امام پاک کے ساتھ تھے کربلا میں شہید ہوئے۔ اور حضرت عقیل کے بیٹوں میں حضرت مسلم تو اپنے دونوں بیٹے حضرت محمد اور حضرت ابراہیم کے ساتھ پہلے ہی کوفہ میں شہید کر دیے گئے تھے اور تین بیٹے (۱) حضرت عبداللہ (۲) حضرت عبدالرحمٰن (۳) حضرت جعفر امام پاک کے ہمراہ کربلا میں شہید ہوئے۔ اور حضرت جعفر طیار کے دو پوتے حضرت محمد اور حضرت عون کربلا میں شہید ہوئے۔ ان کے والد کا نام عبداللہ بن جعفر ہے۔ حضرت محمد اور حضرت عون امام پاک کی حقیقی بہن حضرت زینب بنت علی کے بیٹے اور امام پاک کے بھانجے ہیں۔ اہل بیت میں سے کل سترہ حضرات حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مرتبہ شہادت سے سرفراز ہوئے اور حضرت امام زین العابدین (بیمار) اور دوسرے کم عمر شہزادگان جیسے حضرت عمر بن حسن اور حضرت محمد بن عمر بن علی قیدی بنائے گئے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ (سوانح کربلا۔ ص ۱۰۸)

اے ایمان والو! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت تیزی کے ساتھ سفر فرما رہے تھے۔ راستے میں بشیر بن غالب اسدی سے ملاقات ہوئی جو کوفہ سے مکہ مکرمہ جا رہے تھے۔ امام پاک نے ان سے کوفہ کا حال دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ اہل کوفہ کے دل تو آپ کے ساتھ ہیں مگر ان کی تلواریں بنی امیہ کے ساتھ ہیں اور خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ یَفْعَلُ اللّٰهُ مَا یَشَآءُ۔ حضرت امام پاک نے فرمایا سچ ہے۔ اور آگے راستے میں عرب کا مشہور شاعر فرزدق سے ملاقات ہوئی اس نے بھی اسی طرح کی بات کہی۔ بہر حال حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

سفر جاری رکھا کہ بطن الرمہ نام کے مقام سے آگے بڑھے تو عبداللہ بن مطیع سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے امام پاک کی بہت منت و سماجت کی کہ آپ کوفہ ہرگز نہ جائیں وہاں آپ کو یقیناً شہید کر دیا جائے گا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: لَنْ یُّصِیْبَنَآ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا (پ ۱۰، ع ۱۴)

ہمیں وہی مصیبت پہونچ سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر فرما دی ہے۔ (سوانح کربلا، ص ۹۰)

حضرت امام مسلم کی شہادت کی خبر

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ منزل بہ منزل سفر فرماتے ہوئے چلے جا رہے تھے اور اب تک کوفہ میں امام مسلم کی شہادت اور وہاں کے بدلے ہوئے بے وفا حالات سے بالکل ہی بے خبر تھے کہ منزل ثعلبیہ پر بکیر اسدی سے ملاقات ہوئی جو کوفہ سے آ رہے تھے۔ انہوں نے امام پاک کے قدموں کا بوسہ لیکر کوفہ کے بدترین حالات سے حضرت امام پاک کو آگاہ کیا اور حضرت امام مسلم اور ان کے بچوں کی شہادت اور دردناک حالات کو بیان کیا۔ حضرت امام پاک کوفیوں کی غداری اور عہد شکنی کی داستان سن کر حیران و پریشان رہ گئے۔

حضرت امام مسلم اور ان کے فرزندوں کی شہادت اور کوفیوں کی بے وفائی اور بدعہدی کا حال سن کر بعض لوگوں نے کہا کہ اے امام پاک یہیں سے واپس تشریف لے چلیں۔ چنانچہ حضرت امام پاک نے واپسی کا ارادہ فرمایا مگر حضرت امام مسلم کے بھائیوں نے رو رو کر عرض کیا کہ اے امام بھائی مسلم کی ایسی دردناک اور مظلومانہ شہادت کے بعد ہم لوگ واپس نہیں جائیں گے بلکہ خون ناحق کا بدلہ لیں۔ آپ نے یہ بات سن کر واپسی کا ارادہ ترک کر دیا اور قافلہ آگے چل پڑا۔ (طبری، ج ۶، ص ۲۲۷)

اسی طرح قافلہ آگے بڑھتا رہا جب امام پاک مقام زبالہ میں پہونچے تو اس جگہ پر آپ نے قافلہ والوں سے فرمایا کہ ہمیں دردناک خبر ملی ہے کہ مسلم بن عقیل شہید کر دیے گئے اور ہماری اطاعت کے دعویداروں نے ہمیں چھوڑ دیا۔ لہٰذا جو شخص تم سے چاہے وہ واپس چلا جائے ہماری طرف سے اس پر کوئی الزام نہیں۔

کچھ عرب کے لوگ جو راستے میں امام پاک کے ساتھ ہو گئے تھے اس اعلان کے سنتے ہی سب دائیں بائیں اور ادھر اُدھر روانہ ہو گئے اور زیادہ تر وہی لوگ باقی رہ گئے جو مدینہ منورہ سے آپ کے ساتھ آئے تھے۔ (طبری، ج ۶، ص ۲۲۷)

حُر اور ایک ہزار کا لشکر: جب امام پاک کوہ ذی حشم میں پہونچ کر خیمہ زن ہوئے تو محرم شریف ۶۱ھ کی پہلی تاریخ تھی کہ

حُر بن یزید ریاحی ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ آپ کا راستہ روک کر کھڑا ہوا ہے۔ حُر نے حضرت امام پاک کو سلام کیا اور عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے کوفہ کے یزیدی گورنر عبید اللہ بن زیاد نے آپ کی گرفتاری کے لئے بھیجا ہے اور ساتھ ہی ساتھ یہ معذرت بھی پیش کی کہ خدا گواہ ہے کہ میں بادل ناخواستہ آیا ہوں اور مجھے آپ کی مقدس بارگاہ میں بال کے برابر بھی بے ادبی اور گستاخی گوارہ نہیں ہے لیکن میں ابن زیاد ظالم حاکم کے حکم سے مجبور ولاچار ہوں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، اے حُر! میں اس شہر کوفہ میں خود بخود نہیں آیا ہوں بلکہ کوفہ والوں نے مجھے ڈیڑھ سو خطوط لکھ کر بلایا ہے اور یہ خطوط اکثر انہیں لوگوں کے ہیں جو اس وقت تمہارے اس لشکر میں میری گرفتاری کے لئے آئے ہیں۔

حُر نے قسم کھا کر کہا واللہ! مجھ کو اس کا کچھ بھی علم نہیں ہے کہ آپ کے پاس کب خطوط بھیجے گئے؟ اور کن کن لوگوں نے خطوط بھیجے؟ اور میں نہ آپ کو چھوڑ سکتا ہوں اور نہ واپس لوٹ سکتا ہوں۔ یہ سن کر حضرت امام پاک نے خطوط کا تھیلا اُلٹ دیا اور فرمایا کہ دیکھ لو۔ یہ خطوط موجود ہیں ان کو پڑھ لو۔ ان کے دستخط اور مہریں دیکھ لو۔

پھر آپ نے نام لے لے کر پکارا کہ اے شیث بن ربعی، اے قیس بن اشعث! اے زید بن حارث! بولو کیا تم لوگوں نے خطوط لکھ لکھ کر اور قسمیں دے دے کر مجھے نہیں بلایا ہے؟ امام پاک کی پکار سن کر یہ سب بے حیا اور نابکار شرم سے گردنیں جھکائے کھڑے رہے اور کسی نے کوئی جواب نہیں دیا۔

اس کے بعد حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اتمام حجت کے لئے یہ بھی فرمایا کہ بہر حال اے کوفیو! اگر تم لوگ اپنے عہد و پیمان پر قائم ہو تو میں تمہارے شہر میں قدم رکھوں ورنہ میں اس کے لئے بھی تیار ہوں کہ میں یہیں سے اپنے وطن کو واپس چلا جاؤں۔ (طبری، ج۶، ص۲۲۶)

میرے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گفتگو ابھی حُر سے ہو ہی رہی تھی، کہ ایک شخص سانڈنی پر سوار ہو کر بڑی تیزی کے ساتھ آیا اور عبید اللہ بن زیاد کا خط حُر کو دیا کہ جس مقام پر تمہیں میرا خط ملے تم حضرت امام حسین کو اسی مقام پر روک لو۔ نہ انہیں کوفہ شہر میں داخل ہونے دو، نہ وطن واپس لوٹنے دو۔ خط کو پڑھ کر حُر نے عرض کیا۔ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! دیکھئے آپ کو گرفتار کرنے کے لئے عبید اللہ بن زیاد کا کس قدر اصرار ہے؟ اس لئے میں مجبور ولاچار ہوں کہ آپ کو کسی طرح چھوڑ نہیں سکتا۔ حُر نے یہ کہا لیکن شدت غم سے اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور آواز ٹوٹ ٹوٹ کر بکھرنے لگی۔

اے ایمان والو! اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ حُر کے دل میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بے پناہ عظمت تھی۔ چنانچہ وہ نمازوں میں برابر حضرت امام پاک ہی کی اقتدا کرتا رہا لیکن وہ ابن زیاد بد نہاد کے ظلم وستم سے لاچار و مجبور تھا۔

اگر امام پاک کے ساتھ کسی طرح کی رعایت کرتا تو ایک ہزار لشکر کی موجودگی میں یہ راز پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔ اور ابن زیاد بد نہاد کے ظلم وستم کا نشانہ بننا پڑتا۔ (سوانح کربلا، ص ۱۱۸)

اسی سبب سے حضرت امام پاک کو بے آب وگیاہ چٹیل میدان میں اترنا پڑا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں

محرم شریف کی ۲ رتاریخ ۶۱ھ جمعرات کا دن تھا جب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان کربلا میں نزول فرمایا۔ امام پاک نے پوچھا اس میدان کا نام کیا ہے؟ تو لوگوں نے بتایا اس کا نام کربلا ہے، کربلا کا نام سنتے ہی آپ گھوڑے سے اتر گئے اور فرمایا: هٰذِهٖ كَرْبَلَاءُ مَوْضِعُ كَرْبٍ وَّبَلَاءٍ هٰهُنَا مُنَاخُ رِكَابِنَا وَمَحَطُّ رِحَالِنَا وَمَقْتَلُ رِجَالِنَا (نور الابصار، ص ۱۱۷)

یہ کربلا ہے جو مقام کرب وبلا ہے (یعنی رنج ومصیبت کی جگہ) یہی ہمارے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔ یہیں ہمارے مال واسباب اتریں گے۔ اور اسی مقام پر ہمارے ساتھی قتل کئے جائیں گے۔

اے ایمان والو! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کربلا سے واقف تھے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم تھا کہ کربلا وہ جگہ ہے جہاں اہل بیت کا خون بہایا جائے گا اور انہیں بھوکے پیاسے رکھ کر قتل کیا جائے گا۔ کربلا کے میدان میں امام پاک بیٹھے ہوئے فکر وتدبیر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ آپ کو نیند آگئی خواب میں اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرمارہے ہیں یہ کربلا ہے جو تمہاری شہادت کی جگہ ہے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امام پاک کے سینہ اقدس پر اپنا نورانی ہاتھ رکھ کر دعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اَعْطِ الْحُسَيْنَ صَبْرًا وَّاَجْرًا۔ اے اللہ تعالیٰ حسین کو صبر عطا فرما اور بہتر اجر نصیب فرما (سوانح کربلا، ص ۱۱۹)

حضرات! بے وطن مسافر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سامان ابھی بے ترتیب اِدھر اُدھر پڑا ہوا ہے۔ بے حیا اور دغا باز کوفیوں کو ذرا بھی غیرت نہیں آئی کہ جس مہمان مکرم کو ڈیڑھ سو خطوط لکھ کر ہزاروں تمناؤں اور التجاؤں کے ساتھ بلایا ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں؟ کیا دنیا کی تاریخ میں ایسے عظیم الشان

مہمان کے ساتھ اس قدر ظلم وزیادتی کا بدترین سلوک نہ کبھی ہوا ہے نہ آئندہ ہوگا۔ کربلا میں فاطمہ کے لعل اور علی کے دلارے کے ساتھ بے وفا اور غدار کوفیوں نے کیا ہے۔ حضرت امام پاک کو ان بے وفاؤں اور غداروں کی بے وفائی اور بدعہدی پر انتہائی حیرت تھی کہ ابھی اطمینان کے ساتھ بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ کچھ تکان دور کریں کہ کوفہ سے عبید اللہ بن زیاد کا قاصد یہ خط لیکر پہونچتا ہے کہ آپ یزید کی بیعت کیجئے یا جنگ کے لئے تیار ہو جائیے۔ حضرت امام پاک نے وہ خط پڑھا اور قاصد سے فرمایا۔ میرے پاس اس خط کا کوئی جواب نہیں ہے۔ (سوانح کربلا، ص ۱۰۳)

عمرو بن سعد: ابن سعد ایک جنتی صحابی حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیٹا تھا اور وہ نااہل حریص الدنیا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و بزرگی سے خوب اچھی طرح واقف تھا اس لئے وہ یزیدی فوج کی سپہ سالاری سے بچنے کی کوشش کرنے لگا، بلکہ صاف طور پر انکار بھی کیا کہ میں ابن رسول کے خون ناحق سے اپنے دامن کو داغدار نہیں کرسکتا۔ مگر ابن زیاد بدنہاد نے اس کو مجبور کردیا کہ یا تو وہ ایران کی گورنری سے الگ ہو جائے یا حضرت امام پاک سے جنگ کے لئے تیار ہو جائے۔ (سوانح کربلا، ص ۱۰۳)

اے ایمان والو! دنیا کی لالچ اور حکومت کی کرسی بہت بُری بلا ہے کہ جب یہ دنیا شیطان بن کر کسی کے سر پر سوار ہوتی ہے تو وہ شخص کتنا ہی بڑا استقامت کا پہاڑ کیوں نہ ہو، مگر اس کے قدم کو دنیا کی لالچ ہلا کر رکھ دیتی ہے۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی

چنانچہ عمرو بن سعد جو ایک جنتی باپ کا بیٹا تھا مگر ایران کی حکومت کے لالچ میں آگیا اور حیدر کرار کے گوہر پارے نوجوانان جنت کے سردار حضرت امام حسین نامدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر کو لوٹنے اور ان کو قتل کرنے کے لئے تیار ہو گیا اور پانچ ہزار کی فوج جفا شعار کا سپہ سالار بن کر کربلا میں پہونچا اور دریائے فرات کے کنارے پڑاؤ ڈالا اور اپنا فوجی مرکز قائم کیا۔ اور پانچ سو سواروں کو ہتھیاروں کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے پہرہ بٹھا دیا۔ خبردار۔ خبردار۔ پانی کا ایک قطرہ بھی ساقی کوثر کے بیٹے امام حسین کے خیمے کے اندر پہونچنے نہ پائے۔

حاکم کوفہ عبید اللہ بن زیاد بدنہاد برابر کوفہ سے فوجیں روانہ کرتا رہا، یہاں تک کہ کربلا کے میدان میں بائیس ہزار کا لشکر جمع ہو گیا۔

اے ایمان والو! کتنی حیرت کا مقام ہے؟ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کل بیاسی انسانوں کا قافلہ ہے۔ ان میں عورتیں بھی ہیں اور بچے بھی، بوڑھے بھی ہیں اور جوان بھی۔ ان ہی بیاسی مسافروں میں حضرت عابد بیمار بھی اور حضرت علی اصغر شیر خوار بھی اور یہ لوگ جنگ کے ارادے سے بھی نہیں آئے ہیں اور ان

لوگوں کے پاس سامان جنگ اور کافی ہتھیار بھی نہیں ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ان پیاسی حضرات کے مقابلہ کے لئے بائیس ہزار کی فوج ہتھیار کے ساتھ بھیجی جاتی ہے اور اس کے بعد بھی یزیدی فوج پر خوف و دہشت طاری ہے اور یزیدی فوج کو معلوم ہے کہ فاتح خیبر حضرت علی شیر خدا کے شیروں سے مقابلہ آسان نہیں ہے۔

علی کا گھر بھی وہ گھر ہے کہ جس گھر کا ہر ایک بچہ
جہاں پیدا ہوا شیر خدا معلوم ہوتا ہے

اہل بیت پر پانی بند

اے ایمان والو! یزیدیوں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ شیر خدا کے شیروں سے مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے۔ اس لئے ان ظالموں نے یہ تدبیر کی کہ پہلے ان پر پانی بند کر کے انھیں پیاس کی شدت سے نڈھال اور کمزور کر دیا جائے۔ اس طرح سات محرم کو نہر فرات کے پانی پر پہرہ بٹھا دیا گیا اور پانی بند کر دیا گیا۔

تیری قدرت جانور تک آب سے سیراب ہوں
پیاس کی شدت سے تڑپے بے زبان اہل بیت

حضرت امام حسین کی استقامت

دوسری محرم سے دسویں محرم تک اہل بیت کا قافلہ اس طرح کربلا میں مقیم رہا اور ابن زیاد کا قاصد بار بار یہ پیغام لاتا رہا کہ اے امام پاک آپ یزید کی بیعت کر لیں۔ یہ بائیس ہزار لشکر جو آپ کے خون کا پیاسا ہے آپ کے قدم چومے گا۔ یزید آپ کے قدموں پر دولتوں کا ڈھیر لگا دے گا کسی ملک کی گورنری آپ کے حوالہ کر دی جائیگی۔ اپنی جان بچالو اور اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کی جان کی فکر کرلو ورنہ آپ کا گھر لوٹ لیا جائے گا اور آپ کے بچوں کا خون بہایا جائے گا اور آپ کو بھی قتل کر دیا جائے گا۔

غرضیکہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طرح طرح کی لالچ دی گئی اور حرص و طمع کے ایسے سنہرے اور دلکش باغ دکھائے گئے کہ امام پاک کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ اس فریب میں آجاتا اور اس قدر ڈرایا اور دھمکایا گیا اور ایسی ایسی دردناک اور خوفناک دھمکیوں سے خوف زدہ کیا گیا کہ امام پاک کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ہو سکتا تھا کہ اس کے حوصلے ٹوٹ کر بکھر جاتے اور وہ دہشت و خوف سے گھبرا کر ان ظالموں کے سامنے جھکنے پر مجبور ہو جاتا۔

اے ایمان والو! حضرت امام حسین فرزند فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خون کے قطرے قطرے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا خون شامل ہے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اور امام پاک یہی جواب دیتے رہے کہ میں ایک ایسے مقام پر کھڑا ہوں جہاں سے دو راستے نکلتے ہیں۔ ایک راستہ تو یہ ہے کہ میں یزید پلید کی بیعت کرلوں تو نتیجہ یہ ہے کہ مجھے بظاہر عزت و دولت اور کسی ملک کی گورنری ضرور ملے گی اور یزید ناپاک میرا احسان مند ہو کر مجھ پر جان و مال سے قربان ہو جائے گا لیکن اس کا انجام یہ ہوگا کہ میرا پاک ہاتھ یزید کے ناپاک ہاتھ میں جاتے ہی دین اسلام کا پرچم سرنگوں ہو جائے گا اور اسلام کی بنیاد جس کو میرے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کے خون سے مضبوط و مستحکم کیا ہے۔ یزیدیوں کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں سے شان اسلام کمزور اور عظمت دین و شریعت مٹ جائے گی اور دوسرا راستہ یہ ہے کہ میں یزید ناپاک کی بیعت کسی حال میں نہ کروں اور نتیجہ یہ ہے کہ میں قتل کیا جاؤں گا اور میری اہل بیت کا خون بے دریغ بہایا جائے گا اور اہل بیت کو بے پناہ مصائب اور جان و مال کے نقصان سے گزرنا پڑے گا۔ لیکن اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلام کا پرچم ہمیشہ کے لئے سر بلند رہے گا اور اہلبیت کے خون سے سیراب ہونے والا باغ اسلام کا ہر پھول ہمیشہ کے لئے سرسبز و شاداب رہے گا اور قیامت تک یزیدیوں کی بے دینی اور گمراہی کی ہوا باغ اسلام کے پھولوں کو خزاں سے ہمکنار نہیں کر سکتی۔

لہٰذا اے یزیدیو! میرا آخری فیصلہ یہی ہے کہ ہم خود بہتر زخم کھا کر گھوڑے سے زمین پر گریں گے مگر اسلام کو گرنے نہیں دیں گے۔ خود کٹیں گے مگر اسلام کو کٹنے نہیں دیں گے۔ خود اجڑیں گے مگر اسلام کو اجڑنے نہیں دیں گے۔ خود مٹ جائیں گے مگر قرآن کے ایک ایک لفظ کو مٹنے نہیں دیں گے۔

چنانچہ کربلا کا ذرہ ذرہ گواہ ہے کہ فاطمہ کے لال امام پاک نے دنیا کی دولت و حکومت کو ٹھوکر مار کر راہ حق میں آنے والی تمام مصیبتوں کا خوش ہو کر استقبال کیا اور قتل ہونا اور گھر لٹانا سب کچھ گوارہ کیا مگر یزید ناپاک کی بیعت نہ کرکے اسلام کے پاک دامن کو داغدار ہونے سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بچالیا۔

گھر لٹانا سر کٹانا کوئی تجھ سے سیکھ لے
جان عالم ہو فدا اے خاندان اہل بیت

اے ایمان والو! یزید ناپاک اور اس کے ناپاک ساتھیوں نے حوض کوثر کے مالک کے نواسہ حضرت

امام پاک پر پانی بند کر کے یہ خیال کیا تھا کہ امام پاک مجبور ہو کر یزید ناپاک کی بیعت قبول کر لیں گے مگر ان ظالموں کو معلوم نہ تھا کہ

محمد مصطفےٰ کے باغ کے سب پھول ایسے ہوتے ہیں
جو بن پانی کے تر رہتے ہیں مرجھایا نہیں کرتے

حضرات! کوئی بددین و گستاخ یہ نہ سمجھے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجبور اور بے طاقت تھے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خود پیاسے کیوں رہتے اور اپنے بچوں کی بھوک و پیاس کی شدت کو برداشت کیسے کرتے، خدا کی قسم! ہرگز ہرگز ایسا نہیں ہے اگر میرے آقا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہتے تو کربلا کے تپتے ہوئے صحرا میں پانی کے بے شمار چشمے اُبل پڑتے مگر امام پاک راضی برضائے الٰہی تھے۔ میدان صبر و رضا میں طاقت نہیں دکھایا جاتا ہے بلکہ صبر و رضا کے میدان میں امتحان دے کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں صابر ہونے کا شاندار اعزاز حاصل کیا جاتا ہے اور قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کے انعام سے سرفراز ہوئے۔

لاریب، بیشک حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ صبر و رضا کے دل دوز اور سخت ترین امتحان میں کامیاب ہوئے اور قیامت تک کے صابروں کے امام ہو گئے۔

درود شریف:

امام پاک کا ساتھیوں سے خطاب: نویں محرم شریف کا دن گزر کر دسویں محرم الحرام کی رات آگئی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور فرمایا کہ آپ لوگوں نے ہر مقام پر میرا ساتھ دیا۔ آپ حضرات کی جانثاری اور وفاداری رہتی دنیا تک زندہ اور باقی رہے گی اور لوگ اس پر فخر و ناز کرتے رہیں گے۔

آج یزیدی لشکر میرے خون کا پیاسا ہے۔ ان ظالموں کو آپ لوگوں سے کوئی غرض نہیں۔ اگر وہ بیعت مانگتے ہیں تو میری، اگر سر مانگتے ہیں تو میرا۔ اس لئے بخوشی میں تم لوگوں کو اجازت دیتا ہوں کہ تم جہاں چاہو رات کی تاریکی میں چلے جاؤ۔ تمام رفقاء نے عرض کیا۔

یا امام! ہم سب آپ کا ساتھ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہمیں اپنے قدموں سے دور نہ کیجئے اگر ہم آپ کو بلا و مصیبت کے اس میدان میں تنہا چھوڑ دیئے تو بروز قیامت آپ کے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو منہ کیا دکھائیں گے اور دنیا ہمیں کیا کہے گی۔

حضرت امام پاک نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور اپنے خیمہ کے گرد خندق کھودنے کا حکم دیا۔ چنانچہ خندق

کھودی گئی اور صرف ایک راستہ رکھا گیا جہاں سے نکل کر دشمنوں سے مقابلہ کیا جائے اور خندق میں آگ لگا دی گئی تا کہ کوئی یزیدی دشمن خیمہ کے اندر نہ آ سکے۔ رات دھیرے دھیرے گزر رہی تھی۔ حضرت امام پاک نے اپنے پیارے بیٹے حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا! بیٹے جاؤ میدان جنگ کا نقشہ دیکھ کر آؤ۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان میں پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سارا میدان خالی ہے اور فرات نہر پر پہرہ لگا ہوا ہے اور ایک برقع پوش خاتون ریت کے ذرات میں سے کنکریاں چن رہی ہیں۔ حضرت علی اکبر یہ منظر دیکھ کر میدان سے واپس ہوئے اور میدان جنگ کا سارا نقشہ بیان کر دیا۔ حضرت امام پاک کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بیٹے حضرت علی اکبر نے رونے کا سبب دریافت کیا تو حضرت امام پاک نے فرمایا بیٹا! جس مقدس خاتون کو تم نے میدان کربلا میں کنکریاں اٹھاتے ہوئے دیکھا ہے وہ میری امی جان سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

دسویں محرم شریف کی رات حضرت امام پاک اور تمام ساتھیوں نے عبادت و ریاضت، تسبیح و تہلیل، ذکر و فکر اور تلاوت قرآن کریم میں گزاری، فجر کا وقت ہوا۔ اذان پڑھی گئی اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت فرمائی اور تمام حق پرست ساتھیوں نے امام پاک کی اقتداء میں نماز فجر ادا کی۔ سامنے یزیدی فوج کی تلواریں چمک رہی ہیں اور ادھر نماز عشق ادا ہو رہی ہے۔

دسویں محرم کا قیامت نما دن: دس محرم الحرام ۶۱ھ جمعہ کا قیامت نما دن آ گیا اور دنیا سے سفر کرنے والے بھوکے پیاسے غریب الوطن مسافروں نے اپنی زندگی کی آخری نماز فجر ادا کی۔ اور سورج طلوع ہوا۔ ادھر عمرو بن سعد نے اپنے بائیس ہزار فوج کو میدان میں لا کر جنگ کا نقارہ بجا دیا۔

اتمام حجت: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان جنگ میں تشریف لے گئے اور اتمام حجت کے لئے ایک تقریر فرمائی۔ حمد و صلوٰۃ کے بعد امام پاک نے فرمایا اے یزیدی لشکر کے لوگو! میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ خون ناحق حرام اور اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا سبب ہے کہ تم اس گناہ میں مبتلا نہ ہو۔ میں نے کسی کا قتل نہیں کیا ہے۔ کسی کا گھر نہیں جلایا ہے اگر تم اپنے شہر میں میرا آنا پسند نہیں کرتے ہو تو مجھے واپس جانے دو، میں تم سے کسی چیز کا طلبگار نہیں۔ میں تمہارے در پے آزار نہیں۔ تم کیوں میری جان کے درپے ہو اور تم کس طرح میرے خون کے الزام سے بری ہو سکتے ہو۔ قیامت کے دن تمہارے پاس میرے خون کا کیا جواب ہوگا۔ اپنا انجام سوچو اور اپنی عاقبت پر نظر ڈالو۔ پھر یہ بھی سوچو اور سمجھو کہ میں کون ہوں۔ میرے نانا جان کون ہیں؟ میرے والد کون ہیں؟ میری والدہ ماجدہ کون ہیں۔ میں اس رسول کا نواسہ ہوں جس کا تم کلمہ پڑھتے ہو۔ مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا بیٹا

فرمایا ہے جس کے امتی ہونے کا تم دعویٰ کرتے ہو۔ میں اس باپ کا بیٹا ہوں جس کو شیر خدا علی المرتضیٰ فاتح خیبر کہا جاتا ہے۔ میں اس ماں کا بیٹا ہوں جس کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے راحت جان اور اپنے جگر کا ٹکڑا کہا ہے۔ اور جنتی عورتوں کی سردار فرمایا ہے۔ میں وہی حسین ابن علی ہوں جس کی محبت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی محبت فرمایا ہے۔ میں وہی حسین ہوں جو خود نہیں آیا بلکہ تمہارے بلانے پر آیا ہوں تو کیا ایک بلائے ہوئے مہمان کا یہی حق ہے جو تم ادا کر رہے ہو۔ اب بھی وقت ہے کہ اپنے کیے پر نادم و شرمندہ ہو جاؤ۔ ابھی توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ ورنہ بروز قیامت میرے اور میری اہلبیت کے خون کا تمہارے پاس کوئی جواب نہ ہوگا۔ تم دنیا و آخرت میں ذلیل و خوار ہو جاؤ گے۔

جب سر کشتر وہ پوچھیں گے ہمارے سامنے
کیا جواب جرم دو گے تم خدا کے سامنے

حضرت امام پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر کا ان بدنصیبوں پر کوئی اثر نہ ہوا اور ظالموں نے شور و غل مچانا شروع کر دیا اور کہنے لگے اے امام حسین! آپ کے فضائل و مناقب سے ہم اچھی طرح واقف ہیں لیکن اس وقت یہ مسئلہ زیر بحث نہیں ہے اس وقت تو جنگ کے لئے آپ کسی کو بھیجئے۔ (سوانح کربلا، ص ۹۸)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کربلا میں کرامتیں

ظالموں کا یہ گستاخانہ جواب سن کر حضرت امام پاک اپنے خیمے کی طرف تشریف لائے، اتنے میں یزیدی فوج کا ایک بدنصیب سپاہی مالک بن عروہ گھوڑا دوڑا کر سامنے آ گیا اور اس نے خیمہ کے پاس خندق میں آگ دیکھی تو اس بے ادب یزیدی فوجی نے کہا کہ اے حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ! تم نے وہاں کی آگ سے پہلے یہیں آگ لگا لی؟ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: كَذِبْتَ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ۔ اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے۔ کیا تجھے یہ گمان ہے کہ میں جہنم میں جاؤں گا۔

حضرت امام پاک کے جانثار حضرت مسلم بن عوسجہ کو اس بدنصیب کا یہ جملہ گوارا نہ ہوا اور انہوں نے اس بدنصیب کے منہ پر تیر مارنے کی اجازت چاہی، مگر امام پاک نے اجازت نہیں دی۔ لیکن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجروح دل سے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ تعالیٰ تو اس بدنصیب کو دوزخ کی آگ سے پہلے ہی دنیا کی آگ کا مزہ چکھا دے۔ امام پاک کا دعا کرنا تھا کہ اس بدنصیب کے گھوڑے کا پیر ایک سوراخ میں گیا اور گھوڑا پھسلا اور یہ اس طرح گرا

کر گھوڑے کی رکاب میں اس کا پیر الجھ گیا اور گھوڑا اس کو گھسیٹتے ہوئے خندق کی طرف لے کر بھاگا اور یہ بدنصیب خندق کی آگ میں گرا اور جل کر راکھ ہو گیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور عرض کیا اے میرے اللہ! تیرا شکر ہے کہ تو نے اہل بیت کے دشمن کو سزا دی۔ حضرت امام پاک کی زبان سے یہ جملہ سن کر یزیدی فوج میں سے ایک بدنصیب سپاہی نے کہا کہ اے حسین تم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کیا نسبت؟ اس لفظ سے امام پاک کا کلیجہ پھٹ گیا اور آپ نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ الٰہی تو فوراً اس بدنصیب، گستاخ کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ ابھی امام پاک نے دعا کی اور اس گستاخ کو بیت الخلاء کی حاجت ہو گئی اور یہ ننگا ہو کر ایک جگہ قضائے حاجت کے لئے بیٹھا، اچانک ایک کالے زہریلے بچھو نے اس کو ڈنک مارا اور یہ درد سے تڑپا اور بلبلاتا ہوا نجاست وگندگی میں لت، پت ہو کر بھاگا اور لشکر کے سامنے تڑپ تڑپ کر ذلت ورسوائی کے ساتھ مر گیا۔ مگر بے غیرت یزیدی فوج کو یہ سب دیکھ کر بھی شرم وحیا نہ آئی۔

اسی طرح ایک گستاخ مزنی نے ساقی کوثر کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے حسین دیکھ لو دریائے فرات موجیں مار رہا ہے مگر تم کو اس میں سے ایک قطرہ پانی نہیں ملے گا اور تم پیاسے مر جاؤ گے۔ حضرت امام پاک نے اس گستاخ کے لئے یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اَمِتْہُ عَطْشَانًا۔ اے اللہ تعالیٰ اس کو پیاسا مار، چنانچہ مزنی کا گھوڑا بھاگا اور یہ گستاخ اس گھوڑے کو پکڑنے کے لئے دوڑا تو اس گستاخ پر پیاس کا اتنا شدید غلبہ ہوا کہ پیاس، پیاس پکارتا تھا مگر جب اس کے حلق میں پانی ڈالا جاتا تھا تو ایک قطرہ بھی اس کے حلق کے نیچے نہیں اترتا تھا۔ یہاں تک کہ پیاس کی شدت سے تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ (سوانح کربلا، ص ۱۰۰)

اے دل بگیر دامن سلطان اولیاء
یعنی حسین بن علی جان اولیاء

اے ایمان والو! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان ایمان افروز کرامتوں کو دیکھ کر یزیدیوں، ظالموں کے سینوں میں دل لرز جانا چاہیے تھا اور وہ اس سے عبرت پکڑ کر امام پاک کے خون ناحق سے باز آ جاتے مگر یہ شرارت وخباثت کے مجسمے جن کے سروں پر دنیا کی لالچ شیطان بن کر مسلط ہو چکی تھی۔ ان عبرت آموز کرامات سے کوئی سبق حاصل نہ کر سکے بلکہ اور زیادہ بے ادبی اور گستاخی کے شیطان مجسم بن کر جنگی اشعار پڑھتے ہوئے اپنی تلواروں کو چمکاتے ہوئے حضرت امام پاک سے لڑنے کے لئے میدان جنگ میں نکل آئے۔ لیکن

حضرت امام حسین اور ان کے جانثار ساتھی ان یزیدیوں کی فوج کی کثرت اور ان کے ہتھیاروں کی چمک سے نہ ڈرے نہ جھجکے بلکہ جذبہ شہادت سے سرشار اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا سر کٹانے کے لئے بے قرار تھے۔

عشرت قتل گہ اہل تمنا مت پوچھ
عید نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں کی شہادت

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے اہل بیت شوق شہادت میں سرشار تھے انہوں نے میدان کارزار میں جانا چاہا۔ مگر قرب وجوار کے گاؤں کے رہنے والے وہ جانثار جو اس حادثہ کی خبر سن کر حاضر دربار ہو گئے تھے وہ لوگ حضرت امام پاک کے قدموں کو چوم کر مچل گئے اور عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ غیر ممکن ہے کہ جب تک ہم میں سے ایک جانثار بھی باقی ہے اہل بیت کا خون زمین پر گرے۔ اس لئے ہم اپنا سر آپ کے قدموں پر قربان کریں گے۔

چنانچہ یکے بعد دیگرے ان جانثاروں نے میدان جنگ میں جا کر راہ خدا میں اپنی جانوں کو قربان کیا اور جام شہادت سے سرفراز ہوئے۔ (سوانح کربلا، ص ۱۰۰)

حُر آئے اور جنتی ہو گئے: حُر بن یزید ریاحی کا سینہ پہلے ہی سے عشق اہل بیت کا مدینہ تھا مگر یزیدی فوج کے کمانڈر تھے اس لئے مجبور تھے مگر وہ وقت آ ہی گیا کہ حُر کی آنکھوں سے غفلت کے پردے اٹھ گئے۔ دل کی دنیا بدل گئی اور جسم پر لرزہ طاری ہو گیا۔ کسی شخص نے پوچھا تھا کہ اے حُر آج سے پہلے میں نے تجھے کبھی خوف زدہ نہیں پایا۔ تو حُر نے کہا کہ میرے ایک طرف جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے ہیں اور دوسری طرف جنت کی بہاریں ہیں۔ اور میں سوچ رہا ہوں کہ اب کدھر جاؤں۔ پھر حضرت حُر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور نواسہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدموں میں حاضر ہو گئے۔

نکل کر لشکر اعداء سے مارا حُر نے یہ نعرہ
کہ دیکھو یوں نکلتے ہیں جہنم سے خدا والے

بھیگی پلکوں اور روتی آنکھوں سے حُر نے عرض کیا۔ یا امام حسین! کیا میری خطا معاف ہو سکتی ہے؟ امام پاک نے فرمایا اے حُر سن لو راہ حق پر آنے والے کی ہر خطا و گناہ کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے یعنی حُر کے معنیٰ ہیں آزاد۔

گویا امام پاک یہ فرما رہے تھے کہ آج کے بعد سے تو ہر گناہ سے پاک ہے اور دوزخ کی آگ سے آزاد ہے۔ اور حُر ابھی امام پاک کی قدم بوسی کر کے گفتگو کر ہی رہے تھے کہ یزیدی لشکر کا ایک سپاہی میدان جنگ میں آ کر چلانے لگا کہ کون ہے جو میرے مقابلے میں آ کر اپنی جان دینا چاہتا ہے۔ حضرت حُر نے اس بدکار کی للکار سنی تو آقا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے مقابلے میں جانے کے لئے اور آپ کے قدموں پر جان قربان کرنے کے لئے اجازت طلب کی اور میدان کارزار میں پہنچ گئے۔ یزیدی سپاہی سے مقابلہ ہوتا رہا پھر پوری طاقت سے اس لعین کے سینے میں تلوار اتاری وہ واصل جہنم ہوا۔ اس کے بعد یزیدی فوج کے کئی لوگوں نے چاروں طرف سے حضرت حُر کو گھیر لیا۔ آپ ان سب کا تنہا مقابلہ کرتے رہے اور بہت سے یزیدیوں کو واصل جہنم کیا اس کے بعد حضرت حُر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تلواروں کی بارش کر دی گئی اور آپ واصل الی اللہ ہو گئے اور جام شہادت نوش فرمالیا۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O

وہب بن عبداللہ کلبی: اسی طرح حضرت وہب بن عبداللہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجاہدانہ کردار اور جذبہ شہادت کی داستان بھی قیامت تک یاد کی جاتی رہے گی۔ وہب بن عبداللہ کلبی بہت ہی حسین اور خوب صورت نوجوان تھے اور ان کی نئی نئی شادی ہوئی تھی جو ابھی صرف سترہ دن ہی ہوئے تھے کہ ان کی بوڑھی ماں نے کہا بیٹا۔ آج میرے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میدان کربلا میں بے یارو مددگار یزیدی دشمنوں کے نرغے میں گرفتار اور رنج و غم کا شکار ہیں۔ اے میرے پیارے بیٹے! تیری بوڑھی ماں کی آرزو اور تمنا ہے کہ تیرا وہ خون جو میرے دودھ سے بنا ہے آج اس خون کا ایک ایک قطرہ راہ حق میں بہا کر تو اپنی جان امام حسین پر قربان کر کے میری مغفرت کا سامان کر دے۔

اے بیٹا! یہ ٹھیک ہے کہ تو ہی میری زندگی کا سہارا ہے۔ تو ہی میرے گھر کا اُجالا ہے اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ تیری شادی کو صرف سترہ دن ہی ہوئے ہیں مگر تیری بوڑھی ماں کی زندگی کی آخری خواہش ہے کہ تم میرے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے لعل امام پاک پر اپنی جان فدا کر کے شہید ہو جاؤ تا کہ بروز قیامت تمہاری بوڑھی ماں کا نام بھی شہیدوں کی ماں میں شمار کیا جائے۔ ماں کی اس پُر درد آرزو اور تمنا نے وفادار بیٹے حضرت وہب بن عبداللہ کلبی کے دل میں شوق شہادت کا طوفان برپا کر دیا۔ پھر حضرت وہب اپنی نئی نویلی دلہن کے پاس گئے اس کے ساتھ آخری ملاقات کرتے ہوئے فرمایا، اے میری پیاری بیوی! مجھے معلوم ہے کہ تو نے میری خاطر اپنے ماں، باپ کے گھر کو چھوڑا ہے۔ بہن بھائیوں کی جدائی کو برداشت کیا ہے۔ میں تیری سہاگ کی قیمت کو بھی جانتا ہوں مگر

آج ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر مصیبت کا وقت آ گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پرچم اسلام ہمیشہ بلند رہے اس لئے حضرت امام پاک کے قدموں پر اپنی جان قربان کردوں۔ اس نیک بیوی نے فوراً اپنے نیک شوہر کو اجازت دیتے ہوئے عرض کیا کہ اے میرے شوہر اس سے بڑھ کر میری خوش نصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ بروز محشر جہاں آپ کو شہید کہا جائے گا وہیں مجھے ایک شہید کی بیوی کہہ کر پکارا جائے گا۔ جلدی کیجئے اور جا کر امام پاک کی محبت والفت میں فدا ہو جایئے۔ چنانچہ حضرت وہب ابن عبد اللہ کلبی نے امام پاک کے قدموں کا بوسہ لیا اور میدان کارزار میں جانے کی اجازت لیکر میدان جنگ میں تشریف لے گئے اور یزیدی فوج کے ساتھ لڑتے ہوئے جان دیدی اور شہادت کے عظیم منصب پر فائز ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ٥

اے ایمان والو! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مخلص اور جاں نثار ساتھیوں نے یکے بعد دیگرے میدان جنگ میں امام پاک پر اپنی جانیں قربان کرتے رہے اور جام شہادت نوش فرماتے رہے۔

کربلا والوں نے روشن کردیا اسلام کو
شمعیں گل ہوتی گئیں اور روشنی بڑھتی گئی

درود شریف:

آخر کار ان سب جاں نثاروں کی شہادت کے بعد خاندان اہل بیت کے نوجوانوں کی قربانی کا وقت آ ہی گیا۔

امام قاسم کی شہادت: اہل بیت کے بہت سے نوجوانوں کی شہادت کے بعد حضرت امام قاسم بن حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جن کی عمر ۱۴ سال کی تھی۔ اپنے پیارے چچا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میدان جنگ میں جا کر گردن کٹانے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ حضرت امام پاک نے فرمایا بیٹا قاسم تم میرے پیارے بھائی امام حسن کی نشانی اور یادگار ہو۔ میں کس طرح گوارا کر سکتا ہوں کہ تم میرے سامنے خاک وخون میں تڑپتے ہوئے اپنا گلا کٹاؤ اور میں دیکھتا رہوں۔ میں اس جان لیوا صدمہ کو برداشت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اس لئے میں تمہیں میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

حضرت امام قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ امام پاک کسی طرح سے اجازت نہیں دے رہے ہیں۔ بس اسی وقت یہ خیال آیا کہ میرے والد گرامی حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھ کو ایک تعویذ لکھ کر دی تھی جو میرے بازو پر بندھی ہوئی ہے اور والد گرامی نے فرمایا تھا کہ بیٹا قاسم جب تم پر سخت مصیبت اور امتحان وآزمائش کا وقت آئے تو اس تعویذ کو کھول کر پڑھ لینا۔ تمہاری سب تکلیف دور ہو جائیگی۔ آپ نے سوچا کہ اس سے بڑی

مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے۔ چنانچہ آپ نے تعویذ کو کھولا اور پڑھا جس کا مضمون یہ تھا کہ بیٹا قاسم جب تمہارے چچا میرے پیارے بھائی امام حسین میدان کربلا میں مصائب وآلام میں گھرے ہوئے ہوں تو تم اپنی جان کو ان پر قربان کر دینا امام قاسم نے اس تعویذ کو امام پاک کی خدمت میں اس یقین کے ساتھ پیش کر دیا کہ اب مجھے اجازت مل جائے گی۔ حضرت امام پاک نے جب تعویذ کو کھول کر پڑھا تو پلکیں بھیگ گئیں اور آنکھوں سے اشک جاری ہو گئے اور امام قاسم کو میدان جنگ میں جانے کی اجازت عطا کر دی۔ اور امام پاک نے اپنے پیارے بھائی حضرت امام حسن کا عمامہ امام قاسم کے سر پر باندھا، اور تلوار ہاتھ میں دیکر گھوڑے پر سوار کر کے فرمایا بیٹا جاؤ۔ اپنی ماں اور پھوپھی سے مل لو۔ چنانچہ حضرت امام قاسم خیمہ میں تشریف لے گئے اپنی مہربان ماں اور پھوپھی اور تمام اہل بیت سے ملاقات کیا اور آخری سلام کر کے امام پاک کے پاس حاضر ہوئے امام پاک نے جنتی دولہا کو دعا دیتے ہوئے میدان جنگ کی طرف روانہ کیا۔

حضرت امام قاسم جوش جہاد سے لبریز گھوڑا دوڑاتے ہوئے یزیدی فوج کے سامنے پہونچ گئے۔ رجز کے اشعار پڑھ کر فرمایا، اے یزیدیو! اب جس کے سر پر موت سوار ہو وہ میرے سامنے آئے میری تلوار کی مار سے اپنے خون میں نہائے۔ امام قاسم کی اس حیدری للکار سے یزیدیوں کی فوج پر ڈر اور ہیبت طاری ہو گئی، کسی میں جرأت و ہمت نہیں ہوئی کہ امام قاسم کے مقابلہ کے لئے آئے۔

ابن سعد بدکار نے جب یہ دیکھا کہ یزیدی لشکر میں سے کوئی بھی حضرت قاسم کے مقابلہ کے لئے نہیں نکلا تو اس نے مشہور شامی پہلوان ارزق کو پکارا جو یزید کی طرف سے سالانہ دس ہزار دینار تنخواہ پاتا تھا۔ جب ارزق پہلوان ابن سعد کے پاس حاضر ہوا تو ابن سعد نے کہا کہ اے ارزق؟ دیکھ بڑی دیر سے یہ نوجوان مقابلہ کی دعوت دے رہا ہے مگر ہمارے لشکر میں کسی کی بھی ہمت نہیں ہے کہ اس نوجوان کے مقابلے کے لئے جائے۔ اس لئے اب میں تجھ کو حکم دیتا ہوں کہ تو ایک ہزار سوار کا لشکر لے کر اس نوجوان کے مقابلہ کے لئے میدان میں جا۔ ارزق کو ابن سعد کی بات بہت بری لگی وہ غضبناک ہو کر کہنے لگا، اے ابن سعد تجھے شرم نہیں آتی کہ مجھ جیسے بہادر نامی پہلوان کو ایک کم سن لڑکے سے لڑنے کے لئے بھیج رہا ہے۔ جس کے منہ سے ابھی دودھ کی بو آ رہی ہے۔ اے ابن سعد! سارا مصر و شام جانتا ہے کہ میں اکیلا ایک ہزار بہادروں کا مقابلہ کرتا ہوں۔ کیا آج میں ایک بچے سے مقابلہ کر کے اپنا نام خراب و برباد کروں گا۔ ابن سعد نے کہا اے ارزق تو کس گمان وخیال میں ہے۔ تو اس نوجوان کی عمر اور اس کے نازک بدن کو نہ دیکھ، افسوس! تو نہیں پہچانتا نہیں کہ یہ کون ہیں؟ یہ نوجوان فاتح خیبر شیر خدا حضرت علی کے پوتے

اور امام حسن مجتبیٰ کے بیٹے ہیں۔ ان کی رگوں میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا خون ہے۔ خدا کی قسم اگر یہ بھوکے پیاسے نہ ہوتے تو یہ تنہا ہی یزید کی پوری فوج کے لئے کافی ہوتے۔ جب ابن سعد نے ارزق پہلوان کو مجبور کر دیا تو اس نے کہا کہ اے ابن سعد میں اس نوجوان سے تو نہیں لڑوں گا لیکن اس جنگ میں میرے چار بہادر بیٹے موجود ہیں جو طاقت و بہادری میں بے مثال ہیں۔ ان میں سے ایک کو بھیج دیتا ہوں وہ چند لمحوں میں اس نوجوان کا سر کاٹ کر لائے گا۔ چنانچہ ارزق کا ایک بیٹا تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اپنی قیمتی تلوار چمکاتا ہوا اور بادل کی طرح گرجتا ہوا میدان میں نکلا۔ حضرت امام قاسم نے اس کو میدان میں آتا ہوا دیکھ کر فرمایا کہ افسوس! تیرے باپ کو تجھ پر رحم نہیں آیا؟ کہ تجھ کو میری تلوار سے قتل ہونے کے لئے میدان میں بھیج دیا جیسے ہی ارزق کا بیٹا میدان میں حملہ کے لئے آگے بڑھا۔ حضرت قاسم نے اپنا خنجر اس کے پیٹ میں اتار دیا اور وہ بدبخت زخم کی تاب نہ لا کر گھوڑے سے زمین پر گرا اور امام قاسم نے اس لعین کی قیمتی تلوار اٹھالی اور اس کے لمبے لمبے بالوں کو پکڑ کر جو گھوڑا دوڑایا تو وہ رگڑ رگڑ کر مر گیا۔ اسی طرح ارزق کے اور تینوں بیٹے باری باری میدان جنگ میں امام قاسم کے مقابلہ میں آتے رہے۔ اور امام قاسم نے ان تینوں کو بھی واصل جہنم کر دیا۔

ارزق پہلوان اپنے چاروں بہادر بیٹوں کو اس طرح ذلت کے ساتھ قتل ہوتا ہوا دیکھ کر غیظ و غضب میں اپنے ہوش و حواس کھو بیٹھا۔ اور غضبناک ہو کر داڑھی کے بال نوچتے ہوئے گھوڑا دوڑا کر میدان جنگ میں امام قاسم کے سامنے آ گیا اور کہنے لگا او بچے! میرے بچوں کو تو تم نے قتل کر دیا۔ اب تمہارا مقابلہ مجھ سے ہے۔ سنبھل جا کہ اب تو بچ نہیں سکتا۔ حضرت قاسم نے فرمایا اے ارزق تجھے خبر نہیں ہے کہ ہماری رگوں میں نبی اور علی کا خون ہے۔ ارزق غصے سے چور ہوا میان سے تلوار کھینچ لی۔ حضرت قاسم نے بھی تلوار نکال لی اور آگے بڑھے ارزق کی آنکھیں حضرت قاسم کی تلوار پر پڑیں۔ حیران ہو کر پوچھتا ہے کہ یہ تلوار تو میرے بیٹے کی ہے یہ تمہارے پاس کہاں سے آ گئی۔ حضرت قاسم نے مسکرا کر فرمایا ہاں تیرا بیٹا اپنی یادگار کے لئے یہ تلوار مجھے اس لئے دے گیا ہے تاکہ اسی تلوار سے میں تجھے قتل کر کے تیرے بیٹوں کے پاس پہنچا دوں۔ یہ سن کر ارزق کا غصہ اور بڑھ گیا اور اس نے حملہ کے لئے تلوار اٹھائی۔ حضرت قاسم نے فرمایا کہ ارزق! ہم تجھے بڑا تجربہ کار بہادر سمجھتے تھے مگر تم تو بڑے ہی اناڑی ہو۔ تم کو اپنے گھوڑے کی پیٹی کا بھی دھیان نہیں کہ وہ ڈھیلی ہو چکی؟ ارزق جلدی سے جھک کر گھوڑے کے تنگ کو دیکھنے لگا اتنے میں حضرت قاسم نے اس کی کمر پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ ارزق کا جسم دو ٹکڑے ہو گیا اور وہ لعین واصل جہنم ہو گیا۔ پھر حضرت قاسم نے دیکھا کہ ابن سعد قلب لشکر میں کھڑا ہے اور یزیدی فوج کی کمان کر رہا ہے۔ آپ نے سوچا کہ

کیوں نہ اسی خبیث کو قتل کر ڈالوں، اسی خیال سے آگے بڑھے ہی تھے کہ چاروں طرف سے یزیدی لشکر نے گھیر کر تلواروں اور نیزوں کی بارش کردی۔ آپ ۲۷ زخم کھا کر گھوڑے سے گرے۔ شیث بن سعد ملعون نے آپ کے سینہ پر ایک ایسا نیزہ مارا جس کی تاب نہ لا کر حضرت امام قاسم نے اپنی جان کو جان جاناں کے سپرد کردیا اور مرتبۂ شہادت حاصل کرلیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ٥

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امام قاسم کی مقدس لاش کو گود میں اٹھایا اور چہرۂ پر انوار سے خاک وخون کے دھبوں کو صاف کرکے خیمہ میں لائے۔

اے ایمان والو! اسی طرح میدان کربلا میں حضرت امام قاسم کے تینوں بھائی عبد اللہ بن حسن اور عمر بن حسن اور ابوبکر بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی یزیدی لشکر سے جنگ کرتے ہوئے راہ حق میں شہادت سے ہمکنار ہوئے۔

حضرت عباس علمدار کی شہادت

اے ایمان والو! امیر المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند حضرت عباس علمدار رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میدان کارزار میں جانے کی اجازت طلب کررہے ہیں اور امام پاک کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ بھائی جان! اب ننھے ننھے بچوں کا پیاس سے تڑپنا اور ان کا رونا، بلکنا، مجھ سے نہیں دیکھا جاتا۔ اللہ کے لئے اب مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں قربان ہوجاؤں یا ایک مشک پانی کا لے کر آؤں اور ان پیاسوں کی پیاس کو بجھاؤں۔ حضرت امام پاک زار وقطار رونے لگے اور فرمایا کہ بھائی عباس! میرے علم کو اٹھانے والے تم ہو۔ میرے خیمہ کی نگہبانی کرنے والے تم ہو۔ اب تمہارے بعد میرا علم کون اٹھائے گا اور میرے خیمہ کی حفاظت کون کرے گا۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا کہ اے ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۔ میری جان آپ پر قربان۔ خدا کی قسم اب زندگی میں کوئی مزہ باقی نہیں رہا۔ اور میں دنیا سے بالکل تنگ آچکا ہوں۔ بس اب میری آخری آرزو اور تمنا یہی ہے کہ مالک کوثر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نواسوں کو دریائے فرات کا پانی پلا کر میں بھی جلد سے جلد اپنے بھائیوں اور بھتیجوں کے پاس پہونچ جاؤں۔ حضرت عباس علمدار کے اصرار سے مجبور ہوکر حضرت امام پاک نے اجازت دیدی۔

حضرت عباس علمدار ایک مشک کاندھے پر لٹکائے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوکر میدان کارزار میں یزیدی فوج کے سامنے پہونچے اور اتمام حجت کے لئے فرمایا۔ اے یزید ناپاک کے بے دین فوجیو اور بے رحم انسانو! تم

نے آل رسول پر پانی بند کر کے جس درندگی اور ظلم کی انتہا کی ہے۔ میں تم سے کہتا ہوں کہ اب بھی وقت ہے اپنے ظلم وستم سے توبہ کرلو اور حضرت امام پاک کے خون ناحق سے باز آ جاؤ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے بچوں کو اس طرح پیاس سے نہ تڑپاؤ۔

حضرات! بے رحم کوفیوں کے سینوں میں دل کی جگہ شاید پتھر کا ٹکڑا تھا کہ حضرت عباس علمدار کی باتوں کا ان پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا بلکہ بے رحم، یزیدی ظالموں نے آپ پر تیروں کی بارش کردی۔ حضرت عباس نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور تلوار آبدار لے کر ان پر حملہ کر دیا۔ آپ کا حملہ تھا کہ قہر خدا تھا۔ جو یزیدیوں پر نازل ہو گیا۔ گھوڑے بدکنے اور کودنے لگے۔ تلواریں ہاتھوں سے گرنے لگیں۔ لعینوں کے سر کٹ کٹ کر گرنے لگے۔ حضرت عباس علمدار ان کا قتل عام کرتے ہوئے نہر فرات پر پہونچ گئے۔ نہر فرات سے پانی کا مشکیزہ بھر کر کندھے پر لٹکایا اور خود پانی پینے کے لئے چلو میں لیا اور پینے کا ارادہ کیا تو سکینہ کی پیاس یاد آ گئی۔ حضرت علی اصغر شیر خوار کی خشک زبان اور پیاس سے ان کا رونا و بلکنا یاد آ گیا تو چلو کا پانی فرات میں پھینک دیا۔ اور فرمایا کہ اے دریائے فرات! گواہ رہنا کہ تیرا پانی اور اس کا ایک ایک قطرہ اس وقت تک مجھ پر حرام ہے جب تک کہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل کو پانی نہ پلا دوں۔ پھر آپ نے اپنے گھوڑے کو پانی پینے کا اشارہ کیا تو گھوڑے نے بھی پانی پینے سے انکار کر دیا۔

مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

اشارہ اسپ تازی کو تھا پانی پینے کا
پیاسا گرچہ تھا گھوڑا، مگر واقف قرینے کا

لگا جب منہ سے پانی اور ہونٹوں تک تری آئی
ہٹائی خود ہی سر آپ سے گردن بہ رعنائی

حضرت عباس علمدار گھوڑے پر سوار ہوئے اور خیمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ ابن سعد نے اپنے لشکر کو للکارا اور کہا کہ خبردار! اگر یہ مشکیزہ امام پاک کے خیمہ میں پہونچ گیا اور شیر خدا کے شیروں کو پانی مل گیا تو تم میں سے کوئی بھی زندہ نہیں بچ سکتا۔ یہ سنتے ہی یزیدی فوج نے حضرت عباس علمدار کا چاروں طرف سے محاصرہ کرلیا اور تیر و تلوار کی بارش کرنے لگے۔ یہاں تک کہ نوفل ملعون نے دھوکے سے ایسی تلوار ماری کہ حضرت عباس کا داہنا بازو کٹ گیا۔ آپ نے جلدی سے مشکیزہ کو اپنے بائیں بازو پر لٹکایا۔ پھر ایک ظالم یزیدی نے ایسی تلوار چلائی کہ آپ کا بایاں بازو بھی کٹ کر زمین پر گر گیا۔ جب دونوں بازو کٹ گئے تو آپ نے مشکیزہ کو اپنے دانتوں سے پکڑ لیا

اور گھوڑے کی رکاب سے دشمنوں کو ختم کرتے ہوئے خیمہ کی طرف بڑھتے چلے جارہے تھے کہ ایک یزیدی ظالم نے ایسا تاک کر مشکیزہ پر تیر چلایا کہ مشکیزہ میں سوراخ ہو گیا اور پانی گرنے لگا اور آپ خیمہ کے قریب پہونچ گئے مگر مشک میں ایک قطرہ بھی پانی نہیں تھا۔ اور جسم زخموں سے چھلنی ہو چکا تھا۔ نڈھال ہو کر گھوڑے سے زمین پر تشریف لے آئے اور امام پاک کو آواز دی یا اخاہ ادرک اخاک۔ یعنی اے بھائی حسین اپنے بھائی کی خبر لیجئے۔ حضرت امام پاک دوڑ کر پہونچے تو کیا دیکھا کہ حضرت عباس علمدار خون میں نہائے ہوئے خلد بریں کا مہمان بننے کے لئے تیار ہیں۔ حضرت امام پاک نے اتنی زور سے آہ کھینچی کہ کربلا کی زمین خوف سے دہل گئی اور آپ کو اپنی آغوش میں اٹھا کر خیمہ میں لائے اور زبان مبارک پر غم میں ڈوبے ہوئے یہ کلمات تھے: اَلْاٰنَ انْکَسَرَ ظَهْرِیْ. اب میری کمر ٹوٹ گئی اور میرا سہارا کوئی نہیں رہا پھر آپ روتے ہوئے حضرت عباس علمدار کے خون آلود چہرے پر اپنا منہ رکھ کر اے بھائی۔ اے بھائی کہکر پکارتے رہے۔ پھر حضرت عباس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ○

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

اب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نور نظر تصویر پیمبر حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہیں جن کی عمر شریف ۱۸ ربرس کی ہے۔ اور میدان جنگ میں جانے کی اجازت طلب کر رہے ہیں۔ اللہ اکبر عجیب وقت ہے کہ پیارا بیٹا مہربان باپ سے سر کٹانے کی اجازت طلب کر رہا ہے۔ حضرت امام پاک نے محبت بھری نگاہ اپنے پیارے بیٹے پر ڈالی اور فرمایا بیٹا تم کو خاک وخون میں تڑپنے کی اجازت کس قلب وجگر سے دوں اور اگر اجازت نہیں دیتے تو باغ آل رسول کا شاداب گل رنج وغم سے مرجھا جاتا کیوں کہ اس کو شوق شہادت نے اس قدر وارفتہ بنادیا تھا کہ اگر حضرت امام پاک ان کو میدان جنگ میں جانے سے روک دیتے تو صدمات سے ان کے سینے میں دل کا شیشہ پاش پاش ہو جاتا۔ چار و ناچار حضرت امام پاک نے اجازت عطا فرمادی۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل وصورت ہو بہو جمال مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا آئینہ تھا۔ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جب دیدار مصطفےٰ کا شوق بے تاب کرتا تو وہ دور دور سے سفر کر کے مدینہ منورہ آتے تھے اور حضرت علی اکبر کے چہرۂ انور کا حسن وجمال دیکھ کر ان کے دلوں کو تسلی حاصل ہو جاتی تھی یہ نور کا پیکر اور تنویر مصطفےٰ کا مرقعہ تھے۔ جس وقت میدان جنگ کا ارادہ کر کے روانہ ہونے لگے تو خود حضرت امام پاک نے اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبائے رحمت کو آپ کے

زیب تن کیا اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پٹکا آپ کی کمر میں باندھا اور آپ کے سر انور پر لوہے کی ٹوپی رکھی اور تلوار دی نیز اپنے مبارک ہاتھ سے ان کے ہاتھوں میں دیکر دعا کی کہ بیٹا جاؤ تمہارا خدا حافظ و ناصر ہے۔ حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آخری سلام کیا اور میدان کارزار میں پہونچ کر اسد الٰہی شیر نے یزیدی فوج کی طرف نظر کی اور ذوالفقار حیدری چمکا کر رجز کا یہ شعر پڑھا۔

اَنَا عَلِیُّ بْنُ حُسَیْنِ بْنُ عَلِی
نَحْنُ اَھْلُ الْبَیْتِ اَوْلٰی بِالنَّبِیِّ

یعنی اے یزیدیو! جان لو تم مجھے پہچان لو کہ میں علی اکبر ہوں۔ میرے باپ کا نام حسین ہے جو علی شیر خدا کے بیٹے ہیں اور یاد رکھو کہ ہم اہل بیت ہیں اور سن لو کہ خدا کے اس آسمان کے نیچے اور خدا کی اس زمین کے اوپر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہم سے زیادہ قریبی رشتہ دار کوئی نہیں ہے۔

حضرت علی اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت یہ رجز پڑھی تو آپ کی عظمت و شان کی ہیبت سے میدان کربلا کا ذرہ ذرہ کانپ اٹھا مگر بے دین یزیدی جن کا قلب سیاہ اور پتھر سے زیادہ سخت ہو چکا تھا۔ ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ پھر آپ نے فرمایا اے اولاد رسول اللہ کے خون کے پیاسے یزیدیو! آؤ میدان میں آؤ۔ شیر خدا کی شیر کی للکار سن تو لشکر اعداء میں کسی کو بھی مقابلہ کرنے کی جرأت و ہمت نہ ہوئی۔ آخر کار حضرت علی اکبر نے یزیدی فوج پر حملہ کر دیا اور آپ کی تلوار یزیدی فوج پر قہر خداوندی بن کر برسی۔ پھر شیر خدا کے شیر نے جس طرف رُخ کیا صفیں الٹ پلٹ دیں۔ جب لڑتے لڑتے پیاس کے غلبہ سے نڈھال ہو گئے تو خیمہ کی طرف آئے اور عرض کی یَا اَبَتَاہُ اَلْعَطَشُ۔ ابا جان! پیاس سے بے تاب ہوں۔ امام پاک نے اپنے بیٹے کی پیاس کی سختی کو دیکھی، مگر یہاں پانی کہاں تھا جو پانی پلاتے۔ دست شفقت سے چہرہ پر نور کا گرد و غبار صاف کیا اور فرمایا بیٹا۔ اب تمہاری پیاس کے ختم ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ اب تمہیں حوض کوثر سے پانی پلایا جائے گا اس کے بعد تمہیں کبھی پیاس نہ لگے گی۔ بیٹا! میں جب بھی پیاسا ہوتا تھا تو میرے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے منہ میں اپنی زبان مبارک دے دیا کرتے تھے۔ آج اس پیاس کی حالت میں تم میری زبان کو اپنے منہ میں لے لو۔ حضرت علی اکبر نے امام پاک کی زبان اقدس کو چوسا اور تسلی ہو گئی پھر حضرت علی اکبر میدان کارزار کی طرف روانہ ہوئے اور یزیدی لشکر کو للکارا۔ عمرو بن سعد آپ کی تلوار کی کاٹ دیکھ چکا تھا۔ تمام یزیدی فوج کو اس شیر کی طاقت و قوت کا اندازہ ہو چکا تھا۔ اس لئے ابن سعد اپنی فوج کے ایک بڑے بہادر طارق بن شیث پہلوان کو مقابلے کے لئے بھیجا۔

حضرت علی اکبر نے اس پر ایسی تلوار کا وار کیا کہ وہ بد بخت کٹا اور گر کر واصل جہنم ہو گیا پھر اس کے بعد ابن سعد نے لشکر یزید کے ایک نامور بہادر مصراع بن غالب کو مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اس لعین نے آپ کے سر پر نیزہ مارا مگر آپ نے اس کے نیزہ ہی کو قلم کر دیا اور پھر اس کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ دو ٹکڑا ہو کر زمین پر گر پڑا۔ اب یزیدی فوج میں کسی کی ہمت نہیں تھی وہ تنہا شیر خدا کے شیر سے مقابلہ کے لئے آتا آخر! ابن سعد نے محکم بن طفیل کو ہزار سواروں کے ساتھ یکبارگی حملہ کرنے کے لئے بھیجا ان بدنصیب یزیدیوں نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا اور تلواروں اور نیزوں کی بارش کر دی۔ آپ کا جسم پاک زخموں سے چور چور ہو گیا اور آپ گھوڑے سے زمین پر آ گئے اور پکارا یا اَبَتَاهُ اَدْرِکْنِیْ۔ اے ابا جان! میری خبر لیجئے امام پاک میدان میں پہونچے اور آپ کو اٹھا کر خیمہ میں لائے سر کو گود میں لیا اور ان کے چہرہ سے خون آلود مٹی صاف کرنے لگے۔ حضرت علی اکبر نے آنکھیں کھول دیں امام پاک کے چہرۂ پاک کا آخری دیدار کیا اور ہمیشہ کے لئے آنکھیں بند ہو گئیں۔ اور آپ منصب شہادت پر جلوہ فرما ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ O

حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

ابھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علی اکبر کی لاش مبارک کو زمین پر لٹایا ہی تھا کہ امام پاک کی بہن حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت امام پاک کے شیر خوار بیٹے حضرت علی اصغر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گود میں لئے ہوئے تشریف لائیں جن کی عمر ۶ ماہ کی ہے۔ کہنے لگیں کہ بھائی حسین اب ہم سے علی اصغر کی پیاس دیکھی نہیں جاتی۔ بھوکی، پیاسی ماں کے سینے میں دودھ خشک ہو چکا ہے اور یہ شیر خوار بچہ پیاس سے بے تاب ہے اور تڑپ تڑپ کر دم توڑ رہا ہے۔ پھول جیسا حسین و رنگین چہرہ بھوک پیاس اور گرمی سے مرجھا گیا ہے۔ اس کا رونا، بلکنا اور تڑپنا، چلانا دیکھنے کی اب ہمارے اندر تاب و طاقت نہیں ہے۔ اس لئے بھائی جان! میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس ننھے بچے کو میدان میں لے جا کر جفا کاروں یزیدیوں کو دکھایئے۔ شاید ان سنگ دلوں کو اس بچے کی پیاس پر رحم آ جائے اور چند گھونٹ پانی اس بچے کو پلا دیں۔

بہن حضرت زینب کے اصرار سے مجبور ہو کر امام پاک اپنے شیر خوار بچے حضرت علی اصغر کو اپنی گود میں لے کر اپنے سینے سے لگا کر سیاہ دل یزیدیوں کے سامنے تشریف لے گئے اور فرمایا! اے میرے نانا جان کا کلمہ پڑھنے والو! یہ میرا سب سے چھوٹا بچہ ہے جو پیاس سے دم توڑ رہا ہے۔ یہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں کو تمہاری طرف پھیلا کر تم

سے پانی کے چند گھونٹ مانگ رہا ہے اگر تمہارے نزدیک مجرم ہوں تو میں ہوں اس بچے کا کوئی جرم نہیں ہے۔ اس کو تو پانی پلا دو۔ دیکھو تو کہ پیاس کی شدت سے اس کی حالت کیسی ہو رہی ہے۔ اگر تم لوگوں کے دلوں میں کچھ بھی رحم ہو تو اس ننھے بچے کے لئے تھوڑا سا پانی دیدو۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ میدان محشر میں تمہیں اپنے نانا جان کے ہاتھوں سے پیٹ بھر کر کوثر کا جام پلاؤں گا۔

حضرات! ابھی حضرت امام پاک کی دل ہلا دینے والی تقریر جاری ہی تھی کہ یزیدی فوج کا ایک بدنصیب سپاہی حرملہ بن کاہل مردود نے تیر کا ایسا نشانہ باندھ کر چلایا کہ حضرت علی اصغر کے حلق کو چھیدتا ہوا امام پاک کے بازو میں پیوست ہو گیا۔ حضرت امام نے تیر کھینچ کر نکالا تو خون کا فوارہ حضرت علی اصغر کے گلے سے اُبلنے لگا اور پیاسے بچے نے باپ کے ہاتھوں میں تڑپ کر جان دیدی۔ اور ننھی سے لاش خون میں نہا گئی۔ حضرت امام پاک نے حسرت بھری نگاہ آسمان کی طرف اُٹھائی اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ○ پڑھا۔

جہان بھر کے یزیدی کو پیام مرگ لائے گا
شہیدان وفا کا خون ناحق رنگ لائے گا

زخمی جگر خیشوں نے توڑا حسین کا
بچہ بھی شیر خوار نہ چھوڑا حسین کا

حضرت امام پاک نے ننھی سی لاش کو بہن کی گود میں دیا اور فرمایا کہ بہن زینب صبر کرو اور شکر ادا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری یہ سب سے چھوٹی قربانی بھی قبول فرمائی ہے۔ پھر ننھے شہید کی لاش کو اپنے کلیجے سے لگا کر آہستہ آہستہ خیمہ کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت زینب نے جس وقت ماں کی گود میں علی اصغر کی لاش کو دیا تو ماں نے ہائے میرا لال کہہ کر لاش کو کلیجے سے لگالیا اور روتے ہوئے کہا، بیٹا! میرا پیارا بیٹا! ایک مرتبہ اور اپنی ماں کے سوکھے ہوئے پستان میں منہ لگا لو کہ اب تم کو اپنے سینے سے مجھے لگانا کبھی نصیب نہیں ہوگا۔ ہائے افسوس!

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

تاجدار کربلا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت

کربلا میں بے سروساماں وہی ہے خاندان
بن کے خادم آئے تھے جبریل جس گھر کے لئے

کس قدر جانکاہ ہے کرب و بلا کا حادثہ
ہر بشر غمگین ہے شبیرو شبر کے لئے

حشر تک چھوڑ گئے اک درخشندہ مثال
حق پرستوں کو نہ بھولے گا یہ احسان حسین

اب جنت کے نوجوانوں کے سردار، شہیدوں کے قافلہ سالار، نواسہ رسول ابن فاطمۃ الزہرا لخت دل علی مرتضیٰ قرار جان حسن مجتبیٰ، صحابہ کی آنکھوں کے تارے ٹوٹے ہوئے دلوں کے سہارے مومنوں کے دل کے چین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا وقت آ گیا ہے

استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

ساعت آہ و بکاؤ بے قراری آگئی
سید مظلوم کی رن میں سواری آگئی

ساتھ والے! بھائی بیٹے ہو چکے ہیں سب شہید
اب امام بے کس و تنہا کی باری آگئی

چنانچہ! حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے تمام کنبہ و خاندان اور عزیز و اقارب اور اعوان و انصار کو راہ خدا میں قربان کرنے کے بعد میدان کارزار میں جانے کا ارادہ فرماتے ہیں اور خیمہ اہل بیت میں تشریف لے جاتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ عابد بیمار حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیماری اور کمزوری کے باوجود نیزہ لئے ہوئے امام پاک کی خدمت میں عرض کرتے ہیں بابا جان! پہلے ہمیں میدان کارزار میں جانے اور اپنی جان کو قربان کرنے کی اجازت دیجئے۔ میرے ہوتے ہوئے آپ شہید ہو جائیں یہ نہیں ہو سکتا۔ حضرت امام پاک نے اپنے نور نظر حضرت زین العابدین کو اپنی آغوش محبت میں لیا۔ پیار کیا اور فرمایا بیٹا! ابھی تمہارا وقت نہیں آیا ہے۔ ابھی تو تم کو اپنی ماؤں اور بہنوں کی نگہداشت کرنی ہے۔ اور ان بے کسان اہل بیت کو وطن تک پہونچانا ہے۔ میرے پیارے

بیٹے اللہ تعالیٰ تم ہی سے میری نسل اور حسینی سادات کا سلسلہ جاری فرمائے گا۔ دیکھو صبر و شکر سے رہنا اور راہ حق میں آنے والی ہر تکلیف و مصیبت کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا ہر حالت میں نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شریعت و سنت کی پابندی کرنا۔ بیٹا مصائب و آلام سہتے ہوئے جب کبھی مدینہ منورہ پہنچو تو سب سے پہلے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور پر جانا اور نانا جان کو میرا اسلام کہنا۔ سارا آنکھوں دیکھا حال سنانا پھر میری امی جان حضرت فاطمۃ الزہرا کی قبر پر جانا اور ان کو بھی میرا اسلام کہنا پھر میرے بھائی حسن مجتبیٰ کو میرا اسلام کہنا۔ میرے پیارے بیٹے زین العابدین میرے بعد تم ہی میرے جانشین ہو۔ اور امام پاک نے اپنی دستار مبارک اتار کر حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر رکھ دی اور اس صابر و عابد بیٹے کو فرش علالت پر لٹا دیا۔

اب امام پاک نے اس صندوق کو کھولا جس میں تمام تبرکات رکھے ہوئے تھے۔ قبائے مصری زیب تن فرمائی۔ اپنے نانا جان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا عمامہ شریف سر پر باندھا۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ڈھال پشت پر رکھی۔ اپنے برادر اکبر حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پٹکا اپنی کمر پر باندھا۔ اپنے باپ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ذوالفقار حمائل کی۔ شہیدوں کے سردار حضرت امام پاک سب کچھ راہ حق میں قربان کرنے کے بعد اب اپنی جان عزیز کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ بیبیوں نے جب اس منظر کو دیکھا تو ان پر بے کسی کی انتہا ہو گئی۔ چہروں کے رنگ اڑ گئے اور آنکھوں سے آنسوؤں کے موتی ٹپکنے لگے۔ حضرت زینب نے آنسو بہاتے ہوئے کہا۔ پیارے بھیا! بیبیوں نے درد و الم میں ڈوب کر کہا ہمارے سرتاج! اور حضرت سکینہ نے روتے ہوئے کہا بابا جان! کہاں جا رہے ہو؟ اس جنگل میں ہمیں کس کے سہارے چھوڑ کر جا رہے ہو۔ جو درندے ننھے علی اصغر پر رحم نہیں کھائے۔ وہ سفاک ظالم ہمارے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ حضرت امام پاک نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم لوگوں کا حافظ و نگہبان ہے۔ آپ نے سب کو صبر و رضا کی تلقین فرمائی اور مرضی مولیٰ پر صابر و شاکر رہنے کی وصیت کی اور اپنا آخری دیدار دکھا کر فرمایا تم سب کو میرا آخری سلام ہو اور گھوڑے پر سوار ہو گئے۔

فاطمہ کے لاڈلے کا آخری دیدار ہے
حشر کا ہنگامہ برپا ہے میان اہل بیت

اور امام پاک میدان کربلا میں یزیدی اندھیروں میں حق و صداقت کا آفتاب بن کر چمکے اور اپنی ذاتی و نسبی فضائل پر مشتمل ایک رجز پڑھا پھر فرمایا اے یزیدیو! کان کھول کر سن لو تا کہ قیامت کے دن تم بہانہ نہ کر سکو کہ ہمیں معلوم نہیں تھا کہ حسین کون تھے۔

تم جس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہو اسی رسول کا فرمان ہے کہ حسن وحسین میرے دونوں نواسے جنتی جوانوں کے سردار ہیں۔ اسی رسول کا ارشاد پاک ہے کہ جس نے حسن وحسین سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے اللہ تعالیٰ سے دشمنی کی۔ تو اے یزیدیو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو میری دشمنی سے توبہ کرلو۔ ورنہ اللہ ورسول کو کیا منہ دکھاؤ گے اور میرے خون ناحق کا تمہارے پاس کیا جواب ہوگا۔ میں نواسہ رسول ابن بتول اور علی شیر خدا کا بیٹا حسین ہوں۔ حضرت امام پاک کی تقریر کا ان بدبختوں پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ یزیدیوں نے کہا آپ یا تو یزید کی بیعت کرلیں ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ اب حضرت امام پاک بیس ہزار یزیدیوں کی فوج کے سامنے کھڑے ہو کر فرما رہے تھے کہ اپنے بہادروں کو میرے مقابلہ کے لئے بھیجتے جاؤ۔

چنانچہ مشہور بہادر تمیم بن قحطبہ اور جابر بن قاہر اور بدر بن سہیل یمنی جیسے نامور جنگجو حضرت امام پاک کے مقابلہ کے لئے یکے بعد دیگرے آتے رہے اور امام پاک نے ان سب کو واصل جہنم کر دیا۔ غرضیکہ امام پاک نے دشمنوں کی لاش کا انبار لگا دیا۔ دشمنوں کے لشکر میں شور مچ گیا کہ جنگ کا یہ انداز رہا تو ہماری فوج کا ایک سپاہی بچ کر نہیں جا سکتا۔

لہٰذا اب موقع مت دو اور چاروں طرف سے گھیر کر یکبارگی حملہ کردو۔ ابن سعد نے حکم دیا کہ چاروں طرف سے تیروں کی بارش کردو۔ یزیدی فوج نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور ہزاروں تیروں کی بارش شروع ہوگئی۔ آپ کا گھوڑا اس قدر زخمی ہو گیا کہ اس میں قوت وہمت نہ رہی ناچار حضرت امام پاک کو ایک جگہ ٹھہرنا پڑا۔ اب ہر طرف سے تیر آرہے تھے اور امام پاک کا تن اقدس زخمی ہو رہا تھا۔ ظالموں نے آپ کے نورانی جسم کو زخموں سے پارہ پارہ اور لہولہان کر دیا بے وفا کوفیوں اور ناپاک یزیدیوں نے نواسہ رسول فرزند بتول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مہمان بنا کر بلایا اور ان کے ساتھ یہ سلوک کیا۔ یہاں تک کہ زہر میں بجھا ہوا ایک تیر آپ کی اس نورانی پیشانی پر آ کر لگا جسے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بے شمار بار چوما تھا۔ تیر لگتے ہی نورانی چہرہ سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ امام پاک غش کھا کر گھوڑے کی زین سے فرش زمین پر آ گئے۔ اس کے بعد ظالموں نے نیزوں اور تلواروں سے حملہ کیا۔ جہنمی سنان نے ایک ایسا نیزہ مارا جو تن نور کے پار ہو گیا۔ تیر اور نیزہ اور تلواروں کے بہتر زخم کھانے کے بعد آپ کے سینہ اطہر پر شمر ملعون سوار ہو گیا۔ حضرت امام پاک نے فرمایا کہ اے ظالم! آج جمعہ مبارک کا دن ہے اور سورج ڈھل گیا ہے۔ یہ وقت ہے کہ میرے نانا جان کی امت نماز جمعہ ادا کر رہی ہوگی اور منبروں پر میرے نانا جان کا خطبہ پڑھا جا رہا ہوگا۔ اے شمر ملعون تو تھوڑی دیر کے لئے میرے سینہ سے اتر جا تا کہ میں اس حال میں بھی سجدہ کرلوں اور نماز ادا کرلوں۔

چنانچہ حضرت امام پاک نے نماز شروع کی اور اپنی زندگی کے آخری سجدہ میں تشریف لے گئے کہ شمر مردود

نے ایسی تلوار ماری کہ امام پاک کا سر انور جسم نور سے الگ ہو گیا۔ اسی طرح تیر اور نیزہ اور تلواروں کے بہتر زخم کھانے کے بعد ۵۶ سال، ۵ ماہ، ۵ دن کی عمر میں جمعہ مبارکہ کے دن محرم شریف کی دس تاریخ ۶۱ھ مطابق ۶۸۰ء کو امام پاک شہید ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ○

اے ایمان والو! آہ صد آہ اس صدمہ جان لیوا سے دل گھائل، قلب مجروح، جسم لرزہ براندام اور آنکھیں اشکبار ہیں افسوس صد ہزار افسوس۔

یہ حاجتوں کی جزا ملی، یہ بداعتوں کا صلہ ملا
جو چراغ نور نبی کا تھا اسے کربلا میں بجھا دیا

چمن آپ اپنا لٹا گئے کہ بہار دین خدا رہے
نہ جچا جو رنگ بہار سے تو لہو بھی اپنا ملا دیا

اور ہند کے راجہ میرے پیارے خواجہ عطائے رسول سلطان الہند غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

شاہ ہست حسین بادشاہ ہست حسین
دین ہست حسین دین پناہ ہست حسین

سر داد نداد دست در دست یزید
حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسین

امام پاک زندہ ہیں اور یزید ناپاک مر گیا

قتل حسین اصل میں مرگ یزید ہے
اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے نام پر
اللہ اللہ موت کو کس نے مسیحا کر دیا

آج تک اسلام کو ہے فخر تیری ذات پر
جان دی بیعت نہ کی لیکن یزیدی ہاتھ پر

شریک غم نہیں کوئی شریک جشن ہزار
حسین آج بھی تنہا ہے کربلا کی طرح

اے ایمان والو! دنیا کی عجیب وغریب داستان ہے اس دنیا میں کیا کیا نہ ہوا کتنی بار غموں کی مجلس برپا ہوئیں، کہیں پر تلواروں کی بارش ہو رہی ہے تو کہیں پر بم و بارود برسائے جا رہے ہیں۔ کہیں آگ کے انگاروں پر لٹایا جا رہا ہے۔ کہیں انسانی جسموں پر گھوڑے دوڑائے جا رہے ہیں۔ یہ سب کچھ ہوا اور ہوتا رہتا ہے۔ کوئی یتیم ہو کر خستہ حالی میں رنج وغم کے ساتھ دن کاٹتا ہے۔ کسی کی موت پر صرف بازار بند کئے جاتے ہیں۔ کسی کی موت پر پورے صوبے میں سوگ منایا جاتا ہے اور کسی کی موت پر پورا ملک رنج وغم میں ڈوب جاتا ہے۔ لیکن یاد رکھئے۔ ہر شخص اور ہر غم کے لئے کوئی نہ کوئی یوم اختتام ضروری ہے کبھی نہ کبھی وہ ختم ہو ہی جاتا ہے اور دنیا اس کو ایسا فراموش کرتی ہے کہ اس کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔ سب سے بڑا معرکہ اور عظیم جنگ وہ ہی ہے جس کا صدمہ عام ہو ہر شہر، ہر صوبہ، ہر ملک بلکہ پوری دنیا میں اس کے رنج وغم کا احساس کیا جائے۔ سننے والے کے دل پر جو زخم پیدا ہوا ہو وہ رہتی دنیا تک مندمل نہ ہو سکے۔ سارا عالم اس داستان رنج والم کو سن کر بے چین و بے قرار ہو جائے اور قیامت تک آہ وزاری اور اشک باری کا سلسلہ جاری اور ساری رہے۔

زمین کرب وبلا پر راہ خدا میں حضرت امام حسین کے ساتھ رنج والم کا ایک ایسا ہی واقعہ نمودار ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نواسے، علی کے لاڈلے، سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیارے بیٹے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے جانثار ساتھیوں نے حق وسچ کی محافظت کے لئے جو درد وغم کی بے مثال قربانی پیش کی ہیں۔ دنیا والے ان نقوش وفا کو محو کرنے سے عاجز و قاصر ہیں۔ کتنی بار کچھ ناپاک طبیعت والوں نے بے جا کوششیں کیں مگر خون شہیداں کا رنگ وفا بڑھتا ہی گیا۔ زمانے نے کتنے پلٹے کھائے۔ لاکھوں یزیدیوں کی نسلیں تک نیست و نابود ہو گئیں۔ ان کے تخت وتاج کے جھوٹے دعوے اور حکومت کے گھمنڈ وغرور کب کے کب خاک میں مل گئے اور وہ ظالم بے نام ونشان ہو گئے یہ ہے حق وسچ سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کا دنیا ہی میں بدلہ اور ابھی آخرت کا دردناک عذاب باقی ہے۔ مگر شہیدان وفا کی قربانیاں آج بھی تمام عالم کی آنکھوں کو رلا رہی ہیں اور ان کے دلوں کو تڑپا کر ان سے محبت وعقیدت کا خراج وصول کر رہی ہیں۔ دنیا سوگوار ہے۔ جہاں ماتم کر رہا ہے ہر طبیعت غم سے پژمردہ

ہر دل درد سے افسردہ ہے۔ وہ کون سا بےدرد ہے جس کا سینہ غم حسین سے پاش پاش نہیں ہو گیا۔ وہ کون سا بےدم ہے جس نے غم حسین میں اپنے دل کو چاک نہیں کر ڈالا۔ وہ کون سا بےغیرت ہے جس کے دل میں یاد حسین نہیں ہے۔

اس راز سے واقف ہیں زمانے والے
زندہ ہیں محمد کے گھرانے والے

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے آخر
شبیر تیرا نام مٹانے والے

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ وہ ظلم ابن زیاد کا
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد کا واقعہ

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید ہو گئے تو یزیدی لشکر نے خیمہ اہل بیت کا سارا سامان لوٹ لیا اور خیمہ کو جلا ڈالا اور اپنے مرے ہوئے فوجیوں کو دفن کیا اور تمام شہدائے کرام کا سر کاٹ کر ان کی مقدس لاشوں پر گھوڑے دوڑائے جس سے ان کی ہڈیاں چور چور ہو گئیں اور ان کی لاشوں کو بے گور و کفن چھوڑ دیا اور تمام شہدائے کرام کے سروں کو نیزوں پر چڑھا کر کربلا سے کوفہ اور دمشق تک گشت کرایا پھر عبید اللہ بن زیاد نے کوفہ کے دارالحکومت کو آراستہ کیا اور دربار عام منعقد کر کے حضرت امام پاک کے سرانور کو اپنے تخت کے پیچھے رکھا اور بے ادبی کی، پھر شمر مردود کے ساتھ ان مقدس سروں کو یزید ناپاک کے پاس دمشق بھیج دیا۔ یزید ناپاک نے سر مبارک اور اہل بیت اطہار کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرانور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پہلو میں یا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں مدفون ہوا۔ (سوانح کربلا، ص ۱۳۶)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو سخت صدمہ

اس حادثہ عظیمہ سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جو سخت صدمہ ہوا وہ بیان سے باہر ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ ایک روز دوپہر کو میں خواب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار پُر بہار سے مشرف ہوا اور میں نے دیکھا کہ حضور کے بال مبارک چہرہ پُرنور پر بکھرے ہوئے ہیں اور دست مبارک میں ایک خون سے بھری ہوئی بوتل ہے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ پر میری جان فدا۔ یہ بوتل کیسی ہے؟ اور اس قدر رنج و ملال کیوں ہے؟

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ میرے پیارے نواسہ حسین اور ان کے جانثار ساتھیوں کا خون ہے جس کو میں آج صبح سے اٹھا رہا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس تاریخ اور وقت کو یاد رکھا۔ اور جب چند دنوں کے بعد خبر آئی تو معلوم ہوا کہ یہی وہ وقت تھا کہ حضرت امام حسین شہید کیے گئے تھے۔ (بیہقی مشکوٰۃ بحوالہ بہار ص ۴۳)

دن میں اندھیرا اور خون کی بارش: روایت ہے کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دن آپ کا مقدس خون زمین پر گرتے ہی دن میں ہر طرف اندھیرا چھا گیا اور تین دن تک مکمل بغیر بادل کے دھوپ نظر نہیں آئی اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آتا تھا آسمان سے خون کی بارش ہوئی اور اس دن بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے تازہ خون پایا جاتا تھا اور ساری فضا پر رنج اور اُداسی کے آثار نمودار نظر آتے تھے۔ (بیہقی)

یزید ناپاک کی ہلاکت: حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد یزید ناپاک بالکل ہی بے لگام ہو گیا اور اس کے ظلم و شر سے زمین کانپ اٹھی۔ زنا، سود اور شراب و کباب کا ہر طرف بازار گرم ہو گیا۔ نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ کی پابندیاں ختم ہو گئیں اور شعائر اسلام کی علی الاعلان بے حرمتی ہونے لگی۔ یزید ناپاک کی برائی اور سرکشی اس حد تک بڑھی کہ ۶۳ھ میں یزید فرعون نے مسلم بن عقبہ خبیث کو بارہ یا بیس ہزار کا لشکر دے کر مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور اس یزیدی لشکر نے رسول اللہ کے دیار اور مدینہ منورہ کے کوچہ و بازار میں بے ادبی اور بدتمیزی کا طوفان برپا کر دیا۔ اور یزیدی لشکر نے مدینہ منورہ میں سات سو صحابہ کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا اور دوسرے دس ہزار مسلمانوں کو قتل کیا اور یزیدی فوج نے مسجد نبوی شریف کے ستونوں میں گھوڑے باندھے اور مدینہ منورہ کی پاک عورتوں کے ساتھ بدتمیزیاں کیں کہ ان کے تصور سے بھی جسم کا رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے اور بدن کانپنے لگتا ہے پھر یزیدی لشکر نے مکہ مکرمہ پر حملہ کیا کعبہ معظمہ پر پتھر برسائے اور حرم محترم میں نجاست پھینکی پھر کعبہ معظمہ میں آگ لگا دی جس سے غلاف کعبہ اور کعبہ کی چھت جل گئی اور کعبہ کے تمام تبرکات کو جلا ڈالا۔

انہیں تبرکات میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے فدیہ میں ذبح کیے ہوئے دنبہ کا وہ سینگ تھا جو جل گیا۔

کعبہ معظمہ کئی دنوں تک بے غلاف رہا۔ اور حرم محترم کے رہنے والے تمام مسلمان سخت مصیبت میں مبتلا رہے۔ آخرکار یزید ناپاک اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب میں گرفتار ہوا اور تین سال سات مہینہ تک حکومت کرنے کے بعد ۱۵ ربیع الاول ۶۴ھ کو جس دن اس کے حکم سے کعبہ معظمہ میں آگ لگائی گئی۔ انتالیس سال کی عمر میں ملک شام کے شہر حمص میں قسم قسم کے مرض میں مبتلا ہو کر مر گیا اور ہلاک ہو گیا۔

یزیدی فوج کو جب اپنے گمراہ اور ناپاک امیر یزید پلید کی موت و ہلاکت کا پتہ چلا تو یزیدی لشکر ذلیل و خوار ہو کر مکہ مکرمہ سے فرار ہونے لگا تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حرم محترم کے رہنے والوں نے گھیر لیا اور ان کو قتل کیا۔ اس طرح یزید ناپاک اور اس کی فوج ذلت و رسوائی کے ساتھ ہلاک ہو گئی۔

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ ظلم ابن زیاد کا
جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کربلا

ایک لاکھ چالیس ہزار کا قتل: حاکم محدث کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر وحی نازل کی کہ یہودیوں نے حضرت زکریا علیہ السلام کو قتل کیا تو ان کے ایک خون کے بدلے ستر ہزار یہودی قتل ہوئے اور آپ کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خون کے بدلے ستر ہزار اور ستر ہزار یعنی ایک لاکھ چالیس ہزار شامی اور کوفی قتل ہوں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہوا اور مختار ثقفی نے ستر ہزار شامی اور کوفی کو قتل کیا پھر عبداللہ بن سفاح نے ستر ہزار شامی اور کوفی کو قتل کیا۔

اے ایمان والو! آج تک عراق کی سرزمین سنبھل نہ سکی۔ وہ سرزمین جس پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے جانثار ساتھیوں کا خون بہایا گیا ہے۔ وہ ناحق خون ہمیشہ اپنا اثر دکھاتا رہے گا اور قیامت تک ملک عراق سکون و اطمینان کی دولت سے محروم ہی رہے گا۔

خبردار! ناحق خون سے اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ ظلم و زیادتی سے پرہیز لازم ہے ورنہ یزیدیوں کے برے انجام کی طرح برا ہی انجام ہو گا۔ اللہ تعالیٰ ظلم کے عظیم گناہ سے محفوظ رکھے اور اپنے امن و امان کے سایہ میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ جتنے لوگ بھی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے میں آئے اور آپ کے قتل میں شریک ہوئے یا آپ کی شہادت سے راضی اور خوش ہوئے ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جس نے دنیا ہی میں عذاب الٰہی نہ دیکھا اور سزا نہ پائی ہو ان میں سے بعض تو بری طرح مارے گئے اور بعض اندھے اور روسیاہ ہو گئے۔

بعض برص اور کوڑھی ہو گئے اور بعض بخت عبرتناک بلاؤں اور بیماریوں میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے۔

محترم بزرگو اور دوستو! فرزند رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے جانثار ساتھیوں کی دردناک لرزہ خیز ''مظلومانہ شہادت'' اور ناپاک و بدبخت یزید پلید اور اس کے خبیث و شریر لشکر کے جور و جفا ظلم و ستم اور سیاہ کاریوں کے واقعات معتبر کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ ذکر کیے گئے۔ عدل و انصاف کی آنکھوں نے دیکھ لیا اور عقل و شعور رکھنے والوں نے جان لیا ہوگا کہ تاریخ انسانیت میں یہ واحد واقعہ ہے جس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ خود کو مسلمان کہلانے والوں نے اپنے ہی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال فرمانے کے صرف پچاس سال گزر جانے کے بعد اپنے رسول ہی کی خاص اولاد کے ساتھ جس درندگی اور ظلم و ستم کا مظاہرہ کیا۔ رہتی دنیا تک اہل حق ان یزیدیوں پر لعنت و ملامت کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ نام یزید ایک گالی اور برائی بن کے رہ گیا اور آج یزید پلید کے کسی حامی کی بھی یہ جرأت نہیں کہ وہ اپنے بیٹوں کا نام یزید پلید رکھے اس کے برعکس پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور عین حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی اسم گرامی عدل و انصاف اور محاسن و خوبی کا علم بن گیا اور نام حسین علم بردار اسلام اور دین و شریعت کا پاسبان بن گیا اور نیکی و خوبی کا نشان ہو گیا اور آج دنیا میں ایک دو نہیں بلکہ لاکھوں لوگوں کے نام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک کی نسبت سے منسوب ہیں۔

حشر تک زندہ ہے تیرا نام اے ابن رسول
کر گیا ہے، تو وہ احسان نوع انسانی کے ساتھ

صبر و رضا کے پیکر حضرت امام پاک نے رضائے الٰہی کا بلند مقام حاصل کیا۔ ایثار و قربانی اور صبر و رضا کا وہ مظاہرہ کیا کہ حسینیت، سربلندیوں اور سرفرازیوں کا عنوان ہو گئی اور نام پاک حسین ایمان والوں کے قلب و جگر کے لئے قرار جان ہو گیا۔

اور محبت حسین جان ایمان ہو گئی آج لاکھوں غلامان حسین ہیں۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہید ہو کر جو فتح و کامیابی حاصل کی اور حق کا بول بالا کیا اس نے یزیدی اور ہر فاسق و فاجر اور ظالم و جابر کے فسق و فجور، ظلم و جبر کی راہیں مسدود کر دیں اور پرچم حق کو ہمیشہ کے لئے بلند کر دیا اور اپنے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کو باطل و ظالم کے خلاف ڈٹ جانے اور سب کچھ راہ خدا میں قربان کر دینے کا وہ بے مثال جذبہ عطا کر دیا ہے جو قیامت تک حق والوں کے لئے میل راہ و شمع راہ بن گیا ہے۔ اسی لئے

دنیا کے ہر گوشے اور کونے سے اپنے پیارے امام حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں سلام و رحمت کے پھول بھیجے اور پیش کئے جاتے ہیں۔

سلطان کربلا کو ہمارا سلام ہو
جانانِ مصطفیٰ کو ہمارا سلام ہو

وہ بھوک و پیاس وہ فرض جہاد حق
سرچشمہ رضا کو ہمارا سلام ہو

امت کے واسطے جو اٹھائی ہنسی خوشی
اس لذت جفا کو ہمارا سلام ہو

عباس نامدار ہیں زخموں سے چور چور
اس پیکر رضا کو ہمارا سلام ہو

اکبر سے نوجواں بھی رن میں ہوئے شہید
ہم شکل مصطفیٰ کو ہمارا سلام ہو

ہو کر شہید قوم کی کشتی ترا گئے
امت کے ناخدا کو ہمارا سلام ہو

ناصر ولائے شاہ میں کہتے ہیں بار بار
امت کے پیشوا کو ہمارا سلام ہو

اے ایمان والو! یزید ناپاک اور اس کے ہمنواؤں کا کیا حشر ہوگا جن کا کلمہ پڑھا تھیں کے نواسے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عداوت و دشمنی کی جو مثال قائم کی ہے تاریخ میں ایسی بدترین مثال نہیں ملتی اور نہ ملے گی، فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ یزید ناپاک جنتی ہے یا جہنمی؟ اگر آپ کے سینہ میں ذرہ برابر بھی ایمان کی رمق باقی ہے تو آپ کا ایمان آپ کو یہ کہنے پر مجبور کر دے گا کہ یزید ناپاک جہنمی اور اس کے طرفدار بھی جہنمی ہیں اور آلِ پاک مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) میرے آقا حضرت امام حسین جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور آپ سے الفت و محبت رکھنے والے بھی جنتی ہیں۔

سچ فرمایا۔ استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی نے

باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت
تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بیباکیاں
لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ دشمنان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
یوں بیان کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ عادل ہیں

عاشق مدینہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں جو لوگ کہتے ہیں کہ یزید امیر المومنین تھے اور امیر کی اتباع و پیروی لازم ہوتی ہے اور امام حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے امیر المومنین یزید کی بیعت سے انکار کیا اور بغاوت کر کے گناہ کیا (معاذ اللہ تعالیٰ)

ان جاہل، بے دین یزیدیوں میں کچھ بھی علم نہیں کہ اس امیر کی اتباع و پیروی لازم ہوتی ہے جو نیک و صالح اور ایماندار ہو اور یزید پلید وہ شخص ہے جس کو تمام بزرگوں نے بالاتفاق گندہ، کمینہ، شرابی، زانی اور ناپاک کہا اور بعض بزرگوں نے کافر بھی لکھا ہے ایسے شخص کو شہزادۂ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المومنین کیسے تسلیم کر لیتے۔ اس لئے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فرض تھا کہ یزید ناپاک کی بیعت سے انکار فرما کر دین اسلام کی حفاظت کے لئے اپنی قربانی دیں (ملخصاً) (تکمیل الایمان، ص ۷۸)

اور اسی طرح حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی لکھا ہے۔ (شرح عقائد، ص ۱۱۰)

حدیث شریف ملاحظہ فرمایئے:

جلیل القدر محدث حضرت علامہ علی قاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ بعض جاہل جو کہتے ہیں کہ امام حسین نے یزید سے بغاوت کی تو یہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک باطل ہے اور اس طرح کی بولی خارجیوں، یزیدیوں کی گڑھی ہوئی خرافات ہے جو اہلسنت و جماعت سے خارج ہیں۔ (شرح فقہ اکبر، ص ۸۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اِمَارَۃِ الصِّبْیَانِ قَالُوْا وَمَا اِمَارَۃُ الصِّبْیَانِ، قَالَ اِنْ اَطَعْتُمُوْھُمْ ھَلَکْتُمْ اَیْ فِیْ دِیْنِکُمْ وَاِنْ عَصَیْتُمُوْھُمْ اَھْلَکُوْکُمْ اَیْ فِیْ دُنْیَاکُمْ بِاِزْھَاقِ النَّفْسِ اَوْ بِاِذْھَابِ الْمَالِ اَوْ بِھِمَا (فتح الباری، ج ۱۳، ص ۸)

میں لڑکوں کی امارت (حکومت) سے پناہ مانگتا ہوں، صحابہ نے عرض کیا لڑکوں کی امارت کیسی ہوگی؟ فرمایا اگر تم ان کی اطاعت کرو گے تو (دین کے معاملے میں) ہلاک ہو جاؤ گے اور اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں (تمہاری دنیا کے بارے میں) جان لے کر یا مال لیکر یا دونوں لے کر ہلاک کر دیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا ہے فرمایا:

یَکُوْنُ خَلْفٌ مِّنْ بَعْدِ سِتِّیْنَ سَنَۃً اَضَاعُوا الصَّلٰوۃَ وَاتَّبَعُوا الشَّھَوَاتِ فَسَوْفَ یَلْقَوْنَ غَیًّا۔

(البدایہ والنہایہ ج ۸، ص ۲۳۰)

وہ ناخلف ساٹھ ہجری کے بعد ہوں گے جو نمازوں کو ضائع کریں گے اور شہوات کی پیروی کریں گے تو وہ عنقریب غی (جہنم کی ایک خطرناک وادی) میں ڈالے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ سَنَۃِ سِتِّیْنَ وَمِنْ اِمَارَۃِ الصِّبْیَانِ ۔

ساٹھ ہجری کے سال اور لڑکوں کی امارت و حکومت سے اللہ کی پناہ مانگو۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸، ص ۲۳۰)

اے ایمان والو! ان احادیث سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ ان بدعقل اور ظالم لڑکوں کی حکومت و امارت سنہ ۶۰ھ سے شروع ہوگی اور یزید ناپاک سنہ ۶۰ھ ہی میں تخت نشین ہوا اور ان آوارہ لڑکوں کی حکومت و امارت کا یہ عالم ہوگا کہ جو شخص ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرے گا اس کا دین تباہ و برباد ہو جائے گا اور جو شخص ان کی اطاعت نہیں کرے گا تو اس کے جان و مال کی تباہی ہوگی۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:

اے کعب بن عجرہ! میں تجھ کو بے عقلوں کی حکومت سے اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم) وہ بے عقلوں کی حکومت کیا ہے؟ فرمایا عنقریب ایسے ایسے امراء ہوں گے کہ بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور عمل کریں گے تو ظلم کریں گے۔

فَمَنْ جَاءَ هُمْ فَصَدَّقَهُمْ بِكَذِبِهِمْ وَاَعَانَهُمْ عَلٰى ظُلْمِهِمْ فَلَيْسَ مِنِّيْ اِلٰى اٰخِر الحديث...... (کنزالعمال، ج۵، ص۷۷۷)

پس جوان کے پاس آ کران کے جھوٹ کی تصدیق کرے گا اوران کے ظلم پران کی مدد کرے گا تو وہ شخص مجھ سے نہیں اور میں اس سے نہیں۔

(اورپھر یہ فرمایا) اور نہ وہ شخص کل (قیامت کے دن) میرے حوض کوثر پرآ سکے گا۔

اے ایمان والو! حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کردہ حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ ظالم اور جھوٹے امیر و حاکم کی اطاعت و پیروی کرنے سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

اور یزید ناپاک کی بدکرداریاں اوراس کا جھوٹ وظلم ظاہر ہو چکا تھا جس کی وجہ سے شہزادۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے اس کی بیعت واطاعت سے انکار فرض تھا اور یہ بھی معلوم تھا کہ یزید ناپاک کی بیعت سے انکار کا نتیجہ آسان نہ ہوگا اوراس انکار کے نتیجے میں عدل وانصاف کے بادشاہ نے گھر، کنبہ، احباب سب کو قربان کیا اور خود بھی قربان ہو گئے لیکن امت کا سودا نہیں کیا بلکہ یزید ناپاک کی خباثت وپلیدی سے امت کو بچالیا اور عدل وانصاف کا پرچم بلند فرمایا اور ثابت کردیا کہ یزید ناپاک وظالم ہے امیر المومنین نہیں ہے۔

کتب احادیث میں سب سے مستند کتاب صحیح بخاری شریف میں ایک باب ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ هَلَاكُ اُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ اُغَيْلِمَةٍ سُفَهَاءَ۔

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول کہ میری امت کی ہلاکت بے عقل (آوارہ) لڑکوں کے ہاتھ سے ہوگی۔

اوراسی باب میں یہ حدیث ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: هَلَكَةُ اُمَّتِيْ عَلٰى يَدَيْ غِلْمَةٍ مِنْ قُرَيْشٍ فَقَالَ مَرْوَانُ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ غِلْمَةً ۔ کہ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند (آوارہ) لڑکوں کے ہاتھوں سے ہوگی تو یہ (سن کر) مروان نے کہا ان لڑکوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

فَقَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ لَوْ شِئْتُ اَنْ اَقُوْلَ بَنِيْ فُلَانٍ وَبَنِيْ فُلَانٍ لَفَعَلْتُ ۔ تو ابو ہریرہ نے فرمایا اگر میں چاہوں تو بتادوں کہ فلاں ابن فلاں اور فلاں ابن فلاں ہیں۔ (بخاری شریف، ج۲، ص۱۰۴۷)

اسی حدیث بخاری کی شرح میں جلیل القدر محدث علامہ حافظ امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ترجمہ حدیث: میں کہتا ہوں کہ صبی اور غلیم (لڑکا) کا لفظ تصغیر کے ساتھ اس پر بھی بولا جاتا ہے جو عقل و تدبیر اور دین میں کمزور اور ضعیف ہو۔ اگر چہ وہ جوان ہو اور یہاں یہی مراد ہے۔ کیونکہ خلفاء بنو امیہ میں کوئی ایسا نہ تھا جو عمر کے لحاظ سے نابالغ ہوتا۔ (شرح بخاری، فتح الباری، ج ۱۳، ص ۷)

یزید ناپاک کے حامیوں سے سوال

قریش کے وہ چھوکرے جنہوں نے امت کے اتفاق و اتحاد کا شیرازہ بکھیر دیا اور امت کی ہلاکت و بربادی کا سبب بنے وہ آوارہ لڑکے کون تھے؟ (جن کی حکومت تھی) اگر معلوم نہیں ہے تو یزید کی طرفداری سے توبہ کرلو اور غیب کی خبر بتانے والے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ملاحظہ ہو۔

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا يَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِيْ قَائِمًا بِالْقِسْطِ حَتّٰى يَكُوْنَ اَوَّلُ مَنْ يَّثْلِمُهٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ يُقَالُ لَهٗ يَزِيْدُ۔

میری امت کا امر (حکومت) عدل کے ساتھ قائم رہے گا یہاں تک کہ پہلا شخص جو اسے تباہ کرے گا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا (یعنی اس کا نام یزید ہوگا) (البدایہ والنہایہ ج ۸، ص ۲۳۱، صواعق محرقہ، ص ۲۱۹)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنا

يَقُوْلُ مَنْ يُّبَدِّلُ سُنَّتِيْ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ اُمَيَّةَ يُقَالُ يَزِيْدُ۔

فرماتے ہیں کہ پہلا وہ شخص جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنی امیہ میں سے ہوگا جس کو یزید کہا جائے گا (یعنی اس کا نام یزید ہوگا) (صواعق محرقہ، ص ۲۱۹)

مشہور محدث حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی ابن ابی شیبہ کی روایت نقل فرماتے ہیں۔

کہ مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بازار میں چلتے ہوئے یعنی (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ) عرض کرتے تھے کہ اَللّٰهُمَّ لَا تُدْرِكْنِيْ سَنَةُ سِتِّيْنَ وَلَا اِمَارَةُ الصِّبْيَانِ۔

اے اللہ مجھے ساٹھ (ہجری) کا سال اور (آوارہ) لڑکوں کی امارت و حکومت نہ دے یعنی اس سے پہلے مجھے موت دیدے۔ (فتح الباری، ج ۱۳، ص ۸)

علامہ ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ۶۰ھ میں آوارہ لڑکوں کی حکومت سے پناہ مانگنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم تھا اسی لئے وہ دعا کیا کرتے تھے کہ

یااللہ! میں ۶۰ھ کی ابتدا اور (آوارہ) لڑکوں کی حکومت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی اور ان کو ۵۹ھ میں موت دیدی اور ۶۰ھ میں امیر معاویہ کا وصال ہوا اور یزید کی حکومت ہوئی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے کہ ۶۰ھ میں یزید کی حکومت ہوگی اور یزید کے ناپسندیدہ حالات کو صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بتانے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جانتے تھے۔ اسی وجہ سے انہوں نے اس سال سے اللہ کی پناہ طلب کی۔ (اسواعق المحرقۃ، ص ۲۱۹)

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

حدیث سے ظاہر ہے کہ ان لڑکوں میں پہلا لڑکا ساٹھ ہجری میں ہوگا۔ چنانچہ وہی ہوا کیونکہ یزید بن معاویہ ساٹھ ہجری ہی میں خلیفہ بنا اور چونسٹھ ہجری تک باقی رہا پھر مر گیا۔ (فتح الباری، ج ۱۳، ص ۸)

یہی امام دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ کہ ان (آوارہ) لڑکوں میں پہلا یزید ہے کیونکہ یزید (اپنی حکومت میں) اکثر حالات میں بزرگوں کو بڑے بڑے شہروں کی حکومت سے ہٹا کر ان کی جگہ اپنے رشتہ داروں میں سے نوعمر لڑکوں کو (عہدوں) پر مقرر کرتا تھا۔ (فتح الباری، ج ۱۳، ص ۸)

علامہ بدرالدین عینی اور علامہ کرمانی نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۰۸ وحاشیہ بخاری شریف میں اسی طرح نقل کیا ہے ان (آوارہ) لڑکوں میں سے پہلا یزید ہے۔

اور امام علامہ علی قاری نے مرقاۃ اور شرح شفا، ج ۱، ص ۶۹۳ میں اسی طرح فرمایا ہے کہ حدیث شریف میں جو (آوارہ) لڑکوں کی حکومت فرمایا گیا ہے اس سے مراد یزید بن معاویہ ہے جس نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قتل کرایا اور مدینہ منورہ کی حرمت کو پامال کیا اور اپنے لشکر کے واسطے مدینہ منورہ کی پاکباز عورتوں کے ساتھ زنا تین دن کے لئے جائز کر دیا۔

عاشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان لڑکوں کو ان کے ناموں اور ان کی شکل وصورت کو پہچانتے تھے مگر ڈر اور فساد کی وجہ سے ان کا نام ظاہر نہیں کرتے تھے اور مراد یزید بن معاویہ اور ابن زیاد اور دوسرے نوجوان ہیں۔

اور پھر ایک جگہ فرماتے ہیں کہ قبیلہ ثقیف میں ظالم حجاج بن یوسف ہوا جس نے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو قید کر کے قتل کیا۔ اور بنی حنیفہ میں مسیلمہ کذاب ہوا جس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور بنی امیہ میں یزید اور ابن زیاد جیسے ظالم ہوئے جنہوں نے نواسہ رسول حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا اور ابن زیاد نے جو کچھ بھی کیا

یزید کے حکم اور اس کی رضا سے کیا۔ (اشعۃ اللمعات ج ۴، ص ۶۲۳)

غوث الاغواث، فرد الافراد، قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ جس بزرگ امام کے مقلد ہیں وہ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید ناپاک کو کافر کہتے ہیں اور اس پر لعنت بھیجنا جائز رکھتے ہیں۔ چنانچہ آپ کے صاحبزادے حضرت صالح نے یزید ناپاک سے دوستی رکھنے یا اس پر لعنت کرنے کے بارے میں پوچھا تو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

يَا بُنَيَّ وَهَلْ يَتَوَلّٰى يَزِيْدَ اَحَدٌ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَلِمَ لَا اَلْعَنُ۔

اے میرے بیٹے۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والا ایسا ہوگا جو یزید سے دوستی رکھے اور میں اس پر کیوں نہ لعنت کروں۔ (الصواعق المحرقہ، ص ۲۲۲)

اور آگے وجہ بھی لکھی ہے جس کا جی چاہے کتاب کا مطالعہ کرلے۔

اے ایمان والو! میرے پیر، پیران پیر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امام حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے ظاہر ہوگیا کہ کوئی مومن یزید سے دوستی نہیں رکھے گا بلکہ اس خبیث، پلید یزید ناپاک پر لعنت بھیجے گا۔

حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ امام ابن ہمام کا قول نقل فرماتے ہیں کہ امام ابن ہمام نے فرمایا بعض نے یزید ناپاک کو کافر کہا۔ اس لئے کہ اس سے ایسی باتیں ظاہر ہوئیں جو یزید کے کفر پر دلالت کرتی ہیں۔ مثلاً شراب کو حلال کرنا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے قتل کے بعد یہ کہنا کہ میں نے (ان سے) بدلہ لیا ہے اپنے بزرگوں اور سرداروں کے قتل کا جو انہوں نے (میدان) بدر میں کئے تھے۔ یا ایسی ہی اور باتیں شاید اسی وجہ سے امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یزید کو کافر کہتے ہیں کہ ان کے نزدیک اس کی اس بات کی نقل ثابت ہوگی۔ (شرح فقہ اکبر، ص ۸۸)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

یزید ناپاک گمراہ اور گمراہ گر تھا اور گمراہی کی طرف بلانے والا شام میں یزید تھا اور عراق میں مختار تھا۔

(حجۃ اللہ البالغہ ج ۲، ص ۲۱۴)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اقوال اور ائمہ کرام و محدثین عظام کے فرمودات جو کتابوں میں موجود ہیں اس سے ثابت ہوگیا کہ یزید ناپاک سنت کو بدلنے والا بے عقل، جھوٹا، ظالم تھا۔ مزید اطمینان ویقین کے لئے حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت امام بخاری نے صحیح بخاری، ج ۲، ص ۱۰۴۶، اور حضرت امام حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے البدایہ والنہایہ، جلد ۸، ص ۲۳۱ پر اور حضرت حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فتح الباری، جلد ۱۳، ص ۷ پر اور علامہ امام ابن حجر ہیتمی مکی نے الصواعق المحرقہ، ص ۲۱۹ پر اور علامہ علی متقی نے کنز العمال، ج ۶، ص ۳۵ پر۔ اور علامہ بدر الدین عینی اور علامہ کرمانی علیہما الرحمہ نے عمدۃ القاری شرح بخاری، ص ۸۰ پر۔ حضرت امام علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ اور شرح شفا شریف، ج ۱، ص ۶۹۳ اور شرح فقہ اکبر، ص ۸۸ پر علامہ علی ابن احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سراج منیر، شرح جامع صغیر، ج ۳، ص ۲۹۶ پر علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح عقائد، ص ۱۰۲ پر اور حضرت علامہ شیخ محمد بن علی الصبان نے اسعاف الراغبین، ص ۲۱۰ پر امام احمد قسطلانی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الساوی، ج ۵، ص ۱۰۱ پر اور علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تاریخ الخلفاء، ص ۸۰ پر اور صاحب روحانیت بزرگ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مثنوی شریف میں اور شافعیوں کے بزرگ امام وفقیہ حضرت علامہ الکیا الہراسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیوۃ الحیوان، ج ۲، ص ۲۳۵ پر۔ عاشق مدینہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تکمیل الایمان، ص ۹۷ اور اشعۃ اللمعات، ج ۲، ص ۶۲۳ پر اور امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکتوبات شریف، ص ۵۴ پر اور مولانا عبد الحی لکھنوی، مجموع الفتاویٰ، ج ۳، ص ۸ پر اور حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سر الشہادتین، ص ۱۲، اور فتاویٰ عزیزیہ، ج ۱، ص ۲۵۲ پر۔ اور حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی لکھی ہوئی مثنوی ص ۶ پر اور خاتم المحققین مفتی بغداد علامہ ابو الفضل شہاب الدین آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر روح المعانی، ج ۲۶، ص ۶۶ پر اور حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تفسیر مظہری، ج ۵، ص ۲۱ پر اور علامہ امام یوسف بن اسماعیل نبہانی الشرف المؤبد ص ۳۹ پر اور علامہ ابن خلدون مقدمہ ابن خلدون ص ۱۸۰ پر لکھا کہ یزید ناپاک، فاسق وفاجر اور شرابی وظالم تھا۔

اے ایمان والے بھائیو! بزرگوں کے اقوال وبیانات سے اچھی طرح واضح اور ثابت ہو گیا کہ یزید کیسا تھا اور اس نے کیسے کیسے ظلم وگناہ کیے ہیں اس کے بعد بھی کوئی بدعقیدہ شخص یزید ناپاک کو امیر المومنین کہتا ہے اور اس کی تعریف وتوصیف کرتا ہے تو وہ ظالم اور جھوٹا ہے اور اس کا حشر بھی یزید ناپاک کے ساتھ ہی ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اب آخر میں ہم امام اہلسنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحریر پیش کرتے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ یزید پلید باجماع اہلسنت فاسق وفاجر اور گناہ کبیرہ کا مرتکب تھا اس پر ائمہ اہلسنت کا اتفاق ہے۔ صرف اس کی تکفیر ولعن میں اختلاف ہے فرمایا:

امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے متبعین و موافقین اسے کافر کہتے ہیں۔ شک نہیں کہ یزید نے والی ملک ہوکر زمین میں فساد پھیلایا۔ حرمین طیبین اور خود کعبہ معظمہ اور روضہ طیبہ کی سخت بے حرمتیاں کیں۔ مسجد کریم میں گھوڑے باندھے ان کی لید اور پیشاب منبر اطہر پر پڑے۔ تین دن تک مسجد نبوی شریف میں اذان ونماز نہیں ہونے دی۔ مکہ مدینہ وحجاز میں ہزاروں صحابہ وتابعین کو بے گناہ شہید کیا۔ کعبہ معظمہ پر پتھر برسائے۔ اور غلاف کعبہ کو پھاڑ اور جلایا۔ مدینہ منورہ کی پاک دامن پارسائیں یعنی عورتوں کو تین دن اور تین راتیں اپنے خبیث لشکر پر حلال کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جگر کے ٹکڑے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین دن بھوکا، پیاسا رکھ کر مع ساتھیوں کے تیغ ظلم سے ذبح کیا۔

اور پیارے مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گود کے پالے ہوئے تن نازنین پر شہادت کے بعد گھوڑے دوڑائے گئے کہ تمام ہڈیاں چور چور ہوگئیں۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر انور جو محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بوسہ گاہ تھا۔ کاٹ کر نیزہ پر چڑھایا اور جگہ جگہ پھرایا۔ حرم محترم مخدرات مشکوئے رسالت یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بیٹیوں کو قید کیا گیا اور بے ادبی کے ساتھ اس خبیث، یزید ناپاک کے دربار میں لایا گیا۔ اس سے بڑھ کر قطع رحم اور زمین میں فساد کیا ہوگا۔ ملعون ہے وہ جو ان ملعون حرکات کو فسق وفجور نہ جانے۔ قرآن کریم میں صراحۃً اس پر لعنهم الله فرمایا۔ لہٰذا امام احمد بن حنبل اور ان کے موافقین اس پر لعنت فرماتے ہیں اور ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ لعن وتکفیر سے احتیاطاً سکوت کرتے ہیں کہ اس سے فسق وفجور متواتر ہیں کفر متواتر نہیں مگر اس کے فسق وفجور سے انکار کرنا اور امام مظلوم پر الزام رکھنا ضروریات مذہب اہلسنت کے خلاف ہے۔ اور ضلال وبد مذہبی صاف ہے۔ ملخصاً (فتاویٰ رضویہ شریف، ج ۶، ص ۱۰۷۔۱۰۸)

اے ایمان والو! یزید ناپاک کے متعلق مخالف اہلسنت کے گروہ کے علماء کے اقوال وبیانات بھی ملاحظہ فرمایئے دیوبندی اور تبلیغی جماعت کے بڑے مولانا مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ یزید فاسق تھا اور فاسق کی ولایت مختلف فیہ ہے۔ (امداد الفتاویٰ، ج ۵، ص ۵۱)

اور دیوبندیوں کے پیر ومرشد مولوی رشید احمد گنگوہی تحریر کرتے ہیں۔

کہ بعض ائمہ نے جو یزید کی نسبت کفر سے کف لسان کیا ہے وہ احتیاط ہے کیوں کہ قتل حسین کو حلال جاننا کفر ہے مگر یہ امر کہ یزید قتل کو حلال جانتا تھا محقق نہیں لہٰذا کافر کہنے سے احتیاط کرے مگر (یزید) فاسق بے شک تھا۔ (فتاویٰ رشیدیہ، ص ۷)

دیوبندی جماعت کے مستند مولانا مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

بعض کے نزدیک یزید کافر ہوگیا اور بعض کے نزدیک اس کا کفر متحقق نہ ہوا بلکہ اس کا پہلا اسلام فسق کے ساتھ مخلوط ہوگیا اگر امام حسین نے اس کو کافر سمجھا تو اس پر خروج کرنے میں کیا غلطی کی؟ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کو یہی بات پسند آئی۔ (مکتوبات شیخ الاسلام، ج ۱، ص ۲۵۸)

دیوبندی جماعت کے ایک بڑے مولوی صاحب، مولوی محمد طیب، سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

بہر حال یزید کے فسق و فجور پر جبکہ صحابہ کرام سب کے سب ہی متفق ہیں خواہ مبائعین ہوں یا قائمین۔ پھر ائمہ مجتہدین بھی متفق ہیں اور ان کے بعد کے علمائے راسخین، محدثین، فقہاء مثل علامہ قسطلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ ہیثمی۔ علامہ ابن جوزی علامہ سعد الدین تفتازانی، محقق ابن ہمام، حافظ ابن کثیر۔ علامہ الکیاء الہراسی جیسے محققین یزید کے فسق پر علمائے سلف کا اتفاق نقل کر رہے ہیں اور خود بھی اسی کے قائل ہیں تو اس سے زیادہ یزید کے فسق (یعنی گندہ و ناپاک) کے متفق ہونے کی شہادت اور کیا ہو سکتی ہے؟ (شہید کربلا اور یزید، ص ۱۵۴)

غیر مقلدوں کے امام یعنی اہل حدیث کہلانے والوں کے پیشوا نواب صدیق حسن خان صاحب بھوپالی کہتے ہیں مقریزی نے خطط میں ذکر کیا ہے کہ جب حسین مارے گئے آسمان رویا اور زہری نے کہا کہ ہم کو یہ بات پہونچی ہے کہ جس دن قتل حسین ہوا کوئی پتھر بیت المقدس میں کا نہیں اٹھایا گیا لیکن اس کے نیچے سے تازہ سرخ خون نکلا اور دنیا میں تین دن تک تاریکی رہی اور لکھتے ہیں کہ زہری نے کہا کہ قاتلان حسین میں سے کوئی شخص نہیں بچا لیکن آخرت سے پہلے دنیا ہی میں سزا پایا تو مارا گیا یا روسیاہ ہوگیا۔ (تحریف البشر بذکر الائمۃ الاثنی عشر، ص ۳۹)

جماعت اسلامی کے بانی و امیر ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں۔

کہ یزید کے دور میں تین ایسے واقعات ہوئے جنہوں نے پوری دنیائے اسلام کو لرزہ براندام کر دیا۔

پہلا واقعہ سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے۔ مودودی صاحب حافظ ابن کثیر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ قتل حسین پر یزید نے ابن زیاد کو نہ کوئی سزا دی نہ اسے معزول کیا نہ اسے ملامت ہی کا کوئی خط لکھا۔ یزید میں اگر انسانی شرافت کی بھی کوئی رمق ہوتی تو وہ سوچتا کہ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کے پورے خاندان پر کیا احسان کیا تھا اور اس کی حکومت نے ان کے نواسے کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ (اسی طرح جماعت اسلامی کے امیر مودودی صاحب نے قدرے تفصیل کے ساتھ یزید کے ظلم و ستم کو بیان کیا ہے اور یزید کو ظالم اور غدار ثابت کیا ہے) (امام پاک اور یزید پلید، ص ۱۱۵)

آج کل کچھ دیوبندی اور غیر مقلدین یزید ناپاک کو نیک وصالح اور جنتی کہتے اور لکھتے ہیں جب کہ ان کے بزرگوں نے بھی یزید کو فاسق وفاجر اور ظالم لکھا ہے جیسا کہ اوپر گزرا۔

حدیث قسطنطنیہ اور یزید ناپاک

یزید ناپاک کی حمایت ووفاداری میں جو لوگ بخاری شریف کی حدیث سے یزید پلید کا جنتی ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں محض باطل اور جھوٹ ہے۔ الامان والحفیظ

حدیث شریف:۔ اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَۃَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ (بخاری شریف، ج۱، ص۴۱۰)
میری امت کا پہلا لشکر جو قیصر کے شہر میں جنگ کرے گا وہ بخشا ہوا ہے۔

صحیح بخاری کی اس حدیث میں مطلقاً نہیں فرمایا گیا کہ جتنے لوگ بھی قیصر کے شہر میں غزوہ کریں گے ان سب کے لئے بخشش ہے۔ بلکہ ہمارے پیارے رسول غیب داں آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم میں تھا کہ میرے اہل بیت کا دشمن اور میرے بیٹے امام حسین کا قاتل یزید ناپاک۔ پہلا لشکر جو قیصر کے شہر قسطنطنیہ پر حملہ کرے گا اس پہلے لشکر میں شامل نہیں ہوگا اس لئے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مغفرت و بخشش کا انعام ان کے لئے رکھا جو اَوَّلُ جَیْشٍ مِنْ اُمَّتِیْ فرما کر پہلے لشکر میں جو لوگ شریک ہوں گے ان کے لئے خاص فرمادیا اور اس پہلے لشکر میں یزید شریک ہی نہیں تھا ملاحظہ فرمایئے۔ علامہ ابن اثیر فرماتے ہیں۔

اور اسی سال ۴۹ھ میں اور کہا گیا ہے کہ ۵۰ھ میں حضرت معاویہ نے ایک لشکر جرار بلاد روم کی طرف بھیجا اور اس پر حضرت سفیان بن عوف کو امیر بنایا اور اپنے بیٹے یزید کو ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہونے کا حکم دیا تو یزید بیمار ہا اور حیلے بہانے شروع کئے تو امیر معاویہ اس کے بھیجنے سے رک گئے۔ (ابن اثیر ج۳، ص۱۸۸)

علامہ ابن اثیر کی اس روایت سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو پہلا لشکر قیصر روم پر بھیجا اس لشکر میں یزید شامل ہی نہیں تھا۔

امام المحدثین علامہ امام بدر الدین عینی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر یہ بات مان بھی لی جائے کہ یزید نے سب سے پہلے قیصر کے شہر قسطنطنیہ میں جنگ کی ہے تو میں کہتا ہوں کہ وہ کون سی منقبت ہے جو یزید کے لئے ثابت ہوگی جبکہ اس کا حال خوب مشہور ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس لشکر کے حق میں مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ فرمایا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس عموم میں یزید کے داخل ہونے سے یہ

لازم نہیں آتا کہ وہ کسی دوسری دلیل سے اس سے خارج بھی نہ ہو سکے کیوں کہ اس میں تو اہل علم کا کوئی اختلاف ہی نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قول مَغْفُوْرٌ لَّهُمْ میں وہی داخل ہیں جو مغفرت کے اہل ہیں، حتی کہ اگر ان غزوہ کرنے والوں میں سے کوئی مرتد ہو جاتا تو وہ یقیناً اس بشارت کے عموم میں داخل نہ ہوتا۔

پس یہ صاف طور سے ثابت ہو جاتا ہے کہ مغفرت سے مراد یہ ہے کہ جس کے واسطے مغفرت کی شرط پائی جائے اس کے واسطے مغفرت ہے (عمدۃ القاری شرح بخاری، ج ۶، ص ۱۳۹)

قریب ایسا ہی علامہ امام قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الساری شرح بخاری، ج ۵، ص ۱۰۱ پر اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح الباری شرح بخاری، ج ۶، ص ۶۵ پر اور علامہ شیخ علی ابن الشیخ احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سراج منیر شرح جامع صغیر ج ۲، ص ۷۹ پر لکھتے ہیں۔ ثابت ہو گیا کہ یزید ہرگز ہرگز حدیث بخاری میں جو بشارت دی گئی ہے اس کا مستحق نہیں ہے۔

اے ایمان والو! بے شک ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہر قول اور ہر حدیث حق اور سچ ہے مگر اس میں شرائط کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے جیسے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، دعاء مانگو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا مگر شرط یہ ہے کہ جھوٹ اور حرام روزی سے بچو گے تو دعاء قبول ہوگی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا نماز پڑھو مگر اس شرط کے ساتھ کہ کامل طہارت اور وضو کر لو ورنہ نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح حج و روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمال کے لئے شرائط ہیں کہ اگر ایسا کرو گے تو مقبول ہوں گے۔

جیسے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَدْ دَخَلَ الْجَنَّةَ (صحیح شریف) کہ جس شخص نے کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا وہ جنتی ہو گیا۔

بیشک میرے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان سچ اور بہت ہی سچ ہے۔ لیکن یزید ناپاک کو جنتی کہنے والے یزیدی حضرات سے پوچھنا چاہتے کہ ایک شخص ہے جو تقدیر کو، فرشتوں کو، انبیائے سابقین کو، مرنے کے بعد زندہ ہونے کو، قبر کے سوال و جواب کو، قیامت کے دن حساب و کتاب کو، جنت و دوزخ کو اور جو امور ضروریات دین ہیں ان کو نہیں مانتا ہے یا ان میں سے کسی ایک امر ضروری کو نہیں مانتا ہے اور نہ ہی اس پر ایمان رکھتا ہے اور اس شخص کا حال یہ ہے کہ صبح سے شام تک بے شمار مرتبہ کلمہ شریف پڑھتا رہتا ہے تو کیا وہ شخص کلمہ پڑھنے کی بنیاد پر جنتی ہے۔ اے یزیدی گروہ کے لوگو! ہمت ہے تو کہہ دو کہ وہ شخص جنتی ہے اس لئے کہ وہ کلمہ پڑھتا ہے چاہے وہ ضروریات دین کا انکار کرتا ہو، مر جاؤ گے مگر اس شخص کو جنتی ثابت نہیں کر سکتے ہو۔

اسی طرح یزید ناپاک کا حال ہے۔ جیسا کہ ائمہ کرام، محدثین عظام اور بزرگوں کے اقوال وبیانات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ یزید ناپاک قسطنطنیہ والی حدیث شریف کی بشارت سے محروم ہے اور اپنے بُرے کردار اور گندے افعال کے سبب۔

یزید پلید، فاسق وفاجر، ظالم وقاتل اور مستحق عذاب نار ہے۔

اہل بیت پاک سے گستاخیاں بے باکیاں؟
لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ دشمنان اہل بیت

بے ادب گستاخ فرقہ کو سنا دے اے حسن
یوں بیاں کرتے ہیں سنی داستان اہل بیت

انسان کو بیدار تو ہو لینے دو
ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسین

دس محرم کے مشہور واقعات

اسلام کا پہلا مہینہ محرم شریف ہے۔ اس ماہ میں جنگ وجدال حرام ہے اور اس ماہ میں عاشورہ کا دن بہت بزرگ ہے یعنی دسویں محرم کا دن۔

دس محرم کو یہ واقعات رونما ہوئے۔

۱) حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔
۲) حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے باہر آئے۔
۳) حضرت نوح علیہ السلام کشتی سے سلامتی کے ساتھ اُترے۔
۴) حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پیدا ہوئے۔
۵) حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے (نظم الدرر شرح جامع [illegible] ص ۳۴)
۶) حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آگ گلزار ہوئی۔
۷) حضرت ایوب علیہ السلام نے مرض سے شفا پائی۔
۸) حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی واپس آئی۔

۹) حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے نکلے۔

۱۰) حضرت سلیمان علیہ السلام کو بادشاہی ملی۔

۱۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جادوگروں پر غالب آئے۔ (عجائب المخلوقات ص ۴۴)

۱۲) حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے۔

۱۳) قیامت اسی دن آئے گی۔

۱۴) پہلی بارش آسمانوں سے نازل ہوئی (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۵۳)

عاشورا کے دن نیک کام

اے ایمان والو! یوم عاشورہ یعنی دس محرم ایک بزرگ دن ہے۔ اس میں نیک کاموں کے بڑے اجر وثواب ہیں کچھ نیک کاموں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ہمارے مرشد اعظم حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

۱) دس محرم شریف کے دن کسی یتیم کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنا بڑا اجر وثواب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ مَسَحَ بِيَدِهٖ عَلٰى رَأْسِ يَتِيْمٍ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ رَفَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ بِكُلِّ شَعْرَةٍ عَلٰى رَأْسِهٖ دَرَجَةً فِي الْجَنَّةِ ۔ (غنیۃ الطالبین، ج ۲، ص ۵۳)

جو شخص عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے یتیم کے سر کے ہر بال کے بدلے ایک درجہ جنت میں بلند فرمائے گا۔

اے ایمان والو! یتیم سے محبت کرنا اور اس کو کھلانا پلانا بڑا ثواب ہے۔ یتیم کی دعا سے بلا ومصیبت دور ہو جاتی ہے اور روزی بڑھا دی جاتی ہے۔

۲) ہمارے پیارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ محبوب خدا پیارے مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَنِ اغْتَسَلَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ يَمْرَضْ مَرَضًا إِلَّا مَرَضَ الْمَوْتِ ○ (غنیۃ الطالبین، ج ۲، ص ۵۳)

جو شخص عاشوراء کے دن غسل کرے تو کسی مرض میں مبتلا نہ ہوگا سوائے مرض موت کے۔

۳) دس محرم شریف کے دن گناہوں اور خطاؤں سے توبہ کثرت سے کرنا چاہئے کہ اس دن توبہ جلدی قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرماتا ہے۔

اپنی قوم کو حکم دو کہ وہ دسویں محرم کو میری بارگاہ میں توبہ کریں اور جب دسویں محرم کا دن ہو تو میری طرف رجوع کریں۔ اَغْفِرْ لَهُمْ ۔ میں ان سب کی مغفرت فرماؤں گا۔ (فیض القدیر شرح جامع صغیر، ج ۲، ص ۳۴)

۴) دس محرم شریف کے دن آنکھوں میں سرمہ ڈالنا، آنکھوں کی تمام بیماریوں کے لئے شفا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص عاشوراء کے دن اثمد کا سرمہ لگائے۔

لَمْ تَرْمَدْ عَيْنُهُ اَبَدًا۔ (بیہقی) تو اس کی آنکھ کبھی بھی نہ دکھے گی۔

موضوعات الکبیر میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ دس محرم کے دن آنکھوں میں سرمہ لگانا خوشی کے اظہار کے لئے نہیں ہونا چاہئے کیوں کہ دس محرم شریف کی خوشی منانا خارجیوں کا فعل ہے بلکہ حدیث شریف پر عمل کرنے کے لئے آنکھوں میں سرمہ ڈالنا چاہئے۔

۵) دس محرم کے دن اپنے اہل و عیال کے واسطے گھر میں وسیع پیمانے پر کھانے کا انتظام کرنا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ دس محرم کی برکت سے پورے سال وسعت و برکت عطا فرمائے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اعظم رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عاشورہ کے دن اپنے اہل و عیال پر نفقہ میں وسعت کرے یعنی خوب زیادہ خرچ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس پر پورے سال وسعت فرمائے گا۔

قَالَ سُفْيَانُ اِنَّا قَدْ جَرَّبْنَاهُ فَوَجَدْنَا كَذَالِكَ۔ (بیہقی، مشکوٰۃ، ص ۱۷۰)

حضرت سفیان ثوری نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا (یعنی روزی میں خوب برکت پایا)

میرے پیارے پیران پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس سال اس کا تجربہ کیا تو وسعت و برکت ہی دیکھی۔ (غنیۃ الطالبین، ج ۲، ص ۵۴)

۶) اے ایمان والو! اسی طرح علامہ مناوی فیض القدیر، ج ۶، ص ۲۳۶ پر لکھتے ہیں کہ حضرت جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کا تجربہ کیا تو اس کو صحیح پایا اور حضرت ابن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے پچاس ساٹھ سال اس کا تجربہ کیا تو روزی میں وسعت و برکت ہی پائی۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ

دس محرم شریف کو خوب زیادہ کھانا پکانا چاہئے اور کھلانا چاہئے۔

پیروں کے پیر ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ عاشوراء کے دن لوگوں کو پانی پلانا بہت بڑا ثواب ہے (اب اگر کوئی شخص دودھ پلائے تو اس کا ثواب کتنا زیادہ ہوگا)

ہمارے پیارے سرکار نبی معظم رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وَمَنْ سَقٰى شَرْبَةً مِّنْ مَّآءٍ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ فَكَاَنَّمَا لَمْ يَعْصِ اللّٰهَ طَرْفَةَ عَيْنٍ (غنیۃ الطالبین، ج ۲، ص ۵۴)

جو عاشورہ کے دن پانی پلائے تو گویا اس نے تھوڑی دیر کے لئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کی (یعنی اس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا کام کیا)

دس محرم کا روزہ رکھنا بڑا ثواب ہے

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے عاشورہ کے دن خود بھی روزہ رکھا اور اپنے غلاموں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا

صُوْمُوْا يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ يَوْمٌ كَانَتِ الْاَنْبِيَاءُ تَصُوْمُهٗ (جامع صغیر، ج ۲، ص ۲۱۵)

فرمایا! عاشورہ کے دن روزہ رکھو۔ اس دن انبیائے کرام روزہ رکھتے تھے۔

اس حدیث شریف کے تحت علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عاشورہ کے دن یعنی دس محرم شریف کی فضیلت بہت بڑی ہے اور اس کی حرمت و بزرگی قدیم زمانہ سے چلی آرہی ہے۔ ابن رجب نے فرمایا کہ دس محرم شریف کے دن حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام نے روزہ رکھا ہے۔ (فیض القدیر، ج ۴، ص ۲۱۵)

رمضان کے بعد سب سے افضل روزہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول رحمت و برکت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: رمضان شریف کے بعد افضل روزہ اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم شریف میں عاشورہ کا روزہ ہے۔ اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز یعنی تہجد کی نماز ہے۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۷۸)

اے ایمان والو! یوم عاشورہ یعنی دس محرم شریف بڑا عظیم دن ہے اس دن کا روزہ رمضان شریف کے بعد سب سے افضل روزہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اس عظیم اور برکت و رحمت والے دن تمام کھیل تماشوں کی غلط رسموں سے بچائے۔

اور دس محرم شریف کے برکت والے دن ادب و احترام کے ساتھ روزہ رکھنے کی اور عبادتوں میں مشغول رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

دسویں محرم شریف کی رات کی نفل نمازیں

سلطان المشائخ اور فرد الافراد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کی شب عاشورہ میں کثرت سے نمازوں اور دعاؤں کا اہتمام کرنا چاہئے اور فرماتے ہیں کہ جو شخص اس رات میں چار رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد پچاس مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے تو رحمٰن و رحیم مولیٰ تعالیٰ اس شخص کے پچاس برس کے پچھلے اور پچاس سال کے آئندہ کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس کے لئے جنت میں ایک ہزار محل تیار کرتا ہے۔

(ما ثبت من السنہ، ص ۱۰، ملخصاً نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۱۴۷)

اور جو شخص عاشورہ کی رات میں دو رکعت نفل نماز قبر کی روشنی کے واسطے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو روشنی سے بھر دے گا اور قیامت تک اس کی قبر روشن رہے گی۔ ترکیب یہ ہے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد تین مرتبہ قل ھو اللہ احد پڑھے۔ (جواہر غیبی)

دس محرم کے دن کی نفل نمازیں

ہمارے پیارے آقا محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دس محرم شریف کے دن چار رکعت نماز پڑھے کہ ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد قل ھو اللہ احد گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے پچاس سال کے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے لئے ایک نورانی منبر بناتا ہے۔ (نزہۃ المجالس، ج ۱، ص ۱۳۷)

دس محرم کے دن جو کام سخت منع ہیں

مشہور محدث حضرت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب موضوعات الکبیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ یوم عاشورہ یعنی دس محرم کے دن کالے کپڑے پہننا، سینہ کوبی کرنا، بال نوچنا، نوحہ کرنا، پیٹنا، چھری، چاقو سے بدن زخمی کرنا جیسا کہ رافضی یعنی شیعوں کا طریقہ ہے حرام اور گناہ ہے ایسے ملعون افعال سے پرہیز کرنا لازم و ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے سرکار رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ۔ (بخاری شریف، مسلم شریف، مشکوٰۃ [illegible])

یعنی وہ شخص ہم میں سے (یعنی ہماری جماعت میں سے) نہیں ہے جو اپنے گالوں پر مارے اور اپنے گریبان پھاڑے اور پکارے جاہلیت کا پکارنا (یعنی اپنا سینہ کوٹتے ہوئے چیخے اور چلائے)

عاشورہ کی رات اور دن عبادت کے لئے ہیں

اے ایمان والو! بزرگان دین کے اقوال و بیانات سے صاف طور پر ثابت ہو گیا کہ عاشورہ کی رات اور عاشورہ کا دن رحمت و برکت اور عظمت و بزرگی والے ہیں۔

محرم شریف میں باجے بجانا یزیدیوں کا طریقہ ہے

جب حضرت امام پاک شہید ہو گئے تو خوشی میں یزیدیوں نے باجے بجائے اور جشن منایا مگر آج کل امام پاک کی محبت کا دعویٰ کرنے والے باجا بجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے اور یزیدیوں کے طریقوں پر عمل کرنے سے بچائے۔

عاشورہ کی رات میں لہو و لعب اور تمام خرافات سے بچا جائے اور کثرت سے نماز اور تلاوت قرآن کریم کا اہتمام کیا جائے اور کلمہ شریف، درود پاک کا ورد کیا جائے۔

عاشورہ کے دن روزہ رکھا جائے اور زیادہ سے زیادہ صدقہ و خیرات کیا جائے اور سب کا ثواب حضرت امام پاک اور شہدائے کربلا کی پر نور بارگاہ میں نذر کیا جائے یہی سچی عقیدت و محبت ہے حضرت امام پاک سے۔

عاشق مدینہ پیشوائے اہلسنت حضور اعلیٰ حضرت مولانا شاہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محرم شریف میں خرافات و بدعات کا رد اپنی کتاب۔ (اعالی الافادۃ فی تعزیۃ الہند و بیان الشہادۃ) میں تحریر فرمایا ہے جس کو دیکھنا ہو اس کتاب کا مطالعہ فرمائے۔

کھلا دھوکہ اور الزام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مروجہ تعزیہ داری اور محرم شریف میں ہونے والے خرافات و بدعات کا رد بلیغ فرمایا ہے۔

مگر بے دین و گمراہ لوگ ان خرافاتوں اور بدعتوں کو جنم دینے والا اور رائج کرنے والا آپ کو بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے جھوٹوں سے بچائے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۱﴾

محرم الحرام

چوتھا جمعہ...تیسرا بیان

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ عنہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْ اصْطَفٰی (پ۱۹،ع۲)

ترجمہ: اور سلام اس کے چنے ہوئے بندوں پر۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

یا الٰہی غوث اعظم کے غلاموں میں قبول
ہم شبیہ غوث اعظم مصطفیٰ کے واسطے

ہم کو عبد المصطفیٰ کر بہر شیخ مصطفیٰ
مفتی اعظم جناب مصطفیٰ کے واسطے

حضرات! ہمارے مرشد اعظم، حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ شان ہے کہ:

ان کا سایہ ایک تجلی، ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر سے گزرے، ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

ولادت: ۲۲ ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ/ ۷ جولائی ۱۸۹۳ء بروز جمعہ بوقت صبح صادق، بمقام محلہ سوداگران، بریلی شریف۔

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت کا سن ہجری اس آیت کریمہ سے ۱۳۱۰ ہے۔

وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى (پ۱۹ ع۲)

۱۰ ۱۳ ھ

اسم گرامی: حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پیدائشی اور اصلی نام محمد ہے۔ اسی نام پاک پر آپ کا عقیقہ ہوا یہی نام آل الرحمٰن ہے۔ پیر و مرشد نے آپ کا نام ابوالبرکات محی الدین جیلانی تجویز فرمایا۔ اور والد ماجد نے عرفی نام مصطفیٰ رضا رکھا۔ فن شاعری میں آپ اپنا تخلص نوری فرماتے تھے۔

بیعت و خلافت: ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۱۱ھ ۶ ماہ ۳ یوم کی عمر شریف میں سید المشائخ حضرت شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی انگشت مبارک حضور مفتی اعظم کے دہن مبارک میں ڈالی۔ حضور مفتی اعظم شیر مادر کی طرح چوسنے لگے۔ حضرت نوری میاں نے داخل سلسلہ فرمایا اور تمام سلاسل کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرمایا اور مجدد اعظم، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اجازت و خلافت حاصل تھی۔

پیر و مرشد کی بشارت: سید المشائخ حضرت شاہ سید ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیعت کرتے وقت ارشاد فرمایا:

یہ بچہ دین و ملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہنچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے۔ اس کی نگاہوں سے لاکھوں گمراہ لوگ دین حق پر قائم ہوں گے۔ یہ فیض کا دریا بہائے گا۔

تعلیم و تربیت: مولانا محمود احمد قادری مظفر پوری اپنی یادداشت میں لکھتے ہیں کہ:

حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا: کچھ اپنی تعلیم کے بارے میں بھی فرمائیں۔

تو حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: قرآن شریف اعلیٰ حضرت سے بھی پڑھا، مجھلے اور چھوٹے چچا کے علاوہ بڑے بھائی صاحب مولانا حامد رضا سے بھی پڑھا، اس کے بعد فارسی، عربی بھی انہیں حضرات سے پڑھی۔ جب مدرسہ اہل سنت قائم ہوا تو اس کے اساتذہ بھی، مولانا سید بشیر احمد علی گڑھی سے بھی پڑھا، مولانا ظہور الحسن فاروقی رامپوری سے بھی پڑھا، جب مولانا رحم الٰہی مظفر نگری مدرس دوم ہو کر آئے تو ان سے خاص طور پر پڑھا یہ میرے خاص استاد تھے جب متوسطات پڑھ چکا تو زیادہ تر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر رہتا، جس سے فوائد کثیرہ حاصل ہوئے۔

فراغت: حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں ۱۸ رسال کی عمر میں جملہ علوم وفنون پر عبور حاصل کر کے مرکز اہل سنت دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف سے سند فراغت حاصل کی۔

(جہان مفتی اعظم، ص ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴)

تمہید: جس عالم ربانی، ولی کامل مجدد ابن مجدد کی شان و بزرگی کا بیان ہو رہا ہے وہ ذات علم وعمل اور حسن و تدبیر کا پیکر، علم و بردباری اور عزم محکم کا مضبوط چٹان، تفقہ و تدبر میں یگانۂ روزگار، شریعت وطریقت میں بحر ذخار، تقویٰ و پرہیزگاری کے شاہکار، کشور شعر وادب کے شہریار، مملکت سلوک وتصوف اور ولایت وکرامت کے تاجدار، قطب عالم، حضور مفتی اعظم، الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے مشہور ومعروف ہیں۔

حضرات! حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر بریلی شریف کے افق سے اٹھنے والا یہ سحاب رحمت اٹھا اور اٹھتا ہی چلا گیا، بڑھا اور بڑھتا ہی چلا گیا، پھیلا اور پھیلتا ہی چلا گیا، برسا اور برستا ہی چلا گیا، دین وشریعت اور علم وعمل کی کھیتیاں ہری بھری ہو گئیں، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فیض، حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں پوری دنیا کے بے شمار شہروں اور دیہاتوں میں پہنچا اور انہیں سیراب کیا۔

حضور مفتی اعظم! وہ کنواں نہ تھے کہ لوگ وہاں جا کر پیاس بجھاتے، وہ بادل تھے ہر جگہ خود ہی جا کر برس آتے۔ اپنوں پر برسے، غیروں پر برسے، پہاڑوں پر برسے، وادیوں پر برسے، صحراؤں پر برسے، شہروں پر برسے، ایوانوں پر برسے جھونپڑیوں پر برسے یہی وجہ ہے کہ جب وہ وصال فرمائے اور نگاہوں سے روپوش ہوئے تو دنیا چیخ پڑی۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق بیس لاکھ انسانوں کا جم غفیر ہر طرف سے شہر بریلی میں جمع ہو گیا۔

پہلا فتویٰ: ۱۳۲۸ھ مطابق ۱۹۱۰ء میں جب حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ۱۸ سال کی تھی، آپ نے ایک فتویٰ تحریر فرمایا۔ یہ فتویٰ جہاں آپ کی علمی صلاحیت وقابلیت کا پتہ دیتا ہے وہیں فقہی مہارت کو بھی اجاگر کرتا ہے۔

اسی پہلے فتوے کے متعلق حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اپنے قلم سے لکھتے ہیں کہ:

نو عمری کا زمانہ تھا میں نے ملک العلماء (مولانا ظفر الدین بہاری) سے کہا کہ فتاویٰ رضویہ دیکھ کر آپ جواب لکھتے ہیں۔ مولانا (ظفر الدین بہاری) نے فرمایا: اچھا تم بغیر دیکھے لکھ دو تو جانوں۔ میں نے فوراً لکھ دیا اور وہ رضاعت کا مسئلہ تھا۔ (ماہنامہ اعلیٰ حضرت، بریلی، ص ۱۰، جمادی الاولیٰ ۱۳۹۰ھ)

جب یہ فتویٰ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خط پہچان لیا، قلب اطہر میں مسرت وشادمانی کا طوفان امنڈ آیا اور چہرۂ مبارکہ پر بشاشت وفرحت کی کرنیں پھوٹ پڑیں۔ فرمایا: یہ کس نے لکھا ہے؟ حامل فتویٰ نے جواب دیا: چھوٹے میاں نے۔ (گھر میں لوگ پیار سے چھوٹے میاں کہہ کر پکارا کرتے تھے) پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ انہیں بلاؤ۔ آنے کے بعد دستخط کروا کر لکھا۔ صَحَّ الْجَوَابُ بِعَوْنِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابُ اور اپنا تائیدی دستخط ثبت فرمایا اور خوش ہو کر پانچ روپیہ انعام دیتے ہیں پھر ابوالبرکات محی الدین جیلانی محمد عرف مصطفیٰ رضا کہ مہر بنوا کر عطا فرماتے ہیں۔

(انوار مفتی اعظم، ص:۵۹، تذکرہ علماء اہلسنت، ص:۲۳۳)

حضور مفتی اعظم کا فتویٰ مکہ معظمہ میں

مجدد ابن مجدد، الشاہ محمد مصطفیٰ رضا، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء میں حج و زیارت کے لئے حرمین طیبین حاضر ہوئے۔ اس وقت نجدی حکومت نے حاجیوں پر حج وزیارت کا ٹیکس لگا دیا تھا اور وہابی، نجدی علماء نے اس کے جواز کا فتویٰ بھی دے دیا تھا مگر حق پرست سنی علماء نجدی حکومت کے جبر وظلم سے خائف ہو کر رخصت پر عمل کرتے ہوئے خاموش تھے۔ لیکن جب حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ حرم محترم، مکہ معظمہ میں حاضر ہوئے تو اس مرد خدا مجدد ابن مجدد نے مکہ معظمہ میں اس نجدی ٹیکس کے حرام وگناہ ہونے پر انتہائی مدلل، مفصل، عربی زبان میں فتویٰ لکھا جس کا نام اَلْقَنَابِلُ الذَّرِيَّةُ عَلٰى اَوْثَانِ النَّجْدِيَّةِ ہے۔

جسے پڑھنے کے بعد علماء حرمین طیبین نے متفقہ طور پر فرمایا: اِنَّ هٰذَا اِلَّا اِلْهَامٌ اور تمام علمائے حرمین طیبین نے متفقہ طور پر حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امام وقت، شیخ الہند والحرم تسلیم فرمایا اور بطور تبرک قرآن کریم و احادیث طیبہ وفقہ کے سلاسل کی اجازتیں لیں اور اپنے آپ کو حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمرۂ تلامذہ میں داخل کرنے پر فخر فرمایا۔ (ملخصاً انوار مفتی اعظم، ص:۲۵۶)

حضرات! مجدد ابن مجدد، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجدی حکومت کے جبر وتشدد اور ان کی گمراہی اور بدینی کو دیکھ کر اپنے شعر میں یوں کہا ہے:

تیرے حبیب کا پیارا چمن کیا برباد
الٰہی نکلے یہ نجدی بلا مدینے سے

اور کسی نے کہا:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مفتی اعظم کا لقب

حضرت مولانا سید شاہد علی رضوی صاحب نے تاج الشریعہ حضرت علامہ اختر رضا ازہری انہوں نے نمونۂ اسلاف علامہ مبین الدین امروہوی سے، انہوں نے صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی کے حوالہ سے فرمایا کہ یہ لقب (یعنی مفتی اعظم کا لقب) خود امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہی عطا فرمایا۔ (ملخصاً فقیہ ابن فقیہ ص ۱۰۶)
امام احمد رضا کے ساتویں عرس ۲۵ صفر ۱۳۴۷ھ کے عظیم الشان اجلاس میں حجۃ الاسلام سمیت غیر منقسم ہندوستان کے بڑے بڑے مفتیان کرام اور علماء عظام موجود تھے، اس اجلاس میں آپ کو مفتی اعظم کہا گیا اور حضرت حجۃ الاسلام کے حکم سے منظور شدہ تجویزوں میں سے ایک تجویز میں آپ کے لئے مفتی اعظم کا لفظ آیا ہے۔
اور آل انڈیا سنی کانفرنس ۱۹۴۶ء بنارس کے تاریخ ساز اجلاس جس میں پانچ سو مشائخ عظام، سات ہزار مفتیان کرام اور علماء فخام شریک تھے اس میں آپ کو بار بار مفتی اعظم کے لقب سے یاد کیا گیا اور اس کی مختلف تجویزوں میں مفتی اعظم لکھا گیا۔ (المیزان اپریل ۱۹۸۷ء، ص: ۱۲۰)

حضور مفتی اعظم اکابر کی نظر میں

(۱) حضور محدث اعظم حضرت مولانا سید محمد کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک فتویٰ کی تصدیق فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:
هٰذا حُكْمُ الْعَالِمِ الْمُطَاعِ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِتِّبَاعُ یعنی یہ ایک عالم مطاع کا حکم ہے اور ہمارے لئے اتباع کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں۔ (ماہنامہ استقامت کانپور، انوار مفتی اعظم، ص ۱۹۸، جہان مفتی اعظم، رضا اکیڈمی، ممبئی، ص: ۳۳۱)

اور حضور محدث اعظم فرماتے ہیں

تاجدار اشرفیت حضرت مفتی شاہ سید محمد محدث اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبۂ صدارت، "ارشادات

دین پرور" میں فرمایا! میرا خیال ہے کہ جمعیۃ العلماء کیا چیز ہے؟ کاش اس سوال کا جواب حضرت مفتی اعظم سنیوں کا آقا، سنیوں کا مرکزی آسرا کا علم ہوتا۔ (الیزان بمبئی ص:۲۲۱)

(۲) حضور حافظ ملت کی نظر میں

مولانا شاہ عبدالعزیز مرادآبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلاشبہ ولی ہیں، آج جو ان سے سبق پڑھ رہا ہے کل اسے اس پر فخر ہوگا کہ میں نے حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک سبق پڑھا ہے۔ جو ان سے بیعت ہوگا اسے اس پر فخر ہوگا کہ میں حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت ہوا ہوں۔ جو ان سے مصافحہ کرے گا وہ اس پر فخر کرے گا کہ میں نے ان سے مصافحہ کیا ہے۔ جو ان کی زیارت کرے گا وہ اس پر فخر کرے گا کہ میں نے انہیں دیکھا ہے۔ حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ (تقویٰ طہارت کے پیکر) علم وفن کے سمندر ہیں۔ (انوار مفتی اعظم ص:۲۸۸)

(۳) حضور احسن العلماء کی نظر میں

تاجدار مارہرہ مطہرہ، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، حضرت سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن، حسن میاں، احسن العلماء قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا اور حضرت مفتی اعظم محمد مصطفیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر میرے گھر میں روز ہوتا ہے ایک دو بار نہیں بلکہ دن بھر میں کئی بار ہوتا ہے۔ (انوار احمد قادری)

حضرات! حضرت سید العلماء علامہ مولانا مفتی الشاہ سید آل مصطفیٰ سید میاں، قادری برکاتی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مرشد اعظم احسن العلماء حافظ و قاری مولانا الشاہ مصطفیٰ حیدر حسن، حسن میاں قادری برکاتی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاحیات مسلک اعلیٰ حضرت کی شاندار خدمت کرتے رہے اور اپنے متوسلین و مریدین کو بھی مسلک اعلیٰ حضرت پر مضبوطی سے قائم رہنے کا درس دیتے رہے اور سید العلماء فرماتے ہیں:

یا الٰہی مسلک احمد رضا خاں زندہ باد

حفظ ناموس رسالت کا جو ذمہ دار ہے

(۴) حضور بدر ملت کی نظر میں

راقم الحروف انوار احمد قادری نے خود اپنے مرشد کریم، استاذ شفیق، عالم باعمل، ولی کامل حضرت مولانا مفتی

الشاہ محمد بدر الدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان فرماتے ہوئے متعدد بار سنا ہے کہ شہزادۂ اعلیٰ حضرت، حضور مفتی اعظم الشاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نائب غوث اعظم اور قطب عالم تھے۔

(۵) حضور بحر العلوم کی نظر میں

بزرگوں کی یادگار، سراپا خلوص و وفا، حضرت علامہ مولانا الشاہ مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی دام ظلہ العالی فرماتے ہیں کہ حضور مفتی اعظم، الشاہ محمد مصطفیٰ رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل دل صوفی اور باکمال بزرگ تھے۔
حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وعظ و تقریر نہیں فرماتے تھے لیکن لوگوں کی رشد و ہدایت کے لئے ان کے چند جملے لمبی، لمبی تقریروں پر بھاری تھے۔ (تجلیات جہان مفتی اعظم، ص ۳۳۲)
حضرات! ان چند بزرگوں کے اقوال و بیانات پر بس کرتا ہوں ورنہ لکھنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔
حضرات! حضور مفتی اعظم ہند مجدد ابن مجدد الشاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی قد بھی بہت ہی بلند ہے۔ آپ سے پڑھنے اور استفادہ کرنے والوں کی بڑی تعداد ہے۔ یہاں پر ہم صرف دو عظیم شخصیتوں کا ذکر کر رہے ہیں جنہوں نے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علمی استفادہ کیا اور پڑھا ہے۔

(۱) شیر بیشہ اہل سنت مولانا حشمت علی لکھنوی ثم پیلی بھیتی

مظہر اعلیٰ حضرت، شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی لکھنوی ثم پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۱۳۳۹ھ اور ۱۹۲۱ء میں حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بخاری شریف پڑھی (مفتی اعظم اور ان کے خلفاء، ص ۳۰، جہان مفتی اعظم، ص ۱۰۰۷)

(۲) محدث اعظم پاکستان، مولانا سردار احمد لائل پوری

خلیفہ حجۃ الاسلام محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد لائل پوری نے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منظر اسلام میں منیہ، قدوری، کنز الدقائق اور شرح جامی پڑھی۔ (جہان مفتی اعظم، ص ۱۰۱۰)
حضرات! شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی قادری رضوی پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد چشتی قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی قد علماء اور عوام کے درمیان بہت بلند ہے اور ان دونوں بزرگوں نے دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کا حق ادا کر دیا ہے۔

حضرات! آپ اندازہ کیجئے کہ جب شاگرد ایسے ہیں تو استاد حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے رہے ہوں گے

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر سے گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

حضرات! مجدد ابن مجدد، حضور مفتی اعظم الشاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امتیازی شان یہ بھی ہے کہ ان کے مریدوں میں اکابر علماء پائے جاتے ہیں جو اپنے علم وفضل، تقویٰ، طہارت اور نیکی و بزرگی میں یکتائے روزگار ہیں، جن کی فہرست اگر مرتب کی جائے تو خود ایک کتاب تیار ہو جائے۔ ان بزرگ ہستیوں میں سے ہم یہاں پر صرف دو شخصیتوں کا ذکر کرتے ہیں جو حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔

(۱) حضور بدر ملت مولانا شاہ بدر الدین احمد قادری گورکھپوری

عارف حق، عالم باعمل، ولی کامل حضور بدر ملت حضرت علامہ مولانا مفتی الشاہ محمد بدر الدین احمد صدیقی قادری رضوی مصنف سوانح اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، مجدد ابن مجدد نائب غوث اعظم حضور مفتی اعظم الشاہ محمد مصطفیٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضور بدر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم وفضل، تقویٰ وطہارت اور روحانیت وکرامت کے مالک تھے۔ آپ کی حیات طیبہ کا لمحہ لمحہ مسلک اعلیٰ حضرت کے مطابق گزرا۔ آپ پانچوں نمازوں کے علاوہ نماز چاشت اور تلاوت قرآن مجید بلا ناغہ کے پابند تھے۔ یہی وجہ تھی اور حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی نسبت غلامی اور مسلک حق، مسلک اعلیٰ حضرت پر سختی کے ساتھ وابستگی کا نتیجہ اور پھل تھا کہ اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم نے ساتھ دیا کہ حضور بدر ملت علیہ الرحمہ نے سفر آخرت کے وقت بھی نماز مغرب ادا فرمایا، اور بعد نماز، چہرہ شریف مدینہ طیبہ کی جانب کئے ہوئے تسبیح وتہلیل میں مشغول تھے کہ مصلی ہی پر ۶۳ سال کی عمر شریف میں آپ کا وصال ہوا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(۲) بقیۃ السلف حضرت مولانا مبین الدین رضوی امروہوی

بقیۃ السلف، عالم ربانی، حضرت علامہ مولانا الشاہ حاجی مبین الدین قادری رضوی امروہوی علیہ الرحمہ، مجدد ابن مجدد قطب عالم حضور مفتی اعظم الشاہ محمد مصطفیٰ قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید اور خلیفہ تھے۔ حضرت حاجی مبین الدین صاحب علیہ الرحمہ عالم باعمل تھے۔ آپ کا تقویٰ وطہارت نمایاں تھا، آپ کو دیکھنے والا بزرگوں کی یاد تازہ کر لیا کرتا تھا، بے شک آپ اللہ کے ولی تھے۔

حضرات! ان دونوں بزرگوں کی نیکی و پارسائی اور روحانیت و بزرگی کو دیکھ کر آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں کہ جب مرید و خلیفہ اس شان کے ہیں تو پیر و مرشد حضور مفتی اعظم قطب عالم نائب غوث اعظم الشاہ محمد مصطفی رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکی و پارسائی تقویٰ و طہارت، ولایت و روحانیت کی شان کا کیا عالم ہوگا۔

ان کا سایہ اک تجلی ان کا نقش پا چراغ
وہ جدھر سے گزرے ادھر ہی روشنی ہوتی گئی

حضور مفتی اعظم نائب غوث اعظم ہیں

ہفتیہ المسلف حضرت مولانا، الشاہ، حاجی مبین الدین صاحب قبلہ رضوی امروہوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شہر بریلی میں نواب راحت جان صاحب رہتے ہیں، یہ بزرگان کرام سے بے پناہ عقیدت رکھتے ہیں، میرے بھی موصوف سے قریبی تعلقات ہیں، ایک بار نواب صاحب نے مجھ سے خود بیان کیا کہ میرے دل میں یہ آرزو تھی کہ میں کسی خاص غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین سے بیعت ہوں گا جو اس دور میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چلتی پھرتی تصویر ہو، جس کے تقویٰ اور طہارت سے غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد تازہ ہوتی ہو، جس کے اسلوب بیان سے غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انداز ملتا ہو، جس کے وعظ و نصیحت سے غوث ربانی محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی جیسا اثر مرتب ہوتا ہو، جس کے سینے میں غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسا عشق رسول تڑپ رہا ہو۔ اس وقت میری نظروں میں چند بزرگ ہستیاں تھیں، سرفہرست حضور مفتی اعظم ہند تھے اور دیگر بزرگ بھی تھے مگر میں مطمئن نہ ہو سکا کہ صحیح معنوں میں جانشین غوث کون ہے۔ لیکن میرے سینے میں مچلتے ہوئے جذبات تھے، اٹھتی ہوئی تمنائیں تھیں، حسرت و یاس میں ڈوبا ہوا دل غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین کو ڈھونڈتا رہتا تھا، اسی کش مکش اور اسی جستجو میں کوشاں رہتا کہ مجھے نائب غوث الوریٰ مل جائے۔ حتیٰ کہ میں جانشین غوث کی تلاش میں بغداد شریف پہنچا۔ بغداد کی گلیوں میں دیوانہ وار چکر لگاتا، بغداد کی فضاؤں میں مستانہ چال چلتا، صرف غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جانشین کو تلاش کرنے میں منہمک رہتا۔ جب خانقاہ غوث میں پہنچا اور درگاہ شریف کے ایک سجادہ نشین جو واقعی میری نظر میں جانشین غوث الوریٰ لگتے تھے میں نے چاہا کہ ان کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کر لوں۔ مگر پھر نہ جانے کیوں میرے اندر ایک کھٹک سی محسوس ہوئی اور دل میں ان کی طرف سے آرزوؤں کا جو چراغ روشن ہو چکا تھا وہ یک بیک گل ہو گیا، میرے دل کی انجمن کا گوشہ محبت سرد پڑ گیا، میری الفت کے زخموں کا بندھن ٹوٹ گیا، دل کی

کھلی ہوئی کلی مرجھاتی چلی گئی، لیکن یاد رکھئے غم کی چوٹ ابھرتی ہے تو خود بخود ابر رحمت اس کی حفاظت کرتی ہے، غرض کہ دل کی اس کھٹک کی وجہ سے میں نے اپنا ارادۂ بیعت منسوخ کر دیا۔

آخر دل کی بے قراری حد سے تجاوز کرنے لگی تو میری آرزوؤں کی شمع کو روشن کرنے کے لئے سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دریائے رحمت جوش میں آ ہی گیا اور اچانک میرے اوپر غنودگی کی کیفیت طاری ہو گئی۔ حالت خواب میں دیکھتا کیا ہوں کہ سرکار دو جہاں محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آگے آگے جلوہ فرماں ہیں۔ ان کے پیچھے پیچھے سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، ان کے پیچھے سیدنا حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ ہیں، میری زبان سے برجستہ نکلا پیارے غوث، اس وقت دنیا میں آپ کا جانشین کون ہے؟ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تیرے ہی شہر بریلی میں تو میرا جانشین ہے۔ مجھ سے پھر بھی نہ رہا گیا اور میں نے عرض کیا کہ حضور کون ہیں؟

سیدنا غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار مفتی اعظم کی طرف اشارہ فرما کر فرمایا کہ دیکھ یہی تو ہے میرا نائب۔ میں نے اپنی لاعلمی پر بے پناہ افسوس کیا اور پھر میں نے بریلی ہی کا سفر شروع کر دیا۔ سرزمین بریلی شریف پہنچ کر آقائے نعمت حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا تو اس وقت سرکار مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برجستہ ارشاد فرمایا: کہئے میاں نواب صاحب کہاں۔ کہاں گھوم آئے، کیا کیا دیکھا۔ حضرت کے یہ چند کلمات مبارک سن کر میں حیران و ششدر رہ گیا اور اچانک میری آنکھوں میں آنسو نکل آئے۔ فوری میں نے سرکار مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر شرف بیعت حاصل کیا۔ شاید اسی موقعہ کے لئے کسی نے کہا ہے:

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہنچی
کہاں چراغ جلا، روشنی کہاں پہنچی

(مقالات نعیمی اول، ص: ۴۰،۴۱)

حضرات! اس نورانی واقعہ سے صاف طور سے پتہ چلا کہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نائب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

مفتی اعظم اور عشق رسول

مشہور عالم دین حضرت علامہ یٰسین اختر مصباحی رقمطراز ہیں کہ:

عالم اسلام کی برگزیدہ اور اہم شخصیتوں پر ایک نظر ڈالئے تو عشق رسول کے باب میں مفتی اعظم کا اسم گرامی

جلی حرفوں میں روشن نظر آئے گا۔ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبت رسول کی ایک جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ کتنا خوش نصیب ہے جس نے عشق مصطفیٰ کو مصطفیٰ رضا کے پیکر میں چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے دیکھ لیا ہے۔

رسول مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق زار کا حال ذیل کے واقعہ میں ملاحظہ فرمایئے، انوکھے اور نرالے انداز میں احترام نسبت کا حسین منظر بھی دیکھئے۔

سفر حج میں جب آپ غار ثور کی زیارت کے بعد غار حرا کے پاس پہنچے تو اپنا عمامہ مبارک، جبہ، صدری، کرتا سب اتار کر زمین پر رکھ دیا، اس وقت سوزش عشق سے آپ کا قلب تپاں اور آنکھوں سے اشک رواں تھا۔ غار کے اندر تشریف لے گئے اور اس کی پاک مٹی بدن پر ملنے لگے اور اس کے ذرات سے اپنی پیشانی کو اس طرح چمکایا کہ کہکشاں کا جمال، آفتاب کی شعاعیں اور ماہتاب کی درفشانی بھی اس کی تابانیوں پر قربان ہونے لگی اور جب آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے مزار انور پر مواجہ اقدس میں صلوٰۃ وسلام پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی تو حرم شریف کے خادم سے جھاڑو لے کر درود شریف پڑھتے ہوئے اس مبارک سرزمین کو بہارا اس وقت آپ کا جذبہ شوق اور کیف وسرور بیان سے باہر ہے۔ ایک مدت سے خوابیدہ آرزو آج بیدار ہو چکی تھی، دل میں مسرت کی کلیاں کھل اٹھیں اور مرادیں بر آئی تھیں، جنھیں آپ نے اپنی نعت پاک میں نظم فرمایا ہے:

خدا خیر سے لائے وہ دن بھی نوری
مدینہ کی گلیاں بہارا کروں میں

تیرا ذکر لب پر خدا دل کے اندر
یوں ہی زندگانی گزارا کروں میں

دم واپسی تک تیرے گیت گاؤں
محمد محمد پکارا کروں میں

(تجلیات چہار دہ مفتی اعظم نمبر، ص ۲۰۰ / انوار مفتی اعظم ص ۲۲)

(۱) مفتی اعظم اور احترام سادات

حیدرآباد کا واقعہ ہے کہ مکہ مسجد کا عظیم الشان اجلاس جس میں کم وبیش ساٹھ ہزار مسلمانوں کا اجتماع تھا اور ہر ایک دل میں مفتی اعظم کی زیارت کی تمنا اور اس پر سادات کرام کا حضور مفتی اعظم سے گزارش کرنا کہ آپ کم از کم

کرسی پر رونق افروز ہو جائیں تا کہ مشتاقان دید کی تمنائیں پوری ہو جائیں۔ یہ واقعہ جنہیں زمانہ نہیں بھلا پایا ہے مگر ان مناظر سے زیادہ فراموش نہ کئے جانے کے لائق حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ جواب ہے جو حضور مفتی اعظم نے اپنی زبان فیض بار سے فرمایا تھا کہ آل رسول نیچے ہوں اور میں کرسی پر بیٹھوں یہ مجھے کبھی گوارا نہیں۔ امر پر ادب کو ترجیح دے کر ایک اور دار فکر کی بنا ڈالی جس نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاکیزہ جذبات کی یاد تازہ کر دی۔

حیدرآبادی حیران وششدر رہ گئے، ان کے دلوں میں عشق رسول کی شمع فروزاں ہونے لگی اور پورا مجمع محبت میں سرشار نظر آنے لگا۔ (ملخصاً ماہنامہ استقامت مفتی اعظم نمبر، ص ۶۱، جہان مفتی اعظم، ص ۴۳)

(۲) تعظیم آل رسول کا عجیب وغریب واقعہ

حضور بحر العلوم، حضرت علامہ، مولانا، مفتی عبد المنان صاحب قبلہ اعظمی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ مبارک پور دامت برکاتہم العالیہ رقمطراز ہیں کہ:

حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ نئی تعمیرات کے سنگ بنیاد کے موقعہ پر ایک آل انڈیا تعلیمی کانفرنس کا اعلان فرما چکے تھے۔ کانفرنس ہوئی اور بے مثال ہوئی، اس میں ازرہ دین پروری حضور مفتی اعظم اور حضرت مولانا سید آل مصطفیٰ علیہ الرحمہ بھی شریک ہوئے، کچھ عقیدت مندوں نے اہل کچھوچھہ کے بانکاٹ سے متاثر ہوکر اس خاندان کی دوسری شاخ (اہل بسکھاری) کے سجادہ نشین معروف بہ بابو میاں کو شرکت کی دعوت دی تو وہ بھی شریک ہوئے۔

علماء دیوبند کے خلاف علماء عرب وعجم کے فتاویٰ کفر سے ساری دنیا واقف ہے، اور اعلیٰ حضرت اور ان کے خاندان کو اس سلسلہ میں حق کی حمایت اور حق کی جنبہ داری میں جو تقدم حاصل ہے وہ کسی کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں۔ اب صورت حال یہ ہے کہ بابو میاں جن کے اجداد پر دیوبندیوں کی حمایت کا الزام تھا، اس جلسۂ سنگ بنیاد میں شرکت کے موقعہ پر حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے دار العلوم اشرفیہ کی نچلی منزل کے مغربی کمرہ میں آئے، حضرت مفتی اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سلام کیا، مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھایا اور خود ہی تعارف کرایا ہوگا یا کسی نے بتایا ہوگا یا پہلے سے ہی حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو معلوم تھا۔ بہر حال حضور مفتی اعظم ہند نے نہ سلام کا جواب دیا نہ مصافحہ کیا، بلکہ فرمایا صاحب آپ کے خاندان کے لوگ علماء دیوبند کے حامی رہے ہیں اور ان پر علماء عرب وعجم کے کفر کے فتوے ہیں، اگر آپ بھی اس روش میں ان ہی کے ہمراہ ہیں تو میں آپ سے کیسے سلام وکلام کر سکتا ہوں جب کہ حدیث شریف میں ایسے لوگوں سے قطع تعلق کا حکم آیا ہے؟

بابو میاں نے کہا حضور میں بڑا ہوا دیوبندی گھر میں ساری دنیا کے اہل اسلام کا ساتھی ہوں، چنانچہ اس وقت انہوں نے اس مضمون کی اپنی دستخطی تحریر حضور مفتی اعظم کے حضور پیش کی۔

اس وقت لوگوں نے ایک عجیب و غریب منظر دیکھا، حضور مفتی اعظم نے بابو میاں سے فرمایا: صاحب زادے آپ ذرا کھڑے ہو جائیں۔ نہ تو بابو میاں یہ سمجھے کہ کیوں یہ حکم ہو رہا ہے، نہ مجلس میں بیٹھنے والے ہی، مگر یہ حکم پاکر بابو میاں کھڑے ہو گئے تو حضور مفتی اعظم نے اپنی شان و جلال، ہاں عظمت و تقدس و کہن سالی، رفعت پیری، ایک سبزہ آغاز نوجوان (بابو میاں) کا پیر دونوں ہاتھ سے پکڑ لیا، ڈبڈبائی آنکھیں ان کے چہرے کی طرف اٹھا کر فرمایا صاحبزادے ہم تو آپ کے غلام و خانہ زادے ہیں، ہمارے پاس جو کچھ ہے آپ کے ہی جد کریم کا دیا ہوا ہے۔ ہم نے شروع میں جو کیا آپ کے ہی جد کریم کے حکم کی بجا آوری اور انہیں کے دین کا پرچم بلند کرنے کے لئے کیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ ایک چاکر اپنے مالک کے پاؤں پکڑ کر اس سے معافی مانگ رہا ہے۔ اس وقت پورے مجمع پر رقت طاری تھی اور کھلی آنکھوں سے دنیا دیکھ رہی تھی کہ بلاشبہ حق و ہدایت، اطاعت شرع و اتباع سنت انہیں بزرگوں کے دم قدم سے ہے۔ درود ہو میرے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جنہوں نے فرمایا مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ یعنی جو برائی دیکھے اپنے ہاتھ سے درست کرے۔ اور سلام ہو حضور مفتی اعظم پر کہ آپ نے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس حکم پر پوری زندگی عمل کر کے شاہراہ حق قائم فرما دی۔

(جہان مفتی اعظم، ص ۱۰۰)

خوشبو سے بتا دیا کہ کوئی سید صاحب ہیں

علامہ یٰسین اختر مصباحی لکھتے ہیں کہ (حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے) انتقال کی شب جب لوگ تیمارداری میں مصروف تھے، ایک سید صاحب بھی وہاں موجود تھے، اور وہ بھی خدمت میں لگے ہوئے تھے کہ اچانک حضور مفتی اعظم نے آنکھ کھولی، اور فرمایا! یہاں کوئی سید صاحب ہیں؟ مجھے خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جی حضور! فلاں سید محمد حسین صاحب ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خدمت کر کے مجھے گنہگار نہ بنائیں۔ آپ صرف میرے حق میں دعائے خیر فرمائیں اور بس! (ماہنامہ مفتی اعظم نمبر، ص ۳۴، ماخوذ از مفتی اعظم، ص ۳۳)

حضرات! ان واقعات سے بخوبی پتہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سادات کرام سے اس درجہ کی محبت تھی تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عشق و محبت کا کیا عالم رہا ہوگا۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

بے اجازت جن کے گھر میں جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

درود شریف:

(۱) حضور مفتی اعظم ہند کی کرامتیں

بقیۃ السلف حضرت علامہ الشاہ الحاج محمد مبین الدین صاحب قبلہ رضوی امروہوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضور سیدی مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک عاشق رسول، ایک دیوانہ خدا تھے۔ اگر اس سے پہلے کبھی آپ نے حضور مفتی اعظم ہند کی کتاب حیات کا مطالعہ کیا ہے تو شاید آپ کو یاد ہوگا جبلپور کا وہ تاریخی واقعہ کہ جب آپ اپنے مرید کے بے حد اسرار پر جبلپور کے علاقوں میں اپنے چند خادموں کے ساتھ تانگے میں سوار ہو کر تشریف لے جا رہے ہیں، تانگا اپنی رفتار پر آگے بڑھتا جا رہا ہے، چلتے چلتے ایک گاؤں سے گزرتا ہے کہ سڑک پر ایک بچہ کھیلتا، کودتا اچانک تانگے کے نیچے آ جاتا ہے، تانگے کا پہیا اس بچے کے سینے اور پیٹ کے درمیان سے اتر جاتا ہے، لوگوں میں غم و غصے کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے، چاروں طرف ہو کا عالم ہے، پوری سڑک پر سناٹا چھا گیا، ہر انسان اپنی اپنی جگہ پر پریشان، ہر طرف بے چینی ہی بے چینی نظر آ رہی ہے، باپ دھاڑے مار، مار کر رو رہا ہے، ماں بچے کی حالت دیکھ کر پچھاڑیں کھا رہی ہے، کسی کو سکون و چین نہیں، مگر ہو ہی کیا سکتا تھا۔ اس مجمع میں اللہ کا ایک ولی کامل، رسول عربی کا سچا عاشق، غوث الوریٰ کا صحیح جانشین، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی کی چمکتی ہوئی تلوار ہے، جن کے چہرۂ انور پر عزم و استقلال کی ایک چٹان ہے، تحمل و بردباری کا ایک دریا ہے جو انتہائی سکون و اطمینان کی موجیں مار رہا ہے، وہ اس وقت دیکھنے سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ کے لب گلفشاں ہوئے اور آپ نے خادم سے فرمایا کہ اس بچے کو اٹھا کر لاؤ۔ کسی کی ہمت نہ ہوئی چونکہ بظاہر اس کے جسم میں جان نہیں۔ دنیا ظاہر پر نظر رکھتی ہے، مگر اللہ کے خاص بندے ظاہر و باطن دونوں پر یکساں نظر رکھتے ہیں اور حقیقت سے آشنا ہوتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ یہ قضا حقیقی نہیں بلکہ قضا معلق ہے بقول حضرت عارف رومی۔

لوح محفوظ است پیش اولیاء

حضور مفتی اعظم ہند کے مکرر ارشاد فرمانے پر ایک خادم آگے بڑھا اور اس نے بچے کو اٹھا کر خدمت میں پیش کر دیا اس بچے کو لے کر جو بظاہر دم توڑتا ہوا نظر آرہا تھا، زندگی کی آخری سسکیاں لے رہا تھا، بچہ حضرت کے ہاتھوں میں ہے، آپ نے اس بچے کے سینے اور پیٹ کے درمیان اپنا دست شفا پھیرا، پھر کیا تھا کہ اچانک وہ بچہ مسکرا پڑا، جیسے نکلی ہوئی روح دوبارہ واپس آ گئی ہو، وہ بچہ اچھل پڑا اور اپنے گھر کی طرف دوڑا، لوگ اسے بلاتے رہ گئے اور بچہ یہ پیغام دیتا ہوا گھر چلا گیا:

مدینے کے گدا دیکھے ہیں دنیا کے امام اکثر
بدل دیتے ہیں تقدیریں محمد کے غلام اکثر

(مقالات نعیمی اول، ص: ۱۸۱،۱۸)

(۲) حضور مفتی اعظم بیک وقت بریلی میں اور حرمین طیبین میں

شارح بخاری فقیہ النفس حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب قبلہ امجدی رضوی صدر شعبۂ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارک پور لکھتے ہیں کہ:

ایک سال بریلی شریف کے ایک حاجی صاحب حج سے واپس آئے تو لوگوں سے دریافت کیا کہ حضرت مفتی اعظم ہند کب حج کے لئے گئے تھے اور واپس ہوئے یا نہیں؟ لوگوں نے انہیں بتایا کہ حضرت مفتی اعظم ہند امسال حج کے لئے نہیں گئے تھے۔ انہوں نے عیدگاہ میں عیدالاضحیٰ کی نماز پڑھائی ہے، ہم نے خود پڑھی سب حاضرین نے متفق اللفظ ہو کر یہی بتایا۔ انہوں نے حیرت سے کہا، آپ لوگ کیسی باتیں کر رہے ہیں، میں نے ان کو طواف کرتے دیکھا ہے، مسجد حرام میں، منا میں، عرفات میں ان سے ملاقات کی ہے۔ مدینہ منورہ مسجد نبوی میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے۔ مواجہ اقدس میں سلام عرض کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ سن کر سارے حاضرین دم بخود رہ گئے، لیکن سب نے پھر یہی کہا کہ تمہیں دھوکا ہوا ہوگا۔ حضرت تو امسال دولت کدہ ہی پر رہے۔ حج کے لئے نہیں گئے تھے۔ مگر پھر انہوں نے بتاکید کہا کہ دھوکا کیسا میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ان سے وہاں ملاقات کی ہے، ان کی دست بوسی کی، بات چیت کی، اور بلا کسی شبہ کے مسجد نبوی اور مواجہ اقدس میں دیکھا ہے، اس کا عام چرچا ہوا، سب

نے ان حاجی صاحب کو یہی بتایا کہ تم جو کہتے ہو سچ ہے مگر حضرت امسال حج کے لئے نہیں گئے تھے۔ حاجی صاحب نے خود یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا اور بھی بہت سے لوگوں سے بیان کیا۔

یہ حاجی صاحب جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت نے انہیں بہت پیار سے دیکھا، جان نواز انداز میں مسکرائے، اور حسب عادت ان کے قدم اور آنکھوں کو بوسہ دیئے۔ حاجی صاحب دم بخود بیٹھے ٹکٹکی باندھے حضرت کو دیکھتے رہے، کچھ دیر کے بعد حضرت ان سے مخاطب ہوئے، اور حرمین طیبین کے حالات پوچھتے رہے، اور ایک بار بڑے محبت آمیز لہجے میں فرمایا، حاجی صاحب ہر بات بیان کرنے کی نہیں ہوتی اس کا خیال رکھئے گا۔ اس سے متاثر ہو کر یہ حاجی صاحب مرید ہوئے۔ (انوار مفتی اعظم، ص ۲۴۷)

حضور مفتی اعظم غیب داں تھے: حضرت نظام الدین اولیاء، محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس میں شرکت کے لئے حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ دہلی تشریف لے گئے تو کوچۂ جیلاں میں قیام کیا۔ وہاں ایک بدعقیدہ مولوی آپ سے علم غیب کے مسئلہ پر بحث کرنے لگا۔ صاحب خانہ اشفاق احمد نے آپ سے مؤدبانہ گزارش کی کہ حضور یہ مولوی بہت بد بخت ہے اس پر کسی کی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ حضور مفتی اعظم نے اپنے میزبان سے فرمایا یہ صاحب تو اپنی بات سناتے ہیں اور وہ بھی ان سنی کر دی جاتی ہے، آج میں ان کی ساری باتیں توجہ سے سنوں گا، حاضرین بھی خاموشی سے سنیں۔ مولوی سعید الدین انبالوی (دیوبندی) نے سوا گھنٹے تک یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علم غیب نہیں تھا۔ جب مولوی سعید الدین انبالوی بات کرتے کرتے تھک کر خاموش ہو گیا، تو حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اگر کوئی دلیل تم اپنے موقف کی تائید میں بیان کرنا بھول گئے ہو تو یاد کر لو۔ مولوی سعید الدین انبالوی صاحب جوش میں آگئے اور سوا گھنٹے تک بولنے کے بعد کہا: پس یہ بات اچھی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو علم غیب نہیں تھا۔ تم (یعنی حضور مفتی اعظم ہند سے کہا کہ تم) اپنے باطل عقیدے سے فوراً توبہ کر لو! رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو اللہ تعالیٰ نے غیب کا علم عطا نہیں فرمایا تھا۔

اب مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مولوی سعید الدین انبالوی دیوبندی سے فرمایا کہ آپ علم غیب کے رد اور نفی میں وہ سب کچھ کہہ چکے ہیں جو کہہ سکتے تھے۔ اب اگر زحمت نہ ہو تو میرے دلائل، علم غیب کے ثبوت میں سن لیں۔ مولوی سعید الدین انبالوی نے برہم ہو کر کہا: میں نے تم جیسے لوگوں کی ساری دلیلیں سن رکھی ہیں، مجھے معلوم ہے کہ کیا کہو گے۔

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے صبر و تحمل سے فرمایا مولوی صاحب! پہلے میرے چند سوال ہیں آپ ان کا جواب دے دیجئے، اس میں آپ کے سارے سوالوں کا جواب موجود ہے۔ (۱) یہ وہاں سے تو قل بیچ پر کیا ہیں؟ مولوی سعید الدین نے تیز آواز میں کہا کہ میں غیر متعلق سوال کا جواب نہیں دوں گا۔

حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا تم میرے سوالوں کا جواب نہ دو تو نہ سہی، سن تو لو! میں نے تمہاری باتوں کو تقریباً پورے دو گھنٹے تک سنا ہے، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بات پر دیوبندی مولوی خاموش ہو گیا تو (۲) آپ نے دوسرا سوال کیا، کیا کسی سے قرض لے کر روپوش ہو جانا جائز ہے؟

(۳) کیا اپنے معذور بیٹے کی کفالت سے دست کش ہو کر اسے بھیک مانگنے کے لئے چھوڑا جا سکتا ہے؟

(۴) کیا حج بدل کا روپیہ کسی سے لے کر حج نہ کرنا جائز ہے؟

ابھی حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سوالات مکمل بھی نہیں کئے تھے کہ مولوی سعید الدین انبالوی دیوبندی حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں گر گیا، اور آپ کا قدم پکڑ کر کہنے لگا بس کیجئے حضرت مسئلہ حل ہو گیا ہے اور مجھے سارے سوالوں کے جواب مل گئے ہیں اور آج یہ بات میری سمجھ میں آگئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا۔

اس لئے کہ یہ چاروں عیب میرے ہی اندر موجود ہیں، اور میرے علاوہ اور کوئی نہیں جانتا، لیکن آپ کو سب خبر ہے۔ اسی وقت مولوی سعید الدین انبالوی دیوبندی نے نائب غوث اعظم حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر توبہ کی اور مرید ہو گئے۔ (یادگار رضا، حضور مفتی اعظم نمبر ۲۰۰۶ء، ص ۱۱۳، رضا اکیڈمی)

حضرات! آپ نے سن لیا کہ حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روشن ضمیری کی کیا شان ہے، تو محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غیب دانی کیا عالم ہوگا۔

بھٹکنے والوں کو دیتے تھے روشنی ہر دم
چراغ راہ ہدایت تھے مفتی اعظم

سلام اس پر جو نائب غوث اعظم اور مفتی اعظم تھا۔ سلام اس پر جو مجدد ابن مجدد تھا۔ سلام اس پر جو گفتار و کردار میں نمونۂ اسلاف تھا۔ سلام اس پر جس کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ سلام اس مصطفیٰ رضا پر جو عکس جمال احمد رضا تھا۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

مُحمَّد جمَالُ الدِّین خَان قَادِرِی
Mobile No. +917860520899
اُدعُ اِلٰی سَبِیلِ رَبِّکَ بِالحِکمَۃِ وَالمَوعِظَۃِ الحَسَنَۃِ
۹۲ خُطبات کا حَسین گلدستہ
بنام
اَنوَارُ البَیان
جلد اول
دُوسرا مَہینَہ : صفرُ المُظفر
تالیف
نمونۂ اسلاف عطائے خواجہ حضرت علامہ مولانا مفتی
اَنوار احمد قادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ
امام احمد رضا اکیڈمی
صالح نگر، رامپور روڈ، بریلی شریف (انڈیا) یوپی

اجمالی فہرست (جلد اول)

(۱) محرم الحرام

(۲) صفر المظفر

(۳) ربیع الاول شریف

(۴) ربیع الآخر شریف

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

خوفِ خدا ﷻ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَ عَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ خواجہ غریب نواز الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ ○

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ○ (پ۴ع۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور ہرگز نہ مرنا مگر مسلمان۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! خوف خدا وہ نیک اور مقبول عمل ہے کہ جس دل میں پیدا ہو جاتا ہے وہ دل نیکی اور تقویٰ کا مرکز بن جاتا ہے اور وہ شخص ہر قسم کے گناہ و برائی سے دور اور محفوظ نظر آنے لگتا ہے اور یہ خوف خدا کا نتیجہ ہوتا ہے کہ جسم کے تمام اعضاء یعنی آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پیر اور دل و دماغ سب کے سب نیک اور اچھے کاموں میں مشغول نظر آتے ہیں۔ یہ خوف خدا کے برکات و حسنات ہوتے ہیں کہ آنکھ برائی نہیں خوبی اور بھلائی دیکھتی ہے۔ دل و دماغ برا اور خراب نہیں بلکہ بھلا اور اچھا سوچتے دکھائی دیتے ہیں۔ ہاتھ اور پیر گناہ و ظلم کے راستے پر چلنے کی بجائے نیک اور حق و سچ راستے پر چلتے نظر آتے ہیں۔

حضرات! میری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ جب آدمی اپنے دل میں خوف خدا پیدا کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے لگتا ہے تو ہر قسم کے گناہ اور برائی سے محفوظ ہو کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب و مقبول بن جاتا ہے اور خوف خدا کا انعام و اکرام بڑا عظیم ہوتا ہے۔ ہر نیک کام کا بڑا بہتر اجر اور بدلہ ہے۔ دنیا میں خیر و برکت اور

آخرت میں عزت و عظمت اور نجات و بخشش اور پھر جنت کی نعمت۔ لیکن خوف خدا، اللہ تعالیٰ سے ڈرنا وہ نعمت و دولت ہے کہ قرآن مجید بیان فرماتا ہے کہ جس دل میں خوف خدا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دو جنت عطا فرمائے گا۔

آیت کریمہ: وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۝ (پ۲۷،رکوع۱۳)

ترجمہ: اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اس کے لئے دو جنتیں ہیں۔ (کنزالایمان)

اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے کے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

حدیث شریف ۱: جب بندے کا جسم خوف خدا سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ اس کے بدن سے ایسے جھڑتے ہیں۔

كَمَا يَتَحَاتُّ عَنِ الشَّجَرَةِ وَرَقُهَا۔ جیسے درخت کو ہلانے سے اس کے پتے جھڑ جاتے ہیں۔

(الترغیب والترہیب، ج:۴، ص:۱۷۰، احیاء العلوم، ج:۴، ص:۱۴۲، مکاشفۃ القلوب، ص:۵)

حدیث شریف ۲: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ ذَكَرَنِيْ يَوْمًا اَوْ خَافَنِيْ فِيْ مَقَامٍ۔

(ترمذی، ج:۴، ص:۱۳۷، حاکم مستدرک، ج:۱، ص:۱۴۱، بیہقی ج:۱، ص:۲۰۱)

دوزخ سے اس شخص کو نکال دو جس نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا یا میرے خوف سے کہیں بھی مجھ سے ڈرا۔

رونے والی آنکھ آگ سے محفوظ ہے

حدیث شریف ۳: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا

عَيْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ عَيْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَعَيْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

(ترمذی ج:۳، ص:۹۲، حاکم مستدرک، ج:۲، ص:۹۲، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۱۵۸)

یعنی دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی (۱) وہ آنکھ جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئی اور (۲) وہ آنکھ جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں پہرہ دیکر رات گزاری۔

حدیث شریف ۴: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شاہ طیب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو دو قطروں اور دو نشانوں سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں۔

قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهَرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ٥

(ترمذی، ج ۳، ص ۱۴۰، طبرانی کبیر، ج ۸، ص ۲۳۵، الترغیب والترہیب، ج ۲، ص ۱۰۳)

یعنی اللہ تعالیٰ کے خوف سے (بہنے والا) آنسو کا قطرہ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہنے والا خون کا قطرہ۔

حدیث شریف ۵: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم! میں اپنے بندے پر دو خوف اور دو امن اکٹھے نہیں کروں گا۔

اِذَا خَافَنِيْ فِي الدُّنْيَا اٰمَنْتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاِذَا اَمِنَنِيْ فِي الدُّنْيَا اَخَفْتُهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

(صحیح ابن حبان، ج ۲، ص ۴۰۶، الترغیب والترہیب، ج ۴، ص ۱۳۷، بیہقی، ج ۱، ص ۴۸۲)

یعنی اگر وہ مجھ سے دنیا میں خوف رکھے گا تو میں اس کو قیامت کے روز امن میں رکھوں گا اور اگر وہ مجھ سے دنیا میں بے خوف رہا تو میں اس کو قیامت کے دن خوف میں مبتلا کروں گا۔

حدیث شریف ۶: مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن ایک تنکا ہاتھ میں لیکر فرمایا: کاش! میں ایک تنکا ہوتا، کوئی قابل ذکر چیز نہ ہوتا۔ کاش! مجھے میری ماں نہ جنتی۔ اور آپ خوف خدا سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ آپ کے چہرہ پر آنسوؤں کے بہنے کی وجہ سے دو سیاہ نشان پڑ گئے تھے (مکاشفۃ القلوب، ص ۷)

حدیث شریف ۷: میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جو شخص خوف خدا سے روتا ہے وہ جہنم میں ہرگز داخل نہیں ہوگا۔

حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي الضَّرْعِ (ترمذی، ج ۳، ص ۲۳۶، نسائی، ج ۲، ص ۵۳، مسند احمد، ج ۲، ص ۵۰۵، مکاشفۃ القلوب، ص ۸)

یعنی اس طرح جیسے کہ دودھ دوبارہ اپنے تھنوں میں نہیں جاتا۔

محبوب مصطفیٰ، امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اللہ تعالیٰ کا خوف اس قدر غالب تھا کہ خوف خدا سے ہر وقت لرزہ براندام رہا کرتے تھے اور بول چال میں بہت احتیاط فرماتے اور کم بولنا اور مختصر گفتگو کو اپنی عادت بنا رکھی تھی۔ اسی وجہ سے کبھی کبھی اپنے منہ میں ایک پتھر رکھ لیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ کم بولنے میں بڑی عافیت ہے

حدیث شریف: مَنْ صَمَتَ نَجَا یعنی جو چپ رہا نجات پایا۔

(مشکوۃ شریف، ص ۴۱۳، کشف المحجوب، ص ۴۵۳)

حضرات! میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خلیفۂ اول حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس قدر بلند و بالا شان و عظمت ہے کہ انبیائے کرام کے بعد حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آج تک نہ کوئی اللہ تعالیٰ کا نیک بندہ ہوا ہے اور نہ صبح قیامت تک ہوگا جس قدر نیک اور پرہیزگار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

خوف خدا کی برکت سے گنہگار جنت کا حقدار ہو گیا

اے ایمان والو! عالم ربانی، حجۃ الاسلام، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک نوجوان ایک عورت کی محبت میں مبتلا ہو گیا وہ عورت ایک قافلہ کے ساتھ سفر پر روانہ ہوئی جوان عاشق کو جب معلوم ہوا تو وہ بھی قافلہ کے ساتھ چل پڑا، جب قافلہ جنگل میں پہنچا تو رات ہو گئی تھی۔ قافلہ جنگل میں ٹھہر گیا اور سب لوگ تھکے ماندے تھے سو گئے، تو وہ نوجوان چپکے سے اس عورت کے پاس پہنچا اور کہنے لگا میں تجھ سے بہت محبت کرتا ہوں اور تیری محبت کے سبب ہی میں قافلہ کے ساتھ آیا ہوں۔ عورت نے کہا: جا کر دیکھو کوئی جاگ تو نہیں رہا ہے؟ جوان بڑا خوش ہوا اور سارے قافلہ کا چکر لگایا اور واپس آکر کہنے لگا کہ سب لوگ غافل پڑے سو رہے ہیں۔ عورت نے پوچھا: اللہ تعالیٰ کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے؟ کیا وہ بھی سو رہا ہے؟ جوان بولا: اللہ تعالیٰ تو نہ کبھی سوتا ہے، نہ ہی اسے کبھی اونگھ آتی ہے۔ تب عورت بولی: لوگ سو گئے تو کیا ہوا، اللہ تعالیٰ تو جاگ رہا ہے اور ہمیں دیکھ رہا ہے اور اسی سے ہم کو ڈرنا چاہئے۔ جوان نے جب یہ بات سنی تو خوف خدا سے لرز گیا اور برے ارادہ سے تائب ہو کر گھر واپس چلا گیا۔ کہتے ہیں کہ جب اس جوان کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھ کر اس سے پوچھا: کیسے گزری؟ تو جوان نے جواب دیا: میں نے اللہ تعالیٰ کے خوف سے ایک گناہ کو چھوڑا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسی سبب سے میرے تمام گناہوں کو بخش دیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۲)

حضرات! خوف خدا جس کے دل میں نہیں ہے وہ شخص انسان نہیں، شیطان ہے۔ اور خوف خدا سے انسان محبوب رحمان ہے۔

حضرات! عالم ربانی حضرت حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی اسرائیل کا ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت نے افلاس و تنگ دستی سے پریشان ہو کر ایک تاجر کے گھر جا کر کھانے کا سوال کیا، تاجر نے کہا: اگر تم میری آرزو پوری کر دو تو جو چاہو مجھ سے لے سکتی ہو۔ عورت بے چاری چپ چاپ خالی ہاتھ گھر لوٹ آئی اور جب بچوں کا بھوک کی شدت سے رونا بلکنا دیکھا تو وہ عورت دوبارہ اسی تاجر کے پاس لوٹ گئی اور کھانے کا سوال کیا۔ تاجر نے پھر وہی بات کی جو پہلے کہہ چکا تھا۔

عورت رضامند ہوگئی مگر جب یہ دونوں تنہائی میں پہنچے تو عورت خوف خدا سے کانپنے لگی۔ تاجر نے پوچھا کس سے ڈرتی ہو؟ اس عورت نے کہا: رب تعالیٰ کے خوف سے لرزاں ہوں جس نے ہمیں پیدا کیا۔ تو تاجر نے کہا کہ جب تم اتنی محتاجی اور تنگ دستی میں بھی خدائے تعالیٰ سے ڈرتی ہو تو مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے۔ یہ کہا اور عورت کو بہت سا مال و منال دے کر عزت کے ساتھ رخصت کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کی فلاں بن فلاں کے پاس جاؤ اور اسے میرا اسلام کہہ دو اور کہنا کہ میں نے اس کے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس تاجر کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تم نے کون سی ایسی نیکی کی ہے؟ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہارے تمام گناہوں کو معاف کر دیا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۸)

حضرات! خوف خدا وہ نیکی ہے جس کے سبب بندہ گناہوں سے پاک و صاف ہو کر نیک و صالح بن جاتا ہے

خوف خدا سے رونے والے پر دوزخ کی آگ حرام ہے

حضرات! بروز قیامت ایک شخص کو لایا جائے گا، جب اس کے اعمال تولے جائیں گے تو برائیوں کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ چنانچہ اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم ملے گا اس وقت اس کی پلکوں کا ایک بال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا کہ اے رب تعالیٰ! تیرے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ کو حرام کر دیتا ہے اور میں تیرے خوف سے رویا تھا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اس شخص کو ایک اشکبار بال کے بدلے جہنم سے بچا لیا جائے۔ اس وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام پکاریں گے: فلاں بن فلاں ایک بال کے بدلے نجات پا گیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۸)

حدیث شریف ۸: آفتاب نبوت مہتاب رسالت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسا بندۂ مومن نہیں جس کی آنکھوں سے خوف خدا سے مکھی کے پر کے برابر آنسو بہے تو اس شخص کو کبھی جہنم کی آگ چھوئے۔

(کنز العمال، ج:۳، ص:۱۴۲/ طبرانی کبیر، ج:۱۰، ص:... ؛ ... ج:۳، ص:۲۰۹)

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ ہزار دینار راہ خدا میں خرچ کرنے سے مجھے خوف خدا میں ایک آنسو بہالینا زیادہ پسند ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۴۳)

حدیث شریف ۹: حضرت عون بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خوف خدا سے بہنے والے آنسو انسان کے جسم کے جس حصہ پر لگتے ہیں اس حصہ کو اللہ تعالیٰ جہنم پر حرام کر دیتا ہے۔ (کتاب ابن حبان، ج:۲، ص:۳)

حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب خوف خدا سے روتے تو آنسوؤں کے پانی کو اپنی داڑھی اور چہرہ پر مل لیا کرتے اور فرماتے کہ میں نے سنا ہے کہ آنسوؤں کے پانی جہاں لگ جائیں گے اسے جہنم کی آگ نہیں جلائے گی۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۹)

مومن کے آنسو دوزخ کی آگ کو بجھا دیں گے

حضرات! بروز قیامت دوزخ سے ایک نہایت ہی بلند آگ باہر نکلے گی اور امت محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جانب بڑھے گی۔ امت اس آگ سے بچنے کی کوشش کرے گی اور کہے گی اے آگ! تجھے نمازیوں، صدقہ دینے والوں، روزہ داروں اور خوف خدا رکھنے والوں کا واسطہ واپس چلی جا! مگر آگ برابر آگے بڑھتی چلی جائے گی۔ تب حضرت جبرئیل علیہ السلام پانی سے لبریز ایک پیالہ اللہ کے حبیب، امت کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کریں گے اور کہیں گے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم اس پانی سے آگ پر چھینٹے مارئیے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آگ پر پانی کے چھینٹے ماریں گے تو وہ آگ فوراً بجھ جائے گی۔ اس وقت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل علیہ اسلام سے اس پانی کے متعلق دریافت فرمائیں گے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام کہیں گے کہ یہ وہ پانی ہے جو خوف خدا میں رونے والے آپ کے گنہگار امتیوں کی آنکھوں سے نکلے تھے اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں یہ پانی آپ کی خدمت میں پیش کروں اور آپ اس سے جہنم کی آگ کو بجھا دیں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۹)

اے ایمان والو! جب مومن کے آنکھ کے آنسو جہنم کی آگ کو بجھا دیتے ہیں تو محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوؤں کی شان وعظمت کا کیا عالم ہوگا۔

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

واللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیے ہیں

حضرات! اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم وبخشش میں رونا، آنسو بہانا، بہت ہی مقبول اور پسندیدہ عمل ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی گریہ وزاری کے واقعات خوب مشہور ہیں اور محبوب خدا امام الانبیاء مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو رات رات بھر سجدہ میں سر انور رکھ کر روتے رہتے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں امتی، امتی کی صدا کا کرامت کے حق میں نجات وبخشش کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

حدیث شریف: ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے ایسی آنکھیں عطا فرما جو تیرے خوف سے رونے والی ہوں۔ (کنز العمال، ج ۲، ص ۱۸۴)

حضرات! ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھیں تو ہمیشہ روتی ہی رہتی تھیں لیکن اس حدیث پاک میں تعلیم امت اور ہدایت کے لئے فرمایا تا کہ امتی کی آنکھیں بھی خوف خدا سے رونے والی ہو جائیں۔

اے ایمان والو! عالم ربانی حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کا قول نقل فرماتے ہیں کہ خوف خدا سے رونے والے کا ایک آنسو سمندروں جیسی طویل و عریض آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۲۲۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اشکباری

حدیث شریف: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آفتاب نبوت مہتاب رسالت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں سر انور رکھ کر آرام فرما تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آخرت کی یاد کر کے (خوف خدا میں) رو پڑیں اور ان کے آنسو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور پر گرے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھ کھل گئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا عائشہ! کیوں روتی ہو؟ تو ام المومنین نے عرض کی حضور! آخرت کو یاد کیا تو (خوف خدا سے) آنکھیں اشکبار ہو گئیں (مکاشفۃ القلوب، ص ۲۲۴)

ابن علی ابن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رونا

حضرت زین العابدین بن علی بن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب وضو سے فارغ ہوتے تو کانپنے لگ جاتے ملوگوں نے سبب معلوم کیا تو آپ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے، تمہیں پتہ نہیں کہ میں کس کی بارگاہ میں جا رہا ہوں اور کس سے مناجات کا ارادہ کر رہا ہوں۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۲۲۳)

خندہ و گریہ زاری

اللہ تعالیٰ کا فرمان: اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ وَتَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ ۝ (پ ۲۷، سورۃ النجم)

ترجمہ: تو کیا اس بات سے تم تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو اور روتے نہیں۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف: اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کبھی نہیں ہنسے صرف تبسم فرمایا کرتے تھے۔

حضرات! امت کی فکر کا یہ حال تھا، یہ سب کچھ امتی کے غم میں تھا ورنہ آپ اللہ تعالیٰ کے حبیب و محبوب ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

اور ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کریمہ کے نزول کے بعد آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ہنستے اور مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا گیا یہاں تک کہ آپ کا وصال شریف ہوگیا۔ (تفسیر روح المعانی، ج ۱۵، ص ۱۱۰، مکاشفۃ القلوب، ص ۳۷۶)

ہنسو کم، زیادہ روؤ

حدیث شریف: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مسجد کریم سے باہر تشریف لائے تو کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے پاس ٹھہر گئے انہیں سلام کیا اور ان سے فرمایا کہ دنیا کی تمام لذتوں کو منقطع کرنے والی (موت) کو اکثر یاد کیا کرو۔ پھر ایک مرتبہ آپ کا گزر ایک ایسی جماعت سے ہوا جو ہنس رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: واللہ اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج ۶، ص ۳۴۳)

حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نصیحت کی

حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب علیحدہ ہونا چاہا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ اے موسیٰ علیہ السلام!

(۱) خود کو جھگڑوں سے بچایئے۔ (۲) ضرورت کے بغیر قدم نہ اٹھایئے۔ (۳) تعجب کے بغیر مت ہنسئے۔ (۴) گنہگاروں کو ان کی خطاؤں کی وجہ سے شرمندہ نہ کریئے۔ (۵) اور اپنی طرف سے رب کے حضور روتے رہئے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۳۰۲)

حدیث شریف: محبوب داور شفیع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے۔

(ابن ماجہ، ص ۳۰۴)

جوانی میں ہنسنا بڑھاپے میں رلاتا ہے

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ (۱) جو شخص جوانی میں ہنستا ہے

بڑھاپے میں روتا ہے۔ (۲) جو مالداری میں ہنستا ہے فقر میں روتا ہے۔ (۳) اور جو شخص زندگی میں ہنستا ہے موت کے وقت روتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۲۲۸)

رونا نہ آئے تو رونے جیسا چہرہ بنالو

حدیث شریف: شاہ طیبہ کا ارشاد ہے کہ قرآن پڑھو اور روؤ (یعنی نماز پڑھو اور روؤ دعا مانگو اور روؤ ذکر خدا کرو اور روؤ) اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسا چہرہ بناؤ۔ (ابن ماجہ ص ۳۰۹)

آقا کریم امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد

شہزادہ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ آیت کریمہ سنی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ج (پ۱۰،ع۱۴)

ترجمہ: تو انہیں چاہئے کہ تھوڑا ہنسیں اور بہت روئیں۔ (کنز الایمان)

تو آپ نے فرمایا کہ دنیا میں کم ہنسو ورنہ آخرت میں بہت رونا پڑے گا اور یہ تمہارے اعمال کی جزا ہوگی۔ مزید فرمایا کہ مجھے اس ہنسنے والے پر تعجب ہوتا ہے جس کے پیچھے جہنم ہے اور اس مسرور وشاداں پر تعجب ہوتا ہے جس کے پیچھے موت لگی ہوئی ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک ایسے جوان کے قریب سے گزر ہوا جو ہنس رہا تھا۔ آپ نے پوچھا اے بیٹے! کیا تو نے پل صراط کو عبور کر لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو آپ نے فرمایا کیا تجھے یہ معلوم ہے کہ تو جنت میں جائے گا۔ آپ نے پھر پوچھا تو وہ جوان نہ بولا۔ آپ نے فرمایا پھر کس لئے ہنس رہے ہو؟ اس کے بعد اس جوان کو کبھی بھی ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ (مکاشفۃ القلوب ص ۲۲۸)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نصیحت

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔ اے شہزادہ رسول آپ مجھے نصیحت کیجئے! تو حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے سفیان! (۱) جھوٹے شخص میں مروت نہیں ہوتی۔ (۲) حسد کرنے والے میں خوشی نہیں ہوتی۔ (۳) بداخلاق

کے لئے سرداری نہیں ہوتی۔ (۴) اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے سفیان! اللہ تعالیٰ نے جس چیز سے منع فرمایا ہے اس کو چھوڑ دو گے تو عابد ہو جاؤ گے۔ (۵) اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی رہو گے تو مسلمان ہو گے۔ (۶) جیسی دوستی تم لوگوں سے چاہتے ہو تم بھی ان کے ساتھ ویسی ہی دوستی رکھو تب تم مومن ہو گے۔ (۷) بروں سے دوستی نہ رکھو ورنہ تو بھی برے عمل کرنے لگے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۲۵)

حدیث شریف: اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ یعنی آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر عمل کرتا ہے اس لئے تم دیکھو کہ تمہاری دوستی کس سے ہے۔ (حلیۃ الاولیاء، ج:۳، ص:۱۶۳، کنز العمال، ج:۹، ص:۲۰)

اور فرمایا اپنے کاموں میں ان سے مشورہ لو جو خوفِ خدا رکھتے ہوں۔ (۸) اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص بغیر قبیلے کے عزت چاہے اور بغیر حکومت کے ہیبت (دبدبہ) چاہے اس کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی ذلت سے نکل کر اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں آ جائے۔ (۹) اور فرمایا کہ جو آدمی بروں کی صحبت اختیار کرتا ہے سلامت نہیں رہتا۔ (۱۰) اور جو شخص بری جگہ جاتا ہے بدنام ہوتا ہے۔ (۱۱) اور جو اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتا شرمندگی اٹھاتا ہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۲۵)

حضرات! شہزادۂ رسول حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات و فرمودات ہیرے جواہرات سے زیادہ قیمتی بلکہ اصول ہیں مگر! جس طرح ہیرے جواہرات کے لئے جوہری یا بادشاہ چاہئے اسی طرح ان اصول فرمودات و ارشادات پر عمل کرنے کے لئے نیک و صالح طبیعت کا مسلمان چاہئے۔

ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں

حدیث شریف: میرے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت آدم علیہ السلام سے فرمائے گا کہ اٹھئے اور جہنمیوں کو جہنم میں بھیج دیجئے۔ حضرت آدم علیہ السلام عرض کریں گے۔ یا رب تعالیٰ! کتنوں کو جہنم میں بھیجوں! تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر (ایک) ہزار میں سے نو سو ننانوے کو (جہنم) میں بھیج دیجئے۔ (اور ایک کو جنت میں) (الترغیب والترہیب، ج:۴، ص:۳۳۰، حلیۃ الاولیاء، ج:۲، ص:۱۷۵، کنز العمال، ج:۱۴، ص:۳۷۸)

صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جب یہ فرمان سنا تو خوفِ خدا سے (رونے لگے) اور ہنسنا مسکرانا چھوڑ دیا۔ حبیبِ خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اپنے غلاموں کا یہ حال مشاہدہ فرمایا تو ارشاد فرمایا کہ عمل کرو اور اطمینان رکھو! صحابۂ کرام یہ سنتے ہی خوش ہو گئے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۲۹۲)

اے ایمان والو! یہ رونے والے، خوف خدا میں آنسو بہانے والے، معمولی مسلمان نہ تھے۔ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دست نبوت پر ایمان لانے والے، تمام اولیاء، اقطاب وابدال سے افضل واعلیٰ صحابہ کرام تھے۔ تو معلوم ہوا کہ خوف خدا میں رونے والے، آنسو بہانے والے معمولی لوگ نہیں ہوتے ہیں بلکہ وہ لوگ خوف خدا میں لرزتے، کانپتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ومقبول ہوتے ہیں

حضرات! اس دنیا سے آخری سفر ہو اس سے پہلے اپنے رب تعالیٰ رحمٰن ورحیم مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ بے کس پناہ میں خوب رو رو کر توبہ واستغفار کر کے معافی مانگ لو ورنہ جہنم کے بھڑکتے ہوئے شعلے کیسے برداشت کر سکو گے؟

جہنم کا عذاب: جہنم کا مشروب گرم پانی کہ پیتے ہی پیٹ کی انتڑیاں سب کٹ کٹ کر باہر آ جائیں گی تو لوگ جہنم میں موت کی تمنا کریں مگر موت نہیں آئے گی۔ ان کے پاؤں، ان کی پیشانیوں سے بندھے ہوں گے۔ ان کے چہرے گناہوں سے کالے ہوں گے، ان کو باندھ کر منہ کے بل ڈال دیا گیا ہوگا، ان کے دائیں، بائیں، اوپر، نیچے آگ ہی آگ ہوگی۔ ان کا کھانا، پینا، بستر، لباس سب کچھ آگ کا ہوگا۔ ان کے لئے لوہے کے ہتھوڑے ہوں گے جن سے ان کے سروں کو توڑا جائیگا، ان کے منہ سے پیپ بہے گی، دوزخ کی آگ کی گرمی سے ان کی آنکھوں کی پتلیاں ان کے رخساروں پر بہیں گی جس سے ان کے رخساروں کا گوشت اور بڑھ جائے گا وہ لوگ اس وقت موت کی تمنا کریں گے مگر انہیں موت کبھی نہیں آئے گی۔

جہنم کے سانپ اور بچھو ان کے جسم سے چمٹے ہوئے ہوں گے۔ تو یہ مناظر دیکھ کر تمہارا کیا حال ہوگا۔

(مکاشفۃ القلوب، ص:۲۹۷)

حضرات! اللہ تعالیٰ رحمٰن ورحیم پروردگار مومن بنا کر زندہ رکھے اور مومن بنا کر اس دنیا سے اٹھائے۔ بے شک مومن ہی جنت کا حقدار ہے۔

میرے آقائے نعمت، سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرات! ہر مومن کو چاہئے کہ وہ عذاب الٰہی سے ڈرتا رہے اور اپنے آپ کو خواہشات نفسانی سے روکتا رہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: فَاَمَّا مَنْ طَغٰى ۝ وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ۝ فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۝ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ۝ (پ-۳۰، ع-۴)

ترجمہ: تو وہ جس نے سرکشی کی اور دنیا کی زندگی کو ترجیح دی۔ تو بیشک جہنم ہی اس کا ٹھکانا ہے اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو بیشک جنت ہی ٹھکانا ہے۔ (کنز الایمان)

یعنی جس کسی نے نافرمانی کی اور دنیا کی زندگی کو سب کچھ جانا، اس کا ٹھکانا جہنم ہے اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرا اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکا تو اس کا ٹھکانا جنت ہے۔

حضرات! جو انسان عذاب الٰہی سے بچتا ہے اور ثواب و رحمت کا امیدوار ہوتا ہے، اسے چاہئے کہ دنیاوی مصائب پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا رہے اور گناہوں سے بچتا رہے۔

حدیث شریف: میرے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی، جنت میں داخل ہوں گے اور ان کو طرح طرح کی نعمتوں سے نوازا جائے گا مگر وہ لوگ حیرت میں ہوں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے میرے بندوں حیران کیوں ہو۔ تو مومن عرض کریں گے۔ یا اللہ تعالیٰ! تو نے ایک وعدہ فرمایا تھا جس کا وقت آ گیا ہے۔ تو فرشتوں کو حکمِ الٰہی ہوگا کہ ان کے چہروں سے پردے اٹھا دو۔ فرشتے عرض کریں، یا اللہ تعالیٰ! یہ تیرا دیدار کیسے کریں گے حالانکہ یہ گنہگار تھے۔ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا کہ تم حجاب اٹھا دو، یہ میرے بندے میرے خوف سے رونے والے تھے اور میرے دیدار کے امیدوار تھے۔ اس وقت حجاب اٹھا دیا جائے گا اور جنت والے جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار بے حجاب کریں گے۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا: سَلَامٌ عَلَیْکُمْ عِبَادِیْ فَقَدْ رَضِیْتُ عَنْکُمْ فَهَلْ رَضِیْتُمْ عَنِّیْ

یعنی اے میرے بندو! تم پر سلامتی ہو میں تم سے راضی ہوں، کیا تم مجھ سے راضی ہو؟

تو جنت والے عرض کریں گے اے ہمارے رب تعالیٰ! ہم کیسے راضی نہیں ہوں گے، حالانکہ تو نے ہمیں وہ نعمتیں عطا کی ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کان نے سنا اور نہ ہی کسی دل میں ان کا تصور گزرا۔ اور یہی اس فرمانِ الٰہی۔ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (پ۳۰، ع۲۳) کا مقصود ہے کہ اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے اور سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ○ (پ۲۳، ع۲)

ترجمہ: ان پر سلام ہوگا مہربان رب کا فرمایا ہوا۔ (کنز الایمان، سکاوۃ القلوب، ص ۱۰)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

پہلا جمعہ..دوسرا بیان

موت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ (پ۲۹، ع۱)

ترجمہ: وہ جس نے موت اور زندگی پیدا کی کہ تمہاری جانچ ہو، تم میں کس کا کام زیادہ اچھا ہے۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

کوئی گل باقی رہے گا نہ چمن رہ جائے گا
پر رسول اللہ کا دین حسن رہ جائے گا

ہم صفیرو! باغ میں ہیں کوئی دن کے چہچہے
بلبلیں اڑ جائیں گی سونا چمن رہ جائیگا

اطلس وکمخواب کی پوشاک پہ نازاں نہ ہو
اس تن بے جان پہ خاکی کفن رہ جائے گا

سب فنا ہو جائیں گے کافی ولیکن حشر تک
نام احمد کا زبانوں پر سخن رہ جائے گا

تمہید! خدائی دستور ہے کہ جو بھی اس دنیا میں آیا ہے اسے اس دنیا سے جانا ضرور ہے۔ بادشاہ ہو یا گدا، امیر ہو یا غریب، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا ہر انسان اور جاندار کو مرنا ضرور ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ (پ ۴، ع ۱۰) ترجمہ: ہر جان کو موت چکھنی ہے۔ (کنز الایمان)

صد افسوس! کہ ہم انسان ہیں مگر ہم کو موت کا خیال نہیں آتا، جب کہ ہمارا یقین ہے کہ ہمیں مرنا ضرور ہے اور ہمارے سامنے روزانہ کئی جنازے اٹھتے ہیں، یہ سب دیکھتے ہوئے بھی ہم برے کاموں سے باز نہیں آتے اور ہر قسم کا گناہ کرتے نظر آتے ہیں۔

حضرات! موت کا پنجہ بہت مضبوط ہے، وہ ہمیں بند کوٹھریوں اور مضبوط قلعوں میں بھی نہیں چھوڑے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: أَيْنَ مَا تَكُونُوا يُدْرِكْكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ ط (پ ۵، ع ۸)

ترجمہ: تم جہاں کہیں ہو موت تمہیں آلے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں ہو۔ (کنز الایمان)

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

موت کی یاد

حدیث شریف: ایک مرتبہ ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایسی جماعت کو دیکھا جو ہنس ہنس کر باتیں کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: موت کو یاد کرو۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، جو میں جانتا ہوں اگر وہ تمہیں معلوم ہو جائے تو تم کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔ (احیاء العلوم، ج ۴، ص ۴۴۲)

حدیث شریف: آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَادِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ ۝ یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو کہ یہ لذتوں کو مٹانے والی ہے۔ (ترمذی، ج ۲، ص ۵۷، نسائی، ج ۱، ص ۲۵۸، ابن ماجہ، ص ۳۱۳، مشکوٰۃ شریف، ص ۱۴۰)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ موت کو یاد کرنا بہت بڑی بھلائی ہے اس لئے کہ موت کی یاد سے دل گناہوں سے متنفر ہوتا ہے اور نیکی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

موت کو یاد کرنے والا شہیدوں کے ساتھ ہوگا

حدیث شریف: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم) کس کا حشر شہیدوں کے ساتھ ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: ہاں جو شخص دن رات میں بیس مرتبہ موت کا یاد کرتا ہے، وہ شہیدوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۶)

اللہ اکبر! موت کو یاد کرنے والا کتنا نیک بن جاتا ہے کہ اگر دن رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرتا ہے تو گویا اس کا حشر شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

حدیث شریف: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا کہ موت، مومن کے لئے ایک تحفہ ہے۔
(حلیۃ الاولیاء، ج:۸، ص:۱۹۹، کنز العمال، ج:۱۵، ص:۵۴۶، مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۲)

موت کی یاد سے سخت دل نرم ہوجاتے ہیں

ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اپنی سنگ دلی کی شکایت کی تو انہوں نے فرمایا کہ موت کو یاد کیا کرو تمہارا دل نرم ہوجائے گا۔ اس عورت نے ایسا ہی کیا اور اس کا دل نرم ہوگیا۔ وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی اور آپ کا شکریہ ادا کیا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص:۱۸۹)

تین چیزیں بہت اچھی ہیں: حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، تم موت کے لئے جیتے ہو، ویران کرنے کے لئے آباد کرتے ہو، فانی چیز پر حریص ہو اور باقی رہنے والی چیز کو نہیں مانتے سنو!

تین چیزیں سخت ہیں۔ جو اچھی ہیں: (۱) موت (۲) فقر (۳) مرض۔ (شرح الصدور، ص:۱۶)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں فقر کو تواضع کے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور موت کو اپنے رب تعالیٰ کی ملاقات کے لئے اچھا سمجھتا ہوں اور مرض کو اپنی خطاؤں کے مٹ جانے کے سبب اچھا سمجھتا ہوں (الحلیۃ شعب الایمان)

موت ایک پل ہے: حضرت حبان بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ یعنی موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملانے کا ذریعہ ہے۔
(شرح الصدور، ص:۱۷)

ملک الموت، حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے پاس آئے

ملک الموت، حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس آئے کہ ان کی روح نکالیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی روح نکالتے دیکھا ہے؟ تو ملک الموت اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: جاؤ ابراہیم (علیہ السلام) سے کہہ دو کہ کیا کبھی تم نے ایک دوست کو دوسرے دوست کی ملاقات کو برا جانتے ہوئے پایا؟ تو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ملک الموت سے فرمایا کہ میری روح ابھی قبض کرلو۔ (شرح الصدور، ص: ۱۷)

حضرات! معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا شوق رکھنے والا مرنے سے کبھی خوف نہیں کھاتا کہ موت کے بغیر محبوب سے ملاقات ناممکن ہے۔

موت پسندیدہ چیز ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان سے فرمایا، اگر تم میری وصیت یاد رکھو تو وہ یہ ہے کہ موت سے زیادہ پسندیدہ چیز تمہارے نزدیک کوئی نہ ہو (شرح الصدور، ص: ۱۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حالت

عالم ربانی حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب موت کا ذکر سنتے تو ان کے جسم سے خون کے قطرے گرنے لگتے۔

اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام جب موت اور قیامت کا ذکر کرتے تو ان کی سانس اکھڑ جاتی اور جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا اور جب رحمت کا ذکر کرتے تو ان کی حالت سنبھل جاتی۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ میں نے جس عقل مند کو دیکھا تو اس کو موت سے لرزاں اور غمگین پایا۔ (مکاشفۃ القلوب، ص: ۱۸۰)

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رونا

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عالم سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ تو انہوں نے

فرمایا کہ تم خلیفہ ہونے کے باوجود موت سے نہیں بچ سکتے تمہارے آباؤ اجداد میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آج تک ہر ایک نے موت کا جام پیا ہے اور اب تمہاری باری ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ سنا تو بہت دیر تک روتے رہے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۸۹)

گھر میں قبر بنا رکھی تھی: حضرت ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کے ایک گوشے میں قبر کھود رکھی تھی اور دن میں کئی مرتبہ اس میں جا کر سوتے اور ہمیشہ موت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے۔ اگر میں ایک لمحہ بھی موت کی یاد سے غافل ہو جاؤں تو سارا کام بگڑ جائے۔ (مکاشفۃ القلوب، ص ۱۹۰)

حضرات! آپ حضرات نے سن لیا کہ موت کیا ہے اور موت کی یاد کے وقت ان اللہ والوں کی کیا حالت ہوتی تھی جب کہ ان کے پاس صرف نیکی ہی نیکی تھی بلکہ وہ سراپا نیک تھے اور ہمارا حال یہ ہے کہ ہم گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور ہم کو موت کی فکر ہی نہیں۔ الامان والحفیظ۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے امان میں رکھے اور موت کو یاد کر کے نیک و صالح بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

ہر آدمی کا حصہ صرف کفن ہے: ابن ابی الدنیا سے روایت ہے کہ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ یاد رکھو کہ تم ہر چیز چھوڑ کر چلے جاؤ گے سوائے اپنے حصے کے، اور وہ کفن ہے۔

اور فرمایا کہ جو کچھ تم نے جمع کیا، اس میں تیرا حصہ صرف دو چادریں ہیں جن میں تو (مرنے کے بعد) لپیٹا جائے گا اور خوشبو۔ (شرح الصدور، ص: ۲۳)

آج ہم گھر میں ہیں اور کل قبر میں ہوں گے

مشہور بزرگ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ فصیح و بلیغ نصیحت کے بعد جلد ہی غافل ہو جاتے ہیں۔ موت نصیحت کرنے کو کافی ہے، زمانہ جدائی ڈالنے کو کافی ہے، آج ہم گھروں میں ہیں اور کل قبروں میں ہوں گے۔ (شرح الصدور، ص: ۲۳)

اللہ والے موت کے مشتاق کیوں ہوتے ہیں

حضرت عبد اللہ بن ابی ذکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ چاہے میں سو سال زندہ رہوں یا آج ہی مر جاؤں تو آج ہی مرنے کو اختیار کر لیتا تا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) اور صحابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے ملاقات کر سکوں۔ (شرح الصدور، ص: ۱۸)

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خوشی حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر لاغر و کمزور ہو گئے تھے کہ ان کے چہرے پر موت کا رنگ اور انتقال کے آثار ظاہر ہو گئے تھے تو اس وقت ان کی بیوی نے جب یہ منظر دیکھا تو غم سے نڈھال ہو کر بے قرار ہو گئیں اور ان کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے **واحسرتاہ** یعنی ہائے رے میری مصیبت۔ بیوی کے منہ سے اتنا سننا تھا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تڑپ اٹھے اور ارشاد فرمایا کہ اے میری بیوی! تم یہ مت کہو کہ ہائے رے میری مصیبت۔ بلکہ تم یہ کہو **واطرباہ**۔ یعنی واہ رے میری شادمانی اور خوشی۔ اے میری بیوی سن! اس سے بڑھ کر خوشی اور مسرت اور کیا ہوگی کہ میں کل وفات پا کر اپنے تمام محبوبوں یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کے صحابہ سے ملاقات کی مسرت حاصل کروں گا۔ (مثنوی شریف)

حضرت آسی غازی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

آج پھولے نہ سمائیں گے کفن میں آسی
قبر کی رات ہے اس گل سے ملاقات کی رات

درود شریف:

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول: مولی المومنین حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ لوگ سو رہے ہیں اور جب مر جائیں گے تو جاگ اٹھیں گے۔ (شرح الصدور، ص ۳۳)

قبروں کی زیارت سے موت یاد آتی ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قبروں کی زیارت کیا کرو کیوں کہ یہ موت کو یاد دلاتی ہے۔ (مسلم شریف، ج ۲، ص ۳۱۴، شرح الصدور، ص ۳۳)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب زیارت کیا کرو کیوں کہ یہ دنیا میں زاہد اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ (ابن ماجہ، ج ۱، ص ۱۰۱)

موت کی تمنا نہیں کرنا چاہئے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مصیبت آنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور اگر تمنا کرنا ہے تو یہ کہے اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے تو زندہ رکھ اور جب میرے لئے موت میں بہتری ہو تو موت دے۔

اور! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی موت کی تمنا نہ کرے کیوں کہ اگر نیک ہے تو امید ہے کہ اس کی نیکیاں زائد ہوں گی اور اگر بد ہے تو شاید بھلائی کی طرف لوٹ آئے۔ (بخاری شریف، نسائی شریف بحوالہ شرح الصدور، ص:۲)

دین میں فتنہ کے ڈر سے موت کی تمنا کا جواز

مالک اور بزار نے حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ! میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے اور مسکینوں سے محبت کرنے کی دعا کرتا ہوں۔ اور تو جب لوگوں کو آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائشوں میں ڈالنے سے پہلے اپنے پاس بلالینا (یعنی مجھے موت دے دینا)۔ (شرح الصدور، ص:۲)

حضرات! ہمارے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم معصوم ہیں، بلکہ سید المعصومین ہیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر گناہ اور خطا سے پاک وصاف ہیں اور آقا کریم معصوم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو اس طرح سے فرمایا کہ اے اللہ! میں تجھ سے نیک کاموں کے کرنے اور برے کاموں کے چھوڑنے کی دعا کرتا ہوں تو یہ دعا تعلیم امت کے لئے تھی کہ میرا امتی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح سے دعا مانگے۔ مومن کبھی اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گنہگار وخطا کار نہیں جانتا، ہاں منافق ضرور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو گنہگار وخطا کار جانتے ہیں اور لکھتے بھی ہیں، ملاحظہ فرمایئے۔

اہل حدیث کہلانے والوں کے پیشوا مولوی رفیق خاں پسروری لکھتے ہیں کہ:

عقیدہ: انبیاء علیہم السلام عیب دار ہوتے ہیں۔ (اصلاح عقائد، ص:۱۵۴)

حضرات! اللہ تعالیٰ کے چنے ہوئے اور پسندیدہ بندے، حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام غیب

اور تمام محبوبوں اور جملہ انبیاء و رسل کے سردار ہمارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تمام انبیائے کرام علیہم السلام بے عیب اور بے گناہ تھے۔

عاشق مصطفیٰ، پیارے رضا اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

خلق سے اولیا اولیا سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

درود شریف:

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے اللہ! میری قوت کم ہوئی اور عمر بڑی ہوئی، میری رعایا منتشر ہوئی تو مجھے موت دے، تاکہ میں ضائع کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا نہ بنوں۔ ابھی ایک ماہ بھی اس دعا کو کئے ہوئے نہ گزرنے پایا تھا کہ آپ شہید ہوئے۔ (شرح الصدور، ص:۲)

ابن ابی الدنیا نے حضرت سفیان سے روایت کی کہ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کے علماء کے نزدیک موت (یعنی مرجانا) سرخ سونے سے بہتر ہوگی۔ (شرح الصدور، ص:۱۰)

یا اللہ تعالیٰ! ہم کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھ اور ایمان کے ساتھ خاتمہ نصیب فرما آمین ثم آمین۔

مرحوم پر جنت واجب ہوگئی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگ ایک جنازہ کے ساتھ گزرے تو ان لوگوں نے اس میت کی تعریف کی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! واجب ہوگئی۔

پھر! کچھ لوگ دوسرے جنازہ کے ساتھ گزرے تو انہوں نے اس میت کی برائی بیان کی تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! واجب ہوگئی۔ مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔

(یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) کیا واجب ہو گئی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جس شخص کی تم نے تعریف کی تو اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے برائی بیان کی تو اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی۔ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۸۰، صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۰۸)

جنازہ جلدی اٹھاؤ! حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جنازہ کو جلدی اٹھاؤ کیوں کہ اگر جنازہ نیک آدمی کا ہے تو یہ ایک نیک کام ہے جسے تم کر رہے ہو اور اگر جنازہ اس کے علاوہ (یعنی برے آدمی) کا ہے تو تم ایک برائی کو اپنی گردنوں سے اتار رہے ہو۔

(صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۷۷، صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۰۶)

موت کے وقت کلمہ طیبہ کی تلقین کرنا چاہئے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اپنے مرنے والوں کو۔۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (محمد رسول اللہ) (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی تلقین کیا کرو۔

(صحیح مسلم، ج ۱، ص ۳۰۰، ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۱۹۰)

نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا سنت ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم میت کی نماز جنازہ پڑھ چکو تو اس کے لئے خلوص دل سے دعا کیا کرو۔

(ابوداؤد شریف، ج ۲، ص ۴۶۰، ابن ماجہ، ج ۱، ص ۱۱۰)

حضرات! آج کل کچھ لوگ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کو منع کرتے ہیں جب کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سنت پر عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

میت کے لئے ایصال ثواب کا ثبوت: (۱) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک آدمی آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: میری والدہ اچانک انتقال کر گئیں اس کو ثواب پہنچے گا؟ فَــقَــالَ نَــعَــمْ ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں (اس کو ثواب پہنچے گا) (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۳۸۶، صحیح مسلم، ج ۲، ص ۴۱)

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔ اور انہوں نے مال چھوڑا ہے۔ اور انہوں نے وصیت بھی نہیں کی اگر میں ان کی طرف سے صدقہ، خیرات کروں تو کیا یہ صدقہ و خیرات ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا؟

قَالَ نَعَمْ ۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہاں (ان کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا)

(مسلم، ج:۲، ص:۴۱، مشکوٰۃ، ج:۱، ص:۱۶۷)

(۳) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میری والدہ کا انتقال ہو چکا ہے اگر میں اس کی طرف سے صدقہ دوں تو کیا وہ صدقہ اسے نفع دے گا؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اس شخص نے عرض کیا میرے پاس ایک باغ ہے۔

فَاُشْهِدُكَ اَنِّیْ قَدْ تَصَدَّقْتُ بِهٖ عَنْهَا ۔ یعنی میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے یہ باغ اس کی (یعنی اپنی ماں) کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ (ترمذی شریف، ج:۳، ص:۵۶، ابوداؤد شریف، ج:۲، ص:۱۱۸)

(۴) حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ام سعد (یعنی میری ماں) کا انتقال ہو گیا ہے۔ تو کون سا صدقہ افضل ہے؟

قَالَ : اَلْمَاءُ، قَالَ : فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ ! هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پانی۔ تو انہوں نے ایک کنواں کھدوایا اور کہا: یہ ام سعد کا کنواں ہے۔

(ابوداؤد شریف، ج:۲، ص:۲۳۰، الترغیب والترہیب، ج:۲، ص:۳۱، مشکوٰۃ شریف، ص:۱۶۹)

(۵) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آقا کریم مصطفیٰ رحیم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب انسان مر جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے (یعنی ان تین چیزوں کا اجرا سے ملتا رہتا ہے)

اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْعِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْلَهٗ ۔ یعنی ایک صدقہ جاریہ، دوسرا وہ علم جس سے فائدہ اٹھایا جائے۔ تیسری وہ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرے۔

(مسلم، ج:۲، ص:۴۱، بخاری الادب المفرد، ص:۱۶، ابوداؤد، ج:۲، ص:۴۷)

حضرات! احادیث طیبہ سے دن کے اجالے سے زیادہ روشن اور ظاہر ہوا کہ وصال کرنے والے مرنے والے کے حق میں فاتحہ ودعا کرنا اور صدقہ وخیرات کرنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ جائز اور سنت ہے۔

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

موت سے کس کو رستگاری ہے
آج وہ، کل ہماری باری ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

محبت رسول ﷺ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

آیت کریمہ: قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (پ۳۔ع۱۲)

ترجمہ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ، اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنزالایمان)

درود شریف۔

اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اور فرماتے ہیں:

دل ہے وہ دل جو تری یاد سے معمور رہا
سر ہے وہ سر جو ترے قدموں پہ قربان گیا
انہیں جانا انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

درود شریف:

تمہید: اے ایمان والو! محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ دو عالم میں جو کچھ نظر آرہا ہے وہ عشق و محبت ہی کا جلوہ ہے۔ ایک آدمی اولاد کی محبت میں دوکان و مکان اور فیکٹری وغیرہ تعمیر کرتا نظر آتا ہے۔

اللہ تعالیٰ تو اولاد سے پاک ہے مگر اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جن کی خاطر انبیاء، رسل کو فرشتوں انسانوں کو، زمینوں آسمانوں کو، جنت و دوزخ کو، فرش سے عرش تک پیدا فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے ارشاد فرمایا

لولا محمد ما خلقتک۔ یعنی اگر میرے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

(زرقانی علی المواہب ج ۱، ص ۴۴، مدارج النبوۃ، رسالہ برکات، حاکم ج ۲، ص ۶۱۵، مع تلخیص المستدرک ص ۶۱۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

زمین و زماں تمہارے لئے مکین و مکاں تمہارے لئے
چنیں و چناں تمہارے لئے بنے دو جہاں تمہارے لئے

حضرات! باپ، بیٹے بھائی، کنبہ وغیرہ سے محبت کرنے کو اسلام نے منع نہیں کیا ہے بلکہ حکم دیا ہے کہ صلوا الارحام یعنی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرو اور ان سے الفت و محبت رکھو۔ مگر سوال اس وقت کا ہے کہ جب اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کا ان چیزوں کی محبت سے ٹکراؤ ہو تو اس وقت اسلام کا کیا حکم ہے؟

تو ایمان والو! اس وقت اسلام کا حکم یہی ہے کہ ان تمام چیزوں کی محبت و الفت کو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پر قربان کر دیا جائے۔

چنانچہ آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:

لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ (مشکوٰۃ شریف، ص [illegible])

ترجمہ: یعنی اس وقت تک کوئی تم میں سے مومن ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ وہ اپنی اولاد، اپنے ماں، باپ، بلکہ تمام جہان کے انسانوں سے بڑھ کر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ محبت نہ کرے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے اعلیٰ ہے

محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
زن و فرزند سے مال و باپ سے اولاد سے پیارا

حضرات! محبت رسول، عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ایمان کی بنیاد اور اصل ہے۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
اور ایمان یہ کہتا ہے کہ میری جان ہیں یہ

حضرات! آدمی، اسلامی احکام کا پابند ہو، نمازی ہو، حاجی ہو اور غازی بھی ہو لیکن اگر اس کا سینہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خالی ہے تو ہرگز، ہرگز وہ آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔ دیکھئے منافقین نمازی تھے، حاجی تھے، میدان جہاد کے غازی بھی تھے اور ہم لوگ تو آج کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں مگر یہ منافقین تو امام الانبیاء والمرسلین کے پیچھے مسجد نبوی شریف میں نماز پڑھتے تھے، مگر کیا وجہ ہے؟ کہ قرآن کریم نے ایسے نمازیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ: وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ۔ (پ ۱، ع ۲) یعنی یہ لوگ مومن نہیں۔

حضرات! منافقین کیوں مومن نہیں کہلائے؟ بس یہی وجہ تھی کہ ان کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں تھی۔ اس لئے یہ لوگ عمر بھر دولت ایمان سے محروم ہی رہے اور ان لوگوں کے روزہ و نماز، حج و زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمال صالحہ بیکار اور برباد ہوگئے۔ ڈاکٹر اقبال نے کیا خوب کہا:

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

اے مسلمان یاد رکھ! کہ دین نام ہے آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و الفت کا۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

انہیں جانا، انہیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اور کسی نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے:

کافر ہے وہ بد بخت جو اس دل کو کہے دل
جس دل میں نہ ہو الفت سرکار مدینہ

قیامت کا سرمایہ

ایک دیہاتی صحابی، حضرت ذوالخویصرہ یمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وسلم کی بارگاہ کرم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ الک وسلم مَتٰی السَّاعَۃُ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۶) یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ الک وسلم قیامت کب آئے گی؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الک وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

مَا اَعْدَدْتَ لَھَا ۔ تم نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ تو صحابی رسول نے عرض کی: مَا اَعْدَدْتُ لَھَا اِلَّا اِنِّیْ اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ (مشکوٰۃ شریف، ص:۴۲۶)

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیٰ الک وسلم میرے پاس اس کے سوا اور کچھ تیاری نہیں ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔

نہ طاعت پر نہ تقویٰ پر نہ زہد و اتقا پر ہے
ہمارا ناز جو کچھ ہے محمد مصطفیٰ پر ہے

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وسلم نے اپنے صحابی سے یہ سن کر فرمایا:

اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ (بخاری، ج۲، ص۹۱۱) یعنی تم قیامت کے دن اسی کے ساتھ رہو گے جس کے ساتھ محبت رکھتے ہو۔

صحابۂ کرام یہ سن کر اس قدر خوش ہوئے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کو زندگی میں کبھی بھی اتنی خوشی نہیں ہوئی تھی جتنی خوشی اس وقت ہوئی جب آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وسلم نے یہ خوشخبری سنائی کہ جو دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرے گا وہ قیامت کے دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وسلم کے ساتھ رہے گا۔

اور حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بشارت سن کر فرمایا:

فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ وَاَرْجُوْا اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ بِحُبِّیْ اِیَّاھُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِمِثْلِ اَعْمَالِھِمْ. (بخاری شریف، ج۱، ص:۵۲۱)

یعنی میں آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ وسلم اور ابوبکر و عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے محبت رکھتا ہوں۔ لہٰذا میں

یہ امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میں ان لوگوں کے ساتھ ہی میں رہوں گا، اگرچہ میرا عمل کبھی بھی ان حضرات کے اعمال کے برابر نہیں ہو سکتا۔

اے ایمان والو! محبت رسول، عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ لازوال اور بے بہا دولت ونعمت ہے کہ ایک مومن کے لئے زمین وآسمان کے خزانوں میں اس سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت کے چند نمونے پیش ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت

حضرات! جنگ حنین میں بہت زیادہ مال ودولت مسلمانوں کو ملا۔ اس دن آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مجاہدین اسلام کو اس قدر کثیر مال غنیمت عطا فرمایا کہ سب کو مالا مال فرمادیا، ایک ایک مجاہد کو سو سو اونٹوں کی قطار عنایت فرمادی، لیکن یہ عجیب بات ہوئی کہ اس جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سب جگہوں کے مجاہدین کو تو خوب مال دیا مگر مدینے والوں انصار کو کچھ بھی نہیں دیا۔ یہ منظر دیکھ کر کچھ مدینے کے نوجوان انصار کے منہ سے نکل گیا کہ:

یغفر اللہ لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطی قریشا ویدعنا وسیوفنا تقطر من دمائھم

یعنی اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مغفرت فرمائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قریشیوں کو عطا فرماتے ہیں اور ہمیں کچھ نہیں دیتے، حالانکہ ہماری تلواروں سے کفار کا خون ٹپک رہا ہے۔

مدینہ طیبہ کے نوجوان انصاریوں کی یہ باتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گوش مبارک (مبارک کان) تک پہنچی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے قاصد بھیج کر تمام مدینے والوں، انصاریوں کو بلایا اور فرمایا کہ ما حدیث بلغنی منکم۔

اے مدینے والو! یہ کیسی بات ہے جو تمہاری طرف سے میرے کان میں آئی ہے۔ تو مدینے والے انصار کے سمجھدار اور بوڑھے لوگوں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) ہم میں سے سمجھدار لوگوں نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔ کہنے والے چند نوجوان لڑکے ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

اما ترضون ان یذھب الناس بالاموال وترجعون الی رحالکم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قالوا بلی یارسول اللہ قد رضینا (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۶۳)

یعنی اے مدینے والو! گروہ انصار! کیا تم اس بات پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ (مکہ والے) اور سب لوگ

اپنے اپنے گھر مال و دولت لے کر جائیں گے اور تم جب اپنے گھر جاؤ گے تو رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو اپنے ساتھ لے کر جاؤ گے۔ کیوں کہ میں مکہ والوں یا دوسرے لوگوں کے ساتھ نہیں جاؤں گا بلکہ میں تمہارے ساتھ مدینے چلوں گا۔ تو تم بتاؤ! اور جواب دو! کہ تمہیں مال و دولت لے کر گھر جانے میں خوشی ہوگی یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو ساتھ لے کر گھر جانے میں تم زیادہ خوش ہو گے؟ یہ سن کر محبت رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا سیلاب مدینے والوں، انصار کے دلوں سے امنڈ کر آنکھوں میں آ گیا اور سب کی آنکھیں بہنے لگیں اور گویا سب کا یہی جواب تھا کہ۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
انصار کے لئے ہے خدا کا رسول بس

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یہ اونٹ، یہ بکریاں، یہ باغات، یہ سارا مال آپ دوسروں کو دیجئے، ہمیں تو اللہ کا رسول چاہئے (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

درود شریف:

(۱) صحابہ کی محبت: عروہ بن مسعود، کفار کی جانب سے ثالث بن کر، قاصد بن کر مدینہ طیبہ میں آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی محبت اور نیاز مندی کو دیکھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ پلٹ کر جب مکہ پہنچے تو اپنے ساتھیوں، کفار و مشرکین سے ملے تو قسم کھا کر بیان کرنے لگے کہ میری قوم! خدا کی قسم! بے شک میں نے بادشاہوں کو دیکھا ہے اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے پاس گیا ہوں۔ خدا کی قسم میں نے کبھی کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اس کے ساتھی اس کی اس قدر تعظیم و محبت کرتے ہوں جتنی محبت و تعظیم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ کرتے ہیں۔ خدا کی قسم جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک شریف کوئی نہ کوئی اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے اور وہ اس کو اپنے بدن اور چہرہ پر مل لیتا ہے اور جس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابہ کو حکم دیتے ہیں تو صحابہ آپ کے حکم کی تعمیل کی خاطر دوڑ پڑتے ہیں۔

وَاِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْئِهٖ. (بخاری شریف ج ۱ ص ۳۷۸)

یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وضو کرتے ہیں تو صحابہ وضو کے پانی کو لینے کے لئے اس قدر کوشش کرتے ہیں کہ جیسے آپس میں لڑ پڑیں گے اور خون خرابے کی نوبت آ جائے گی۔

حضرات! عروہ بن مسعود نے مکہ جا کر کفار و مشرکین سے آنکھوں دیکھا حال بیان کیا کہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب وضو کرتے ہیں تو جسم سے لگا ہوا وضو کا پانی صحابہ کرام زمین پر نہیں گرنے دیتے ہیں بلکہ اس پانی کو اپنے

ہاتھوں میں لے لیتے ہیں اور اپنے بدن اور چہرے پر مل لیتے ہیں تو جو صحابہ اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وضو کا پانی زمین پر نہیں گرنے دیتے وہ کب گوارہ کریں گے کہ ان کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم کا خون زمین پر گرے۔ اس لئے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور ان کے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے جنگ کرنا آسان نہیں ہے۔

صحابہ کی محبت موئے مبارک کے ساتھ

(۱) سرچشمۂ ولایت حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید و خلیفہ حضرت محمد بن سیرین تابعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے کچھ بال شریف ہیں جو ہمیں حضرت انس یا حضرت انس کے گھر والوں سے ملے ہیں تو یہ سن کر حضرت عبیدہ نے کہا:

لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِیْ شَعْرَةٌ مِنْهُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَافِيْهَا (صحیح بخاری، ج:۱، ص:۲۹)

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھا کہ حجام آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سر مبارک کے بال شریف کو بنا رہا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گرد حلقہ باندھے ہوئے تھے۔

فَمَا يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقَعَ شَعْرَةٌ اِلَّا فِیْ يَدِ رَجُلٍ (مسلم شریف، ج:۲، ص:۲۵۶)

یعنی صحابۂ کرام یہی چاہتے تھے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جو بال بھی گرے وہ کسی نہ کسی شخص کے ہاتھ میں ہو۔

(۳) حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

میری بیوی نے مجھ کو ایک پانی کا پیالہ دے کر ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب بھی کسی کو نظر لگتی یا کوئی بیمار ہوتا تو وہ برتن میں پانی ڈالکر حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتیں کیونکہ ان کے پاس آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بال شریف تھا۔

فَاَخْرَجَتْ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ تُمْسِكُهُ فِیْ جُلْجُلٍ مِنْ فِضَّةٍ فَخَضْخَضَتْهُ لَهُ فَشَرِبَ مِنْهُ (صحیح بخاری، ج:۲، ص:۸۷۵، مشکوٰۃ شریف، ص:۳۹۱)

یعنی وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس بال کو نکالتیں جس کو انہوں نے چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا اس کو شفاء ہو جاتی۔

حضرات! صحیح بخاری کی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم موئے مبارک تبرکاً اپنے پاس رکھتے تھے اور حالت مرض میں اس کی برکت سے شفا پاتے تھے۔

(۴) سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال تھے اور انہوں نے ان کو اپنی ٹوپی میں آگے کی جانب سل رکھے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ان بالوں کی برکت تھی کہ عمر بھر ہر جہاد میں مجھے کامیابی و کامرانی حاصل ہوتی رہی۔ (اسماء الرجال شفا شریف، ج ۲، ص ۴۴)

جنگ یرموک میں موئے مبارک کی برکت

جنگ یرموک میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کفار سے لڑ رہے تھے، کافروں میں سے ایک پہلوان آیا جس کا نام نسطور تھا، دونوں کا دیر تک سخت مقابلہ ہوتا رہا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑا اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ٹوپی زمین پر گر گئی، نسطور پہلوان موقعہ پا کر آپ کی پشت پر آ گیا اس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکار، پکار کر اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے کہ میری ٹوپی مجھے دو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ ایک شخص جو آپ کی قوم بنی مخزوم میں سے تھا وہ دوڑ کر آیا اور ٹوپی اٹھا کر آپ کو دے دی، آپ نے اسے پہن کر نسطور پہلوان کا مقابلہ کیا یہاں تک کہ اس کو قتل کر دیا۔ لوگوں نے جنگ ختم ہونے کے بعد جب آپ سے پوچھا کہ آپ نے وہ حرکت کی کہ دشمن تو آپ کی پشت پر آ پہنچا اور آپ ٹوپی کی فکر میں لگے رہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس ٹوپی میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیشانی مبارک کے بال شریف سلے ہوئے ہیں۔ جو مجھے میری جان سے زیادہ محبوب ہیں۔ ہر جنگ میں ان مبارک بالوں کی برکت سے کامیاب ہوتا ہوں۔ اسی لئے میں بے قراری سے اپنی ٹوپی کی طلب میں تھا کہ کہیں ان کی برکت میرے پاس سے چلی نہ جائے اور کافروں کے ہاتھ لگ جائے۔ (شفا شریف، ج ۲، ص ۴۴)

اے ایمان والو! خوب غور کرو کہ جب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موئے مبارک کے بال شریف سے محبت و تعلق کا یہ عالم تھا تو خود آقا کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت و تعلق کا عالم کیا ہوگا۔

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت: شروع اسلام میں ابھی چند لوگ مسلمان ہوئے تھے۔ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانۂ کعبہ کے پاس کھڑے ہو

کر تقریر کر رہے تھے اور اسلام کی تبلیغ فرما رہے تھے کہ کفار مکہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر حملہ کر دیا اور آپ کو اس قدر مارا کہ آپ خون میں نہا گئے اور بے ہوش ہو گئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ آپ اب نہ بچ سکیں گے۔ آپ کی والدہ ماجدہ آتی ہیں اور اپنے بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر گھبرا گئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوش میں آگئے تو ماں نے حال پوچھا تو آپ نے برجستہ فرمایا کہ ماں یہ بتاؤ کہ میرے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کیسے ہیں؟ یعنی اپنی کوئی فکر ہی نہیں ہے اگر فکر ہے تو آقا کریم مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔

(البدایہ والنہایہ، ج ۳، ص ۳۰)

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اور!

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

مال کی قربانی: غزوۂ تبوک کے موقع پر محبوب مصطفیٰ حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل مال دولت اور گھر کا تمام سامان اسلام کے لئے اپنے محبوب آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ کرم میں پیش کیا تو اس وقت ایک کمبل اوڑھے ہوئے تھے اور جس کی جگہ کانٹے لگائے ہوئے تھے۔ تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے یار ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا

ما ابقیت لا هلک۔ یعنی اپنے (گھر) اہل وعیال کے لئے کیا چھوڑا؟

تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا:

ابقیت لهم الله و رسوله۔ یعنی گھر والوں کے لئے میں اللہ اور اس کے رسول جل شانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ آیا ہوں۔ (ابو داؤد شریف، ج ۱، ص ۲۳۳، مشکوٰۃ، ص ۵۵۶، تاریخ الخلفاء [illegible])

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لئے ہے خدا کا رسول بس

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عشق: مشہور محدث و مفسر حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر

فرماتے ہیں کہ اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنی انگوٹھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عطا کی کہ اس انگوٹھی پر اللہ کا نام لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کندہ کروا کے لاؤ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقش کرنے والے کے پاس گئے اور فرمایا اس انگوٹھی پر لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کندہ کردو نقش کردو۔ اور جب لکھا گیا تو اس انگوٹھی کو لے کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور انگوٹھی کو پیش کی۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے انگوٹھی کو ملاحظہ فرمایا تو دیکھا کہ انگوٹھی پر اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام اقدس بھی لکھا ہوا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک بھی لکھا ہوا تھا۔ حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) میں نے تم کو صرف اللہ تعالیٰ کا نام پاک لکھنے کے لئے کہا تھا، تم نے میرا نام اور اپنا نام بھی لکھوا دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے عشق نے اور میری محبت نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللہ کا نام پاک سے اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام اقدس جدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا نام پاک رہے اور محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام شریف نہ رہے۔ میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام شریف اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے ساتھ لکھوایا ہے۔ مگر! خدا کی قسم! میں نے اپنا نام نہیں لکھوایا۔ اتنے میں سدرہ کے مکین حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابوبکر صدیق کا نام میں نے لکھا ہے۔ جب ابوبکر میرے نام کے ساتھ، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام جدا نہیں کرنا چاہتے تو میں بھی ابوبکر صدیق کا نام تمہارے نام سے جدا نہیں کرنا چاہتا۔ (تفسیر کبیر، ج:۱،ص:۸۷)

الٰہی تڑپنے، پھڑکنے کی توفیق دے
دل مرتضیٰ، سوز صدیق دے

ایمان محبت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا نام ہے

صحیح بخاری میں ہے: لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ (صحیح بخاری، ج:۱،ص:۷۔ مشکوٰۃ شریف، ص:۱۲)

یعنی تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے نزدیک اس کے ماں، باپ، اور اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ میں محبوب نہ ہو جاؤں۔

خوب فرمایا عاشق مصطفیٰ، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے مری جان ہیں یہ

محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا صلہ

محبوب مصطفیٰ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میرا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ انور و اقدس پر لے جانا اور سامنے رکھ دینا اور عرض کرنا کہ آپ کا دوست ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہے۔ اگر روضۂ اقدس کا دروازہ خود بخود کھل جائے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قرب میں دفن کر دینا، ورنہ جنت البقیع قبرستان میں دفن کرنا۔ جب آپ کا وصال ہوا تو وصیت کے مطابق آپ کا جنازہ روضۂ انور پر لے جا کر دروازہ کے سامنے رکھ دیا گیا اور عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ کے رفیق اور خلیفہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہیں اور آپ کے قرب میں دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں۔ روضۂ مبارکہ کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور قبر انور و اطہر سے آواز آئی۔

أَدْخِلُوا الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ فَإِنَّ الْحَبِيْبَ إِلَى الْحَبِيْبِ مُشْتَاقٌ۔

یعنی دوست کو دوست سے ملا دو بے شک دوست، دوست سے ملنے کے لئے مشتاق ہے۔

(تفسیر کبیر، ج۵، ص:۴۹۵، جامع کرامات اولیاء، ج:۱، ص:۱۲۸، خصائص کبریٰ، ج۲، ص:۲۸۲)

اے عشق ترے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

اے ایمان والو! حقیقت میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ایمان ہے۔ اگر کوئی شخص اسلام کے احکام کا پابند ہے، نمازی بھی، حاجی بھی ہے، غازی بھی ہے لیکن اگر اس کا سینہ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مدینہ نہیں ہے تو ہرگز، ہرگز وہ مومن و مسلمان نہیں ہے۔ دیکھیے منافقین نمازی بھی تھے حاجی بھی تھے اسلام کا نعرہ بھی لگاتے تھے

پھر قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے ان نمازیوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ وما ہم بمؤمنین (پ ۱، ع ۲) یعنی یہ لوگ مؤمن نہیں ہیں۔

حضرات! منافقین مؤمن کیوں نہیں! بس اس کی یہی وجہ تھی کہ ان کے دلوں میں محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں تھی اس لئے یہ لوگ زندگی بھر بے ایمان ہی رہے اور ان لوگوں کے روزے، نماز اور حج و زکوٰۃ وغیرہ تمام اعمال سب غارت و برباد ہو گئے۔

بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

حضرات! حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور جاہلیت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے اپنے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ ابا جان! جنگ بدر میں، میں ابوجہل کے ساتھ تھا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ دوران جنگ آپ میری تلوار کی زد میں آ گئے لیکن میں نے آپ پر وار نہ کیا، باپ جان کر۔ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بیٹا!

لو اهدفت لی لم انصرف منک (تاریخ الخلفاء، ص: ۳۶)

یعنی اگر تو میری زد میں آ جاتا تو میں تیرا لحاظ نہ کرتا (یعنی میں تجھے قتل کر دیتا) اس وقت میں تجھ کو بیٹا نہیں بلکہ دشمن رسول سمجھتا۔

محمد کی محبت خون کے رشتوں سے بالا ہے
یہ رشتہ دنیوی قانون کے رشتوں سے اعلیٰ ہے
محمد ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
زن و فرزند سے، ماں، باپ سے اولاد سے پیارا

درود شریف:

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

مسلمان کہلانے والا بشر نام کا ایک منافق تھا، اس منافق کا ایک یہودی کے ساتھ جھگڑا ہو گیا، یہودی نے منافق سے کہا اس جھگڑے کا فیصلہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کرائیں۔ چنانچہ مقدمہ آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی

خدمت اقدس میں پہنچا، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے معاملے کی تحقیق فرمائی تو حق یہودی کا ثابت ہوا تو اس کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ منافق جو بظاہر مسلمان بنا ہوا تھا، باہر نکلا تو کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیصلہ سمجھ میں نہیں آیا، اس لئے عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں، وہ جو فیصلہ کریں گے منظور ہوگا۔ دونوں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے۔ یہودی نے آپ کے سامنے پورا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اچھا ٹھہرو میں گھر کے اندر سے آتا ہوں اور فیصلہ کر دیتا ہوں۔ مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر کے اندر گئے اور تلوار لے کر آئے اور منافق کی گردن پر ایسی تلوار ماری کہ سر تن سے جدا ہو گیا اور منافق کو قتل کر دیا اور ارشاد فرمایا کہ جو ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے، اس کا فیصلہ میری تلوار کرتی ہے۔ (تفسیر کبیر، ج ۳، ص ۲۲۹، تاریخ الخلفاء، ص ۱۲۳)

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ماموں کو قتل کیا

جنگ بدر میں حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حقیقی ماموں، عاص بن ہشام بن مغیرہ جنگ کے لئے میدان میں آیا تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے مقابلہ کیا اور پھر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے حقیقی ماموں کے سر پر ایسی تلوار ماری کہ وہ قتل ہو گیا اور قیامت تک کے لئے یہ مثال قائم کر دی کہ کنبہ، قبیلہ اور رشتہ داری سب کچھ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر قربان ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

مقام حدیبیہ میں محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ موجود تھے اور حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مکہ معظمہ میں قریش سے صلح کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ تو قریش حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے کہ تمہارے نبی محمد ابن عبداللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو طواف کعبہ کی اجازت نہیں ہے ہاں اے عثمان غنی تم آ گئے ہو تو تم کو طواف کعبہ کی اجازت ہے۔ تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طواف کعبہ سے انکار کر دیا اور فرمایا: مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

یعنی میں اس وقت تک طواف کعبہ نہیں کروں گا جب تک ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم طواف نہ کرلیں گے۔ (شفا شریف، ج:۲، ص:۳۳، مشکوٰۃ شریف، ص:۵۶۱)

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر قدم پر غلام آزاد کیا

ایک دن کی بات ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے گھر بلایا اور بڑی شاندار دعوت کا اہتمام کیا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر چلے، تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک کو شمار کرنے لگے اور ہر قدم کے بدلے ایک ایک غلام آزاد کیا۔ (جامع معجزات، ص:۶۵)

حضرات! قرآن مجید، کلام اللہ اور حدیث شریف فرمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں کہیں بھی صراحتہ یہ حکم نہیں دیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہر قدم شمار کیا جائے اور ایک ایک قدم کے بدلے غلام آزاد کیا جائے۔

لیکن خلیفۂ رسول اللہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے قدم مبارک کو شمار کر کے ہر قدم کے بدلے ایک، ایک غلام آزاد کیا اور کسی صحابی نے اس عمل کو بدعت و ناجائز نہ کہا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کے کچھ چھینٹے نصیب فرمادے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت: سرچشمۂ ولایت مولی المومنین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: كَانَ وَاللّٰهِ اَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ اَمْوَالِنَا وَاَوْلَادِنَا وَاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ عَلَى الظَّمَاءِ۔

(شفا شریف، ج:۲، ص:۱۸، مدارج النبوت، ج:۱، ص:۳۲۸)

ترجمہ: یعنی خدا کی قسم آپ ہم کو اپنے مالوں، بال بچوں اور باپوں اور ماؤں سے اور پیاس کے باوجود ٹھنڈے پانی سے زیادہ محبوب ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت رسول میں نماز کو ترک کردیا

اے ایمان والو! جان کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض فرمایا ہے۔

مگر محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آقا کریم مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت واطاعت میں اس فرض کو ترک کر دیا۔ سانپ غار ثور میں انہیں کاٹتا رہا مگر انہوں نے اپنا پاؤں نہیں ہٹایا کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نیند میں خلل پڑ جائے گا۔

اسی طرح حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام صہبا میں جب آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کی ران پر اپنا سر مبارک رکھ کر آرام فرما رہے تھے تو سورج غروب ہو گیا اور نماز عصر قضاء ہو گئی مگر آپ نے پاؤں نہیں اٹھایا اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی نیند میں خلل نہیں پڑنے دیا۔

اللہ اکبر! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت واطاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں جان بچانے کا فرض چھوڑ دیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و اطاعت میں نماز عصر، خدا کے فرض کو ترک کر دیا مگر ان دونوں بزرگوں پر نہ اللہ تعالیٰ نے ناراضگی ظاہر کی اور نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے۔ بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زخم پر لعاب دہن لگا کر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شفا عطا فرماتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سکینہ نازل فرماتا ہے۔

اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے محبوب خدا مصطفیٰ کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: إِنَّ عَلِيًّا كَانَ فِي طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهِ (مشکل الآثار ج ۲، ص ۳۸۸)

یعنی علی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فرمانبرداری میں تھے پھر آقا کریم، مختار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اشارہ فرماتے ہیں تو ڈوبا ہوا سورج پلٹ آتا ہے اور مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز عصر ادا فرماتے ہیں

حضرات! محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ عمل اعلان کر رہا ہے کہ: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۔ (پ ۵، ع ۸)

ترجمہ: جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (کنزالایمان)

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاج ور کی ہے

حضرات! روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے زیادہ افضل اور امت میں سب سے زیادہ نیک حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سید الاولیاء حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سارے اعمال اور تمام عبادات سے زیادہ افضل و اعلیٰ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جانتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر کی محبت: امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے مشہور عاشق رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ایک دفعہ پاؤں سوج گیا تو آپ سے کہا گیا کہ جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کو یاد کیجئے۔

فصاح یا محمداہ فانتشرت (الشفاء شریف، ج۲، ص:۱۸، مدارج النبوۃ، ج۱، ص:۳۰۱)

یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے زور سے یا محمداہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہا تو ان کا پاؤں ٹھیک ہو گیا

حضرات! حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہنا شرک و بدعت نہیں، بلکہ صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت ہے۔

اور یہ بھی پتہ چلا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہنے سے بیماری دور ہو جاتی ہے اور مشکلیں آسان ہو جاتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہی شخص کہتا ہے جس کو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہوتی ہے۔ یا اللہ تعالیٰ ہمارے سینوں کو محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مدینہ بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت

حضرات! جب بھی عشق و الفت کی بات ہوگی اور محبت کی کتاب پڑھی جائے گی تو عاشق رسول حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام مبارک ضرور آئے گا۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق و محبت کے میدان میں اس قدر اذیتیں اٹھائی ہیں کہ آپ کے گلے میں ظالموں نے رسی کا پھندا ڈالا، ان کی مقدس پیٹھ پر اس قدر کوڑے برسائے کہ پشت مبارک لہولہان ہو گئی۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سینے پر کافروں نے اتنا وزنی پتھر رکھ دیا تھا کہ ان کی زبان باہر نکل پڑی، پھر سخت دھوپ میں گرم گرم ریت پر زخمی پیٹھ کے بل لٹا دیا۔ مگر زمین و آسمان گواہ ہیں، خدائی گواہ ہے۔ خدا گواہ ہے۔ کہ اس بے کسی و بے بسی کی حالت میں بھی کلمۂ حق لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) بلند آواز سے پڑھتے رہے اور زبان حال سے اعلان کرتے رہے کہ

میں مصطفیٰ کے جام محبت کا مست ہوں
یہ وہ نشہ نہیں ہے جسے ترشی اتار دے

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

حضرت بلال کو محبت کا کتنا عظیم صلہ ملا: عاشق رسول حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت آزمائش و بلاء سے گزرے مگر اپنے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کرم کو نہ چھوڑا۔ تو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کتنا بلند مقام حاصل ہوا اور کتنا عظیم صلہ ملا کہ صحابۂ کرام آپ کی عزت و تکریم کرتے تھے اور مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو یا سیدنا بلال کہکر مخاطب ہوتے تھے۔ یہ سب کچھ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی برکت تھی۔

جب تک بکا نہ تھا تو کوئی پوچھتا نہ تھا
تم نے خرید کر مجھے انمول کر دیا

حضرت زید بن عبداللہ انصاری کی محبت

صحابی رسول حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ کے قرب و جوار کے رہنے والے تھے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کے لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی پاک طبیعت علیل تھی۔ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما تھے۔ حضرت زید بن عبداللہ انصاری ملاقات کے بعد جب چلے تو آپ کی نظر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تلوے پر تھی تلوے کا جلوہ دیکھتے رہے اور دربار کرم سے رخصت ہوتے رہے۔ حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر پہنچ گئے مگر نگاہوں میں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے تلوے کا جلوہ سمایا ہوا تھا، اپنے باغ میں کام کر رہے تھے۔ اور بیٹے نے آکر یہ خبر سنائی کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا۔ تو حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی تازہ تازہ اپنے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قدم پاک کا تلوہ شریف دیکھا تھا اور وہی ان کی آنکھوں میں سمایا ہوا اور بسا ہوا تھا تو بس چیخ اٹھے اور یہ دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ بَصَرِیْ حَتّٰی لَا اَرٰی بَعْدَ حَبِیْبِیْ مُحَمَّدٍ اَحَدًا (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۳۸ از مرقع ص ۳۴۲)

یعنی یا اللہ تعالیٰ میری آنکھ چھین لے یعنی مجھے اندھا کر دے۔ تاکہ میں ان آنکھوں سے اپنے محبوب محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نہ دیکھوں۔

چنانچہ! ان کی دعا قبول ہوئی اور وہ اندھے ہو گئے۔

اس حدیث شریف کو، عاشق مصطفیٰ امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے:

تیرے قدموں میں جو ہیں غیر کا منہ کیا دیکھیں
کون نظروں پہ چڑھے دیکھ کے تلوا تیرا

حضرت خالد بن معدان کی محبت

صحابی رسول، حضرت خالد بن معدان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب خدا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اتنی زیادہ محبت تھی کہ ہر وقت ان کی زبان پر آپ کا نام پاک رہتا تھا۔ آپ کی بیٹی حضرت عبدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میرے باپ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں تشریف لاتے اور سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنے رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مہاجرین وانصار کے ساتھ اپنی محبت کو ظاہر کرتے اور ہر ایک کو نام لے کر یاد کرتے اور کہتے۔ هُمْ اَصْلِىْ وَفَصْلِىْ وَاِلَيْهِمْ يَحِنُّ قَلْبِىْ یعنی یہ حضرات مری اصل اور فرع ہیں اور انہیں کی جانب میرا دل میلان کرتا ہے۔ (شفا شریف، ج ۲، ص ۔ مدارج النبوت، ج ۱، ص ۳۵۰)

حضرات! حدیث شریف سے صاف طور پر پتہ چلا کہ سوتے وقت یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہنا ناجائز و بدعت نہیں۔ بلکہ صحابی رسول کی سنت ہے۔

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے
کھلے آنکھ صلِ علیٰ کہتے کہتے

باپ ناپاک، بستر پاک: ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد، ابوسفیان، صلح حدیبیہ کے موقع پر مدینہ طیبہ اپنی بیٹی سے ملنے گئے۔ تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بستر لپیٹ کر رکھ دیا اور کافر باپ کو بیٹھنے نہ دیا اور حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کافر باپ، ابوسفیان سے فرمایا کہ یہ اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا پاک بستر ہے اور تم مشرک ہونے کی وجہ سے ناپاک ہو۔ اس لئے اس بستر نبوت پر نہیں بیٹھ سکتے۔ مشرک باپ، ابوسفیان کو بیٹی کی اس بات سے بڑا رنج ہوا۔ مگر حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دل میں جو محبت رسول تھی اس کے لحاظ سے وہ کب برداشت کر سکتی تھیں؟ کہ بستر نبوت پر ایک مشرک ناپاک بیٹھے۔

اللہ اکبر! ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے باپ کی عظمت ومحبت کو محبت رسول پر قربان کر دیا کیوں کہ یہی ایمان کی شان ہے کہ باپ چھوٹ جائے مگر عظمت مصطفیٰ اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دامن نہ چھوٹنے پائے۔

بے مثال محبت! ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانے میں دو بھائی تھے۔ جن کا نام حویصہ اور محیصہ تھا۔ ان میں سے چھوٹا ایمان لے آیا تھا اور بڑا ابھی تک ایمان نہ لایا تھا۔ چھوٹے بھائی کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ایک یہودی کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بڑا فسادی تھا۔ تو بڑے بھائی نے کہا کہ تو ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتا ہے کہ اس کا احسان ہمارے اوپر ہے۔ تو چھوٹے بھائی نے جواب دیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر مجھکو تیرے قتل کا حکم فرمادیں تو بھی میں دیر نہ کروں گا اور فوراً قتل کردوں گا۔ یہ سن کر اور عجیب وغریب محبت دیکھ کر وہ بھی مسلمان ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۲۵۵)

حضرات! دین وایمان میں مضبوط اور سخت رہنے سے دوسروں پر بہت اچھا اثر پڑتا ہے اور پلپلا اور صلح کل بننے سے خود کا دین وایمان بھی خطرے میں رہتا ہے اور دوسروں پر تو کوئی اثر ہی نہیں ہوتا۔

ستون حنانہ کی محبت: مسجد کریم میں منبر کریم بننے سے پہلے کھجور کا ایک ستون تھا جسے ستون حنانہ کہتے ہیں، اس ستون سے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پشت انور لگا کر وعظ فرمایا کرتے تھے۔ منبر کریم بننے کے بعد جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر پر جلوہ بار ہوئے تو ستون حنانہ زور زور سے رونے لگا۔

حَتّٰى نَزَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ ۔ (بخاری کتاب الجمعہ، ج:۱، ص:۱۲۵)

یعنی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر کریم سے اترے اور ستون حنانہ پر اپنا دست کرم پھیرا (تو اس کو سکون حاصل ہوا) اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر کریم سے نیچے اترے اور ستون حنانہ کو اپنے سینے سے لگایا تو اس کو سکون حاصل ہوا اور وہ چپ ہو گیا۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس کو سینے سے نہ لگاتا تو یہ قیامت تک روتا ہی رہتا۔ پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ستون حنانہ کو منبر کریم کے نیچے دفن کرادیا۔ (شفا شریف، مدارج، زرقانی علی المواہب، ج:۴، ص:۲۲۸)

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

دوسرا جمعہ...دوسرا بیان

اسمِ پاک محمد ﷺ کے فضائل و برکات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O

آیت: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط (پ٢٦، ع١٢)

ترجمہ: محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لب پہ آ جاتا ہے جب نام جناب
منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب

وجد میں ہو کے ہم اے جاں بے تاب
اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا معنی: ہمارے حضور سراپا نور، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک بڑا ہی عظیم اور پیارا ہے اس کا معنی ہے۔

اَلَّذِیْ یُحْمَدُ حَمْدًا بَعْدَ حَمْدٍ ۔یعنی جس ذات کی ہمیشہ تعریف کی جائے۔

حضرات! جس ذات گرامی کی ہر جگہ اور ہمیشہ تعریف وتوصیف کا خطبہ پڑھا گیا ہے اور پڑھا جاتا رہے گا، وہ نرالی شخصیت اور پیاری ذات ہمارے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے۔ فرش پر جدھر دیکھو انہی کے نام پاک کا چرچا ہے۔

پانچوں وقت اذانوں میں، اور خدا کی عبادت نمازوں میں ذکر خدا کے ساتھ ذکر مصطفیٰ موجود ہے اور آسمانوں میں، جنت کی بہاروں میں، ہر سو، ہر ایک شی میں نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جلوہ اور عرش کی بلندی پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش میں طرفہ دھوم دھام

کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے

درود شریف:

حضور کے اسمائے مبارکہ کی تعداد: ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بہت سے نام ہیں بہت سے علمائے کرام نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ناموں کی تعداد ننانوے بیان کی ہے۔

اور حضرت علامہ اسمٰعیل حقی علیہ الرحمہ تحریر فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ناموں کی تعداد ایک ہزار ہے۔ (روح البیان، ج ۷، ص ۱۸۳)

حضور کے ذاتی نام دو ہیں بزرگوں نے فرمایا ہے کہ آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذاتی نام دو ہے آسمانوں میں احمد اور زمین میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

حضرات! احمد کا معنی ہے یعنی جو ذات اللہ تعالیٰ کی خوب حمد اور سب سے زیادہ تعریف بیان کرے۔ اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا معنی یعنی اللہ تعالیٰ نے جس ذات کی تعریف و خوبی کو سب سے زیادہ اجاگر کیا اور بیان فرمایا یہی وجہ ہے: کہ آسمانوں میں ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک احمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے کہ فرشتوں کو معلوم ہو جائے کہ جس ذات نے سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تعریف بیان کی ہے۔ وہ محبوب خدا رسول اللہ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ اور زمین میں ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام پاک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہے کہ دنیا کے تمام بادشاہوں، امیروں کو پتہ چل جائے کہ سب سے زیادہ جس ذات کی تعریف و توصیف بیان کی گئی ہے اور ہمیشہ بیان ہوتی رہے گی وہ ذات گرامی محبوب خدا، رسول اللہ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہے۔

حضرات! ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک احمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا ذکر قرآن شریف میں ایک مرتبہ آیا۔

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ ط (پ۲۸،ع۹)

ترجمہ: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) میں خوشخبری دینے والا ہوں ایک رسول کی جو میرے بعد آنے والا ہے اس کا نام احمد ہوگا۔

اور! نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا تذکرہ چار مرتبہ ہوا ہے۔

(۱) وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط (پ۴،ع۶)

(۲) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ط (پ۲۲،ع۲)

(۳) مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ ۔ (پ۲۶،ع۲)

(۴) وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ ۔(۲۶،ع۵)

خدا نے آقا کریم کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) رکھا

سبحان اللہ سبحان اللہ۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کا نام ماں، باپ، دادا، دادی استاذ و پیر و مرشد وغیرہ رکھتے ہیں مگر محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک خود خدائے تعالیٰ نے رکھا ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خواب میں بشارت دی گئی کہ تو اس امت کے سردار کی ماں ہے جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) رکھنا۔ (مدارج النبوۃ ج۱، ص۳۰۳)

اور! شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک خلق (یعنی تمام کائنات) کی پیدائش سے ایک ہزار سال پہلے رکھا۔ (مدارج النبوۃ ج۱، ص۲۰۷)

نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت

(۱) اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا اُعَذِّبُ اَحَدًا یُّسَمّٰی بِاسْمِكَ فِی النَّارِ۔

(سیرت حلبیہ، ج۱، ص۱۳۵، مدارج النبوۃ ج۱، ص۱۳۲، انوار محمدیہ ص۲۲۹)

ترجمہ: یعنی (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں اس کو دوزخ میں عذاب نہیں دوں گا جس کا نام آپ کے نام (محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پر ہوگا۔

نام پاک کی برکت سے کبھی فاقہ نہیں ہوگا

(۲) اہل مکہ کہتے ہیں: مَا مِنْ بَیْتٍ فِیْهِ اِسْمُ مُحَمَّدٍ اِلَّا نَمٰی وَرُزِقَ وَرُزِقَ جِیْرَانُھُمْ ۔

ترجمہ: یعنی جس گھر میں محمد نام کا کوئی ہوتو اس گھر میں خوب برکت ہوگی اور رزق زیادہ ملے گا اور اس کے پڑوسی کو بھی۔ (شفاء شریف، ج:۱، ص:۱۰۵)

(۳) ایک روایت میں ہے کہ جس گھر یا مجلس میں محمد نام کا شخص ہو، وہ گھر اور مجلس بابرکت ہو جاتی ہے۔ (کشف الغمہ، ج:۱، ص:۱۹۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شفاعت فرمائیں گے

مشہور عاشق رسول حضرت علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: ہر کرا نام محمد بود۔ آں حضرت اورا شفاعت کند و در بہشت در آرد۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۳۷۴)

ترجمہ: یعنی جس کا نام محمد ہوگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کی شفاعت کرکے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

نام پاک کی برکت سے لڑکا پیدا ہوا اور زندہ رہے

حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں: مَنْ کَانَ لَہٗ ذُوْ بَطْنٍ فَاَجْمَعَ اَنْ یُّسَمِّیَہٗ مُحَمَّدًا رَزَقَہُ اللّٰہُ غُلَامًا، وَمَنْ کَانَ لَا یَعِیْشُ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیَجْعَلِ اللّٰہَ عَلَیْہِ اَنْ یُّسَمِّیَ الْوَلَدَ الْمَرْزُوْقَ مُحَمَّدًا عَاشَ ۔ (روح البیان شریف، ج:۷، ص:۱۸۳، مدارج النبوۃ، ص:۲۴)

ترجمہ: یعنی جس کی بیوی حاملہ ہو اور بچہ کا نام محمد رکھنے کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بیٹا عطا کرے گا اور جس کا بچہ زندہ نہ رہتا ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر ارادہ کرلے کہ وہ ہونے والے بچہ کا نام محمد رکھے گا تو اس کا بچہ زندہ رہے گا۔

جس کا نام محمد ہے قیامت کے دن جنت میں داخل ہوگا

شاہ طیبہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر جس نے نام رکھا تو اس نام پاک کی برکت سے وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا۔ ملاحظہ فرمائیے۔

حدیث شریف: اِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَۃِ نَادٰی مُنَادٍ اَلَا لِیَقُمْ مَنِ اسْمُہٗ مُحَمَّدٌ فَلْیَدْخُلِ الْجَنَّۃَ لِکَرَامَۃِ نَبِیِّہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ (شفا شریف، ج:۱، ص:۱۰۵)

ترجمہ: یعنی جب قیامت کا دن ہوگا تو (اللہ تعالیٰ کی جانب سے) ندا کرنے والا یہ ندا کرے گا خبردار وہ شخص کھڑا ہو جائے جس کا نام محمد ہے اور جنت میں داخل ہو جائے۔ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام پاک کی برکت وکرامت سے۔

ایک گھر میں زیادہ سے زیادہ محمد نام والے ہونا چاہئے

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بارگاہ کرم میں عرض کیا کہ جس گھر میں ایک شخص کا نام محمد ہے تو کیا دوسرے کا نام بھی محمد ہی پر رکھے تو آقا کریم، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مَا ضَرَّ اَحَدَکُمْ اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ بَیْتِہٖ مُحَمَّدٌ وَمُحَمَّدَانِ وَثَلَاثَۃٌ (شفا شریف، ج:۱، ص:۱۰۵)

ترجمہ: یعنی تم کو کوئی نقصان نہیں کہ تمہارے گھر میں ایک نام کا محمد ہو یا دو نام والے محمد ہوں یا تین نام والے محمد ہوں۔

حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی، نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے

حضرات! جس ذات گرامی کے سبب حضرت آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ کے مرتبے سے مشرف ہوئے تھے وہی ذات پاک ان کی توبہ کے قبول ہونے کا باعث بنی ہے۔ چنانچہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جب جنت سے روئے زمین پر تشریف لائے تو تین سو برس تک رو، رو کر توبہ واستغفار کرتے رہے اور ندامت کی وجہ سے سر کو آسمان کی طرف نہ اٹھایا۔

اور ہمارے آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

قَالَ یَارَبِّ اَسْئَلُکَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ اِلَّا مَاغَفَرْتَ لِیْ۔ یعنی حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے میرے رب تعالیٰ میں تجھ سے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم (علیہ السلام) تو نے (میرے محبوب) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو کیسے پہچانا؟ ابھی تو میں نے ان کو پیدا نہیں کیا (اس دنیا میں) تو انہوں نے عرض کیا اے میرے رب تعالیٰ جب تو نے

محمد کو پیدا فرمایا اور مجھ میں روح ڈالی تو میں نے اپنے سر کو اٹھایا اور عرش اعظم کے ستونوں پر لکھا ہوا دیکھا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) تو میں نے جان لیا کہ جس کا نام تو نے اپنے نام کے ساتھ لکھا ہے وہ تجھے تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے۔

فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى صَدَقْتَ يَا اٰدَمُ اِنَّهٗ لَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَيَّ وَاِذْ سَاَلْتَنِيْ بِحَقِّهٖ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ وَلَوْ لَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ۔ (زرقانی علی المواہب ج ۱، ص ۶۲ — مستدرک للحاکم ج ۲ ص ۶۱۵ — دلائل النبوۃ ...)

یعنی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام) تم نے بالکل سچ کہا بے شک وہ تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں اور جب تم نے ان کے وسیلے سے بخشش چاہی تو میں نے تم کو بخش دیا اور اگر وہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا ہی نہیں کرتا۔

مشہور محدث حضرت علامہ احمد بن محمد قسطلانی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يَا اٰدَمُ لَوْ تَشَفَّعْتَ اِلَيْنَا بِمُحَمَّدٍ فِيْ اَهْلِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَشَفَّعْنَاكَ (زرقانی علی المواہب ج ۱، ص ۶۲)

یعنی اے آدم علیہ السلام اگر تم (میرے محبوب) محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کا نام لے کر تمام زمین و آسمان والوں کی بخشش مانگتے تو ہم سب کو بخش دیتے اور تمہاری شفاعت قبول فرماتے۔

اے ایمان والو! حدیث طیبہ سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں ہمارے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام مبارک اس قدر محبوب و مقبول ہے کہ جس نے نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لیا اس کا بیڑا پار ہو گیا اور جس نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اور نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا تو رب تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی دعا مقبول ہو گئی۔

ہمارے مرشد اعظم مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے
حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

درود شریف:

عرش پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لکھا ہے

حضرت آدم علیہ السلام فرماتے ہیں رَأَیْتُ عَلٰی اَقْوَامِ الْعَرْشِ مَکْتُوْبًا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا ہے۔

یعنی میں نے دیکھا کہ عرش اعظم کے ستونوں پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہوا ہے۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۳۳، المستدرک حاکم، ج:۲، ص:۶۱۵)

جنت کی ہر چیز پر نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لکھا ہے

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب مجھے جنت میں ٹھہرایا تو میں نے ہر جگہ نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لکھا دیکھا، جنت کے ہر محل و چوبارہ پر نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نظر آیا، جنت کی حوروں کے سینوں پر، جنت کے درختوں کے پتوں پر وَعَلٰی وَرَقِ سِدْرَۃِ الْمُنْتَہٰی وَعَلٰی اَطْرَافِ الْحُجُبِ وَبَیْنَ اَعْیُنِ الْمَلٰئِکَۃِ۔ یعنی اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کی پتلیوں میں لکھا پایا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۷)

ہر آسمان پر نام محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) لکھا ہے

ہمارے حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ شب معراج مَا مَرَرْتُ بِسَمَاءٍ اِلَّا وَجَدْتُ اِسْمِیْ بِھَا مَکْتُوْبًا۔ یعنی میں جس آسمان سے گزرا سب پر میں نے اپنا نام لکھا پایا (جواہر البحار، ص:۳۳)

حضرات! دن کے اجالے سے زیادہ روشن اور ظاہر ہو گیا کہ ہم غریبوں کے آقا، ہم فقیروں کی ثروت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے نام پاک کو خدا کریم نے فرش سے عرش تک اور دنیا سے جنت تک بلند کیا اور ہر شے پر لکھا بھی اس لئے ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے صبح سے شام تک، رات و دن یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی صدا لگاتے رہیں اور پکارتے رہیں۔

حشر تک ڈالیں ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضاؔ
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

درود شریف:

نام مبارک چومنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت ہے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جلوہ افروز تھے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان پڑھی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کو (چوم کر) اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور پڑھا قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم) جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دے چکے تو آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جو شخص ایسا کرے گا جیسا میرے ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے کیا ہے تو میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور وہ میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا۔ (روح البیان شریف، ج:۷، ص:۲۲۹)

حضرات! نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم چوم کر آنکھوں پر لگانے والے بڑے ہی خوش نصیب ہوتے ہیں اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم قیامت کے دن اس کی شفاعت کر کے جنت میں لے جائیں گے۔

لہٰذا! ثابت ہوا کہ جنت میں جانے والے ہی انگوٹھا چوم کر آنکھوں سے لگاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

لب پہ آ جاتا ہے جب نام جناب، منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب
وجد میں ہو کے ہم اے جاں بے، تاب اپنے لب چوم لیا کرتے ہیں

نام مبارک چومنے والا کبھی اندھا نہ ہوگا

آفتاب رسالت، ماہتاب نبوت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ سَمِعَ اِسْمِيْ فِيْ

الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفْرَىْ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ اَبَدًا ۔ یعنی جو شخص اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگائے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔ (روح البیان شریف، ج: ۷، ص: ۲۲۹)

یا اللہ تعالیٰ ! محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا عاشق اور نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیوانہ بنا دے۔ آمین ثم آمین۔

نام مبارک کی برکت سے دو سو برس کا گنہگار بخشا گیا

حضرت علی بن برہان الدین حلبی اور حضرت ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اور حضرت علامہ یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ

بنی اسرائیل میں ایک بڑا گنہگار تھا جس نے دو سو برس تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کو نجس و گندگی کی جگہ پر پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اس شخص کو وہاں سے اٹھا کر لاؤ اور اس کی نماز جنازہ پڑھو اور دفن کرو۔ کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی: اے اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل گواہی دیتے ہیں کہ وہ شخص بڑا ہی گنہگار تھا، دو سو برس تک تیری نافرمانی کرتا رہا۔ ارشاد ہوا کہ یہ سچ ہے لیکن اس کی عادت تھی۔

كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ اِلٰى اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهُ وَوَضَعَهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَصَلّٰى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَهُ وَزَوَّجْتُهُ سَبْعِيْنَ حَوْرَاءَ ۔

ترجمہ: یعنی جب وہ توراۃ شریف کھولتا اور (میرے محبوب کے) نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھتا تو اس کو چوم کر آنکھوں پر رکھ لیتا اور میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھتا۔ اس لئے میں نے اس کو بخش دیا۔ اور ستر حوریں اس کے نکاح میں دیا۔ (ابو نعیم حلیۃ الاولیاء، سیرت حلبیہ، ج: ۱، ص: ۸۰، جواہر البحار، مدارج النبوۃ، ج: ۱، ص: ۸۲)

حضرات! حدیث شریف سے ظاہر ہے کہ آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام مبارک کو چومنے سے آدمی گنہگار نہیں ہوتا ہے بلکہ نام مبارک چومنے کی برکت سے دو سو سال کا گنہگار جنتی اور مقبول بارگاہ خدا ہو گیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہا مشکل آسان ہوگئی

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بخاری الادب المفرد میں لکھا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں سن ہوگیا تو ایک شخص نے ان سے کہا کہ اسے یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔

فَقَالَ یَامُحَمَّدُ (صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)۔ (بخاری، الادب المفرد، ص ۳۳۲، مشکوۃ شریف، ج ۲، ص ۱۸۰)

یعنی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پکارا یا محمد، صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔

آنکھیں روشن ہوگئیں: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا شخص آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ آنکھیں روشن فرما دے، تو آقا کریم، مصطفیٰ رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس کے بعد یہ دعا مانگو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ وَاَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِمُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَامُحَمَّدُ اِنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِکَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْہُ فِیَّ (ابن ماجہ، ص ۱۰۰، ترمذی، ج ۲، ص ۱۹۷)

اے ایمان والو! یہ وہ دعا ہے جو حضور سراپا نور، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود اپنے صحابی کو تعلیم فرمائی اور اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گویا سبق دے رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کے وقت میری ذات کا وسیلہ اور میرے نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وسیلہ اور یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور دعا مانگنے والے کی دعا کو قبول فرمالیتا ہے۔

حضرات! ہمارا مخالف کہتا ہے کہ یا محمد، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کہنا یہ صرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ظاہری زمانے میں تھا، اب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہو چکا ہے اس لئے اب نہیں کہہ سکتے۔ (معاذ اللہ) ملاحظہ کیجئے۔

حضرت عثمان غنی کے زمانے میں یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم کہا

مشہور عاشق رسول حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طبرانی شریف کی حدیث کو نقل فرمایا ہے کہ ایک شخص کو حضرت عثمان غنی ذو النورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ کام تھا مگر وہ توجہ نہ فرماتے تھے۔ اس نے اپنی

پریشانی کا ذکر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو انہوں نے وہی دعا جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں تعلیم فرمائی تھی، اس شخص کو سکھا دی اور کہا کہ دو رکعت نفل نماز ادا کر کے یہ دعا پڑھو۔ تمہاری مشکل آسان ہو جائے گی۔ چنانچہ اس پریشان شخص نے یہ دعا پڑھی اور پھر خلیفۂ وقت امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ اس سے پہلے تو آپ اس کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے تھے مگر آج دعا کا یہ اثر ہوا کہ امیر المومنین حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے پاس بٹھایا، اس سے اس کی حاجت وضرورت دریافت کی اور اسے پورا فرمایا۔ اور دعا کی یہ برکت تھی کہ پھر فرمایا کہ تمہیں ہم سے جب بھی کوئی کام ہو تو آ جایا کرو۔ اس کے بعد وہ شخص وظیفہ بتانے والے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا ۔ یعنی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آپ کی بتائی ہوئی دعا سے میرا کام بن گیا۔ (جذب القلوب، ص:۲۲۹)

حضرات! محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے بعد بھی صحابہ نے یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم پکارا۔

نام مبارک کا ادب: سلطان محمود غزنوی نے ایک روز اپنے وزیر خاص کے بیٹے محمد سے کہا: اے ایاز کے بیٹے پانی لا۔ حضرت ایاز جو ولی صفت وزیر تھے، جب انہوں نے بادشاہ کے منہ سے یہ الفاظ سنے تو فکر ہوئے کہ شاید میرے بیٹے سے کوئی بے ادبی، غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ جس کی وجہ سے سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ناراض ہیں جو آج میرے بیٹے کا نام لے کر نہیں بلایا بلکہ ایاز کا بیٹا کہا۔ بہر حال حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پریشان ہو گئے۔ بادشاہ نے حضرت ایاز کے پریشانی کی وجہ معلوم کی تو حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ بادشاہ معظم! آج آپ نے میرے بیٹے کو بلایا تو نام لے کر نہیں بلکہ ایاز کے بیٹے کہہ کر بلایا۔ مجھے فکر ہوئی کہ شاید میرے بیٹے سے کوئی بے ادبی، گستاخی ہو گئی ہے تو سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا۔ اے ایاز! میں تمہارے بیٹے سے ناراض نہیں ہوں بلکہ معاملہ یہ ہے کہ تمہارے بیٹے کا نام محمد ہے اور جس وقت میں نے اسے بلایا تھا تو اس وقت میرا وضو نہیں تھا۔

مرا شرم آمد کہ لفظ محمد بر زبان من گزرد وقت کہ بے وضو باشم: یعنی مجھے شرم آئی کہ بے وضو لفظ محمد زبان پر لاؤں۔ (روح البیان شریف، ج:۷، ص:۱۸۵)

حضرات! حضرت سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت ایاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ و وزیر

دونوں نیک اور ولی ہیں۔ معلوم ہوا کہ جو جتنا ہی نیک و صالح ہوتا ہے وہ اسی قدر نام مبارک کا ادب و احترام کرتا نظر آتا ہے۔ اور جب ان کے دل میں نام مبارک کا اتنا ادب و محبت ہے تو خود محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات بابرکت کے ادب و محبت کا کیا عالم ہوگا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی روایت: عاشق رسول محقق علی الاطلاق شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ مجھے سلطان البلاد او، فرد الافراد، قطب الاقطاب ابو الشیخ، ابو محمد سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی، ان کی خدمت میں کھڑے ہوگئے، حاضرین مجلس نے عرض کی کہ محمد عبد الحق سلام عرض کرتا ہے تو حضرت غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ سے معانقہ فرمایا یعنی حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے سینے سے چمٹا کر گلے لگا لیا اور ارشاد فرمایا کہ عبد الحق تم پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بشارت و خوش خبری اس نام مبارک کی برکت سے ہے کیونکہ میرا نام محمد عبد الحق ہے۔ (مدارج النبوۃ، ج:۱، ص:۲۴۲)

حضرات! ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نام مبارک کا کتنا ادب کیا کہ نام مبارک سن کر با ادب کھڑے ہوگئے اور اس نام والے سے معانقہ فرمایا اور جنت کی بشارت بھی دی۔ یہ ہیں نام مبارک کی برکتیں اور اس کی رحمتیں۔

دعا: اللہ تعالیٰ ہمیں عاشق رسول بنا کر زندہ رکھے اور ادب والوں میں قبول فرمائے۔ آمین ثم آمین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر کے ساتھ میں آپ حضرات سے رخصت ہوتا ہوں۔

کروں تیرے نام پہ جاں فدا، نہ بس ایک جاں، دو جہاں فدا
نہیں دو جہاں سے بھی میرا جی بھرا، کروں کیا کروروں جہاں نہیں

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

تیسرا جمعہ..پہلا بیان
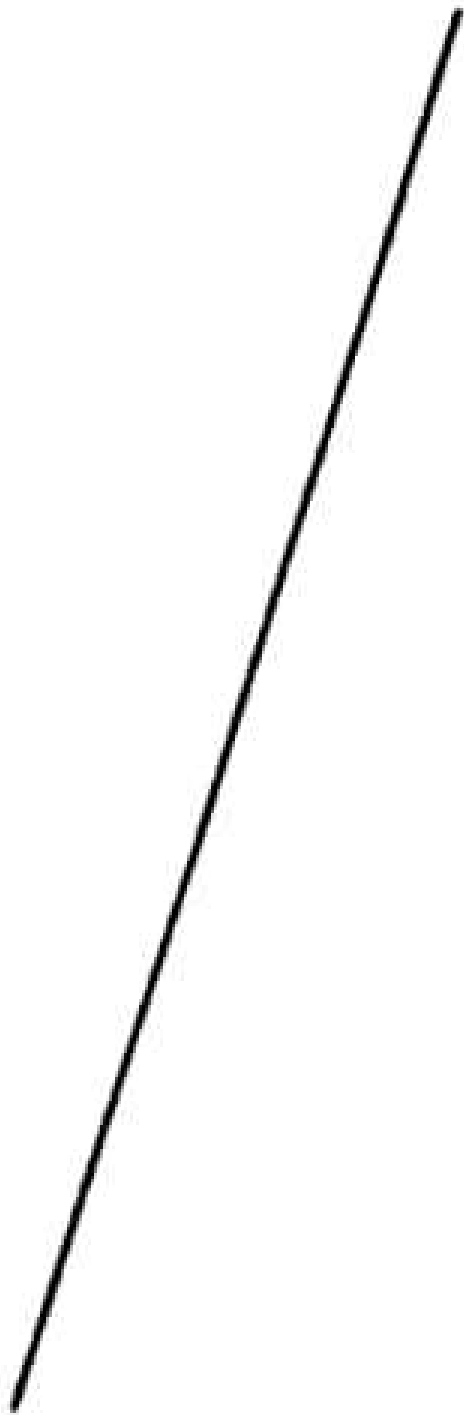
مجدد اعظم امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی آمد

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (پ۲۸، ر۲۴)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

آفاق میں پھیلے گی کب تک نہ مہک تیری
گھر گھر لئے پھرتی ہے پیغام صبا تیرا

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

حضرات! عاشق مدینہ مجدد اعظم دین وملت، پروانہ شمع رسالت، امام عشق ومحبت الشاہ امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں کئی طرح کے فتنے پیدا ہو چکے تھے۔ کچھ فتنے کھلے ہوئے تھے اور کچھ فتنے اسلامی لباس میں تھے۔ وہ شہد دکھاتے تھے اور زہر پلاتے تھے۔

اس دور میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات انور پر مختلف انداز سے حملے کئے جارہے تھے جس کا مطمح صاف طور پر یہ تھا کہ آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان کم کر دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو ایک عام بشر ثابت کرنے کی ناپاک کوشش ہو رہی تھی، کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے علم غیب پر انگلیاں اٹھائی جا رہی تھیں، کبھی بارگاہ ایزدی میں آپ کی وجاہت وعظمت پر پردہ ڈال کر شفاعت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا انکار کیا جا رہا تھا، کبھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علم پر شیطان کے علم کی برتری ثابت کرنے کی مذموم جسارت کی جارہی تھی اور حد تو یہ ہے کہ اللہ وحدہٗ لاشریک کے حوالے سے امکانِ کذب یعنی اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے (معاذ اللہ) ایسے گندے اور ناپاک عقیدے پھیلائے جا رہے تھے۔ مسلمان طرح طرح کے وہم وشک میں مبتلا ہوتا ہوا نظر آ رہا تھا۔

ایسے فتنوں اور پراگندہ ماحول میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا معجزہ اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت بن کر ایمان واسلام کے تحفظ کے لئے امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلوہ گر ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کی عطا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عنایت اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظرِ ولایت سے اور اپنے مرشدانِ عظام کی دعاؤں سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پچاس سے زائد علوم وفنون پر کامل ملکہ حاصل تھا اور آپ نے ایمان واسلام اور مسلمانوں کے سچے عقیدے کی حفاظت کی خاطر ایک ہزار سے زیادہ تقریباً چودہ سو کتابیں تحریر فرمائیں۔

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اُٹھ میرے دھوم مچانے والے

اے امام احمد رضا! تمہاری تربت پر شام وسحر رحمت ونور کا ساون برسے۔ تمہارے قلم کی روشنائی نے شہیدوں کے لہو کی طرح باغ اسلام کو ہرا بھرا بنا دیا۔ تم نے بدعقیدگی کے آندھیوں کے مقابلے میں عشق کا چراغ جلایا اور زندگی کا لمحہ لمحہ اسلام وایمان کی بقا کے لئے وقف کر دیا۔

اے اہل سنت کے محسن! تم نے حق وباطل کے درمیان اتنی واضح اور ظاہر لکیر نہ کھینچ دی ہوتی تو آج بدعقیدگی اور گمراہی کے امنڈتے ہوئے خطرناک سیلاب میں مومنوں اور مسلمانوں کا کیا حال ہوتا۔

کیا معلوم ہم اہل سنت کس ضلالت وبدعقیدگی اور جہنمی راہ پر بھٹکتے ہوتے ہمارا دین وایمان آپ کا مرہون منت ہے (۲) جو دین ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ عطائے رسول حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیا تھا۔ اس دین کی حفاظت وصیانت اچھے رضا، پیارے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے۔ اے اہل سنت کے امام! اللہ تعالیٰ غافر وقدیر تمہاری خواب گاہ کو رحمتوں کے پھول سے بھر دے۔

فنا کے بعد بھی باقی ہے شان رہبری تیری
خدا کی رحمتیں ہوں اے امیر کارواں تجھ پر

امام احمد رضا مجدد اعظم: صحیح حدیث شریف میں ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا۔ (ابوداؤد شریف، ج:۲، ص:۲۴۱)

یعنی ہر صدی کے ختم پر اس امت کے لئے اللہ تعالیٰ ایک مجدد ضرور بھیجے گا جو امت کے لئے اس کا دین تازہ کردے۔

مشہور عالم باعمل حضرت مولانا الشاہ بدر الدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔

اسلامی بولی میں مجدد اسے کہتے ہیں جو امت کو بھولے ہوئے احکام شرعیہ یاد دلائے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مردہ سنتوں کو زندہ فرمادے، فقہ وکلام کے الجھے ہوئے معرکۃ الآراء مسائل کو سلجھادے، اپنی عالمانہ سطوت کے ذریعہ اعلاء کلمۃ الحق فرماکر باطل اور اہل باطل کی جھوٹی شوکت کو مٹادے۔

حدیث شریف کی رہنمائی کے مطابق جب ہم چودھویں صدی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں ایک ایسا مجدد نظر آتا ہے جو چودھویں چاند کی طرح اپنی شان مجددیت میں درخشاں اور تاباں ہے۔ فضل وکمال کے ساتھ ہر ایک علم میں اللہ ورسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دین کے اس مجدد کو وہ بلند مرتبہ عطا فرمایا جس کے سامنے عرب وعجم حل وحرم کے بڑے بڑے علماء نے سر نیاز خم کیے جس کے علمی دبدبے سے ایشیا کے فلاسفر لرزتے رہے اس عظیم المرتبت مجدد کا پیارا نام عبد المصطفےٰ احمد رضا ہے جو اسلامی دنیا میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے نام سے مشہور ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا وعن اہل السنۃ والجماعۃ۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۸۵)

اے امام اہلسنت تاجدار علم وفن
خوب کی تجدید ملت تم نے اے سرو چمن

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے خاندان کا مختصر خاکہ

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا (۲) بن حضرت مولانا نقی علی خاں (۳) بن مولانا رضا علی خاں (۴) بن مولانا حافظ کاظم علی خاں (۵) بن مولانا شاہ محمد اعظم خاں (۶) بن حضرت محمد سعادت یار خاں (۷) بن حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(۱) حضرت محمد سعید اللہ خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قندھار (ملک افغانستان) کے باعظمت قبیلہ بڑیچ کے پٹھان

تھے۔ حکومتِ مغلیہ کے زمانے میں لاہور تشریف لائے اور معزز عہدوں پر فائز رہے۔ لاہور کا شیش محل آپ کی جاگیر تھا۔ پھر لاہور سے دہلی تشریف لائے، اس وقت آپ شش ہزاری عہدے پر فائز تھے۔ دربارِ شاہی سے آپ کو شجاعت جنگ کا خطاب ملا۔

(۲) حضرت محمد سعادت یار خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کو حکومت مغلیہ نے ایک جنگی مہم سر کرنے کے لئے روہیل کھنڈ بھیجا، فتیابی کے بعد فرمانِ شاہی پہنچا کہ آپ کو اس علاقہ کا صوبہ دار بنایا گیا ہے۔ لیکن اس وقت آپ بسترِ وصال پر تھے اور سفرِ آخرت کی تیاری فرما رہے تھے۔

(۳) حضرت مولانا محمد اعظم خاں علیہ الرحمۃ والرضوان بریلی تشریف فرما ہوئے، کچھ دن حکومت کے عہدۂ وزارت پر فائز رہے پھر امورِ سلطنت سے بالکل الگ ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہنے لگے آپ نے ترکِ دنیا فرما کر شہر بریلی کے محلہ معماران میں اقامت اختیار فرمائی، وہیں آپ کا مزار پاک بھی ہے۔ حضرت مولانا محمد اعظم خاں علیہ الرحمۃ والرضوان کا شمار صاحب کرامت اولیاء میں ہے۔

(۴) حضرت مولانا حافظ کاظم علی خاں علیہ الرحمۃ والرضوان شہر بدایوں کے تحصیل دار تھے اس زمانے میں یہ عہدہ آج کل کے ڈی۔ ایم کے منصب کا قائم مقام تھا۔ دو سو سواروں کی بٹالین آپ کی خدمت میں رہا کرتی تھی، آپ کو آٹھ گاؤں جاگیر میں ملے تھے۔

(۵) قطب الوقت حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانے کے بے مثل عالم اور ولی کامل گزرے ہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان میں حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت سے حکمرانی کا رنگ ختم ہو کر فقیری و درویشی کا رنگ غالب آ گیا ورنہ آپ سے پہلے بزرگوں کا یہ عالم تھا کہ شروع میں امورِ سلطنت کے عہدوں پر فائز رہتے پھر آخر میں اس سے الگ ہو کر عبادت و ریاضت میں مشغول ہو جاتے لیکن یہ سلسلہ قطب الوقت حضرت مولانا شاہ رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات سے ختم ہو گیا۔ چنانچہ آپ نے دنیوی حکومت کا کوئی عہدہ اختیار نہ فرمایا اور ابتداہی سے زہد و تقویٰ، فقر و تصوف کی زندگی گزاری۔ آپ کی ذاتِ گرامی سے بہت سی کرامتیں ظہور میں آئی ہیں

(۶) حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد ماجد شاہ رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کیے۔ آپ اپنے زمانے کے جلیل القدر عالم، بے مثل مناظر، بے نظیر مصنف گزرے ہیں۔ آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو محبوب خدا حضور اقدس سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی غلامی و خدمت اور حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمنوں پر غلظت و شدت کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت ص ۸۲)

حضرات! مذکورہ خاندانی حالات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ مجدد اعظم امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباء واجداد میں اکثر عالم وفاضل، حافظ وقاری مفتی ومحدث، ولی وقطب تھے تو اس حقیقت کے بعد یہ کہنا بجا ہوگا کہ مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاندانی عالم وفاضل، مفتی ومحدث، ولی وقطب تھے۔

اعلیٰ حضرت کی ولادت: اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت با سعادت ۱۰ر شوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء بروز شنبہ ظہر کے وقت شہر بریلی شریف محلہ جسولی میں ہوئی۔ پیدائشی نام "محمد" اور تاریخی نام المختار ہے۔ جد امجد مولانا رضا علی خاں نے آپ کا اسم شریف احمد رضا رکھا۔ خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ولادت کی سن ہجری اس آیت کریمہ سے نکالا ہے۔

أُولٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِنْهُ (پ ۲۸، ع ۳)

۱۲ھ ۷۲

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

اے ایمان والو! آیت کریمہ کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دشمنوں سے نفرت کرے گا ان سے بیزار ہو کر ہمیشہ الگ رہے گا ان سے میل جول، دوستی نہ رکھے گا تو اس کے لئے وعدۂ الٰہیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے دل میں ایمان نقش فرمادے گا اور اس کو اپنی مدد خاص سے نوازے گا۔ اپنے اور غیر سب جانتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی خدا اور رسول کے مخالفوں اور دشمنوں سے نفرت کرنے اور بیزار رہنے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا یہ کہنا بالکل بجا ہوگا اور درست ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدائے تعالیٰ کے ان خاص بندوں میں ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمادیا ہے چنانچہ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کر دئے جائیں تو خدا کی قسم ایک پر لکھا ہوگا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور دوسرے پر لکھا ہوگا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۸۸)

حضرات! میرے آقائے نعمت مجدد اعظم دین وملت، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تن من دھن سب کچھ اللہ و رسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر فدا اور قربان تھا۔

خود فرماتے ہیں:

نرا تن من دھن سب پھونک دیا
یہ جان بھی پیارے جلا جانا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیسے سچے عاشق خدا و مصطفیٰ (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) تھے کہ خود فرماتے ہیں کہ اگر میرے دل کے دو ٹکڑے کئے جائیں تو ایک پر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور دوسرے پر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) لکھا ہوگا۔

خدا ایک پر ہو تو ایک پر محمد
اگر قلب اپنا دوپارہ کروں میں

(جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم)

والد گرامی کا خواب! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا اور اپنے والد ماجد، قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خواب بیان کیا جس کی تعبیر میں قطب الوقت نے ارشاد فرمایا کہ

خواب مبارک ہے۔ بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری پشت سے ایک ایسا صالح فرزند پیدا کرے گا جو علوم کے دریا بہادے گا اور اس کی شہرت مشرق و مغرب میں پھیلے گی۔

جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے تو آپ کے دادا جان قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گود میں اٹھالیا، پیار کیا اور فرمایا کہ میرا یہ بیٹا بہت بڑا عالم ہوگا اس کے چشمۂ عرفان سے ایک دنیا سیراب ہوگی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۳۲)

حضرات! بچپن میں ہی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی پر سعادت کے آثار نمایاں تھے اور حقیقت بین نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ جو بچہ ابتداء ہی اتنا ہونہار اور ارجمند ہے۔ خدائے تعالیٰ کی عطا و بخشش سے علم و فن کا دریا بہائے گا اور کرامت و بزرگی کا آفتاب بن کر چمکے گا۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

اعلیٰ حضرت کے دادا جان قطب الوقت تھے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا جان، قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سند یافتہ عالم و فاضل، مفتی و محدث تھے آپ کے خداداد علم و فضل کی شہرت اطراف و زمان میں ہوئی۔

قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقر و تصوف میں کامل مہارت رکھتے تھے، آپ بہت پراثر وعظ فرماتے تھے، آپ کے اوصاف شمار سے باہر ہیں، خصوصاً فصاحت کلام، زہد و قناعت، سلام کی سبقت، حلم و تواضع، تجرید و تفرید کو آپ کی خصوصیت میں شمار کیا جا سکتا ہے۔ (ذکر رضا، ص: ۷۷)

قطب الوقت حضرت رضا علی خاں کی کرامت

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ مشرکین کے تیوہار ہولی کے دن قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے کچھ احباب کے ہمراہ ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ مکان کے اوپر سے ایک عورت نے آپ پر رنگ پھینک دیا آپ نے چھت کے اوپر نظر ڈالی اور ارشاد فرمایا، اے اللہ تعالیٰ اس نے مجھے رنگا ہے تو اس کو رنگ دے۔ ساتھ والے سمجھے کہ ابھی عورت مکان کے اوپر سے گرے گی اور خون میں رنگ جائے گی مگر اللہ کے ولی کی زبان سے نکلے ہوئے الفاظ کی تاثیر کچھ اور تھی، ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کلمہ شریف پڑھ کر مسلمان ہو گئی۔ اس طرح زمانے نے اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ولی قطب الوقت کی زبان اقدس سے نکلی ہوئی بات کو پوری فرمادی اور اس عورت کو اسلام و ایمان کے حقیقی رنگ میں رنگ دیا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۴)

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

حضرات! مجدد اعظم دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا جان حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم و فاضل، مفتی و محدث اور مشہور زمانہ ولی اور باکرامت قطب تھے۔ تو اب یہ کہنا بجا ہوگا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھرانہ ولایت و قطبیت اور کرامت و روحانیت کا گھرانہ تھا۔

اعلیٰ حضرت کے والد مستجاب الدعوات تھے: حامی سنت، ماحی بدعت، رأس الفضلاء، حضرت مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باطنی فہم و فراست کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمادیتے ہوبہو ظہور میں آتا۔ (ذکر رضا، ص ۷۷)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی کو اللہ تعالیٰ نے مستجاب الدعوات بنایا تھا یعنی آپ جو دعا فرماتے اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبول عطا فرماتا۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندہ کو محبوب

مقبول بناتا ہے تو اس کو ولایت کا عظیم منصب عطا فرماتا ہے اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہو جاتا ہے تو اس کی دعا کو قبولیت کے شرف سے سرفراز فرماتا ہے تو ثابت ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محدث و فقیہ اور ولی کے فرزند تھے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بسم اللہ خوانی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسم اللہ خوانی کے وقت اپنے استاذ محترم سے اس قدر اونچے سوالات کئے کہ استاذ محترم ہونگ رہ گئے اور جواب نہ دے سکے تو آپ کے دادا جان قطب الوقت حضرت رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت موجود تھے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوالات سن کر جوش محبت میں آپ کو گلے لگا لیا اور دل سے دعائیں دیں اور سارے سوالوں کا تسلی اور تشفی بخش جواب عطا فرمایا اور باتوں ہی باتوں میں اسرار و حقائق، رموز و اشارات کے دریافت و ادراک کی صلاحیت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب و دماغ میں بچپن ہی سے پیدا فرما دی۔ جس کا اثر بعد میں سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ اعلیٰ حضرت اگر شریعت میں سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بقدم ہیں تو طریقت میں سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب اکرم ہیں۔ ملخصاً (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۸۹۔۹۰)

خوب فرمایا عالم باعمل خلیفۂ حضور مفتی اعظم حضرت مولانا نعیم الدین صاحب صدیقی رضوی گورکھپوری علیہ الرحمہ نے

رسم بسم اللہ میں تھا کس قدر اونچا سوال
محو حیرت انجمن تھی واہ یہ نوری ذہن

درود شریف:

ناظرہ ختم کیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سال کی عمر میں قرآن مجید کا ناظرہ ختم کیا۔

آپ کی تقریر و تعلیم: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ سال کی عمر میں ماہ مبارک ربیع الاول شریف کی تقریر منبر پر رونق افروز ہو کر بہت بڑے مجمع کی موجودگی میں ذکر میلاد شریف پڑھا۔

آپ نے اردو فارسی کی کتابیں پڑھنے کے بعد حضرت مرزا غلام قادر بیگ علیہ الرحمہ سے میزان منشعب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر آپ نے اپنے والد ماجد مولانا شاہ نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اکیس علوم پڑھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص [illegible])

اعلیٰ حضرت فارغ التحصیل ہوئے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیرہ برس دس مہینے پانچ دن کی عمر شریف میں چودہ شعبان ۱۲۸۶ھ مطابق ۱۹ نومبر ۱۸۶۹ء کو عالم و فاضل، مفتی و محدث ہو کر فارغ التحصیل ہوئے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص [illegible])

اعلیٰ حضرت کا پہلا فتویٰ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم و فاضل، مفتی و محدث بن کر فارغ التحصیل ہوئے اسی دن مسئلہ رضاعت سے متعلق ایک فتویٰ لکھ کر اپنے والد ماجد کی خدمت میں پیش کیا۔ جواب بالکل صحیح تھا والد ماجد نے ذہن خداداد و طبع وقاد دیکھ کر اسی وقت سے فتویٰ نویسی کی جلیل الشان خدمت آپ کے سپرد کردی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص [illegible])

اعلیٰ حضرت کے استاذ طریقت

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعلیم طریقت حضرت مرشد برحق استاذ العارفین حضرت مولانا سید شاہ آل رسول احمدی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل کی۔ مرشد برحق کے وصال کے بعد بھی بعض تعلیم طریقت نیز ابتدائی علم تکسیر و ابتدائی علم جفر وغیرہ استاذ السالکین حضرت مولانا سید ابو الحسین احمد نوری مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل فرمایا۔

شرح چغمینی کا بعض حصہ حضرت مولانا عبد العلی رامپوری علیہ الرحمہ سے پڑھا پھر فضل ربانی و فیض نبوی نے آپ پر عنایت کی خصوصی نگاہ ڈالی جس کے نتیجہ میں آپ نے کسی استاذ سے بغیر پڑھے محض خداداد بصیرت نورانی سے ۵۰ علوم و فنون پر دسترس حاصل فرمائی اور ان کے شیخ و امام ہوئے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص [illegible])

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علوم کے خزانے کو سمجھنا ہے اور تفصیلی معلومات حاصل کرنا ہے تو معروف عالم باعمل، ولی کامل، ثانی الرضا حضرت مولانا الشاہ بدر الدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معتبر و مستند کتاب سوانح اعلیٰ حضرت کا مطالعہ کیجئے۔

اعلیٰ حضرت کی ذہانت: مولوی احسان حسین صاحب بیان فرماتے ہیں کہ میں عربی کی ابتدائی تعلیم میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قبلہ کا ہم سبق رہا ہوں۔ اعلیٰ حضرت قبلہ کی خداداد ذہانت کا حال یہ تھا کہ استاذ سے کبھی چوتھائی کتاب سے زیادہ نہیں پڑھا، کتاب کا ایک چوتھائی حصہ استاذ سے پڑھ لینے کے بعد بقیہ پوری کتاب از خود پڑھتے اور یاد کر کے سنا دیا کرتے تھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۹۶)

اعلیٰ حضرت کے بچپن کے حالات

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی میں تقویٰ، طہارت اتباع سنت، پاکیزہ اخلاق اور حسن سیرت کے اوصاف سے مزین ہو چکے تھے۔

اعلیٰ حضرت نے اپنے استاذ کو سلام سکھایا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کے زمانہ میں جو مولوی صاحب آپ کو پڑھایا کرتے تھے، ایک دن بچوں نے ان کو سلام کیا تو مولوی صاحب نے جواب دیا، جیتے رہو۔ اس پر اعلیٰ حضرت نے مولوی صاحب سے فرمایا یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا، وعلیکم السلام کہنا چاہئے تھا۔ مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو بہت دعائیں دیں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۰)

اعلیٰ حضرت کا ادب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ برس ہی کی عمر میں معلوم کر لیا تھا کہ بغداد شریف کدھر ہے۔ پھر اس وقت سے دم آخر تک کبھی بھی بغداد شریف کی جانب پاؤں نہیں پھیلایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۰)

بالائے سرش ز ہوشمندی
می تافت ستارۂ بلندی

اعلیٰ حضرت کو مجذوب بزرگ بھی عزت دیتے تھے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ بریلی شریف کی ایک مسجد میں مجذوب بزرگ حضرت بشیر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رہا کرتے تھے، جو شخص ان کے پاس ملنے جاتا اسے برا بھلا کہتے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملاقات کا شوق پیدا ہوا، ایک دن آپ ان کے پاس چلے گئے اور جا کر فرش پر (یعنی ان کے سامنے زمین پر) بیٹھ گئے، وہ مجذوب بزرگ پندرہ بیس منٹ تک تو غور سے آپ کو دیکھتے رہے اور پھر وہ مست و مجذوب بزرگ آپ سے مخاطب ہوئے اور کہنے لگے کہ تم رضا علی خاں صاحب کے کون ہو؟ اعلیٰ حضرت نے فرمایا میں ان کا پوتا ہوں۔ یہ سن کر انہوں نے فرمایا: "جبھی" پھر فوراً اٹھے اور چارپائی کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: یہاں تشریف رکھئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۳)

حضرات! دین و سنیت کی حفاظت و پاسبانی کی جو روایات آپ کی ذات سے وابستہ ہیں ان کا آغاز بھی بچپن ہی سے ہو چکا تھا، جبھی تو ایک مست و مجذوب بزرگ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عزت و قدر کرتے ہوئے زمین سے اٹھا کر چارپائی کے اوپر بٹھاتے نظر آ رہے ہیں۔

اعلیٰ حضرت اور رمضان کا روزہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن کا زمانہ تھا، آپ کے پہلے روزے کے افطار کی تقریب منائی جا رہی تھی، رمضان المبارک کا مقدس مہینہ تھا، سخت گرمی پڑ رہی تھی، جس کی وجہ سے والد گرامی آپ کو ساتھ لے کر ایک کمرے میں تشریف لے گئے جہاں فیرنی کے پیالے جمے ہوئے تھے حضرت والد ماجد نے فرمایا: لو کھا لو!

اعلیٰ حضرت نے عرض کی میرا تو روزہ ہے، کیسے کھا لوں۔ والد محترم نے فرمایا: بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے میں نے دروازہ بند کر دیا ہے، کوئی دیکھنے والا نہیں ہے، کسی کو خبر نہ ہوگی، چپکے سے کھا لو! اعلیٰ حضرت جواب دیتے ہیں۔

جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے وہ تو دیکھ رہا ہے۔

یہ سنتے ہی حضرت والد ماجد کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے، کمرہ کھول کر آپ کو باہر لے آئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب بچپن میں معرفت حق تعالیٰ کی یہ شان تھی تو جس وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو مجددیت کا منصب عالیہ عطا فرمایا ہوگا تو اس وقت معرفت رب تعالیٰ کی شان کا عالم کیا ہوگا۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے پوچھے خود بتا تیری رضا کیا ہے

اعلیٰ حضرت نے ساڑھے تین سال کی عمر میں عربی میں گفتگو کی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ میں مسجد کے سامنے کھڑا تھا، اس وقت میری عمر ساڑھے تین سال کی ہوگی، ایک صاحب عربی لباس پہنے ہوئے تشریف لائے ، دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ عربی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی ، میں نے فصیح عربی میں ان سے گفتگو کی۔ پھر اس بزرگ ہستی کو کبھی نہ دیکھا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۵)

اعلیٰ حضرت زیر پڑھتے اور استاذ زبر پڑھاتے

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن کے زمانہ میں استاذ گرامی سے قرآن مجید کی ایک آیت کریمہ پڑھ رہے تھے استاذ محترم بار بار زبر پڑھاتے مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ زیر پڑھتے تھے۔ اس وقت آپ کے دادا جان قطب الوقت حضرت مولانا رضا علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ موجود تھے اور دیکھ رہے تھے، حضرت دادا جان نے قرآن مجید دیکھا تو واقعی کاتب نے غلطی سے زیر کی بجائے زبر لکھ دی تھی۔

دادا جان نے فرمایا، جس طرح استاذ صاحب پڑھاتے تھے تم اس طرح کیوں نہیں پڑھتے تھے تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، میں چاہتا تھا کہ اسی طرح پڑھوں جیسا استاذ محترم پڑھاتے ہیں مگر زبان پر قابو نہ تھا۔ دادا جان قطب الوقت نے فرمایا خوب! اور تبسم فرما کر سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائیں دیں۔ استاذ محترم نے فرمایا کہ بچہ صحیح پڑھ رہا تھا در اصل کاتب نے غلط لکھ دیا تھا اور خود اپنے دستِ اقدس سے تصحیح فرمادی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۳)

استاذ نے کہا: احمد رضا تم انسان ہو یا جن۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خداداد قابلیت و ذہانت کا یہ عالم تھا کہ استاذ سے جو سبق پڑھتے تو ایک دو بار دیکھ کر کتاب بند کر دیتے، مگر جب استاذ سبق سنتے تو لفظ بلفظ سنا دیتے۔ یہ حالت دیکھ کر استاذ سخت متعجب ہوتے۔ ایک دن استاذ معظم نے کمرہ بند کیا اور کہنے لگے کہ احمد رضا! سچ سچ بتاؤ کہ تم انسان ہو یا جنات؟ مجھ کو پڑھانے میں دیر لگتی ہے اور تمہیں یاد کرنے میں دیر نہیں لگتی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۳)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلیٰ حضرت کو سکھایا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (حضرت مولانا عبد العلی رام پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

سے شرح چغمینی شروع کی تھی کہ والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس میں اپنا وقت کیوں صرف کرتے ہو۔ مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ سے یہ علوم تم کو خود ہی سکھا دیے جائیں گے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود فرماتے ہیں کہ یہ سب (علوم) سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کرم ہے۔ (یعنی مجھ کو سارے علوم سکھانے والے میرے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں)۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۹۷)

حضرات! یہی وجہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کا جواب پوری دنیا مل کر نہیں لا سکتی، اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے محبوب امتی احمد رضا کو سکھایا اور پڑھایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تعلیم دی اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو پڑھایا تو اللہ تعالیٰ کے پڑھائے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کوئی جواب نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سکھائے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا چودھویں صدی میں کوئی جواب نہیں ہے۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت خود فرماتے ہیں۔

ملکِ سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

اعلیٰ حضرت کے علم کی شان، بہت ہی کم لوگ ہیں جو نقش مثلث یا مربع مشہور قاعدہ سے بھرنا جانتے ہیں۔ پوری چال سے نقوش کی خانہ پُری کرنے پر تو شاید دو چار حضرات کو عبور حاصل ہوگا۔ اعلیٰ حضرت کے شاگرد و خلیفہ حضرت مولانا سید محمد ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک شاہ صاحب ملے جن کا خیال تھا کہ فن تکسیر کا علم صرف مجھ کو ہے۔ دوران گفتگو مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان شاہ صاحب سے دریافت کیا کہ جناب نقش مربع کتنے طریقہ سے بھرتے ہیں؟ شاہ صاحب نے بڑے فخر کے انداز میں جواب دیا کہ سولہ طریقے سے۔ پھر ان شاہ صاحب نے مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کتنے طریقے سے بھرتے ہیں۔ مولانا بہاری خلیفہ اعلیٰ حضرت نے بتایا کہ الحمد للہ میں نقش مربع کو گیارہ سو باون طریقے سے بھرتا ہوں۔ شاہ صاحب سن کر محو حیرت ہو گئے اور پوچھا کہ مولانا آپ نے فن تکسیر کس سے سیکھا ہے؟ مولانا بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضور پرنور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔ شاہ صاحب نے دریافت کیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقش مربع کتنے طریقوں سے بھرتے ہیں؟ مولانا بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جواب دیا دو ہزار تین سو طریقے سے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۰۳)

والد ماجد فرماتے ہیں تم مجھے پڑھاتے ہو

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانۂ طالب علمی میں ایک دن اصول فقہ کی مشہور کتاب مسلم الثبوت کا مطالعہ کر رہے تھے کہ آپ کے والدِ ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تحریر کیا ہوا اعتراض و جواب نظر سے گزرا۔ اعلیٰ حضرت نے کتاب مذکور کے حاشیہ پر اپنا ایک مضمون تحریر فرمایا جس میں متن کی ایسی تحقیق فرمائی کہ سرے سے اعتراض وارد ہی نہ تھا۔ پھر جب اعلیٰ حضرت پڑھنے کے لئے حضرت والد ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت مولانا کی نگاہ اعلیٰ حضرت کے لکھے ہوئے حاشیہ پر پڑی تو دیکھ کر ان کو اس قدر مسرت ہوئی کہ والد ماجد اٹھے اور اعلیٰ حضرت کو اپنے سینے سے لگا لیا اور فرمایا: احمد رضا! تم مجھ سے پڑھتے نہیں ہو، بلکہ تم مجھ کو پڑھاتے ہو۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۷)

اعلیٰ حضرت کو علم لدنی تھا: وائس چانسلر علی گڑھ یونیورسٹی ریاضی کا ایک مسئلہ معلوم کرنے کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بریلی شریف تشریف لے گئے تھے۔ خلیفہ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا سید ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وائس چانسلر صاحب سے کہا کہ آپ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو کیسا پایا؟ انہوں نے کہا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بہت ہی با اخلاق اور منکسر المزاج اور ریاضی بہت اچھی خاصی جانتے ہیں، باوجودیکہ کسی سے یہ علم پڑھا نہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کو علم لدنی تھا۔

حضرت مولانا بہاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ وائس چانسلر صاحب کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جو تھوڑی سی صحبت نصیب ہوئی تو اس کی برکت سے وائس چانسلر نے داڑھی رکھ لی اور نماز کے بھی پابند ہو گئے۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۶)

اے ایمان والو! ہم سنیوں کے امام مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم لدنی حاصل تھا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی برکت سے دنیا جہان کا علم رکھنے والا علیگڑھ یونیورسٹی کا وائس چانسلر گناہ و خطا سے توبہ کر کے نیک و متشرع والی زندگی گزارنے پر مجبور ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

حضرات! غریب و سادہ لوگوں کو متاثر تو ہر کوئی کر سکتا ہے مگر پڑھے لکھے لوگوں کو متاثر کر دینا اور وہ بھی بہت بڑی یونیورسٹی کے سب سے بڑے عہدے پر فائز رہنے والے وائس چانسلر کو اپنی نیک و پاک صحبت سے متاثر کر کے اس کی زندگی کو بدل دینا یقیناً یہ کام اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے قطب الارشاد مجدد اعظم ہی کا ہو سکتا ہے ورنہ اس دور

میں اکثر و بیشتر دیکھنے میں آرہا ہے کہ بڑے گھرانے کے پیر و مرشد کہلانے والے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے بڑے بڑے منصب و عہدے والوں کو متاثر کر دینا تو دور کی بات رہی بلکہ خود ان کی بگڑی ہوئی زندگی سے متاثر ہو کر دنیادار بنتے نظر آرہے ہیں۔ (الامان والحفیظ)

اعلیٰ حضرت جیسا عالم دو سو سال میں نظر نہیں آیا

حقیقت یہ ہے کہ دین کے مجدد کے لئے قرآن و حدیث کے علوم میں جس قدر عبور کی ضرورت ہوتی ہے اس سے کہیں زیادہ اللہ و رسول جل جلالہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن و حدیث میں عبور عطا فرمایا تھا۔ الغرض اعلیٰ حضرت کا علمی پایہ اتنا بلند ہے کہ جلیل القدر علماء فرماتے تھے کہ گزشتہ دو صدی یعنی دو سو سال ۱۲۰۰ھ تا ۱۳۰۰ھ کے اندر کوئی ایسا جامع عالم نظر نہیں آیا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۰۸)

اعلیٰ حضرت کے پڑوسی ایک حاجی صاحب کا بیان

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز حاجی محمد شاہ خاں صاحب جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان کے کچھ فاصلے پر ان کا مکان تھا اور حاجی محمد شاہ صاحب بڑے دولت مند اور زمیندار شخص تھے، حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر جھاڑو لگا رہے تھے۔ ہم لوگوں نے جب حاجی صاحب کو جھاڑو لگاتے ہوئے دیکھا تو ہماری غیرت نے گوارہ نہ کیا کہ ایک بوڑھا دین دار اور زمیندار شخص جھاڑو لگائے اور ہم لوگ دیکھتے رہیں۔ ہم لوگوں نے چاہا کہ یہ خدمت ہم انجام دیں۔ مگر بوڑھے زمیندار حاجی صاحب نہ مانے اور فرمانے لگے کہ میرے لئے یہ فخر کی بات ہے کہ اپنے پیر و مرشد کے آستانہ عالیہ کی جاروب کشی کروں اور حاجی محمد شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں عمر میں حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑا ہوں، ان کا بچپن دیکھا، جوانی دیکھی اور اب بڑھاپا دیکھ رہا ہوں، ہر حالت میں یکتائے زمانہ پایا جب ہاتھ میں ہاتھ دیا اور مرید ہوا۔ بڑھاپے میں تو ہر کوئی بزرگ ہو جاتا ہے مگر میں نے انہیں بچپن ہی سے تقویٰ، طہارت میں بے مثل اور یکتائے روزگار دیکھا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۱۵)

حضرات! زمانے بھر میں پیر و بزرگ بن کے پھرنا اور بات ہے، کمال تو جب ہے کہ گھر اور محلے کے لوگ پیر و بزرگ مان لیں۔ میرے آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس طرح

پوری دنیا کی محبت واحترام کی نگاہ میں بڑے وبزرگ اور ہمدرد تھے اسی طرح بلکہ اس سے کہیں زیادہ گھر اور محلے والوں اور شہر والوں میں بھی بڑے وبزرگ اور ہمدرد جانے اور مانے جاتے تھے۔

اسی لئے گھر والے اور شہر والے اور پوری دنیا والے پکار اٹھے۔

رہبر راہِ شریعت سیدی احمد رضا
مرشد راہِ طریقت سیدی احمد رضا

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

تیسرا جمعہ.............................. دوسرا بیان
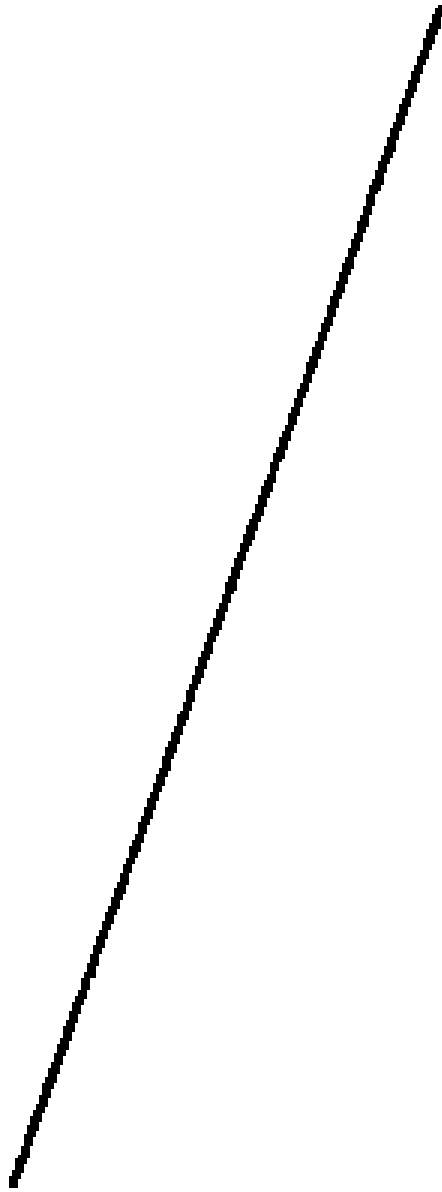
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

کی بیعت و خلافت اور احترام نسبت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (پ۲۸، ر۲، ع۳)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت ۱۰ رشوال ۱۲۷۲ھ مطابق ۱۴ رجون ۱۸۵۶ء میں ہوئی اور آپ ۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۷ء میں تقریباً بائیس سال کی عمر شریف میں اور آپ کے والد ماجد حضرت مولانا نقی علی خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ مارہرہ شریف میں حضور پرنور سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق پرست پر سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں بیعت ہوئے۔ اسی وقت مرشد برحق سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ دونوں حضرات کو خلافت نامہ عطا فرما کر خرقہ مقدسہ سے بھی سرفراز فرمایا۔ حضرت مولانا سید شاہ ابوالحسین احمد نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی کہ حضور! آپ کے یہاں ایک طویل زمانہ تک بامشقت مجاہدات و ریاضات کرانے کے بعد خلافت و اجازت دی جاتی ہے مگر آپ نے ان دونوں حضرات کو بیعت کرتے ہی خلافت و اجازت بھی عطا فرما دی تو حضرت مرشد برحق سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میاں صاحب اور لوگ زنگ آلود میلا کچیلا دل لے کر آتے ہیں، اس کی صفائی اور پاکیزگی کے لئے مجاہدات طویلہ اور ریاضات شاقہ کی ضرورت پڑتی ہے اور یہ دونوں حضرات صاف ستھرا اور پاکیزہ دل لے کر ہمارے پاس آئے، ان کو صرف اتصال نسبت کی ضرورت تھی اور وہ مرید ہوتے ہی حاصل ہوگئی۔

پھر پیر و مرشد آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی بہت بڑی فکر رہتی تھی کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اے آل رسول! تو میرے لئے (دنیا سے) کیا لایا ہے تو میں بارگاہ الٰہی میں کون سی چیز پیش کروں گا لیکن آج وہ فکر میرے دل سے دور ہو گئی کیوں کہ جب اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ آل رسول (دنیا سے) تو میرے لئے کیا لایا؟ تو میں عرض کروں گا کہ الٰہی تیرے لئے احمد رضا لایا ہوں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۱۷۵۔۳۷۹)

اے ایمان والو! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس شان کے متقی و پرہیزگار، نیک وصالح اور پاک دل تھے کہ پیر و مرشد حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیارے اور اچھے مرید اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ناز تھا اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس لائق مرید تھے کہ پیر و مرشد آپ کو بروز قیامت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش فرمائیں۔

حضرات! اسی لئے میں کہتا ہوں کہ جب آل رسول احمدی جیسے غدار سیدہ پیر و مرشد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسے عبقری مرید پر ناز کرتے نظر آتے ہیں تو ہم غلامان رضا، پیارے رضا، اچھے رضا، قادری رضا، برکاتی رضا امام احمد رضا پر کیوں نہ ناز کریں۔

اعلیٰ حضرت اور پیر کی گلی کا احترام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیر و مرشد حضرت سید شاہ آل رسول احمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کس قدر ادب و احترام فرماتے رہے ہوں گے۔ آپ جب مارہرہ شریف حاضر ہوتے تو مارہرہ شریف میں جوتا چپل نہیں پہنتے تھے بلکہ آپ ننگے پیر مارہرہ شریف کی راہوں پر چلتے۔ اللہ اکبر! جب پیر و مرشد کے شہر کی گلیوں کے راہوں کے ادب کا یہ عالم تھا تو پیر و مرشد کے ادب و احترام کا کیا عالم رہا ہوگا۔ ملخصاً (ذکر رضا، ص: ۳۰)

حضرات! جب پیر و مرشد کے شہر کی گلیوں کے راستوں کا یہ ادب ہے تو جب عاشق مصطفیٰ، حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے شہر پاک مدینہ طیبہ کی گلیوں سے گزرے ہوں گے تو ادب و احترام کا کیا عالم رہا ہوگا۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقعہ ہے او جانے والے

مدینے کے خطے خدا تجھ کو رکھے
غریبوں فقیروں کو ٹھہرانے والے

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

اعلیٰ حضرت اور پیرزادے کا احترام

(۱) شہزادۂ شاہ برکات حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب قبلہ سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف بیان فرماتے ہیں کہ جب میں بریلی آتا تو اعلیٰ حضرت خود کھانا لاتے اور ہاتھ دھلاتے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۵)

(۲) شہزادۂ سید العلماء حضرت سید شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی مارہروی دام ظلہ العالی نے بیان فرمایا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ مارہرہ شریف حاضر ہوئے، خاص مقام پر آپ کے آرام کرنے کے لئے چار پائی بچھادی گئی۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تھوڑی دیر آرام فرمانے کے بعد اپنے مرشدان عظام کی بارگاہوں میں حاضری کے لئے چلے گئے اور جب واپس لوٹ کر آئے تو دیکھا کہ اس چار پائی پر حضرت سید العلماء سید آل مصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عمر ابھی تقریباً تین سال کی تھی، خالی چار پائی دیکھ کر سو گئے اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار پائی کے قریب شہزادے کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے تھے، اتنے میں صاحب سجادہ حضرت سید مہدی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تو کیا دیکھا کہ شہزادہ سو رہا ہے اور وقت کا مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا ادب و احترام کا مجسمہ بن کر چار پائی کے قریب شہزادہ کے روبرو کھڑے ہیں۔ حضرت سید مہدی حسن میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہزادے کو ڈانٹ کر جگانا چاہا اور کہنے لگے کہ تم سو رہے ہو اور اعلیٰ حضرت کھڑے ہیں۔ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضور! شہزادہ کو سونے دیا جائے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میرے اس ادب سے اللہ تعالیٰ میرے مدارج بلند فرمارہا ہے۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

حضرات! ادب و احترام کی اس شان کی مثال دور دور تک نظر نہیں آتی اسی لئے چودھویں صدی میں وہ

دور تک ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں ایسے باادب عاشق آل رسول، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا جیسا شرف و بزرگی والا بھی کوئی عالم ربانی نظر نہیں آتا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آگئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

مرشد کی نسبت کا حیرت انگیز احترام: ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ حضرت سید مہدی میاں صاحب نے بریلی شریف اعلیٰ حضرت کے پاس خبر بھیجی کہ گھر کی رکھوالی کے لئے دو کتوں کی ضرورت ہے اور رامپور کے کتے چاہئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ بہت جلد اعلیٰ نسل کے وفادار دو کتے لے کر میں حاضر ہو رہا ہوں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دونوں صاحب زادوں مولانا حامد رضا حضور حجۃ الاسلام اور مولانا شاہ مصطفیٰ رضا حضور مفتی اعظم ہند کو لے کر مارہرہ شریف خانقاہ برکاتیہ میں حاضر ہوئے اور سید مہدی میاں سے کہا کہ حضور! حکم کے مطابق دو کتے حاضر ہیں۔ یہ سارا دن، گھر کا کام کاج بھی کریں گے اور رات کو گھر کی چوکیداری اور رکھوالی بھی کریں گے۔ (ذکر رضا، ص: ۲۳)

دو عالم سے کرتی ہے بے گانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اعلیٰ حضرت اور پیر کی نسبت کا احترام

عاشق اعلیٰ حضرت، حضور بدر ملت علیہ الرحمہ کو بیان کرتے ہوئے خود سنا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پیر و مرشد کی نسبت و تعلق کا اس قدر ادب و احترام تھا کہ پیر و مرشد کے شہر مارہرہ شریف سے اگر نائی آ جاتا تو بہت خوش ہو کر گھر میں خبر کرتے کہ پیر و مرشد کے شہر مارہرہ شریف سے نائی شریف تشریف لائے ہیں، کھانے کا اہتمام کیا جائے اور خود کھانا لاتے اور نائی کو کھانا کھلاتے۔

حضرات! مجھے بتانا اور سمجھانا یہ ہے کہ جب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نگاہ میں پیر و مرشد کے شہر کا نائی اس قدر شریف ہے تو ان کی نگاہ میں پیر و مرشد کس قدر شریف و بزرگ ہوں گے۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھا دے گی وہ آگ لگائی ہے

اعلیٰ حضرت اور تعظیم آلِ رسول: علماء فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دارالافتاء میں فتووں کو لکھنے اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہتے۔ قریب کے ایک مکان میں ایک سید صاحب اپنے بال بچوں کے ساتھ رہتے تھے۔ سید صاحب کے ایک صاحب زادے جو کمسن تھے۔ وہ سید زادے کھیلتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دارالافتاء کے سامنے آجاتے تو حضور اعلیٰ حضرت ان کم عمر سید صاحب کا ادب و احترام اس قدر کرتے کہ قلم کاغذ رکھ دیتے اور دست بستہ آلِ رسول کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے پھر جب صاحب زادے سید صاحب خود بخود سامنے سے ادھر اُدھر ہو جاتے تو اعلیٰ حضرت پھر قلم اٹھاتے اور لکھنے میں مشغول ہو جاتے، پھر صاحب زادے سامنے آجاتے تو عاشق صادق پھر تعظیماً کھڑے ہو جاتے۔ اس طرح متعدد بار واقعہ پیش آتا مگر چہرۂ مبارکہ پر ناراضگی کے آثار نمودار نہیں ہوتے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس قدر ادب و تعظیم کے اعلیٰ منصب پر فائز فرمایا تھا کہ اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آلِ پاک کے ایک چھوٹے سے بچے کی کس قدر تعظیم و توقیر کرتے نظر آتے ہیں تو اب میں کہنا چاہوں گا کہ جب آل کی محبت و تعظیم کا یہ عالم ہے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و تعظیم کا عالم کیا ہوگا۔ اسی لئے تو فرماتے ہیں۔

دہن میں زباں تمہارے لئے بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

اور فرماتے ہیں:

بے نشانوں کا نشان مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا
سائلو دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

درود شریف:

حضرات! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور سادات کرام اور بزرگوں کا ادب و تعظیم کا وافر حصہ جو اعلیٰحضرت کے حصہ میں آیا ہے پوری دنیا میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔

یعنی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دنیا والوں کے سامنے برملا بعلی الاعلان آلِ رسول سادات کرام کے

شرف و بزرگی، محبت و الفت، ادب و تعظیم کا خطبہ پڑھا اور اپنی کتابوں میں لکھا اور اپنے کردار و عمل سے ظاہر و ثابت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

اور

بے اجازت جن کے گھر جبرئیل بھی آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شانِ اہل بیت

(حسن رضا بریلوی)

اعلیٰ حضرت نے سادات کے احترام وادب کو بتایا

حضور سیدی شاہ آل رسول حسنین میاں نظمی دام ظلہ العالی رقم طراز ہیں کہ حضور والد ماجد سید العلماء مولانا سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے تھے: ہم نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تھا کہ مجدد کے مرتبے پر اپنے حبیب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آل میں سے کسی سید زادے کو فائز کر دیتا پھر آخر بریلی کے ایک خان زادے کو کیوں یہ منصب عطا فرمایا تب اندر سے کسی نے جواب دیا آل مصطفیٰ اگر کوئی سید مجدد کے منصب پر فائز ہوتا اور وہ اس طرح سادات کے احترام کا درس دیتا تو لوگ کہہ سکتے تھے کہ سید زادہ اپنے منہ میاں مٹھو بن رہا ہے اس نے آل رسول کا ادب واحترام ایک نائب رسول کے زبان وقلم سے مشتہر کروادیا۔ اعلیٰ حضرت کا دنیا بھر کے تمام سیدوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے اپنے قول وفعل وحال کے ذریعہ دنیا والوں کو بتا دیا اور سمجھا دیا کہ سیدوں کا ادب کس طرح کیا جاتا ہے۔ (پیغام رضا، مجددی [illegible] ص ۲۷)

اعلیٰ حضرت اور بغداد شریف کا ادب

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ برس ہی کی عمر میں معلوم کر لیا تھا کہ (ہمارے مرشد اعظم حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہر پاک) بغداد شریف کدھر ہے پھر اس وقت سے دم آخر تک بغداد شریف کی جانب پیر نہیں پھیلایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۰۰)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب وجگر میں جب بغداد شریف کا اس قدر محبت وعقیدت اور ادب وتعظیم ہے تو کربلا شریف اور پھر مدینہ طیبہ کی عقیدت ومحبت اور ادب وتعظیم کا کیا عالم ہوگا۔

ملاحظہ فرمائیے! کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر مدینہ طیبہ کا ادب واحترام فرماتے تھے

مدینہ طیبہ کا ادب واحترام: جب کوئی صاحب حج بیت اللہ شریف کر کے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان سے سب سے پہلے یہی پوچھتے کہ سید عالم، رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں بھی حاضری دی؟ اگر وہ حاجی صاحب ہاں کہتے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً ان کے قدم چوم لیتے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۲)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حاجی صاحب کا قدم اس لئے نہیں چومتے تھے کہ وہ صاحب حج کر کے آئے ہیں جو مذکورہ واقعہ میں سوال سے ظاہر ہے بلکہ آپ ان حاجی صاحب کا قدم اس لئے چوم لیا کرتے تھے کہ ان کے قدموں نے مدینہ طیبہ کی زمین کا بوسہ لیا ہے۔ تو جب مدینہ طیبہ کی زمین کا بوسہ لینے والا قدم محترم ومعظم ہو گیا، تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب وجگر میں مدینہ طیبہ اور پھر مدینہ والے آقا بمکین گنبد خضریٰ، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کس قدر معظم ومحترم ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

درود شریف:

اعلیٰ حضرت حضور کے نام پاک کا نقشہ بن کر سوتے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بشکل نام پاک "محمد" صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سویا کرتے تھے۔ اس طرح کہ دونوں ہاتھ ملا کر سر کے نیچے رکھتے اور پاؤں سمیٹ لیتے جس سے سر "میم" بن جاتا اور ہاتھوں کی کہنیاں "ح" بن جاتیں اور کمر "میم" ہو جاتی اور پاؤں "دال" بن جاتے گویا نام پاک "محمد" کا نقشہ بن جاتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۱۱۳)

اعلیٰ حضرت کا ادب کتب احادیث کے ساتھ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث کی کتابوں پر دوسری کتاب نہ رکھتے تھے۔

(سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۲)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حدیث شریف کی کتابوں کا ایسا ادب کرتے تھے تو کلام اللہ قرآن مجید کا ادب واحترام کس شان کے ساتھ کرتے رہے ہوں گے۔

اسی ادب واحترام اور عشق ومحبت نے احمد رضا کو امام احمد رضا اور سارے حضرتوں میں اعلیٰ حضرت بنادیا۔ خوب فرمایا ہے:

خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند مولانا نعیم الدین صاحب رضوی گورکھپوری علیہ الرحمہ نے

دین حق کی خدمت و احیاء سنت کے سبب
اعلیٰ حضرت آپ کو کہتے ہیں سب اہل سنن

نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی کے تم
ہو امیر کارواں مقبول رب ذوالمنن

اعلیٰ حضرت کا ادب محفل میلاد میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محفل میلاد شریف میں شروع سے آخر تک باادب دو زانوں بیٹھے رہتے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۲)

اعلیٰ حضرت کا پہلا حج: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلی بار ۱۲۹۵ھ مطابق ۱۸۷۸ء میں اپنے والدین کریمین کے ہمراہ حج فرض ادا فرمانے کے لئے روانہ ہوئے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۲۶)

حضرات! علماء بیان فرماتے ہیں کہ حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بمبئی سے پانی کے جہاز میں سوار ہوئے، جہاز جانب جدہ روانہ ہوا، جہاز پانی کا سینہ چیرتے ہوئے آگے بڑھتا جارہا تھا کہ سمندر میں طغیانی کیفیت طاری ہوگئی، خطرناک سمندری طوفان پیدا ہوگیا جس نے جہاز کو اپنی چپیٹ میں لے لیا۔ جہاز کے عملے نے اور کپتان نے جہاز کو ڈوبنے اور ہلاک ہونے سے بچانے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے۔ بالآخر

جب جہاز کے بچنے کی کوئی تدبیر نہ رہی تو جہاز کے کپتان نے مجبور ہو کر اعلان کیا کہ تمام زائرین اور حجاج کرام ہوشیار آگاہ ہو جائیں اور اپنے جان و مال کی حفاظت خود کریں۔ تمام مسافر کپتان کے اس اعلان کو سن کر سوش باختہ ہو گئے مگر کچھ لوگ باہم مشورہ کر کے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں دعا کے لئے حاضر ہوئے اور جہاز کے کپتان کے ہوش ربا اعلان کو بتایا کہ سمندر میں زبردست طوفان کی وجہ سے جہاز ڈوبتا جا رہا ہے، آگاہ کیا اور دعا کی درخواست کی۔ تو نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے معجزہ احمد رضا، قطب الاقطاب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت احمد رضا، ہند کے راجہ ہمارے پیارے خواجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا احمد رضا، خاندان برکات کا چشم و چراغ احمد رضا، اہل سنت کا امام احمد رضا، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ہی اطمینان و یقین کے ساتھ ارشاد فرمایا: آپ حضرات مکمل اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھئے اور ذکر و درود شریف کثرت سے پڑھتے رہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ثم انشاء الرسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارا جہاز خیر و سلامتی کے ساتھ جدہ پہنچے گا۔ طوفان کی کیا مجال جو جہاز کو ڈبوئے اس لئے کہ میں نے اپنے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بتائی ہوئی دعا پڑھ لی ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ پھر جہاز میں سوار ہوا ہوں۔

یاد رکھو! کہ چاند و سورج کا نکلنا ڈوبنا بند ہو سکتا ہے، ہواؤں کا رخ بدل سکتا ہے اور اندھیرا اجالے میں اور اجالا اندھیرے میں اور عالم کا نظام بدل سکتا ہے لیکن مختار دو عالم رسول بحر و بر کا فرمان نہیں بدل سکتا۔

مگر کپتان کی جانب سے بار بار اعلان کیا جا رہا ہے کہ جہاز ڈوبتا جا رہا ہے تمام مسافر اپنے جان و مال کی خود حفاظت کریں۔

اب سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہاز کی چھت پر تشریف لے گئے اور مدینہ طیبہ کی جانب رخ کر کے باادب کھڑے ہو گئے اور نبی دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرنے لگے، اے ہمارے پیارے آقا مشکل کشا، رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم کی ہوئی دعا پڑھ کر جہاز کی سواری کی ہے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد و فرمان پر ہی اعتماد کرتے ہوئے لوگوں کو اطمینان و یقین دلا دیا ہے کہ جہاز ڈوبے گا نہیں۔ مگر حال یہ ہے کہ جہاز ڈوبتا جا رہا ہے پھر سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مکمل اذعان و یقین کے ساتھ فریاد کرتے ہیں کہ۔

آنے دو یا ڈبو دو، اب تو تمہاری جانب
کشتی تمہیں پہ چھوڑی، لنگر اٹھا دیئے ہیں

اب یہ حال تھا کہ جہاز بھنور سے نکل کر طوفان کے نرغہ سے آزاد ہو چکا تھا، کچھ دنوں کے بعد جہاز خیر و سلامتی کے ساتھ جدہ کے ساحل پر لنگر انداز ہوا۔

حضرات! اس نورانی واقعہ سے پتہ چلا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بتائی ہوئی دعاؤں کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ڈوبتی ہوئی کشتی کو بچالیتا ہے اور جان و مال کو سلامتی نصیب فرما دیتا ہے۔ اس لئے ہم کو بھی چاہئے کہ ہر موقعہ کی دعاؤں کو پڑھا کریں تا کہ اس کی برکت سے جان بھی محفوظ رہے اور مال بھی سلامت رہے اور نیکی و ثواب بھی حاصل ہوتا رہے۔

ہمیں کرنی ہے شہنشاہ بطحا کی رضا جوئی
وہ اپنے ہو گئے تو رحمت پروردگار اپنی

طریق مصطفیٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی
اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

درود شریف:

نور خدا، اعلیٰ حضرت کی پیشانی میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے حج میں ایک دن مقام ابراہیم پر نماز پڑھی، امام شافعیہ حضرت حسین بن صالح جمل اللیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو خدا رسیدہ بزرگ تھے) نے جب آپ کا چہرۂ انور دیکھا تو بغیر کسی جان پہچان کے آپ کا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے اور بہت دیر تک آپ کی پیشانی مقدس پر نگاہ جمائے دیکھتے رہے پھر انہوں نے ارشاد فرمایا۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ نُوْرَ اللّٰہِ فِیْ ھٰذَا الْجَبِیْنِ ۔ یعنی بے شک میں اس پیشانی میں اللہ کا نور دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد صحاح ستہ اور سلسلۂ عالیہ قادریہ کی اجازت و خلافت اپنے مبارک ہاتھوں سے لکھ کر آپ کو عطا فرمائی۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۲۰۶)

اعلیٰ حضرت کا دوسرا حج: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرا حج ۱۳۲۳ھ مطابق ۱۹۰۶ء میں ادا فرمایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۲۰۶)

حضرات! دوسرے حج کا واقعہ حضرت مولانا سید ظفر الدین قادری رضوی بہاری علیہ الرحمہ نے بیان فرمایا

کہ میرے سامنے کا واقعہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے برادر اصغر حضرت مولانا محمد رضا خاں صاحب اور اعلیٰ حضرت کے خلف اکبر حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب اور اعلیٰ حضرت کی اہلیہ محترمہ یہ سب حضرات حج و زیارت کے لئے روانہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت جھانسی تک ان سب کو پہنچانے کے لئے تشریف لے گئے۔ جب ان حضرات کو جھانسی میں ٹرین پر سوار کر دیا ممبئی جانے کے لئے۔ یہ سب حضرات ممبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ اس وقت تک اعلیٰ حضرت کا ارادہ حج و زیارت کے سفر کے لئے بالکل نہ تھا کہ حج فرض ادا ہو چکا ہے، زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں۔ مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی نعت کے اشعار یاد آ گئے کہ۔

گزرے جس راہ سے وہ سید والا ہو کر
رہ گئی ساری زمیں عنبر سارا ہو کر

وائے محرومی قسمت کہ میں پھر اب کی برس
رہ گیا ہمرہ زوّار مدینہ ہو کر

اس کا یاد آنا تھا کہ دل بے چین ہو گیا اور فرمایا۔

پھر اٹھا ولولۂ یاد مغیلان عرب
پھر کھنچا دامن دل سوئے بیابان عرب

اور فرماتے ہیں

لے رضا سب چلے مدینہ کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

دل و دماغ سب مدینہ طیبہ پہنچ چکے تھے طواف گنبد خضریٰ میں مشغول تھے۔

فرماتے ہیں:

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینہ پہنچے
تم نہیں چلتے رضا سارا تو سامان گیا

بس اسی وقت حج و زیارت بلکہ خاص زیارت سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مصمم ارادہ فرما لیا اور بریلی شریف تشریف لا کر والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر سامان سفر مکمل فرمایا اور ممبئی کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور حسن اتفاق کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہنچنے تک وہ جہاز روانہ نہ ہوا تھا سب لوگ ایک ہی جہاز میں روانہ ہوئے۔

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ سفر مبارک خالص دربار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری کے لئے تھا، حج بیت اللہ طفیل میں کیا، اصل مقصد زیارت وحاضری دربار اقدس وانور تھا۔

اسی کو اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ان کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیے
اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا
پوچھا تھا ہم سے جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ شریف حج کرادائے حج سے فارغ ہوکر مدینہ طیبہ حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوئے۔ ملخصاً (حیات اعلیٰ حضرت، ص:۳۳)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار عالم بیداری میں کیا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ روضۂ اقدس وانور پر حاضر ہوئے شوق دیدار میں مزار انور کے مواجہ شریف میں درود شریف پڑھتے رہے اور یقین کیا کہ ضرور سرکار ابد قرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عزت افزائی فرمائیں گے اور بالمواجہ زیارت سے مشرف فرمائیں گے لیکن پہلی شب ایسا نہ ہوا۔ (یعنی زیارت نصیب نہ ہوئی) تو کچھ کبیدہ خاطر ہوکر ایک نعت لکھی جس کا مطلع یہ ہے۔

وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں
تیرے دن اے بہار پھرتے ہیں

پھر اس نعت کے مقطع میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اپنے کریم ورحیم نبی اور جوادو فیاض رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سخاوت ورحمت پر ناز اور اپنی بے بسی اور بے کسی کا اظہار کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں

کوئی کیوں پوچھے تیری بات رضا
تجھ سے کتے ہزار پھرتے ہیں

اپنے مشفق ومہربان رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مواجہ شریف میں یہ نعت عرض کی اور مؤدب منتظر بیٹھ گئے قسمت جاگی، حجاب اٹھا اور عالم بیداری میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ ملخصا (حیات اعلیٰ حضرت ص ۹۲)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب میں تو بار بار زیارت جمال انور سے شرف یاب ہوئے مگر اس بار خاص روضۂ مقدسہ کے حضور عالم بیداری میں دیدار سے سرفراز ہوئے ہیں جو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمال عشق کو ظاہر کرتی نظر آتی ہے اور ان کی مقبولیت کی کھلی ہوئی دلیل ہے۔

حضرات! یہ انعام واکرام مشفق ومہربان نبی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ سے وہ اعزاز ہے جو بڑے ناز کے پالوں کو ہی میسر آتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمہ نے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ذکر فرمایا ہے کہ پچہتر مرتبہ عالم بیداری میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے تحقیقات حدیث کی دولت پائی۔ (امام احمد رضا اور تصوف ص ۳۰)

اعلیٰ حضرت علمائے مدینہ کے جھرمٹ میں

مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضری سے پہلے ہی آپ کے علم وفضل کا شہرہ اور آپ کے سچے عشق کا چرچا پہنچ چکا تھا۔ مدینہ طیبہ کے علماء اس عاشق رسول، نائب نبی کی ملاقات وزیارت کے لئے بے قرار ہوکر آپ کی آمد کا شدت سے انتظار فرما رہے تھے۔ حضرت مولانا کریم اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ہم سالہا سال سے مدینہ طیبہ میں مقیم ہیں، اطراف وآفاق سے علماء آتے ہیں اور چلے جاتے ہیں، کوئی بات نہیں پوچھتا لیکن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہونچنے سے پہلے ہی علماء اور اہل بازار تک، آپ کی زیارت وملاقات کے مشتاق تھے چنانچہ جب مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت کی حاضری ہوئی اور آمد کی خبر ہر طرف پھیلی تو صبح سے شام تک آپ کے پاس علمائے مدینہ کا ہجوم رہتا تھا۔ ملاقات وزیارت کرنے والوں کی بھیڑ بارہ بجے رات سے پہلے ہٹنے کا نام نہ لیتی تھی، یہاں تک کہ اگر کسی کو تنہائی میں اعلیٰ حضرت سے ملنا ہوتا تو وہ آدھی رات کے بعد ہی مل سکتا تھا۔ مکہ معظمہ کے علمائے کرام کی طرح مدینہ طیبہ کے علمائے عظام نے بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سندیں اور اجازتیں حاصل کیں اور یہ سلسلہ

مدینہ طیبہ سے واپسی تک قائم رہا یہاں تک کہ روانگی کے دن جب قافلہ کے اونٹ آ گئے اور اس پر سوار ہونے کی تیاری ہو چکی اس وقت تک علمائے کرام آپ سے اجازت نامے لکھواتے رہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۶۶)

مدینہ طیبہ کے مشہور عالم دین شیخ الدلائل حضرت مولانا سید محمد سعید مغربی کے کمال عقیدت کا یہ عالم تھا کہ آپ اعلیٰ حضرت کو یا سیدی کہہ کر پکارتے تھے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۶۷)

حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منصب و رفعت سے جس قدر علمائے مکہ و مدینہ واقف ہوئے اس قدر خود ہندوستان کے حضرات بھی واقف نہیں ہیں۔ مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ میں اعلیٰ حضرت کا جیسا اعزاز و اکرام ہوا اور جس طرح مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کے اکابر حضرات نے آپ کی بلند و بالا شان و عظمت کے سامنے سر نیاز خم کیا اس کا کچھ اندازہ اس نورانی واقعہ سے کیا جا سکتا ہے۔ آگے آنے والے بیان میں ملاحظہ فرمایئے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

ان هذا القرآن يهدى للتى هى اقوم ويبشر المؤمنين

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان
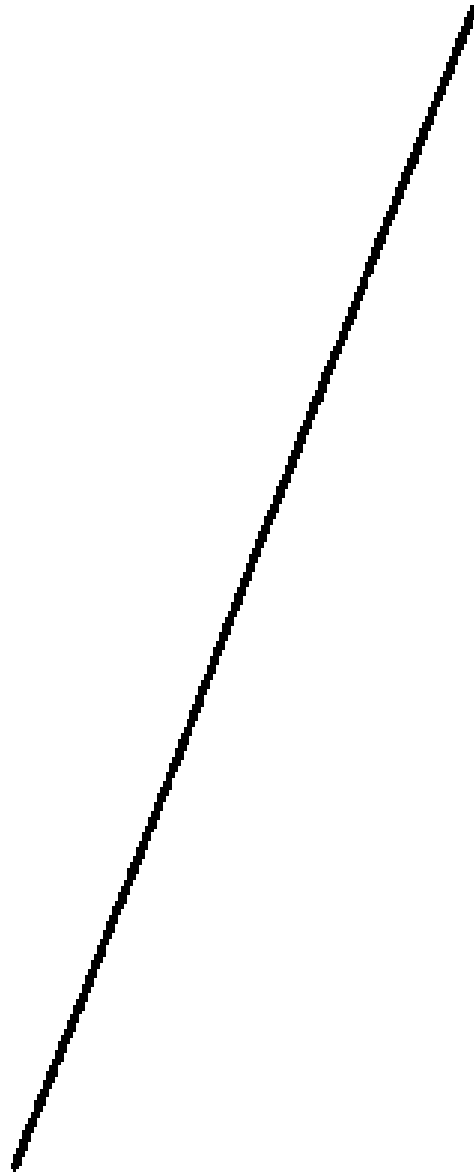
عاشق رسول امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ

سنّیت کی شناخت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (پ۲۸، مجادلہ ۲۲)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

مولانا غلام مصطفیٰ صاحب اپنی تصنیف سفر نامہ حرمین ص:۲۶ میں رقم طراز ہیں کہ ہم لوگ ایک ساتھ وفد کی شکل میں علمائے حرم سے ملاقات کے لئے حاضر ہوئے، ہمارے ساتھیوں کی ملاقات سب سے پہلے حضرت مولانا مفتی سعد اللہ مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ہوئی جو نہایت ہی معمر بزرگ ہیں تقریباً تیس سال مکی میں رہ چکے ہیں اب آخری عمر میں پھر مکہ شریف کی سکونت اختیار فرمائی ہے۔ علامہ موصوف نے فرمایا کہ بلاد عرب میں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ڈنکا بج رہا ہے اور علمائے حرمین طیبین اعلیٰ حضرت سے جس قدر واقف ہیں ہندوستان کے لوگ اس قدر واقف نہیں ہیں۔ حضرت علامہ سعد اللہ مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہم لوگوں کو بطور امتحان حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پاس بھیجا جو اس وقت مکہ شریف کے قاضی القضاۃ ہیں ان کے والد محترم اعلیٰ حضرت کے ہم عصر دوست تھے۔ حضرت علامہ سعد اللہ مکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ آپ لوگ حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) سے ملاقات کے بعد صرف اتنا کہیے گا کہ۔

نَحْنُ تَلَامِیْذُ تَلَامِیْذِ اَعْلٰی حَضْرَتْ مَوْلَانَا اَحْمَدْ رَضَا خَانْ بَرَیْلْوِیْ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ

پھر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیجئے گا کہ اعلیٰ حضرت کے علم و فضل کا سکہ علمائے حرم پر کس قدر بیٹھا ہوا ہے اور علمائے حرم کے دلوں میں اعلیٰ حضرت کا کتنا احترام و وقار ہے۔ بہر کیف ہم لوگ حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی مدظلہ العالی کے در دولت پر حاضر ہوئے تھوڑی دیر کے بعد ایک حسین و جمیل بزرگ تشریف لائے جن کی صورت سے نور سیادت کی شعائیں نکل رہی تھیں، سب لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت مولانا نے حاضرین کو السلام علیکم کہا اور سب کو بیٹھنے کا اشارہ کیا، سب لوگ اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور پھر ہر شخص مصافحہ و دست بوسی کرنے لگا۔ حضرت مولانا نے ہر شخص سے خیریت پوچھی پھر نہایت ہی شیریں اور ٹھنڈا شربت حاضرین کو پیش کیا گیا۔ حضرت مولانا نے ہر شخص کا مقصد حاضری دریافت فرمایا اور حاجت روائی فرمائی۔ جب ہم لوگوں کی باری آئی تو ہم لوگوں نے وہی جملہ دہرایا۔ نَحْنُ تَلَامِذَةُ تَلَامِيْذِ اَعْلٰى حَضْرَتْ مَوْلَانَا اَحْمَدْ رَضَا خَانْ فَاضِلِ بَرَيْلَوِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ۔ یعنی ہم لوگ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کے شاگردوں کے شاگرد ہیں۔ اتنا سنتے ہی حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی سروقد اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور فرداً فرداً ہم لوگوں سے مصافحہ اور معانقہ فرمایا اور بیحد تعظیم کی۔ پھر دوبارہ شربت و قہوہ پیش ہوا اور انہوں نے اپنی پوری توجہ ہم لوگوں کی جانب مبذول فرمادی۔ ایک آہ سرد بھر کر فرمایا سیدی علامہ مولانا احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نَحْنُ نَعْرِفُهٗ بِتَصْنِيْفَاتِهٖ وَتَالِيْفَاتِهٖ حُبُّهٗ عَلَامَةُ السُّنَّةِ وَبُغْضُهٗ عَلَامَةُ الْبِدْعَةِ۔

یعنی ہم حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کو ان کی تصنیفات و تالیفات سے پہچانتے ہیں، ان کی محبت سنیت کی علامت ہے اور ان سے بغض بدمذہبی کی پہچان ہے۔

اس مجلس میں بڑے بڑے رؤسائے مکہ جلوہ افروز تھے اور حضرت مولانا سید محمد علوی مالکی کی اس خصوصی شفقت و التفات کو دیکھ کر دم بخود تھے۔ تمام لوگوں سے حضرت مولانا موصوف نے ہم لوگوں کا تعارف کرایا اور بار بار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر فرمایا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۳۲۱)

حضرات! حضرت علامہ سید محمد علوی مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی معمولی اور ہندوستانی عالم نہیں بلکہ آل نبی، اولاد علی، سید السادات اور مکہ معظمہ کے قاضی القضاۃ ہیں۔ وہ آل نبی اور اولاد علی فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت سنیت کی علامت ہے اور ان سے بغض و عداوت بدمذہبی اور گمراہی کی پہچان ہے۔ اب اگر کچھ مولوی یا پیر یا فلاں فلاں کہلانے والے یہ کہیں کہ ہم سنی ہیں، ہماری سنیت کی پہچان کے لئے اعلیٰ حضرت کی محبت کی ضرورت نہیں تو ہم غلامان رضا حضرت سید محمد علوی مالکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی روشنی

میں یہ فیصلہ دیں گے کہ آپ مولوی ہیں ہوا کریں، آپ پیر صاحب ہیں ہوا کریں، آپ فلاں، فلاں ہیں ہوا کریں۔ ہم سنیوں کو آپ کی ضرورت نہیں، ہماری سنیت تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرہون منت ہے۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

درود شریف:

اعلیٰ حضرت کا قیام مدینہ طیبہ میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قیام شہر پاک مدینہ طیبہ میں اکتیس دن تک رہا اس درمیان میں آپ ایک مرتبہ مسجد قبا شریف کو گئے اور ایک بار میدان احد میں سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے باقی ایام سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری میں گزارا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۳۲)

عشق سراپا، احمد رضا: جب بندہ عاشق صادق ہوتا ہے تو اس کا قلب وجگر محبوب کی نسبت وتعلق رکھنے والی ہر چیز کی تعظیم وتوقیر کے لئے بے قرار نظر آنے لگتا ہے۔

دیکھیے صحابۂ کرام کے عشق کا کیا عالم تھا کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آب وضو کو حاصل کرنے کے لئے اس طرح ٹوٹ پڑتے تھے کہ جیسے جنگ ہو جائے گی۔ موئے مبارک کو جان سے زیادہ قیمتی سمجھتے تھے کہ عین جنگ کے وقت وہ ٹوپی گر گئی جس میں موئے مبارک سلے ہوئے تھے تو اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر اس کے حصول میں لگ جاتے اور جب تک حاصل نہ ہو جائے سکون وقرار نہ لیں۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبت وتعظیم کے پیش نظر شہر پاک، مدینہ طیبہ میں کبھی سواری نہ کی اور نہ ہی پوری زندگی بول وبراز فرمایا، اس کے لئے انہیں کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی بس یہی دلیل کافی تھی کہ خدا ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس محبت وتعظیم سے منع نہیں فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر پاک، مدینہ طیبہ میں حاضری دربار نور اس طرح سکھاتے نظر آتے ہیں:

جب حرم محترم، مدینہ میں داخل ہو، حسن یہ ہے کہ سواری سے اتر پڑے، روتا، سر جھکائے، آنکھیں نیچی کئے چلے، ہو سکے تو برہنہ پاؤں یعنی ننگے پیر بہتر۔ (انوار بشارت)

امام احمد رضا فرماتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کر چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

صحابۂ کرام کے مقدس قلوب میں محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس قدر محبت و عظمت تھی کی جانور کو آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سجدہ کرتے دیکھ کر بے قرار ہو گئے۔ عرض کیا، آقا! جانور تو آپ کو سجدہ کریں اور ہم محروم رہیں کیا ہمیں اجازت نہ ہوگی؟ ارشاد ہوا میری شریعت میں غیر خدا کا سجدہ روا نہیں۔ اگر ہوتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ ملخصا (الزبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ)

کبھی کبھی امام احمد رضا پر بھی صحابۂ کرام جیسی کیفیت عشق طاری ہوتی ہے لیکن شریعت کا پاس ولحاظ اس قدر ہے کہ فرماتے ہیں۔

پیش نظر وہ نو بہار سجدہ کو دل ہے بے قرار
روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے

دوسری جگہ فرماتے ہیں:

نہ ہو آقا کو سجدہ، آدم و یوسف کو سجدہ ہو
مگر سدِ ذرائع داب ہے اپنی شریعت کا

عشق کا تقاضا اور بڑھتا ہے تو یوں تسلی دے لیتے ہیں۔

اے شوق دل یہ سجدہ گران کو روا نہیں
اچھا وہ سجدہ کیجئے کہ سر کو خبر نہ ہو

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عشق کی تڑپ ہمیں ان کے مقام عشق کا پتہ دیتی ہے۔ اسی لئے تو فرماتے ہیں:

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم

دہن میں زباں تمہارے لئے، بدن میں ہے جاں تمہارے لئے
ہم آئے یہاں تمہارے لئے، اٹھیں بھی وہاں تمہارے لئے

درود شریف:

اعلیٰ حضرت سے عشق رسول ملا: کہاں ہیں عاشقان مصطفیٰ جو پہاڑوں کی کھوہ اور سمندروں کے کنارے میں اور کالجوں، اسکولوں اور ماہناموں کے پرچوں میں منزل عشق کو تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لوگ آئیں اور اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں عشق ومحبت کا درس حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اعلیٰ حضرت کو عشق ومحبت کا مجسمہ بنایا تھا، آپ کے سوزش عشق کی گرمی جس طالب پر پڑ جاتی اس کا دل محبت رسول کا مدینہ بن جاتا۔ استاذ المحدثین حضرت مولانا وصی احمد محدث سورتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ ان کے شاگرد حضرت مولانا سید محمد صاحب محدث اعظم ہند کچھوچھوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ

حضرت! آپ تو مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ سے مرید ہیں لیکن آپ کو جتنی محبت و عقیدت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اتنی اور کسی سے نہیں۔ اعلیٰ حضرت کی یاد، ان کا تذکرہ، ان کے علم وفضل کا خطبہ آپ کی زندگی کے لئے روح کا مقام رکھتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت محدث سورتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا سب سے بڑی دولت وہ علم نہیں ہے جو میں نے مولوی اسحاق صاحب محشی بخاری شریف سے پائی۔ سب سے بڑی نعمت وہ بیعت نہیں ہے جو مجھے حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب سے حاصل ہوئی بلکہ سب سے بڑی دولت اور سب سے بڑی نعمت وہ ایمان ہے جس کو میں نے صرف اعلیٰ حضرت سے پایا، میرے سینے میں پوری عظمت کے ساتھ مدینہ کے بسانے والے اعلیٰ حضرت ہی ہیں اس لئے ان کے تذکرے سے میری روح میں بالیدگی پیدا ہوتی ہے، میں ان کے ایک ایک کلمہ کو اپنے لئے مشعل ہدایت جانتا ہوں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۳)

حضرات! خوب اچھی طرح جان لیجئے کہ حضرت مولانا وصی احمد صاحب محدث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوئی معمولی عالم اور محدث نہ تھے بلکہ اپنے دور کے امام المحدثین تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو عشق رسول کی سرمدی نعمت اور ابدی دولت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حاصل ہوئی اس لئے ان کا تذکرہ ہمیشہ ہماری زبان پر رہتا ہے۔ اور کیوں نہ ان کا تذکرہ کروں کہ ان کے ذکر سے قلب وروح کو سکون وقرار میسر آتا ہے۔

اعلیٰ حضرت سے ایمان کی مضبوطی ملی

حضور حافظ ملت علامہ شاہ عبد العزیز محدث مرادآبادی بانی الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور فرماتے ہیں کہ صدر الافاضل حضرت مولانا سید شاہ محمد نعیم الدین مرادآبادی خلیفہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما کثر فرمایا کرتے تھے کہ صحبت سے لوگوں کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے مختلف قسم کی دو قسمیں نصیب ہوگئی۔

لیکن! مجھے سب سے بڑی دولت ایمان کی اگر کہیں سے نصیب ہوئی تو وہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا دربار گرامی ہے۔ (پاسبان الہ آباد، ستمبر ۱۹۵۹ء، ص:۱۸، بحوالہ کتاب امتیاز، ص:۵)

حضرات! مشائخ مارہرہ شریف خاص کر حضور سید العلماء سید شاہ آل مصطفیٰ قادری برکاتی اور حضور احسن العلماء سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن قادری برکاتی مارہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ کثرت سے اپنی محفلوں اور گھر والوں میں کیا کرتے تھے۔ یہ وطیرہ اور طریقہ عشق و محبت میں سرشار سرمستوں کا تھا۔

دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

اعلیٰ حضرت آٹھ دس گھنٹے میں حافظ قرآن ہو گئے

حامی سنت، قاطع وہابیت ونجدیت، مظہر اعلیٰ حضرت، شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا مفتی شاہ حشمت علی قادری رضوی پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شعبان ۱۳۳۲ھ کا اپنا عینی مشاہدہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے لاعلمی میں اعلیٰ حضرت کو خط لکھا اور لاعلمی میں حافظ لکھ دیا۔ اعلیٰ حضرت نے خط پڑھا تو اپنے، القاب کے ساتھ حافظ ملاحظہ فرمایا، خوف خدا سے دل کانپ اٹھا اور رونے لگے اور فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میرا حشر ان لوگوں میں نہ ہو جن کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے: يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا ط (پ۴، رکوع۱۰)

ترجمہ: اور چاہتے ہیں کہ بے کیے ان کی تعریف ہو۔ (کنزالایمان)

اس واقعہ کے بعد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن مجید حفظ کرنے کا پختہ ارادہ فرما لیا۔

(یوں تو اعلیٰ حضرت کو قرآن مجید کا اکثر و بیشتر حصہ زبانی یاد تھا)

اور روزانہ عشا کا وضو فرمانے کے بعد جماعت ہونے سے قبل بس اس طرح یاد کرتے کہ کوئی ایک پارہ یا زیادہ آپ کو سنا دیتا پھر آپ اس کو سنا دیتے ۲۹ شعبان کے بعد سے شروع کیا اور ستائیس رمضان شریف تک پورا قرآن حفظ کر لیا اور تراویح میں سنا بھی دیا۔ (ترجمان اہل سنت پیلی بھیت)

حضرات! اسی طرح کی عبارت خلیفۂ اعلیٰ حضرت سید ظفر الدین بہاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف حیات اعلیٰ حضرت، ص:۲۰۶ پر لکھا ہے۔

اور عاشق اعلیٰ حضرت ولی کامل حضرت مولانا مفتی شاہ بدرالدین احمد قادری رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تصنیف سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۲۷ پر رقم فرمایا ہے۔

حضرات! شیر بیشۂ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چشم دید واقعہ کے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشا کے وضو کرنے کے بعد سے عشا کی جماعت کے قائم ہونے کے درمیان قرآن مجید حفظ کیا کرتے تھے جو تقریباً زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس منٹ کا وقت ہوتا ہوگا۔ تو ۲۹ شعبان سے ۲۷ رمضان شریف تک کتنے گھنٹے ہوتے ہیں، حساب لگا لیجیے۔ یہی تقریباً آٹھ دس گھنٹے ہوتے ہیں۔

گویا! اللہ و رسول جل شانہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل و کرم سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کل تقریباً آٹھ دس گھنٹے میں پورا قرآن مجید حفظ کر لیا اور حافظ قرآن ہو گئے اور خط لکھنے والے کی بات بھی سچی ثابت ہو کر رہی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ۝

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

حضرات! سراج الامہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دن بھر خدمت دین و شریعت میں مشغول رہتے، رات میں عبادت بھی کرتے مگر رات کے کچھ حصہ میں آرام بھی کرتے۔ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے انہیں دیکھ کر کسی نے کہہ دیا کہ یہ وہ (بزرگ) ہیں جو رات بھر عبادت میں گزارتے ہیں۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقت سے پوری رات عبادت اور شب بیداری اختیار کر لی۔ (تذکرۃ الاولیاء، ص ۱۶۵)

حضرات! حضرت امام اعظم کے واقعہ اور مجدد اعظم اعلیٰ حضرت کے حافظ ہونے کے واقعہ میں کس قدر مماثلت اور یکسانیت ہے۔ اسی طرح اعلیٰ حضرت کی زندگی کے تمام واقعات کسی نہ کسی بزرگ کی یاد تازہ کرتے نظر آتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت کے معمولات

اعلیٰ حضرت علامہ امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ زندگی کی آخری سانس تک شریعت و سنت کے پابند رہے۔

ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ جمعہ اور منگل کے دن غسل فرماتے اور لباس تبدیل فرمایا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ عیدین کے دن کسی اور روز آ جاتے تو اس دن بھی غسل فرما کر لباس تبدیل فرماتے۔

(۱) اسی طرح اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہفتہ میں دو مرتبہ جمعہ اور منگل کے دن غسل فرما کر لباس تبدیل فرمایا

کرتے تھے۔ ہاں اگر عیدین یا میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یعنی ۱۲ ربیع الاول شریف کا دن کسی اور روز پڑتا تو اس دن بھی غسل فرما کر لباس تبدیل فرماتے۔

(۲) چلنے میں بھی عصا ساتھ رکھا کرتے۔

(۳) جمائی آنے کے وقت دانتوں میں انگلی دبا لیتے جس کی وجہ سے کوئی آواز نہ ہوتی۔

(۴) بال بنواتے وقت اپنا کنگھا اور آئینہ استعمال فرماتے۔

(۵) اکثر وضو مکان ہی سے کر کے مسجد میں تشریف لاتے۔

(۶) آپ کے وضو کے لئے دو لوٹے پانی رکھا جاتا۔

(۷) نماز سے فارغ ہو کر مکان تشریف لے جایا کرتے لیکن عصر کی نماز پڑھ کر پھاٹک میں چار پائی پر تشریف رکھتے اور چاروں طرف کرسیاں بچھا دی جاتیں اور عام ملاقات ہوتی۔ یہ سلسلہ نماز مغرب تک جاری رہتا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۳)

حضرات! میرے آقائے نعمت و دولت، سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ چوبیس گھنٹے میں تقریباً تین گھنٹہ سویا کرتے تھے، باقی اوقات تصنیف و تالیف، کتب بینی، فتویٰ نویسی اور اوراد و اشغال کے لئے مخصوص تھے۔ عام ملاقات کے لئے عصر اور مغرب کے درمیان کا وقت مقرر تھا۔ ہر امیر و غریب، ادنیٰ و اعلیٰ سے ملاقات فرماتے، حاجت مندوں کی حاجتیں پوری فرماتے۔ مگر اب شیخ محترم، پیر مغاں کے حالات دگر ہیں، امیر و رئیس اور دولت مند کے لئے وقت ہی وقت ہے مگر غریب و مفلس نادار مسلمان کے لئے ڈانٹ و پھٹکار، کہ وقت نہیں دیکھتے؟ جب جی میں آئے آجاتے ہو؟ کل آنا، پرسوں آنا، پھر ملیں گے۔

ارے شیخ محترم، پیر صاحب! کچھ تو خیال کیجئے کہ غریبوں سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کس قدر پیار و محبت فرمایا ہے۔ جن کے نام کا کھاتے ہو ان کی سنت کا کچھ تو خیال کرو۔

اعلیٰ حضرت کا نماز باجماعت کا اہتمام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانچوں وقت نماز کے لئے مسجد میں حاضر ہوتے اور ہمیشہ نماز باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا فرمایا کرتے، ہمیشہ عمامہ کے ساتھ نماز ادا فرمایا کرتے تھے کبھی بھی صرف ٹوپی کے ساتھ نماز ادا نہ کیا۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۱۱۳)

اعلیٰ حضرت عامل سنت تھے: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض وواجب اور سنت مؤکدہ اور مستحبات کے سخت پابند تھے اور اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ جان ایمان، میرے کریم ورحیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فلاں کام انجام دیا ہے تو اس سنت وعادت پر بھی عمل کے لئے بے قرار ہو جاتے اور اس وقت تک روح وقلب کو سکون میسر نہ آتا جب تک اس سنت پر عمل نہ فرما لیتے۔ ہدایت ونصیحت سے لبریز محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سنت پر عمل کا نورانی واقعہ ملاحظہ فرمائیے۔

عاشق رسول اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ دو حضرات کے کندھوں پر اپنا ہاتھ رکھ کر ان کے کندھوں کے سہارے نماز کے لئے مسجد تشریف لے جاتے ہیں حاضرین بارگاہ میں علمائے کرام، مفتیان عظام اور مریدین وخدام سب کے سب اس حیرت انگیز واقعہ کو دیکھ کر حیران وپریشان کہ اعلیٰ حضرت نحیف وکمزور بھی نہیں ہیں اور نہ علیل وبیمار ہیں، پھر اعلیٰ حضرت دو حضرات کے کندھوں کا سہارا لیکر مسجد کیوں تشریف لے گئے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں حاضر ہوئے، نماز باجماعت ادا فرمائی اور بغیر سہارے کے دولت کدہ پر تشریف لائے، حاضرین بارگاہ جواب کے منتظر تھے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو حضرات کے کندھوں کا سہارا لیکر مسجد کیوں تشریف لے گئے۔

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہنچی

عامل سنت، سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمارے مشفق ومہربان رسول، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے دو صحابی کے کندھوں پر اپنا دست مبارک رکھ کر نماز کے لئے مسجد شریف میں تشریف لائے احمد رضا نے سوچا کہ اگر موت آگئی تو محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ایک سنت پر عمل باقی رہ جائے گا۔ اس لئے بغیر کسی عذر کے میں دو حضرات کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر ان کے سہارے سے نماز کے لئے مسجد حاضر ہوا تاکہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس سنت وادا پر بھی عمل ہو جائے۔

حضرات! شاہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے یہ عمل ثابت ہو گیا تھا تو عاشق مصطفیٰ، عبد المصطفیٰ احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سنت کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ احمد رضا کا جب اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غیر مؤکدہ سنت پر عمل کا یہ عالم ہے تو فرض وواجب اور سنت مؤکدہ پر عمل کا کیا عالم ہوگا۔

اعلیٰ حضرت نے بیماری میں بھی نماز باجماعت کوترک نہ کیا

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کئی مہینوں سے علیل تھے اور مرض اس قدر شدید تھا کہ چلنے پھرنے کی طاقت نہیں، شریعت اجازت دیتی ہے کہ ایسا مریض گھر میں تنہا نماز پڑھ لے۔ مگر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز باجماعت کی پابندی کرتے اور چار آدمی کرسی پر بٹھا کر مسجد تک پہنچاتے اور اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں نماز باجماعت ادا کرتے۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۵۲)

(۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سخت علیل ہیں، مسجد میں کوئی لے جانے والا نہ تھا، جماعت کا وقت ہو گیا، طبیعت پریشان، ناچار خود ہی کسی طرح گھسٹتے ہوئے مسجد میں حاضر ہوئے اور نماز باجماعت ادا کی۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص:۵۲)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یوں ہی اعلیٰ حضرت اور مجدد اعظم نہیں ہو گئے تھے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے
کہ دانا خاک میں مل کر گل گلزار ہوتا ہے

اے اعلیٰ حضرت کے ماننے والو! غور کرو! اور سوچو! کہ ہماری نمازوں کا کیا حال ہے؟ نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنا تو کجا اپنے گھر میں تنہا نماز نہیں ادا کرتے۔ اعلیٰ حضرت کے واقعہ سے ہم کو درس عبرت حاصل کرنا چاہئے۔

اعلیٰ حضرت بزرگوں کی بارگاہ کے مؤدب تھے

باادب بانصیب۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے سبق ملتا ہے کہ بزرگان دین کی تعظیم و توقیر اور علمائے کرام کا ادب و احترام ہر حال میں ملحوظ رکھنا چاہئے۔

ملاحظہ فرمایئے۔ اعلیٰ حضرت جب علامہ شامی اور محقق علی الاطلاق جیسے بزرگوں کی باتوں پر کلام کرتے ہیں تو ادب و تعظیم اور تواضع و خاکساری کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ایک جگہ ردالمحتار میں علامہ شامی نے فرمایا اس اعتراض کا حل (یعنی جواب) ہماری سمجھ میں نہ آیا۔ مگر اسی اعتراض کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا حل یعنی جواب مل گیا۔

اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ جد الممتار میں لکھتے ہیں وَظَهَرَ لَنَا بِبَرَكَةِ خِدْمَةِ كَلِمَاتِكُمْ یعنی اے ہمارے بزرگ علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے کلمات پر (یعنی آپ کی باتوں) پر کام کرنے کی برکت سے ہمیں (اس اعتراض کا حل و جواب) سمجھ میں آگیا۔ ملخصا (امام احمد رضا اور تصوف ص۱۱۰)

حضرات! آج کل مغربی تہذیب میں پرورش پانے والے، دل دنیا کو دینے والے، کچھ یہاں کے اور کچھ باہری دنیا میں جا کر آنے والے، بے ادب و گستاخ ہو کر اکابر، بزرگانِ دین پر حرف گیری اور ان کے فرمودات پر اعتراض کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ بے ادبی اور گستاخی کا حال ان لوگوں کا ہے جنہیں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے علوم کا پچاسواں حصہ بھی نصیب نہیں۔

ملاحظہ فرمایئے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس قدر باادب تھے۔

شہزادۂ شاہ برکات حضرت سید شاہ مہدی حسن میاں صاحب، سجادہ نشین سرکار کلاں مارہرہ شریف بیان فرماتے ہیں کہ میں بریلی شریف حاضر ہوا، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود کھانا لاتے اور خود ہی میرا ہاتھ دھلاتے، ہاتھ دھلاتے وقت دیکھا کہ میرے ہاتھ کی انگلی میں سونے کی انگوٹھی ہے (یعنی میں نے سونے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑے ہی ادب سے عرض کیا کہ حضور مجھے انگوٹھی عنایت فرمادیں۔ حضرت سید مہدی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً انگوٹھی اتار کر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے دی اور بریلی شریف سے بمبئی تشریف لے گئے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سونے کی انگوٹھی کو مارہرہ شریف میں حضرت سید شاہ مہدی میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی فاطمہ کے پاس بھیج دی اور ایک خط بھی ساتھ میں بھیجا جس میں لکھا تھا کہ شاہ زادی صاحبہ یہ سونے کی انگوٹھی آپ کے لئے ہیں (عورتوں کے لئے سونا حلال ہے اور مردوں کے لئے نہیں) جب سید مہدی میاں صاحب بمبئی سے مارہرہ شریف واپس تشریف لائے تو شہزادی فاطمہ نے بتایا کہ بریلی شریف سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سونے کی انگوٹھی بھیجی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ شہزادی صاحبہ یہ سونے کی انگوٹھی آپ کے لئے ہے۔ اتنا سننا تھا کہ حضرت سید مہدی حسن میاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹی! اعلیٰ حضرت نے انگوٹھی بھیج کر دین و شریعت کا مسئلہ سمجھایا ہے۔ ملخصا (حیات اعلیٰ حضرت، ص۹۰)

حضرات! کچھ لوگ خاندانی بے باک اور بے ادب ہوتے ہیں پہلے ان کے باپ دادا نے اذان ثانی کے مسئلہ میں شریعت مطہرہ کا مقابلہ کیا اور عالم شریعت و سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کے اس

قدر بے ادب ہوئے کہ مقدمہ قائم کر دیا۔ مخالف دنیا کی جھوٹی کچہری میں گئے اور اعلیٰ حضرت اپنے مرشد اعظم قطب الاقطاب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی سرکار میں حاضر ہوئے۔ الحاصل جو جہاں کے تھے وہاں گئے۔ جو جس کا تھا اس سے مدد مانگا۔

اعلیٰ حضرت بغداد والے سرکار کے مرید و ملازم تھے اس لئے عالم تصور میں بغداد حاضر ہوئے اور اپنی بے کسی و بے بسی اور لاچاری و مجبوری کی فریاد بے کسوں کے کس، بے بسوں کے بس اور لاچاروں کے چارہ گر، مجبوروں کے فریادرس اور کمزوروں کی ہمت و قوت، محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکار میں پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یا غوث
مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث

دوہائی یا محی الدین دوہائی
بلا اسلام پر نازل ہے یا غوث

ترا وقت اور پڑے یوں دین پر وقت
نہ تو عاجز نہ تو غافل ہے یا غوث

عدو بد دین مذہب والے حاسد
تو ہی تنہا کا زور دل ہے یا غوث

عطائیں مقتدر غفار کی ہیں
عبث بندوں کے دل میں غل ہے یا غوث

دیا مجھ کو انہیں محروم چھوڑا
مرا کیا جرم، حق فاصل ہے یا غوث

رضا کا خاتمہ بالخیر ہوگا
تیری رحمت اگر شامل ہے یا غوث

درود شریف:

حضرات! بغداد شریف سے حمایت کی نظر اٹھی، مجدد دین و ملت حامی شریعت و سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فائز المرام اور کامیاب و کامراں ہوئے، تجدید سنت کی تاثیر پوری دنیا میں ظاہر ہوئی، دنیا کی اکثر مساجد میں اذان ثانی سنت کے مطابق ہونے لگی۔ مولانا احمد رضا، امام احمد رضا، مجدد اعظم، اعلیٰ حضرت، مجدد نبی، چشم و چراغ خاندان برکات بن کر چمکے، چمک رہے ہیں اور چمکتے رہیں گے اور مخالف خائب و خاسر تھے اور رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سب ان سے جلنے والوں کے گل ہو گئے چراغ
احمد رضا کی شمع فروزاں ہے آج بھی

حضرات! آج بھی اس ذہنیت کے حامل کچھ مولانا، مولوی کہلانے والے مغربی دنیا کو دل کا سودا کر کے آنے والے اپنے باپ دادا کا بدلا لینا چاہتے ہیں اور کچھ لوگ باپ دادا کی روش کے خلاف اعلیٰ حضرت پر اعتراض و سوال کرتے نظر آرہے ہیں، ان کو معلوم نہیں کہ اعلیٰ حضرت کی بارگاہ سے دین وسنیت کا دودھ پینے والے اعلیٰ حضرت کے ہزاروں لاکھوں روحانی بیٹے علم و حکمت کی نعمت و دولت سے مالا مال پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں اور اعلیٰ حضرت نے جو دودھ پلایا تھا وقت آنے پر اس دودھ کا حق ادا کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ سارے علماء اور مدارس محسوس کر رہے ہیں کہ یہ غلط اور فاسد تحریریں اور باتیں کیوں پیش کی جارہی ہیں اور پس پردہ ان تحریروں اور باتوں کے راز کیا ہیں۔ ہوش کے ناخن لو، تکبر اور گھمنڈی مت بنو، ہدایت کا راستہ لو، مسلک اعلیٰ حضرت کا دامن مضبوطی کے ساتھ تھام لو، یاد رکھو! کل کے مخالف بڑی شان و شوکت اثر و رسوخ، پیری، مریدی والے تھے مگر گمنامی کی تاریک دنیا میں گم ہو گئے، تاریخ معاف نہیں کرتی، تاریخ میں ان کا نام اس طرح ملتا ہے کہ یہ لوگ سنت کا مقابلہ کرنے والے بلکہ سنت کو بدلنے والے تھے تو تمہیں بھی تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔ حق پر رہو، حق کی حمایت کرو، یہی مومن کی شان اور پہچان ہے۔

آج پوری دنیا میں مومنوں سنیوں کے نزدیک سکۂ رائج الوقت کی حیثیت سے اعلیٰ حضرت کی ذات ہے۔

وادی رضا کی کوہ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے

اعلیٰ حضرت کا خلوص

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے ہدایت دی اور میں کسی کی تعریف پر نہ خوش ہوتا ہوں اور نہ ہی اتراتا ہوں اور جو لوگ مجھے گالیاں دیتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں ان کی برائی سے میں پریشان نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے کرم سے اس ناقابل احمد رضا کو اس قابل کیا کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عزت و بزرگی حمایت وتائید کا پرچم لہراتا رہے۔ اس خدمت عالیہ پر اگر کوئی مجھے گالی دے تو احمد رضا گالیاں کھاتا رہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار کے پہرا دینے والے کتوں میں اس کا نام وچہرہ رکھا جائے۔ (خلاصہ فتاویٰ رضویہ، ص ۳۶)

میری قسمت کی قسم کھائیں سگان بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرہ تیرا

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

اعلیٰ حضرت کا پیغام دین کے خادموں کے نام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں ایک مرید حاضر تھے، گالیوں سے بھرا خط دیکھ کر غصے میں آ گئے، عرض کیا کہ یہ شخص میرے قریب کا رہنے والا ہے، اس پر مقدمہ دائر کر کے اس کو سزا دلائی جائے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے تعریفی خطوط لا کر سامنے رکھ دیئے وہ پڑھکر بہت خوش ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، پہلے ان تعریف کرنے والوں کو انعام واکرام سے مالا مال کر دیجئے پھر گالی دینے والے کو سزا دلایئے اور جب محب کو فائدہ نہیں پہنچا سکتے تو دشمن کو نقصان پہنچانے کی بھی فکر نہ کیجئے۔ ملخصا (امام احمد رضا اور تصوف، ص ۲۳)

حضرات! یہ تھا اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلوص اور دین کے خادموں کے نام پیغام کہ دین وسنیت کا کام کرتے چلے جاؤ، تعریف سے خوش نہ ہونا اور برائی سے پریشان نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس پر ثابت قدم فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

اعلیٰ حضرت کا اخلاص

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک صاحب حاضر ہوئے اور مٹھائی سے بھری ہانڈی پیش کی۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: کس لئے آنا ہوا۔ ان صاحب نے عرض کیا کہ سلام کرنے، حضور سے ملاقات کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔ سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا کوئی ضرورت ہے؟ ان صاحب نے کہا کہ بس یوں ہی ملاقات کے لئے آ گیا ہوں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر پوچھا کہ آپ کے آنے کا کوئی مقصد ہے، اگر کوئی غرض ہے تو کہئے؟ وہ صاحب بولے کوئی غرض نہیں بس زیارت کے لئے حاضر ہو گیا ہوں۔ تین مرتبہ پوچھنے کے بعد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مٹھائی کی ہانڈی کو گھر کے اندر بھیج دیا۔ تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ وہ صاحب بولے کہ حضور ایک تعویذ دے دیجئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تعویذ لکھ کر دیا اور گھر کے اندر سے مٹھائی کی ہانڈی منگوا کر ان صاحب کو واپس کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے یہاں تعویذ بیچی نہیں جاتی۔ (حیات اعلیٰ حضرت ص ۳۲)

(۲) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلوص کے پیکر تھے

واقعہ کا خلاصہ ملاحظہ فرمایئے۔

صوبہ گجرات کے شہر دھورا سے آپ کے کچھ میمن مریدین بریلی شریف حاضر ہوئے اور اپنے شہر دھورا چلنے کے لئے اپنے پیر و مرشد کو اصرار کرنے لگے، بڑی منت و سماجت کے بعد اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھورا جانے کے لئے راضی ہو گئے۔ تانگا لایا گیا، سامان سفر اس پر رکھا گیا، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھورا جانے کے لئے تانگے پر سوار ہو گئے، تانگا چند قدم ہی چلا ہوگا کہ دھورا کے میمن مریدوں نے خوشی میں سرشار مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں عرض کرنے لگے کہ حضور! آپ اپنے دولت مند مریدوں میں تشریف لے جا رہے ہیں، اس قدر نذرانہ پیش ہوگا کہ حضور کی لکھی ہوئی تمام کتابیں چھپ جائیں گی۔ روپیہ اور دولت کا ذکر آتے ہی پیکر خلوص اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تانگا روک دیا جائے اور سامان تانگے سے اتار لیا جائے۔ اس لئے کہ سفر ملتوی کر دیا گیا ہے۔ لوگوں نے بہت منت و

حاجت کیا لیکن اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر کے لئے تیار نہ ہوئے اور فرمایا کہ احمد رضا دولت وروپیہ اور نذرانہ کے لئے سفر نہیں کررہا تھا بلکہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کی خاطر سفر کے لئے تیار ہو گیا تھا۔

المختصر دنیا کی لالچ سامنے آتے ہی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سفر ملتوی فرمادیا اور ہزار کوششوں کے باوجود بھی سفر کے لئے تیار نہ ہوئے اور دھورا تشریف نہ لے گئے۔

حضرات! مٹھائی کی ہانڈی تعویذ لینے کے بعد واپس کردی گئی وہ واقعہ اور دنیا کی دولت کی لالچ کا معاملہ آتے ہی دھورا کا سفر ملتوی کردیا۔ ان دونوں واقعات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر کام اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کے لئے ہوا کرتا تھا اور آج کل کے کچھ پیر ومرشد کہلانے والے ایسے بھی نظر آتے ہیں جو نذرانہ کے لئے مالدار مریدوں کے گھر جانا اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

واجب پر عمل نہ ہو تو کوئی وظیفہ قبول نہیں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرید ہوئے اور کسی وظیفہ کے طلبگار ہوئے۔ ان صاحب کی داڑھی حد شرع سے کم تھی۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا: جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی تو وظیفہ بتادیا جائے گا۔ کچھ دنوں کے بعد پھر درخواست کی تو فرمایا کہ کسی گزارش کی ضرورت نہیں، جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی تو خود وظیفہ بتادیا جائے گا۔ یعنی نفل پر واجب مقدم ہے (امام احمد رضا اور تصوف، ص ۹۸)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مرید کی کسی طرح سے کوئی پرواہ نہ کی بلکہ شریعت کا سبق سکھاتے رہے۔ کہ جب داڑھی شرع کے مطابق ہو جائے گی تو وظیفہ بتادیا جائے گا۔

یہ تھے ہمارے آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اپنے مرید کو ہر حال میں شریعت کا درس سکھاتے رہے۔ اور وظیفہ اس وقت تک نہ سکھایا جب تک مرید نے شریعت کے مطابق داڑھی نہ رکھ لی۔

حضرات! ہمارے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیر اعظم، حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ولایت کی تین علامتیں ہیں

(۱) ہر چیز میں اللہ تعالیٰ ہی سے نیاز مندی واستغنا باللہ۔ (۲) ہر چیز میں قناعت۔ (۳) ہر چیز میں رجوع الی اللہ۔ (مکتوبِ فقیر قادری، ص:۳۳)

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد پاک کے جامع، نائب غوث اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی نظر آرہی ہے، حقیقت میں اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضل وکرم اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نوازشات نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری برکاتی کو دو عالم سے بے نیاز کر دیا تھا، خود فرماتے ہیں۔

مالِ دنیا تو کوئی چیز نہیں ہے سرد
آنکھ اٹھا کر نہ کبھی دیکھوں سوئے ملکِ ابد
سب یہ الفت کی بدولت ہے خزائے بے حد
حبذا! آفریں اے دولت عشق احمد
میں گدائی کے پردہ میں سکندر نکلا

اعلیٰ حضرت روشن ضمیر تھے

حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک مرتبہ خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوستانہ اور یارانہ تعلقات کی بنا پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات کی رغبت دلائی تو انہوں نے کہا بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے، وہ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور سنا ہے کہ ان کی طبیعت سخت ہے۔ بہر حال حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت صدر الافاضل کے ساتھ بریلی شریف پہنچے، اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے اعلیٰ حضرت سے پوچھا کہ حضور کے مزاج کیسے ہیں؟ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: بھائی کیا پوچھتے ہو، پٹھان ذات ہوں، طبیعت سخت ہے۔

کشف اور روشن ضمیری کی یہ شان دیکھ کر حضرت مولانا سید دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آنکھوں میں آنسو

بھر گئے اور سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ بات تو میں نے کہاں اور کب کہی تھی، مگر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہو گئی۔

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہنچی
کہاں چراغ جلا روشنی کہاں پہنچی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایسے زبردست معتقد ہوئے کہ بارگاہِ اعلیٰ حضرت سے ہمیشہ کے لئے منسلک ہو گئے۔ (تذکرہ علمائے اہل سنت لاہور، ص: ۲۷۰)

اعلیٰ حضرت غیب داں تھے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عطا کئے ہوئے علوم کے ذریعہ وصال سے چار ماہ بائیس دن پہلے معلوم ہو چکا تھا کہ مجھے ۱۳۴۰ھ میں دنیائے فانی سے کوچ کر کے بارگاہِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہونا ہے۔ چنانچہ تین رمضان شریف ۱۳۳۹ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۹۲۱ء کو اپنی تاریخ وصال کی خبر دیتے ہوئے آپ نے اپنے قلم حق سے یہ آیت کریمہ تحریر فرمائی۔

وَيُطَافُ عَلَيْهِم بِآنِيَةٍ مِّن فِضَّةٍ وَأَكْوَابٍ (پ ۲۹، ر ۱۹)

۴۰ ۱۳ ھ

ترجمہ: اور ان پر چاندی کے برتنوں اور کوزوں کا دور ہوگا۔ (کنزالایمان)

اللہ اکبر: سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عاشق صادق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زندگی ہی میں وہ آیت مقدسہ بھی تحریر کر دی جو ان کے مادۂ تاریخ وصال پر مشتمل ہے۔

اور پھر دنیا نے دیکھ بھی لیا کہ اپنا مادۂ تاریخ وصال پیش کرنے والا ٹھیک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو وصال فرماتا ہے۔

(سوانح اعلیٰ حضرت، ص: ۳۷۲)

یہاں آکر ملیں نہریں شریعت و طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

اعلیٰ حضرت کی نگاہوں سے پردے اٹھ چکے تھے

جبلپور کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ محفل میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا

فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فضائل وکمالات بیان فرما رہے تھے، کہ دوران تقریر مجلس میں حضرت مولانا مفتی محمد برہان الحق صاحب اور ایک مرد صالح موجود تھے، دونوں بزرگوں نے بیان کیا، دورمیان تقریر ہماری آنکھ لگ گئی ہم سو گئے، ہم نے ایک عجیب جلوۂ نور دیکھا اور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جلوہ افروز ہیں اور ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہو رہے ہیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقریر بند کر کے منبر سے اتر گئے اور صلوٰۃ وسلام پڑھنے لگے، تمام حاضرین بھی کھڑے ہو گئے اور سب کے سب صلوٰۃ وسلام پڑھنے میں مشغول ہو گئے۔ مگر تمام حاضرین تعجب وحیرت میں تھے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقریر بند کر کے منبر سے اتر کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی وجہ کیا ہے۔ جب حضرت مولانا مفتی برہان الحق صاحب قبلہ نے اپنا واقعہ بیان کیا کہ دوران تقریر میں محو خواب ہو گیا اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور میں نے زیارت کا شرف حاصل کیا۔ تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت دوران تقریر منبر سے اتر گئے اور صلوٰۃ وسلام پیش کرنے لگے اس کی وجہ کیا تھی۔ حضرت برہان ملت خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھ رہے تھے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے سر کی آنکھوں سے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار کر رہے تھے۔ (ملخص، کرامات اعلیٰ حضرت، ص:۹۸)

حضرات! ایسا ہی واقعہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک وعظ میں پیش آیا تھا اور اعلیٰ حضرت نائب غوث اعظم ہیں۔

مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

تم ہی پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہل سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

درود شریف:

اعلیٰ حضرت مظہر غوث اعظم تھے

اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک اور برگزیدہ بندہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دین اسلام کی سچی خدمت اور محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت اور غلامی کے لئے چن لیا تھا۔

اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی حضور غوث اعظم شہنشاہ بغداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خاص عنایتوں کی جلوہ گاہ تھی، خود اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ۔

ایک مرتبہ میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک بہت عمدہ اور اونچی سواری ہے۔ حضرت والد ماجد نے مجھے پکڑ کر اس اونچی سواری پر سوار کیا اور فرمایا کہ گیارہ درجہ تک تو میں نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں اس سے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غلامی مراد ہے۔ (الملفوظ، ج۳، ص۲۱، سوانح اعلیٰ حضرت، ص۳۳۲)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نائب ہیں تو طریقت میں حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مظہر اتم ہیں۔ اسی لئے قطب وولی اور مجذوب بزرگ بھی اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا احترام وادب کرتے نظر آتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

بریلی شریف میں ایک مجذوب بزرگ دینا میاں رہتے تھے جن کی زبان پوربی تھی اور وہ ایک لنگوٹی پہنا کرتے تھے مگر میں ان کی باتوں کو قارئین کی آسانی کے لئے اردو میں لکھ رہا ہوں۔

حضرت دینا میاں رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ ٹرین کو اپنی کرامت سے روک دیا تھا۔ شہر بریلی کے ہندو و مسلمان سبھی ان کے نام سے واقف ہیں ایک دن ان کا گزر محلہ سوداگران میں ہوا جب وہ بزرگ اعلیٰ حضرت کی مسجد کے سامنے پہونچے تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاشانۂ اقدس سے تشریف لا رہے تھے مجذوب بزرگ حضرت دینا میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو دیکھ کر بھاگے اور ایک گلی میں جا کر چھپ گئے لوگوں نے کہا میاں کیوں بھاگتے پھرتے ہو۔ انہوں نے فرمایا کہ بابا مولوی صاحب آرہے ہیں لوگ بولے کہ مولوی صاحب آرہے ہیں تو کیا ہوا۔ تو انہوں نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا فرج کھلے ہوئے ہیں یعنی جسم کا وہ حصہ کھلا ہوا ہے تو ایسی حالت میں مجدد وقت نائب غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ہونا ان کے احترام کے خلاف ہے۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص۳۳۲)

غلاموں کو بتادو رہ شناس منزل عرفاں
کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

حضرات! محبوب سبحانی پیر لاثانی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی سراپا کرامت تھی تو آپ کے مظہر و نائب۔ آقائے نعمت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس سے بھی روحانیت وکرامت کے جلووں کا ظہور ہوتا تھا۔ اعلیٰ حضرت صرف عالم ہی نہیں بلکہ عارف وصوفی اور با کرامت ولی اور قطب بھی تھے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

وفي انفسكم افلا تبصرون وفي السماء رزقكم وما توعدون

﴿ ۲ ﴾

صفر المظفر

چوتھا جمعہ .... دوسرا بیان
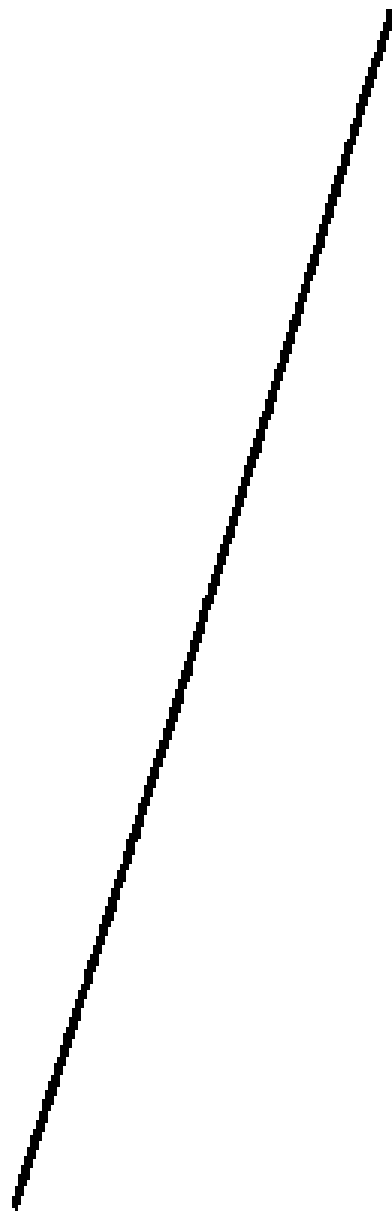
امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے ارشادات اور کرامات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اُولٰٓئِکَ کَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَاَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ ط (پ۲۸،رکوع۴)

ترجمہ: یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

مولانا غلام حسین صاحب جو علوم نجوم میں بڑے کمال کے ماہر تھے۔ ستاروں کی شناخت اور اس کے نتائج نکالنے میں کافی ملکہ رکھتے تھے۔

ایک مرتبہ مولانا غلام رسول صاحب اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا کہ بارش کا کیا اندازہ ہے؟ بارش کب تک ہوگی؟ انہوں نے ستاروں کی وضع سے زائچہ بنایا اور فرمایا کہ اس مہینے میں پانی نہیں ہے۔ آئندہ ماہ میں بارش ہوگی یہ کہہ کر زائچہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بڑھا دیا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو سب قدرت ہے چاہے تو آج ہی بارش ہو۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ آپ ستاروں کی وضع نہیں دیکھتے؟ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا محترم میں سب دیکھ رہا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ستاروں کی وضع اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو بھی دیکھ رہا ہوں پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اس وقت کیا بج رہے ہیں۔ سامنے دیوار پر کلاک یعنی گھڑی دیکھ کر انہوں نے کہا سوا گیارہ بج رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا بارہ بجنے میں کتنی دیر ہے؟ وہ صاحب بولے پون گھنٹہ۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اس سے پہلے

بارہ بج جائے تو۔ وہ صاحب بولے ہرگز نہیں۔ ٹھیک پون گھنٹہ کے بعد ہی بارہ بجے گا۔ اعلیٰ حضرت اٹھے اور گھڑی کی بڑی سوئی گھما دی۔ اسی وقت فوراً ٹن ٹن بارہ بجنے لگے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا۔ آپ نے تو کہا تھا کہ ٹھیک پون گھنٹہ کے بعد بارہ بجے گا اور بارہ تو بج گیا۔ وہ صاحب بولے گھڑی کی سوئی گھما دی گئی ہے ورنہ حساب سے تو پون گھنٹہ کے بعد ہی بارہ بجتے۔ اعلیٰ حضرت نے فرمایا اسی طرح اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے کہ جس ستارے کو جس وقت جہاں چاہے پہونچا دے۔ اللہ تعالیٰ چاہے تو ایک مہینہ، ایک ہفتہ، ایک دن کیا، ابھی بارش ہونے لگے۔ اتنا فرمانا تھا کہ چاروں جانب سے گھنگھور گھٹا چھائی اور پانی برسنے لگا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ص ۱۹۲، ج ۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں اس قدر محبوب و مقبول تھے کہ آپ کی مرضی ہوگئی تو بغیر موسم کے بارش ہونے لگی۔

اعلیٰ حضرت کی دعا کی برکت سے میت کی بخشش ہوگئی

بریلی شریف میں نواب ضمیر خاں کے بڑے بھائی کا انتقال ہوا تو ان کی والدہ کی آرزو و تمنا کے مطابق اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ رات میں ان کی بی، بی صاحبہ نے خواب میں دیکھا کہ میرے شوہر بہت خوش ہیں اور اچھی حالت میں ہیں۔ جس کی توقع بظاہر ان کے اعمال کے اعتبار سے نہ تھی۔ بی بی صاحبہ نے خوشی اور اچھی حالت کا سبب معلوم کیا تو انہوں نے فرمایا۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میری نماز جنازہ پڑھی اور ان کی دعاؤں کے سبب میرے سب گناہ بخش دیئے گئے اور میں بہت خوش اور اچھی حالت میں ہوں۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۱۹۲)

حضرات! اس واقعہ سے پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ نیکوں سے نماز جنازہ پڑھانی چاہئے اور نیکوں کی دعائیں لینی چاہئے اس لئے کہ نیکوں کی دعا سے گناہوں کی بخشش ہو جاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی کرامت دیکھ کر غیر مقلد مولوی تائب ہوگیا

منشی لطافت حسین بیان کرتے ہیں کہ ایک غیر مقلد مولوی مراد آبادی سے میری ایک مسئلہ میں بحث ہوگئی وہ غیر مقلد مولوی صاحب سے جواب نہ بن پڑا تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہنے لگے۔ منشی لطافت حسین صاحب نے کہا کہ آپ کو اس مسئلہ میں شبہ ہے تو اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں، بریلی شریف چل کر گفتگو کر کے

مسئلہ حل کر لیجئے کرایہ وغیرہ اخراجات میں برداشت کرلوں گا وہ غیر مقلد مولوی صاحب بولے میں بریلی اعلیٰحضرت کے پاس نہیں جاؤں گا۔

رات کو غیر مقلد مولوی صاحب نے خواب دیکھا کہ انہیں کسی جگہ جانا ہے۔ بیچ میں ایک بڑا دریا ہے۔ کشتی کا پتہ نہیں، اسی فکر میں تھے کہ دو سوار کہ خشکی کی طرف آرہے ہیں اور دریا میں جارہے ہیں۔ غیر مقلد مولوی صاحب نے کہا کہ آپ لوگ مجھے لیتے چلئے۔ ان میں سے ایک صاحب نے کہا کہ اسے چھوڑ دیجئے۔ یہ شخص ناپاک ہے۔ غیر مقلد مولوی صاحب کو سخت تعجب ہوا کہ میں تو بڑا پکا موحد یعنی اللہ تعالیٰ کو ماننے والا مولوی ہوں، مجھے ناپاک کس وجہ سے فرمایا؟

غیر مقلد مولوی صاحب کو خیال آیا کہ شاید مولانا احمد رضا صاحب کی شان میں گستاخی اور غیر مقلد ہونے کی وجہ سے ایسا فرمایا۔ اسی تردد میں تھے کہ کچھ دنوں کے بعد دوسرا خواب دیکھا کہ ایک بہت بڑا اور عظیم الشان شہر ہے۔ اس کا پھاٹک بھی بہت بڑا ہے۔ اور دونوں جانب دربان کھڑے ہیں اور لوگ اندر جارہے ہیں، جو شخص اندر جانا چاہتا ہے تو دربان اس سے کچھ پوچھتے ہیں اور چٹھی مانگتے ہیں، جو شخص چٹھی دکھا دیتا ہے اس کو شہر کے اندر جانے دیتے ہیں۔ میں نے بھی پوچھا کہ یہ شہر کیا جگہ ہے؟ دربان نے کہا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دربار ہے۔ میں نے کہا مجھے بھی جانے دیا جائے تو دربان نے پوچھا کہ تمہارے پاس چٹھی ہے؟ میں نے کہا میرے پاس چٹھی نہیں ہے۔ دربان نے کہا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پوچھ کر آتا ہوں۔ وہ اجازت لینے گیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، اس شخص سے کہہ دو کہ پاک وصاف ہو کر چٹھی لے کر آئے۔ میں نے جا کر اس سے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پاک وصاف ہو کر چٹھی لے کر آئے تو اس شخص نے کہا کہ کیسے پاک وصاف ہو کر آؤں اور چٹھی کہاں سے لاؤں؟ پھر دربان نے جا کر معلوم کیا تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مولوی احمد رضا بریلوی سے پاک وصاف ہو کر آؤ اور انہیں سے چٹھی بھی لے کر آؤ اس وقت آنکھ کھل گئی پھر سونا حرام ہو گیا۔ پھر غیر مقلد مولوی صاحب بریلی شریف حاضر ہوئے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں میں گر کر رونے لگے۔ روتے روتے ہچکیاں بند گئیں اور سب حال عرض کیا تو بیعت کیا، داخل سلسلہ ہو کر مرید ہوئے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شجرہ عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہی چٹھی ہے اور جس کشتی کی تلاش میں تھے وہ پیر ومرشد ہے (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۱۹۳)

حضرات! سہاگن وہی ہے جسے پیا چاہے۔ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نزدیک اعلیٰ حضرت

امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بڑی عزت اور بلند مقام ہے اور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہونچنے کے لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت و الفت لازم ہے اور مسلک اعلیٰ حضرت پر استقامت ضروری ہے ورنہ

ترسم نہ رسی بکعبہ اے اعرابی
ایں رہ کہ تو می روی بہ ترکستان است

یعنی ہدایت پانے کی بجائے گمراہ ہوسکتا ہے۔

یہاں آ کر ملیں نہریں شریعت اور طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

(۴) اعلیٰ حضرت قطب تھے

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید عبدالرحیم خاں صاحب سلطان پوری بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب بریلی کے رہنے والے وہ پیلی بھیت اکثر جایا کرتے تھے، پیلی بھیت کے جنگل میں ایک خدا رسیدہ فقیر رہتے تھے، وہ صاحب ان کی تلاش میں رہا کرتے تھے، وہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں پیلی بھیت کے جنگل میں اس اللہ والے بزرگ کی تلاش میں رہا کرتا تھا، اتفاقاً ایک دن اس فقیر سے جنگل میں ملاقات ہوگئی، بہت ہی بوڑھے آدمی تھے۔ میں نے سلام کیا، جواب دیا اور کہا کہ بچہ یہاں کہاں آ گیا؟ بھاگ بھاگ یہ شیروں کا جنگل ہے۔ میں بیٹھ گیا کیا دیکھتا ہوں کہ پیچھے سے ایک شیر آ رہا ہے۔ میں نے کہا، حضرت بچایئے شیر آ رہا ہے۔ ان بزرگ نے شیر کی طرف دیکھا، شیر وہیں کھڑا رہ گیا اور مجھ سے فرمایا تو یہاں سے چلا جا تیرا حصہ یہاں نہیں ہے۔ پھر میں نے کہا کہ میرا حصہ کہاں ہے؟ میری دلی تمنا بھی ہے کہ حضور ہی سے مرید ہوں گا۔ تو اس بزرگ فقیر نے فرمایا کہ بریلی محلہ سوداگران میں ایک قطب مولوی ہے، تیرا حصہ وہاں ہے۔ میں نے نام پوچھا تو اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی لیا اور مجھے اپنے ساتھ جنگل کے باہر لا کر واپس چلے گئے اس کے بعد میں بریلی شریف آیا اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرید ہوا۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۲۹۵)

حضرات! اللہ تعالیٰ کے وہ نیک و پارسا بندے جو جنگلوں میں رہ کر اپنی صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ذکر میں گزارتے ہیں ایسے خدا والے نیک و پارسا بندے اولیاء اللہ بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے مقام و منصب کو پہچانتے ہیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطب و ولی فرماتے ہیں اور اللہ کے بندوں کو اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرید کراتے نظر آتے ہیں۔

ولی را ولی می شناسد یعنی ولی کو ولی ہی پہچانتے ہیں۔

(۵) اعلیٰ حضرت ہر جگہ مریدوں کے ساتھ ہیں

مولوی اعجاز ولی صاحب کا بیان ہے کہ ۱۳۲۰ھ ہجری میں والدین کریمین حج کے لئے جانے لگے تو والدہ صاحبہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اجازت چاہیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں۔ پھر دوبارہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں سچ کہتا ہوں، میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں۔ والدہ ماجدہ حج کے لئے روانہ ہو گئیں۔

ایک رات کی بات ہے کہ والدہ صاحبہ حطیم کعبہ میں نفل پڑھ رہی تھیں کہ لوگوں کا ہجوم آ گیا اور ساتھ والے سب جدا ہو گئے۔ والدہ صاحبہ بہت گھبرائیں اور خیال کیا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں آتے جاتے تمہارے ساتھ ہوں۔ اب کون سا وقت آئے گا جس میں مدد فرمائیں گے؟ لوگوں کا ہجوم اس قدر تھا کہ راستہ ملنا دشوار تھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا، ارادہ کیا کہ سلام کریں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ عربی زبان میں فرمایا۔ اس قدر ہجوم کے باوجود مجھے راستہ مل گیا اور والدہ صاحبہ آسانی کے ساتھ وہاں سے چلی آئیں اور جب حرم شریف کے دروازہ کے باہر آئیں تو والدہ صاحبہ مل گئے اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب ہو گئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۱۶۶)

والدہ صاحبہ جب حج سے واپس بریلی شریف آئیں اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سارا واقعہ بیان کیا تو آپ خاموش سنتے رہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج ۳، ص ۱۶۶)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نائب غوث اعظم اور قطب الارشاد تھے اور جو قطب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی عطا سے جب اور جہاں چاہتا ہے آتا ہے اور جاتا ہے۔

تمہیں پھیلا رہے ہو علم حق اکناف عالم میں
امام اہل سنت نائب غوث الوریٰ تم ہو

بعد وصال کی کرامت

(۶) اعلیٰ حضرت نے خواب میں آکر تسلی دی: جناب محمد حسین رضوی صاحب کا بیان ہے کہ میں اتنا سخت بیمار ہوا کہ پریشان ہو گیا۔ میں اپنے پیر و مرشد اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہوا، رو رو کر دعا مانگی کہ حضور ایک لڑکی سوا مہینے کی ہے، باقی سب بچے بھی چھوٹے ہیں۔ حضور میرا گھر تباہ ہو جائے گا دعا فرما دیجئے۔ حضور اپنی حیات میں مجھ سے فرمایا کرتے تھے پیر و مرشد حشر میں، قبر میں ہر جگہ مدد کرتا ہے۔ حضور اس وقت سے زیادہ کون وقت ہوگا؟ میرے لئے دعا فرمائیے اور اسی حالت میں بہت رویا کہ انہیں دنوں میں میری مجھلی لڑکی نے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ تیرے والد اس قدر ناامید ہو گئے ہیں، ان سے کہہ دو کہ بہت جلد آرام ہو جائے گا۔ چنانچہ چند دن ہی گزرے تھے کہ بیماری جاتی رہی اور شفا نصیب ہو گئی۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۱۹۲)

حضرات! اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اقدس و انور بیماروں مریضوں کے لئے شفا خانہ ہے اور جو شخص صدق دل اور سچی نیت سے آقائے نعمت مرشد شریعت و طریقت مجدد اعظم دین و ملت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو یقیناً شفا نصیب فرماتا ہے اور اس کی ہر دعا قبول فرماتا ہے۔

بھکاری تیرے در کا بھیک کی جھولی ہے پھیلائے
بھکاری کی بھرو جھولی گدا کا آسرا تم ہو

غلاموں کو بتا دو رہ شناس منزل عرفاں
کہ اس منزل کے اچھے راہبر احمد رضا تم ہو

اعلیٰ حضرت کے ملفوظات

حدیث ضعیف ہے مگر اللہ تعالیٰ سے امید قوی ہے:

(۱) اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب دوسری مرتبہ حج کے لئے گئے، مکہ معظمہ میں آپ کو بخار تھا، محرم شریف کے آخری دنوں میں طبیعت ٹھیک ہوئی تو آپ نے غسل فرما کر حمام سے باہر آکر دیکھا

کر گھٹا چھا گئی ہے، حرم شریف تک پہنچتے پہنچتے بارش شروع ہو گئی، مجھے حدیث شریف یاد آئی کہ جو بارش میں طواف کرے وہ رحمت الٰہی میں تیرتا ہے۔ اسی وقت حجر اسود کا بوسہ لے کر بارش ہی میں کعبہ کا طواف کیا۔ بخار سردی کی وجہ سے پھر لوٹ آیا۔ مولانا سید اسمٰعیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بخار دیکھ کر فرمایا کہ ایک ضعیف حدیث کے لئے آپ نے اپنی جان کو تکلیف دی اور بے احتیاطی فرمائی۔

حضرات! عاشق رسول آقائے نعمت حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو جواب دیا وہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔

آپ نے فرمایا حدیث ضعیف ہے مگر اللہ تعالیٰ سے امید قوی ہے۔ (الملفوظ ج ۲، ص: ۲۵)

حضرات! بہت سی حدیثیں جو اپنی سندوں کی وجہ سے محدثین کے نزدیک ضعیف ہیں مگر صاحب روحانیت اولیاء کرام کے نزدیک کشف و مشاہدہ کے باعث قوی ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب منیر العین فی تقبیل الابہامین میں اس کا تفصیلی ذکر فرمایا۔

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر عمل بالاتفاق جائز ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

امام شیخ الاسلام ابوزکریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کتاب الاذکار المنتخب من کلام سید الابرار میں فرماتے ہیں:

محدثین وفقہاء وغیرہم علماء نے فرمایا کہ فضائل اور نیک بات کی رغبت اور بری بات سے خوف دلانے میں حدیث ضعیف پر عمل جائز و مستحب ہے جب کہ موضوع نہ ہو۔

(۲) علامہ ابراہیم حلبی غنیۃ المستملی فی شرح منیۃ المصلی میں فرماتے ہیں:

غسل کرنے کے بعد بدن کو رومال سے پوچھنا مستحب ہے کہ امام ترمذی نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وضو کے بعد رومال سے اعضائے مبارک صاف فرماتے۔ یہ حدیث ضعیف ہے مگر فضائل میں حدیث ضعیف پر عمل جائز ہے۔

(۳) حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ موضوعات کبیر میں بیان فرماتے ہیں:

فضائل اعمال میں حدیث ضعیف پر بالاتفاق عمل کیا جاتا ہے، اسی لئے ہمارے ائمہ کرام نے فرمایا کہ وضو میں گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

اسی طرح کی باتیں امام جلال الدین سیوطی نے طلوع الثریا باظہار ارکان خفیا میں اور امام ابن الہمام نے المقصد الفضیہ فی تحقیق کلمۃ التوحید میں اور سیدی عبد الغنی نابلسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اور امام فقیہ النفس محقق علی الاطلاق نے فتح القدیر میں لکھی ہیں۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، ص:۵۲)

حضرات! محبوب خدا مختار دو عالم سید عالم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ڈوبے ہوئے سورج کو پلٹایا، نکالا۔ حتیٰ کی عصر کا وقت ہو گیا اور مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عصر ادا فرمائی۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک

اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

حضرات! وہابی دیوبندی اس حدیث شریف کو ضعیف حدیث ہونے کی وجہ سے اس کی فضیلت سے انکار کرتے ہیں اور اسی طرح کچھ سنی کہلانے والے وہابیوں، دیوبندیوں سے گھل میل رکھنے والے بھی اس حدیث شریف کی فضیلت کے منکر نظر آتے ہیں۔

امام طحاوی و امام قاضی عیاض و امام مغلطائی و امام قطب خیضری و امام حافظ عسقلانی و امام حافظ سیوطی وغیرہم نے حسن وصحیح کہا۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، ص:۱۳۹)

اے ایمان والو! ایک ضعیف حدیث میں آیا ہے کہ بدھ کے دن ناخن کتروانا برص یعنی کوڑھ پیدا کرتا ہے، ایک بزرگ عالم، (علامہ امیر ابن الحاج مکی صاحب مدخل) نے ضعیف حدیث کا خیال کر کے بدھ کو ناخن کتروا لئے تو ان کو برص یعنی کوڑھ کا مرض ہو گیا، رات کو سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی، سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم نے نہ سنا تھا کہ ہم نے بدھ کے دن ناخن کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔ اس بزرگ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے نزدیک یہ حدیث صحت کو نہ پہنچی تھی۔ یعنی میں نے اس حدیث کو ضعیف سمجھ کر اس پر عمل نہیں کیا) تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تمہیں اتنا کافی نہ تھا کہ حدیث ہمارے نام پاک سے تمہارے کان تک پہنچی۔ یہ فرما کر شافی و نافی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنا دست شفا ان کے (بیمار) بدن پر لگا دیا (تو وہ بزرگ) فوراً اچھے ہو گئے۔ (کوڑھ کا مرض ختم ہو گیا) اسی وقت توبہ کی کہ اب کبھی حدیث شریف سن کر مخالفت نہ کروں گا۔ (منیر العین فی حکم تقبیل الابہامین، ص:۹۸)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ضعیف حدیثوں پر مکمل اعتماد اور بھروسہ

کرتے جو کسی نص شرعی کے مخالف نہ ہوتیں اور فضائل اعمال میں پورے اعتماد کے ساتھ ان پر عمل کرتے۔

حضرات! آج کل کچھ لوگ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض وعناد میں آپ کی پیش کی ہوئی بعض ضعیف حدیثوں کو ضعیف کہہ کر یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف اور اشعار قابل اعتماد نہیں ہیں جب کہ ائمہ ومحدثین کے اقوال کی روشنی میں ظاہر اور ثابت ہے کہ ضعیف حدیث جو کسی نص شرعی کے مخالف نہ ہو فضائل میں جائز ومستحب ہے۔

مخالف سے گزارش ہے کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی تحریر ایسی پیش کر دے جو کسی نص شرعی کی مخالف ہو۔ فَلْيَأْتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ۔

اذان ثانی کے مسئلہ میں منہ کی کھائی ہے

آج تک کوئی حدیث ثبوت میں نہ پیش کر سکے کہ اذان ثانی مسجد کے اندر دینا سنت ہے۔ بغض رضا کتنا سنگین جرم ثابت ہوا کہ سنت کی مخالفت کا داغ تمہارا مقدر بن گیا اور یہ بدنما داغ دنیا کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں ہے توبہ کر لو ورنہ۔

کلکِ رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

(۲) مجاہدہ کسے کہتے ہیں

مجاہدہ کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کے لئے اتنی برس درکار ہیں اور اللہ تعالیٰ کا کرم ورحمت ہو جائے تو ایک آن میں نصرانی سے ابدال کر دیا جاتا ہے اور صدق نیت کے ساتھ مشغول مجاہدہ ہو تو امداد الٰہی خود کارفرما ہوتی ہے۔ عرض کیا گیا کہ دنیوی ذرائع معاش اور دینی خدمات سب کو چھوڑنا پڑے گا فرمایا: اس کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیت صالح ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ ہے۔

حضرت امام ابو اسحاق اسفرائنی جب انھیں بدمذہبوں کی گمراہی کی خبر ہوئی تو ان علماء کے پاس تشریف لے گئے جو دنیا چھوڑ کر پہاڑوں میں مجاہدہ کر رہے تھے، ان سے فرمایا اے سوکھی گھاس کھانے والو تم یہاں ہو اور امت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فتنوں میں ہے۔ تو ان علماء نے جواب دیا کہ امام یہ آپ ہی کا کام ہے، ہم سے ہو نہیں سکتا۔ امام وہاں سے واپس آئے اور بدمذہبوں کے رد میں دریا بہا دیئے۔ (الملفوظ ج: ۱، ص: ۸)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوگئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ ان عالم صاحب نے جواب دیا کہ مجھ کو جنت عطا کی گئی۔ نہ علم کے سبب بلکہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو ایک کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت کتا بھونک بھونک کر بکریوں اور بھیڑوں کو بھیڑیے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے۔ مانیں، نہ مانیں یہ ان کا کام۔ فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اس قدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان۔ جس کو یہ نسبت حاصل ہوگئی اس کو کسی مجاہدہ کی ضرورت نہیں۔ (الملفوظ، ج ۳، ص ۳۸)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا بتانا اور سمجھانا چاہتے ہیں کہ اس زمانے میں سب سے بڑا مجاہدہ دین کی خدمت کرنا ہے اور مومنوں کے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ ہمارا کام ہے ایمان کے چوروں، ڈاکوؤں کو دیکھ کر بھونکتے رہیں اور امت کو جگاتے رہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

حضرات! کہا جاتا ہے کہ (۱) بغیر پیر کے فلاح و کامیابی نہیں اور (۲) جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے ہاں اولیاء کرام کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں۔ تفصیل معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف فتاویٰ افریقہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ (ملخص۔ امام احمد رضا اور تصوف، ص ۱۰۷)

طالب اور مرید ہونے میں فرق ہے: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت یعنی مرید ہونے کا معنی پورے طور سے بکنا۔

پیر کے لئے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۱) سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہو (دیوبندی، وہابی، رافضی وغیرہ بدمذہب نہ ہو)

(۲) پیر کے لئے کم سے کم اتنا علم ضروری ہے کہ بغیر کسی کی مدد کے اپنے ضروریات کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے

(۳) اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو۔ (الملفوظ، ج ۲، ص ۴۰، سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۳۷)

امام ابن حجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک عالم صاحب کی وفات ہوگئی، ان کو کسی نے خواب میں دیکھا، پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ ان عالم صاحب نے جواب دیا کہ مجھ کو جنت عطا کی گئی۔ نہ علم کے سبب بلکہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ اس نسبت کے سبب جو ایک کتے کو راعی کے ساتھ ہوتی ہے کہ ہر وقت کتا بھونک بھونک کر بکریوں اور بھیڑوں کو بھیڑیے سے ہوشیار کرتا رہتا ہے۔ مانیں، نہ مانیں یہ ان کا کام۔ فرمایا کہ بھونکے جاؤ بس اس قدر نسبت کافی ہے۔ لاکھ ریاضتیں، لاکھ مجاہدے اس نسبت پر قربان۔ جس کو یہ نسبت حاصل ہوگئی اس کو کسی مجاہدہ کی ضرورت نہیں۔ (الملفوظ، ج ۳، ص ۳۸)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا بتانا اور سمجھانا چاہتے ہیں کہ اس زمانے میں سب سے بڑا مجاہدہ دین کی خدمت کرنا ہے اور مومنوں کے ایمان کی حفاظت کرنا ہے۔ ہمارا کام ہے ایمان کے چوروں، ڈاکوؤں کو دیکھ کر بھونکتے رہیں اور امت کو جگاتے رہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والے جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

حضرات! کہا جاتا ہے کہ (۱) بغیر پیر کے فلاح و کامیابی نہیں اور (۲) جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے ہاں اولیاء کرام کے ارشاد سے دونوں باتیں ثابت ہیں۔ تفصیلی معلومات کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصنیف فتاویٰ افریقہ کا مطالعہ ضروری ہے۔ (ملخص۔ امام احمد رضا اور تصوف، ص ۱۰۷)

طالب اور مرید ہونے میں فرق ہے: طالب ہونے میں صرف طلب فیض ہے اور بیعت یعنی مرید ہونے کا حق پورے طور سے بکنا۔

پیر کے لئے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۱) سنی صحیح العقیدہ مسلمان ہو (دیوبندی، وہابی، رافضی وغیرہ بد مذہب نہ ہو)

(۲) اور کے لئے کم سے کم اتنا علم ضروری ہے کہ بغیر کسی کی مدد کے اپنے ضروریات کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے

(۳) اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو۔

(۴) فاسق معلن نہ ہو۔ (الملفوظ، ج ۲، ص ۱۴، سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۲۷)

حضرات! یہ چاروں شرطیں اس شخص میں ہونا لازم ہیں جس کو پیر و مرشد بنایا جائے پھر اسی سلسلے میں اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ لوگ بیعت ہونا مرید ہونا ایک رسم سمجھ کر ہو جاتے ہیں، حقیقت میں بیعت کا معنی نہیں جانتے۔

اعلیٰ حضرت سچے مرید کی پہچان بتاتے ہیں

بیعت اسے کہتے ہیں کہ حضرت یحییٰ منیری علیہ الرحمہ کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے، حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال دوں ان کے مرید نے عرض کی یہ ہاتھ حضرت یحییٰ منیری کے ہاتھ میں دے چکا ہوں، اب دوسرے کے ہاتھ میں نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت یحییٰ منیری ظاہر ہوئے اور ان کو نکال لیا۔ (الملفوظ، ج۲، ص:۲۱، سوانح اعلیٰ حضرت، ص:۲۳۷)

فنافی الشیخ کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہئے کہ یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو پیر و مرشد کے قلب کے نیچے تصور کرکے اس طرح سمجھے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فیوض وانوار قلب شیخ پر فائز ہوتے ہیں اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں۔ پھر کچھ عرصے کے بعد یہ حالت ہو جائے گی کہ ہر جگہ شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی اور پھر ہر حال میں اپنے پیر و مرشد کو اپنے ساتھ پاؤ گے۔ (ملخص الملفوظ، ج۲، ص:۲۱)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد پر یقین

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبوب خدا مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد مبارک اور تعلیم فرمائی ہوئی دعاؤں پر کس قدر یقین اور اطمینان حاصل تھا۔

ایک مرتبہ بریلی شریف میں مرض طاعون شدت کے ساتھ پھیلا۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شدت سے بخار ہوا۔ اور کان کے پیچھے گلٹیاں نکل آئیں۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چھوٹے بھائی ایک طبیب کو لائے۔ طبیب نے یہ کیفیت دیکھ کر بار بار کہا کہ یہ طاعون کا مرض ہے۔ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

فرمایا، میں خوب جانتا ہوں کہ یہ بات غلط ہے نہ مجھے طاعون ہے نہ ان شاء اللہ کبھی طاعون ہوگا اس لئے کہ میں نے طاعون زدہ کو دیکھ کر بار ہا وہ دعا پڑھ لی ہے جسے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی بلا رسیدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھ لے گا، اس بلا سے محفوظ رہے گا، وہ دعا یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا ؕ

جن، جن امراض کے مریضوں اور جن، جن بلاؤں کے مبتلاؤں کو دیکھ کر میں نے اس دعا کو پڑھا بحمدہٖ تعالیٰ آج تک ان سب سے محفوظ ہوں اور بعونہٖ تعالیٰ ہمیشہ محفوظ رہوں گا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ارشاد پر یقین کامل کی بدولت اس مرض سے محفوظ رہے اور شفایاب ہو گئے۔ (فیضان اعلیٰ حضرت ج:۱ ص:۱۵)

حضرات! ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہر ارشاد حق ہے۔ ناممکن ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان غلط ہو جائے اور پورا نہ ہو۔ ہر مومن و مسلمان کو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ہر ارشاد و فرمان پر یقین کامل رکھنا چاہئے اور سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بتائی ہوئی دعاؤں کو عمل میں لانا چاہئے۔

نذرانہ قبول کرنا سنت ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک صاحب مرید ہوئے اور نذرانہ پیش کیا۔ فرمایا اس کی کیوں تکلیف کی؟ انہوں نے عرض کیا، حضور! میری خوشی اسی میں ہے کہ حضور اسے قبول فرمالیں۔

الحمد للہ کہ حضور نے ہدیہ مختصر قبول فرمالیا اور ارشاد فرمایا کہ میں پہلے نذر نہیں لیا کرتا تھا مگر جب سے یہ حدیث شریف میری نظر سے گزری کہ کوئی شخص دے تو لے لے ورنہ ایک دن ایسا آئے گا کہ مانگے گا اور نہ ملے گا تو اب لے لیتا ہوں۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج:۳ ص:۸۳)

پاؤں چومنے پر ناراضگی

ایک صاحب نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں چوم لئے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت رنج ہوا اور چہرہ مبارک سرخ ہو گیا۔ فرمایا اس سے بہتر تھا کہ میرے سینے میں تلوار کی نوک پیوست کر کے پیٹھ کی طرف نکال لیتے۔ مجھے سخت اذیت اس سے ہوئی۔ خوب یاد رکھو، اب کبھی ایسا نہ کرنا ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج:۳ ص:۸۳)

عشرۂ محرم میں سبز، سرخ، سیاہ رنگ کا لباس پہننا منع ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محرم شریف کی پہلی تاریخ سے دس محرم تک سبز، سرخ، سیاہ لباس پہننے سے منع فرماتے۔ (ملخص، حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۴)

مسجد کا احترام: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرشِ مسجد پر ایڑی اور انگوٹھے کے بل چلا کرتے تھے کہ دھمک پیدا نہ ہو۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۶)

مسجد میں آکر فوراً نیت باندھنا سنت ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ مسجد میں آکر سنتوں کی نیت اس وقت باندھتے ہیں جب تھوڑی دیر بیٹھ لیتے ہیں۔ حالانکہ مسجد میں آتے ہی بلا تاخیر نیت باندھنا چاہیے۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۶)

نماز میں چادر اوڑھنے کا طریقہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز پڑھنے کے وقت اگر چادر جسم پر ہے تو سر سے اوڑھے شانوں (کندھوں) سے نہیں۔ (حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۷)

دفع وسواس کی تدبیر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سو کر اٹھتے ہی تین مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے سے تمام وسوسوں سے بچار ہے گا اور دن بھر اس کی برکت اس کے خیالات پر حاوی رہے گی۔

(ملخص، حیات اعلیٰ حضرت، ج:۳، ص:۸۸)

حضرات! حدیث شریف میں آیا ہے کہ رات کو دو مرتبہ کلمہ شریف پڑھنے سے رات بھر ہر بلا اور معصیت سے محفوظ رہے۔

عمامہ، مصلیٰ اور پائجامہ سر کے نیچے نہیں رکھنا چاہئے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سر کے نیچے عمامہ اور مصلیٰ اور پائجامہ نہیں رکھنا چاہئے اور عمامہ کے شملہ سے ناک منہ صاف نہیں کرنا چاہئے۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج۳ ص۹۰)

مزار پر حاضری کے آداب: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

(۱) صاحب قبر کی پائنتی سے مواجہہ میں باادب حاضر ہو کر سلام عرض کرے لیکن سلام کے وقت بقدر رکوع نہ جھکے کہ غیر خدا کے لئے اتنا خمیدہ ہونا ممنوع ہے۔

(۲) مزار شریف (قبر شریف) سے چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔

(۳) مزار کو پشت نہ ہونے پائے۔

(۴) حجرہ خاص کے اندر بے باکانہ کسی سے کلام نہ ہو، کم سے کم اتنا پاس ولحاظ رکھے جتنا حیات ظاہری میں رکھتا تھا کہ بعد وصال کہیں زیادہ ادراک ہو جاتا ہے۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج۳ ص۹۳)

اعلیٰ حضرت غیروں کی نظر میں

مولانا کوثر نیازی دیوبندی سابق وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان مسئلہ تکفیر پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں

میرے استاذ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی کبھی کبھی اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے کہ مولانا احمد رضا خاں کی بخشش تو انہیں فتوؤں کے سبب ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا احمد رضا خاں تمہیں ہمارے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سے اتنی محبت تھی کہ اتنے بڑے بڑے عالموں کو بھی تم نے معاف نہیں کیا۔ تم نے سمجھا کہ انہوں نے توہین رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی ہے تو ان پر بھی کفر کا فتویٰ لگا دیا۔ جاؤ اسی ایک عمل پر ہم نے تمہاری بخشش کر دی۔

اور مولانا کوثر نیازی دیوبندی پھر لکھتے ہیں کم وبیش اسی طرح کا ایک واقعہ مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی سے میں نے سنا، وہ فرماتے ہیں:

جب مولانا احمد رضا خان صاحب کی وفات ہوئی تو حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو کسی نے آکر اطلاع دی۔ مولانا تھانوی نے بے اختیار دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔ جب دعا کر چکے تو حاضرین مجلس میں سے کسی نے

پوچھا، وہ یعنی اعلیٰ حضرت تو عمر بھر آپ کو کافر کہتے رہے اور آپ ان کے لئے دعائے مغفرت کر رہے ہیں۔

تو مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے فرمایا (اور یہی بات سمجھنے کی ہے) کہ مولانا احمد رضا خاں نے ہم پر کفر کے فتوے اس لئے لگائے ہیں کہ انہیں یقین تھا کہ ہم نے توہین رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی ہے اگر وہ یقین رکھتے ہوئے بھی ہم پر کفر کا فتویٰ نہ لگاتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (روزنامہ جنگ لاہور، ۲۳ اکتوبر ۱۹۹۰ء)

مولانا اشرف علی تھانوی

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرمایا کرتے تھے کہ اگر مجھ کو مولانا احمد رضا خاں بریلوی کے پیچھے نماز پڑھنے کا موقع ملتا تو میں پڑھ لیتا۔ (اسوۂ اکابر، ص: ۱۸، بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں، ص: ۱۰۸)

حضرت والا اشرف علی تھانوی مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو برا بھلا کہنے والوں کے جواب میں دیر تک حمایت فرمایا کرتے اور شد و مد کے ساتھ فرمایا کرتے کہ ان (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) کی مخالفت کا سبب واقعی حب رسول ہی ہو اور ہم لوگوں کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان میں گستاخ سمجھتے ہوں۔ (اشرف السوانح، ج ۱، ص ۱۲۹)

مولانا اشرف علی تھانوی صاحب فرماتے ہیں کہ میرے دل میں (مولانا) احمد رضا خاں صاحب کا بے حد احترام ہے وہ ہمیں کافر کہتا ہے لیکن عشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی بنا پر کہتا ہے، کسی اور غرض سے تو نہیں کہتا۔

(بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم و دانش کی نظر میں: ۱۰۸)

مولانا مرتضیٰ حسن دربھنگی

مولانا مرتضیٰ حسن دربھنگی ناظم تعلیمات دیوبند لکھتے ہیں: اگر مولانا احمد رضا خاں صاحب کے نزدیک بعض علماء دیوبند ایسے ہی (گستاخ و بے ادب) تھے جیسا کہ انہوں نے سمجھا تو (مولانا احمد رضا) خاں صاحب پر ان علمائے دیوبند کی تکفیر فرض تھی، اگر وہ ان کو کافر نہ کہتے تو خود کافر ہو جاتے۔ (اشد العذاب، ص ۱۳)

مولانا کوثر نیازی دیوبندی

مولانا کوثر نیازی دیوبندی سابق وزیر مذہبی امور حکومت پاکستان لکھتے ہیں: بریلی میں ایک شخص پیدا ہوا جو نعت گوئی کا امام تھا اور احمد رضا خاں بریلوی جس کا نام تھا، ان سے ممکن ہے بعض پہلوؤں میں لوگوں کو اختلاف

ہو، عقیدوں میں اختلاف ہو، لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ عشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ان کی نعتوں میں کوٹ، کوٹ کر بھرا ہے۔ (ملفوظات بعث، ص ۲۹، کراچی ۱۹۷۸ء بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص: ۱۱۰)

پھر مولوی کوثر نیازی دیو بندی لکھتے ہیں: ان (مولانا احمد رضا خاں بریلوی) کی امتیازی شان ان کا عشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہے جس میں وہ سرتا پا ڈوبے ہوئے ہیں۔ چنانچہ ان کا نعتیہ کلام بھی سوز و گداز کی کیفیتوں کا آئینہ دار ہے اور مذہبی تقریبات میں بڑے ذوق وشوق سے اور احترام سے پڑھا جاتا ہے۔

(امام اعیان، ص: ۸۹ بحوالہ عاشق رسول، ص: ۲۰ بحوالہ امام احمد رضا ارباب علم ودانش کی نظر میں، ص: ۱۱۱)

حضرات! آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور دوسرے وہابی، دیو بندی مولوی ہمارے اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عاشق رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کہہ رہے ہیں اور وہابیوں اور دیو بندیوں کے بڑے مولانا مولوی اشرف علی تھانوی صاحب تو یہاں تک کہتے نظر آتے ہیں کہ اگر موقع ملتا تو میں ان کے پیچھے نماز ادا کرتا۔ تو گویا دیو بندی حضرات بھی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمان اور مومن سمجھتے ہیں جبھی تو اعلیٰ حضرت کے پیچھے نماز پڑھنے کی خواہش اور تمنا کرتے نظر آتے ہیں۔

اَلْفَضْلُ مَا شَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ۔ یعنی فضل وحق وہی ہے کہ دشمن بھی گواہی دے۔

اعلیٰ حضرت کی آخری مجلس

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سخت علالت کے زمانے میں نقاہت و کمزوری کے باوجود بھی آپ کی ہر مجلس، وعظ و نصیحت کا ذخیرہ ہوا کرتی۔ علالت کے زمانے میں آپ کثرت سے اپنے مشفق و مہربان نبی، رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر فرمایا کرتے اور خصوصیت کے ساتھ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے حسن خاتمہ کی دعا کرتے۔ آپ کی خشیت اور گریہ وزاری کی یہ حالت تھی کہ اکثر احادیث بیان فرماتے تو خود آپ کی اور حاضرین مجلس کی روتے روتے ہچکیاں بندھ جاتیں۔ اکثر فرمایا کرتے کہ جس کا ایمان پر خاتمہ ہو گیا اس نے سب کچھ پالیا۔ کبھی فرماتے کہ اگر اللہ تعالیٰ بخش دے تو یہ اس کا فضل ہے اور نہ بخشے تو اس کا عدل ہے۔ ایک دن لوگوں کو کاشانہ اقدس پر طلب فرمایا اور دین و ایمان کو بچانے کے سلسلہ میں ان کو سخت تاکید اور نصیحت فرمائی۔ وعظ و نصیحت کی اس آخری مجلس میں آپ نے جو ایمان افروز تقریر فرمائی اس کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

پیارے بھائیو! مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنے دن تمہارے اندر ٹھہروں گا، تین ہی وقت ہوتے ہیں: بچپن، جوانی، بڑھاپا، بچپن گیا، جوانی آئی۔ جوانی گئی، بڑھاپا آیا اب کون سا چوتھا وقت آنے والا ہے جس کا انتظار کیا جائے۔ ایک موت ہی باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ایسی ہزار مجلسیں عطا فرمائے اور آپ سب لوگ ہوں اور میں آپ لوگوں کو سناتا رہوں مگر بظاہر اب اس کی امید نہیں۔

اے لوگو! تم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بھولی بھیڑیں ہو اور بھیڑیے تمہارے چاروں طرف ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ تمہیں بہکائیں اور فتنہ میں ڈال دیں، تمہیں اپنے ساتھ جہنم میں لے جائیں، ان سب سے بچو اور دور بھاگو۔ دیوبندی، رافضی، نیچری، قادیانی، چکڑالوی یہ سب فرقے بھیڑیے ہیں، تمہارے ایمان کی تاک میں ہیں، ان کے حملوں سے ایمان کو بچاؤ۔

حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ رب العزت جل جلالہ کے نور ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے صحابۂ کرام روشن ہوئے، صحابۂ کرام سے تابعین روشن ہوئے، تابعین سے تبع تابعین روشن ہوئے، ان سے ائمہ مجتہدین روشن ہوئے، ان سے ہم روشن ہوئے، اب ہم تم سے کہتے ہیں یہ نور ہم سے لے لو ہمیں اس کی ضرورت ہے کہ تم ہم سے روشن ہو۔ وہ نور یہ ہے کہ اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سچی محبت، ان کی تعظیم اور ان کے دوستوں کی خدمت اور ان کی تکریم اور ان کے دشمنوں کی سچی عداوت۔ جس سے اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شان میں ادنیٰ توہین پاؤ پھر وہ تمہارا کیسا ہی پیارا کیوں نہ ہو فوراً اس سے جدا ہو جاؤ۔ جس کو بارگاہ رسالت میں ذرا بھی گستاخ دیکھو پھر وہ تمہارا کیسا ہی بزرگ معظم کیوں نہ ہو اپنے اندر سے اسے دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دو۔ میں پونے چودہ برس کی عمر سے یہی بتاتا رہا اور اس وقت پھر یہی عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور اپنے دین کی حمایت کے لئے کسی بندے کو کھڑا کر دے گا۔ مگر نہیں معلوم میرے بعد جو آئے کیسا ہو اور تمہیں کیا بتائے اس لئے ان باتوں کو خوب سن لو حجۃ اللہ قائم ہو چکی اب میں قبر سے اٹھ کر تمہارے پاس بتانے نہ آؤں گا، جس نے اسے سنا اور مانا قیامت کے دن اس کے لئے نور و نجات ہے اور جس نے نہ مانا اس کے لئے ظلمت و ہلاکت ہے (وصایا شریف، سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۳۷۸)

اعلیٰ حضرت کی وصیت کہ میری قبر کو کشادہ رکھنا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کس شان کے عاشق رسول تھے کہ آپ نے وصال شریف سے پہلے دفن کے بارے میں یہ وصیت فرمائی کہ میری قبر کو اتنا کشادہ رکھنا کہ جب میرے مشفق و مہربان

نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میری قبر میں تشریف لائیں تو میں قبر میں اپنے پیارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم و ادب کے لئے کھڑا ہو سکوں۔ (ذکر رضا، ص ۳۳)

حضرات! اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ گویا دنیا والوں کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب دنیا میں محفل میلاد وغیرہ میں ہم اپنے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و تعظیم میں کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہیں تو جب قبر میں پیارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہوں گے تو میں کس طرح قبر میں لیٹا رہوں گا اس لئے میری قبر کو اس قدر گہری اور کشادہ رکھنا کہ ہم وہاں بھی کھڑے ہو کر پڑھیں۔

مصطفیٰ جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اعلیٰ حضرت کا وصال

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پچیس صفر ۱۳۴۰ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۲۱ء کو جمعہ مبارک کے دن ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر عین اذان جمعہ میں ادھر حی علی الفلاح کی پکار سنی ادھر روح پر فتوح نے داعی الی اللہ کو لبیک کہا۔

حضرت مولانا حسنین رضا خاں صاحب جو وصال کے وقت اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں موجود تھے وہ تحریر فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت نامہ تحریر کرایا پھر اس پر خود عمل کرایا۔ وصال شریف کے تمام کام گھڑی دیکھ کر ٹھیک وقت پر ارشاد ہوتے رہے جب دو بجنے میں چار منٹ باقی تھے ارشاد فرمایا کہ تصاویر ہٹا دو (حاضرین کے دل میں خیال گزرا کہ) یہاں تصاویر کا کیا کام، یہ خیال آتا تھا کہ خود ارشاد فرمایا: یہی کارڈ، لفافہ روپیہ، پیسہ پھر تھوڑی دیر کے بعد حضرت مولانا حامد رضا صاحب سے ارشاد فرمایا وضو کر کے قرآن لاؤ اور حضرت مولانا مصطفیٰ رضا سے پھر ارشاد فرمایا سورہ یٰس اور سورہ رعد شریف کی تلاوت کرو۔

اب آپ کی عمر شریف کے چند منٹ رہ گئے ہیں کچھ لوگ اس وقت حاضر بارگاہ ہوئے تو آپ نے سب کے سلام کا جواب دیا اور سید محمود علی صاحب نے دونوں ہاتھ بڑھا کر مصافحہ فرمایا اور حال دریافت کیا گیا مگر آپ اس

وقت حاکم مطلق، محبوب حقیقی جل مجدہ کی طرف متوجہ تھے، پھر خود ارشاد فرمایا، سفر کی دعائیں جن کا چلتے وقت پڑھنا مسنون ہے، تمام و کمال بلکہ معمول شریف سے زائد پڑھیں پھر کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) پورا پڑھا، پھر اس کے بعد طاقت نہ رہی اور سینہ پر دم آیا ادھر ہونٹوں کی حرکت وذکر پاس، انفاس کا ختم ہونا تھا کہ چہرۂ مبارک پر ایک لمعہ نور کا چمکا جس میں جنبش تھی جس طرح آئینہ میں لمعانِ خورشید جنبش کرتا ہے۔ اس کے غائب ہوتے ہی وہ جانِ نور جسم اطہر حضور سے پرواز کرگئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود اسی زمانے میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ جنہیں (سرکار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ایک جھلک دکھا دیتے ہیں وہ شوق دیدار میں ایسے جاتے ہیں کہ جانا معلوم بھی نہیں ہوتا۔

(ملخص سوانح اعلیٰ حضرت۔ ص:۲۸۱، ۲۸۲)

اور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نعت شریف میں یوں بیان فرماتے ہیں

انھیں جانا انھیں مانا نہ رکھا غیر سے کام
للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا

اعلیٰ حضرت بارگاہِ رسول میں

مشہور عاشق رضا، ولی کامل حضرت مولانا شاہ بدر الدین احمد قادری برکاتی رضوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مقبول تصنیف سوانح اعلیٰ حضرت میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

ادھر ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ جمعہ کے دن ۲ بجکر ۳۸ منٹ پر بریلی شریف میں اعلیٰ حضرت قبلہ دنیائے فانی سے روانہ ہورہے ہیں اور ادھر بیت المقدس سے ایک شامی بزرگ ٹھیک ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو خواب میں کیا دیکھ رہے ہیں کہ حضور اقدس مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم حاضر دربار ہیں لیکن مجلس پر سکوت طاری ہے۔ ایسا معلوم ہورہا ہے کہ کسی آنے والے کا انتظار ہے، وہ شامی بزرگ بارگاہ رسالت میں عرض کرتے ہیں۔ فِدَاكَ اَبِیْ وَاُمِّیْ میرے ماں باپ حضور پر قربان! کس کا انتظار ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: احمد رضا کا انتظار ہے۔ انہوں نے عرض کی احمد رضا کون ہیں! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہندوستان میں بریلی کے باشندے ہیں۔ بیداری کے بعد انہوں نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت احمد رضا ہندوستان کے بڑے ہی جلیل القدر عالم ہیں اور اب تک بقید حیات ہیں پھر تو وہ شوق ملاقات میں ہندوستان کی

طرف چل پڑے۔ جب بریلی پہنچے تو انہیں بتایا گیا کہ آپ جس عاشق رسول کی ملاقات کے لئے تشریف لائے ہیں وہ ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ کو اس دنیا سے روانہ ہو چکا ہے اور وہی ۲۵ صفر ان کی تاریخ وصال تھی میں نے یہ طویل سفر صرف ان کی ملاقات کے لئے ہی کیا لیکن افسوس کہ ملاقات نہ ہو سکی۔

اس سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مقبولیت بارگاہ رسول میں معلوم ہوتی ہے۔

کیوں نہ ہو عاشق رسول یوں ہی نوازے جاتے ہیں۔ (سوانح اعلیٰ حضرت، ص ۲۸۵، ۲۸۶)

کیوں رضا آج گلی سونی ہے
اٹھ میرے دھوم مچانے والے

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی عبقری عصر اور نابغۂ روزگار شخصیت تھے

حضرت صاحبزادہ سید خورشید احمد گیلانی، پاکستان لکھتے ہیں کہ آج کل عبقری اور نابغہ کا لفظ بہت سستا ہو گیا ہے اور ہر تیسرا چوتھا پڑھا لکھا آدمی خود کو عبقری اور نابغہ کہلوانے پر مصر ہے اور علامہ ہونا تو ہر ایک کے بائیں ہاتھ کا کھیل بن گیا ہے جس کی بازار میں ذرا سی بکری ہو وہ عبقری بن جاتا ہے اور جس کو معمولی سی قوت ناطقہ مل جائے وہ نابغہ ہو جاتا ہے، حالانکہ (۱) سر منڈانے سے کوئی قلندر اور یونان میں پیدا ہونے سے کوئی سکندر نہیں بن جاتا۔

(۲) آداب قلندری سے ہر شخص آگاہ نہیں ہوتا اور شان سکندری کا ہر فرد حامل نہیں ہوتا۔

اس لئے عبقری اور نابغہ صدی بھر میں دو چار ہی ہوتے ہیں۔ اگر ان کی قطاریں لگنی شروع ہو جائیں تو ہر ڈھیلے کے پیچھے سے ارسطو اور افلاطون ہی برآمد ہوں گے۔ صورت حال اگر اس طرح ہو تو کسان کھیتوں میں گاجر مولی لگانے کے بجائے سقراط اور بقراط لگانا شروع کر دیں۔

بلاشبہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عبقری عصر اور نابغہ روزگار شخصیت تھے جن کی علمی تخلیقات سے استفادہ کرنے کے لئے بذات خود تخلیقی ذہن درکار ہے۔ روایتی ذہن تو چار قدم چل کر ہانپ جاتا ہے۔ میری بات پر اعتبار نہ آئے تو ان کی تصنیفات کی فہرست ملاحظہ کر لیجئے، متن تو دور کی بات ہے فقط کتابوں کے نام سمجھنے کے لئے المنجد جیسے لغت کی ہر وقت ضرورت لاحق رہتی ہے۔ مثلاً علم لوگارثم، علم تکسیر، علم زیجات، علم ارثماطیقی، علم توقیت اور جیومیٹری پر ان کی تخلیقات پڑھنے اور سمجھنے والے لوگ اس خطے میں کتنے ہوں گے؟ شاید بڑی آسانی کے ساتھ انگلیوں پر گنے جا سکیں۔ (امام احمد رضا نمبر جولائی ۱۹۹۶ء)

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

اعلیٰ حضرت کی بارگاہ میں مطالعہ حیران ہے اور زبان وقلم قاصر

علامہ مولانا محمد احمد رضوی مصباحی لکھتے ہیں:

امام احمد رضا کی زندگی کو جس قدر گہری نظر سے دیکھا جائے گا اس طرح کے آبدار موتیوں کی جلوہ ریزیاں عام ہوتی نظر آئیں گی، ان جلووں کو کوئی کہاں تک سمیٹے؟ مطالعہ حیران ہے اور زبان وقلم قاصر۔ مختصر یہ کہ اخلاص اور للّٰہیت نے ان کے قلب وذہن کو پوری طرح معطر کر رکھا تھا۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص: ۷۶)

کسی بھی شخصیت کو اس کے معاصرین زیادہ پہچان سکتے ہیں اور ان لوگوں کا بیان زیادہ معتبر ہوگا جو علم وفن میں خود بلند رتبہ ہوں اور جنہیں اس شخصیت سے ملاقات اور اسے جانچنے پرکھنے کا موقعہ ملا ہو۔

امام احمد رضا قدس سرہ نے سفر حج میں اکابر علمائے حرمین سے ملاقاتیں کیں، ان کے ساتھ علمی مجلسیں بھی رچیں۔ انہوں نے امام احمد رضا کی باتیں بھی سنیں، زبانی بحثیں بھی دیکھیں، رشحات قلم بھی ملاحظہ فرمائے، کردار وعمل، افکار وخیالات کا بھی جائزہ لیا، ان سب کے بعد امام احمد رضا کی مدح میں انہوں نے جو ارشادات تحریر کیے انصاف کی آنکھیں روشن کرنے کے لئے کافی ہیں۔

وہ حضرات ایسے عجمی اور کم علم نہ تھے جو ایک ہندی کے علم وفضل سے بلاوجہ متاثر ہو جائیں اور معرفت وحقیقت میں اس کے پایۂ بلند کا تحریری اعتراف کرنے لگیں، ان کا قلم ایسا بے احتیاط اور بے لگام نہ تھا کہ تحقیق وتفتیش کے بغیر ایک شخص کے لئے مدائح کا دفتر تیار کر دے۔ حرم کی سرزمین پر تو دنیا بھر کے علماء ومشائخ پہنچتے رہتے تھے لیکن وہ اکابر کس سے متاثر ہوئے؟ اور کس کے علم وفضل کا خطبہ پڑھے اس سلسلہ میں ایک بیان پر اکتفا کرتا ہوں۔

مدینہ منورہ میں علماء نے امام احمد رضا کا جو اعزاز واکرام کیا اس کا ذکر کرتے ہوئے شیخ اکرام اللہ مہاجر مدنی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

میں سالہا سال سے مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوں ہندوستان سے ہزار ہا ہزار انسان آتے ہیں جن میں علماء، صلحا، اتقیاء، سبھی ہوتے ہیں لیکن میری آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا کہ وہ شہر مبارک کی گلیوں میں پھرتے رہتے ہیں اور کوئی توجہ نہیں دیتا...

لیکن آپ کے اعزاز کا یہ حال ہے کہ عوام تو عوام بڑے بڑے علماء اور ارباب علم وفن اصحاب عزو عظمت آپ کی طرف چلے آ رہے ہیں اور آپ کے اکرام و تعظیم میں سبقت کرتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا فرمائے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔ (۲۷ پارہ الحدید، ص ۲۷)

ان اکابر علماء نے امام احمد رضا کے علم ظاہری نہیں بلکہ علم باطن اور عرفان و تصوف کی بھی شہادتیں دی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے ان شہادتوں پر مستقل کتاب تحریر کی ہے۔ اس کے مطالعہ سے بھی یہ معلوم ہو جائے گا کہ اکابر حرمین نے امام احمد رضا کے علم معرفت اور مقام طریقت کی بلندی کا بھی برملا اعتراف کیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

فاضل بریلوی علمائے حجاز کی نظر میں

مزید تحقیق کے لئے وہ کتابیں (یعنی سوانح اعلیٰ حضرت از قلم مولانا بدر الدین احمد قادری) حیات اعلیٰ حضرت از قلم مولانا ظفر الدین بہاری) بھی دیکھی جائے جن سے ان شہادتوں کو جمع کیا گیا ہے۔

میں پھر کہوں گا کہ یہ اعزاز و اعتراف ان اکابر علماء و جلیل الشان اولیاء کا ہے جن کا ظاہر و باطن شریعت و طریقت کی میزان پر تلا ہوا تھا۔ جن کی ولایت و بزرگی میں نہ کل کسی کو کلام تھا اور نہ آج ہو سکتا ہے۔ (امام احمد رضا اور تصوف، ص [illegible])

مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی رضوی میرٹھی خلیفۂ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اس سے سوا تم ہو
قسیم جام عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا
جو محور ہے حقیقت کا وہ قطب الاولیاء تم ہو

یہاں آ کر ملیں نہریں شریعت و طریقت کی
ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ
جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

عرب میں جا کے ان آنکھوں نے دیکھا جس کی صولت کو
عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

عیاں ہے شانِ صدیقی تمہاری شانِ تقویٰ سے
کہوں اتقیٰ نہ کیوں کر جب کہ خیر الاتقیاء تم ہو

خلوصِ مرتضیٰ، خلقِ حسن، عزمِ حسینی میں
عدیم المثل یکتائے زمن اے باخدا تم ہو

تمہیں پھیلا رہے ہو علمِ حق اکنافِ عالم میں
امامِ اہلسنت نائبِ غوث الوریٰ تم ہو

علیمِ خستہ اک ادنیٰ گدا ہے آستانہ کا
کرم فرمانے والے حال پر اس کے شہا تم ہو

ورق تمام ہوا ، اور مدح باقی ہے
اک سفینہ چاہئے اس بحرِ بیکراں کے لئے

﴿ شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ ﴾

رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

یا الٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ ! کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کربلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سید سجاد کے صدقہ میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہر معروف و سری معروف دے بے خود سری
جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے

بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعید سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے

احسن اللہ لہ رزقاً سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محیِ جاں فزا کے واسطے

طور عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کیلئے روزی کر احمد کے لئے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حب اہل بیت دے آلِ محمد کیلئے
کر شہیدِ عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُرنور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرت آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز و علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بے نوا کے واسطے

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

پہلا جمعہ...پہلا بیان
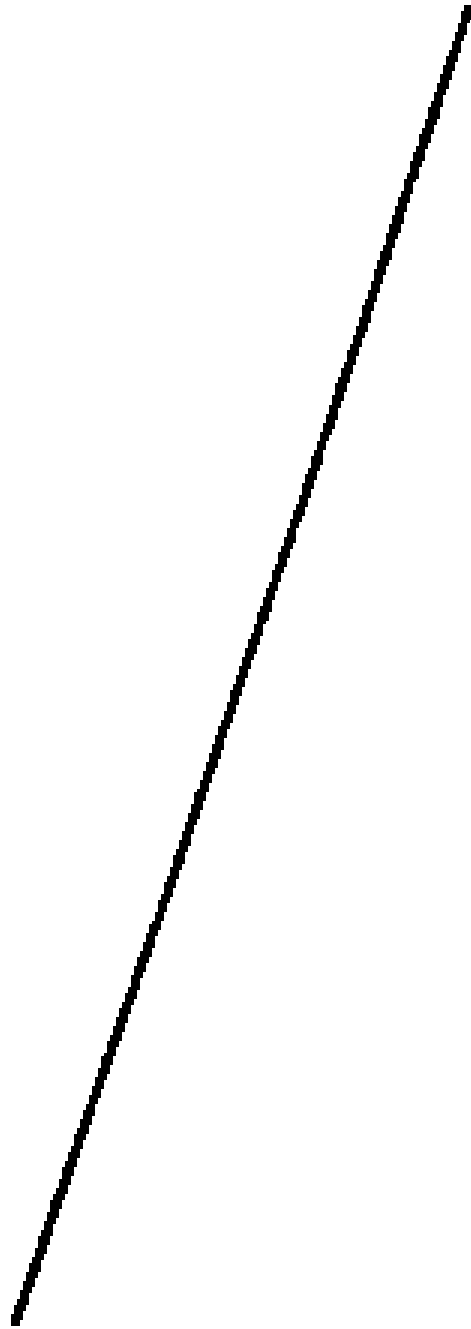
ہمارے حضور ﷺ نور ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الْكَرِيْمِ وَ عَلٰى اٰلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُكَرَّمِيْنَ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِيْلَانِيِّ الْبَغْدَادِيِّ وَابْنِهِ الْكَرِيْمِ خواجه غريب نواز الْاَجْمِيْرِيِّ اَجْمَعِيْنَ ٥

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ٥ (پ ۶ ع ۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! یہ مبارک مہینہ ربیع النور کا نور والا مہینہ ہے۔

عاشق مصطفیٰ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

درود شریف:

دس مفسرین کے اقوال کہ آیت نور میں، نور سے مراد حضور ہیں

حضرات! یہ آیہ مبارکہ جو میں نے تلاوت کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نور فرمایا ہے اور جمہور مفسرین اور ائمہ کرام ومحدثین عظام نے تصریح فرمائی ہے کہ نور سے مراد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

(۱) صحابی رسول مفسر قرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی مُحَمَّدًا۔

ترجمہ: بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (تفسیر ابن عباس ص ۷۲)

(۲) امام الکبیر علامہ امام جعفر محمد بن جریر الطبری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی بِالنُّوْرِ مُحَمَّدًا ﷺ

ترجمہ: تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (تفسیر ابن جریر تفسیر طبری ج ۵ ص ۹۲)

(۳) علامہ علی بن محمد خازن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ یعنی مُحَمَّدًا ﷺ

ترجمہ: تحقیق آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (تفسیر خازن ج ۱ ص ۴۷۰)

(۴) امام علامہ عبداللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

وَالنُّوْرُ مُحَمَّدٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ اور نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر مدارک ج ۱ ص ۴۷۰)

(۵) امام علامہ فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

إِنَّ الْمُرَادَ بِالنُّوْرِ مُحَمَّدٌ وَبِالْكِتٰبِ الْقُرْاٰنُ۔

ترجمہ: بے شک نور سے مراد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔ (تفسیر کبیر، ج:۳، ص:۳۹۵)

(۶) حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ ھُوَ نُوْرُ النَّبِیِّ ﷺ

ترجمہ: تحقیق کہ آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور، وہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تفسیر جلالین شریف، ص:۹۷)

(۷) اور اسی طرح علامہ محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح المعانی، ج:۶، ص:۸۷ پر اور۔

(۸) علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر روح البیان شریف، ج:۱، ص:۵۴۸ پر۔

(۹) اور امام ابو محمد بغوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تفسیر معالم التنزیل، ج:۲، ص:۲۳ پر۔

(۱۰) اور امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں تحریر فرمایا کہ نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اور کتاب مبین سے مراد قرآن مجید ہے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اور تقویٰ و طہارت اور ولایت و روحانیت والے ائمہ کرام اور محدثین عظام نے اپنے اقوال و بیانات سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت کیا کہ محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نور ہیں۔

خلق اول نور مصطفیٰ ہے: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

فرشتہ تھا نہ آدم تھے نہ ظاہر تھا خدا پہلے
بنے ساری خدائی سے محمد مصطفیٰ پہلے

اسی لئے عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

حدیث نور! مصنف عبدالرزاق میں محدث مدینہ منورہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد رشید اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے دادا استاذ محدث جلیل حضرت امام عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، مجھ کو خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب اشیاء سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا تو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

یَاجَابِرُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْخَلَقَ قَبْلَ الْاَشْیَآءِ نُوْرَ نَبِیِّکَ مِنْ نُّوْرِہٖ فَجَعَلَ ذَالِکَ النُّوْرَ یَدُوْرُ بِالْقُدْرَۃِ حَیْثُ شَآءَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ فِیْ ذَالِکَ الْوَقْتِ لَوْحٌ وَّلَاقَلَمٌ وَّلَاجَنَّۃٌ وَّلَانَارٌ وَّلَامَلَکٌ وَّلَاسَمَآءٌ وَّلَااَرْضٌ وَّلَاشَمْسٌ وَّلَاقَمَرٌ وَّلَاجِنِّیٌّ وَّلَا اِنْسِیٌّ (الیٰ آخر الحدیث)

ترجمہ: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا پھر وہ نور اللہ تعالیٰ کی قدرت سے جہاں اللہ تعالیٰ نے چاہا دور کرتا رہا اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، انسان کچھ نہ تھا۔ (مواہب لدنیہ ج:۱، ص:۹، شرح زرقانی ج:۱، ص:۴۶، سیرت حلبیہ ج:۱، ص:۵۰، فتاوی حدیثیہ ابن حجر مکی ص:۵۱، مدارج النبوۃ ج:۲، ص:۲، نورالابصار ص:۱۴)

اور وہابیوں، دیوبندیوں کے مشہور پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی نے اس حدیث نور کو اپنی کتاب نشر الطیب کے ص:۶ پر لکھا ہے۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ اَنَامِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِیْ ٥

یعنی اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، میں اللہ کے نور سے ہوں اور ساری مخلوقات میرے نور سے ہے۔ (مطالع المسرات فی شرح دلائل الخیرات ص:۲۶۵، مدارج النبوۃ ج:۲، ص:۱)

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد گرامی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُنْتُ نُوْرًا بَیْنَ یَدَیْ رَبِّیْ قَبْلَ خَلْقِ اٰدَمَ بِاَرْبَعَۃَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے اپنے رب کے حضور ایک نور تھا۔ (زرقانی ج:۱، ص:۴۹، تھانوی کی نشر الطیب ص:۵)

حضرات! بڑے بڑے بزرگوں نے اپنی معتبر کتابوں میں جو احادیث کریمہ نقل کی ہیں اس سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہے کہ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور ہیں۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں: كُنْتُ نَبِيًّا وَّاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ ۝
یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب حضرت آدم علیہ السلام جسم اور روح کے درمیان تھے۔

(بخاری شریف، ترمذی شریف، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۱۳، خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۹)

جبرئیل علیہ السلام کی عمر: علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روح البیان شریف میں، امام علامہ علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سیرت حلبیہ میں اور علامہ امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی نے جواہر البحار فی فضل النبی المختار میں نقل کیا کہ ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ تمہاری عمر کتنی ہے؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میں اس کے سوا نہیں جانتا۔ یعنی مجھے اتنا معلوم ہے کہ چوتھے حجاب میں ایک ستارا ستر ہزار سال کے بعد چمکتا تھا۔

وَرَاَيْتُهٗ اِثْنَيْنِ وَسَبْعِيْنَ اَلْفَ مَرَّةٍ ۝ میں نے اس ستارے کو بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے۔

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ يَا جِبْرِيْلُ وَعِزَّةِ رَبِّيْ اَنَا ذٰلِكَ الْكَوْكَبُ ۝
اے جبرئیل! میرے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہی تھا۔

(روح البیان، ج ۳، ص ۵۴۳، سیرت حلبیہ، ج ۱، ص ۳۹، جواہر البحار، ص ۷۷۴)

نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم کی پیشانی میں

امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عاشق رسول امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا اور حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے جو سجدہ کیا تھا وہ نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وجہ سے تھا۔

اِنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِيْ جَبْهَةِ اٰدَمَ ۝
یعنی بے شک نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر تھا۔

(تفسیر کبیر، ج ۲، ص ۲۱۸، جواہر البحار، ص ۱۵۳)

محدث ابن جوزی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ وَمِنْ نُّوْرِيْ خَلَقَ جَمِيْعَ الْكَائِنَاتِ ۝
ترجمہ: سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا کیا اور پھر میرے نور سے ساری کائنات کو پیدا کیا۔ (بیان المیلاد النبوی، ص ۲۴)
امام المحدثین علامہ جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت امام ابن سبع کا قول نقل فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ سَبُعٍ مِنْ خَصَائِصِهٖ اَنَّ ظِلَّهٗ کَانَ لَا یَقَعُ عَلَی الْاَرْضِ وَاَنَّهٗ کَانَ نُوْرًا ۝

ترجمہ: ابن سبع نے کہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خصائص میں سے تھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا اور بے شک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نور تھے۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۲۲)

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنْتَ الَّذِیْ مِنْ نُوْرِکَ الْبَدْرُ اکْتَسٰی
وَالشَّمْسُ مُشْرِقَةٌ بِنُوْرِ بَهَاکَ

یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ وہ نور ہے کہ چاند آپ ہی کے نور سے روشن ہے اور سورج کی چمک بھی آپ ہی کے نور سے ہے۔ (قصیدۃ النعمان، ص:۲۳)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَدْ خَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ مِّنْ نُّوْرِهٖ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَمَا وَرَدَ بِهِ الْحَدِیْثُ الصَّحِیْحُ ۝

یعنی بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کی گئی جیسا کہ حدیث صحیح میں آیا ہے۔

(صلاۃ الصفا فی نور المصطفیٰ، ص:۹، الحدیقۃ الندیہ، ج:۲، ص:۳۷۵)

حضور کے مسکرانے سے گھر روشن ہوگیا

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ (رات کے وقت) میں کپڑا سل رہی تھی کہ میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی، میں نے بہت تلاش کیا مگر سوئی نہ ملی۔

فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَبَیَّنَتِ الْاِبْرَةُ بِشُعَاعِ نُوْرِ وَجْهِهٖ ۝

یعنی اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ نور سے اس قدر اجالا پھیلا کہ گمشدہ سوئی ظاہر ہوگئی مل گئی۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۶۳، القول البدیع، ص:۶۵)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سوزن گم شدہ ملتی ہے تبسم سے ترے
شام کو صبح بناتا ہے اجالا تیرا

لکڑی سے روشنی ظاہر ہوئی

دو صحابی رات کے وقت ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہِ نور میں حاضر تھے، بات لمبی ہوگئی وقت زیادہ گزر گیا، رات بہت تاریک تھی ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور موذی جانوروں کا خطرہ بھی تھا اور روشنی کا کوئی انتظام نہ تھا تو ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک لکڑی کو اپنے دستِ نور میں لیکر صحابی کو عطا کی تو اس لکڑی سے روشنی ظاہر ہونے لگی اور اسی روشنی میں دونوں صحابی اپنے اپنے گھر پہنچ گئے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص: [illegible]۔ ملخصاً جامع کرامات اولیاء، ص: [illegible])

حضرات! ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے ایسے نور ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ نور لکڑی کو لگ جائے تو لکڑی سے بھی روشنی اور چمک ظاہر ہونے لگتی ہے۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

حضرت اسید کا چہرہ روشن ہوگیا

یعنی ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دستِ نور حضرت اسید بن ابی ایاس کے چہرے اور سینے پر پھیرا تو ان کا چہرہ اس قدر روشن ہوگیا کہ اندھیرے گھر میں داخل ہوتے تو وہ گھر بھی روشن ہوجاتا تھا۔

([illegible])

اے ایمان والو! ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دستِ نور ہے کہ کالے چہرے پر لگ جائے تو چہرہ ہمیشہ کے لئے روشن ہوجائے۔ ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسے نور ہیں جو اپنے غلاموں کو نور کی خیرات دیکر نور والا بنا دیتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

حضور کے جسم نور کا سایہ نہ تھا

حدیث شریف:

لَقَدْ اَخْرَجَ الْحَكِيْمُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ ذَكْوَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يُرٰى لَهٗ ظِلٌّ فِيْ شَمْسٍ وَّلَا قَمَرٍ۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں (نفی الفئی، ص ۵۴)

حدیث شریف: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں:

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے سایہ نہ تھا سورج کے سامنے اور نہ چراغ کی روشنی میں۔

(کتاب الوفاء ج ۲ ص ۳۳ بحوالہ نفی الفئی، ص ۵۴)

حدیث شریف: حضرت امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب میں رقم طراز ہیں۔

یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ نظر نہ آیا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں۔

(انموذج اللبیب، ص ۳۰ بحوالہ نفی الفئی، ص ۵۴)

اور عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

درود شریف:

حضرات! ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور کا سایہ نہ تھا اس کا ثبوت احادیث کریمہ اور ائمہ کرام و محدثین عظام کے اقوال و بیانات سے ثابت ہو چکا اور۔

(۱) حافظ رزین محدث و علامہ ابن سبع نے شفاء الصدور میں (۲) اور علامہ قاضی عیاض نے شفا شریف میں (۳) اور علامہ جلال الدین سیوطی نے خصائص کبریٰ میں (۴) اور علامہ شہاب الدین خفاجی نے نسیم الریاض میں (۵) اور علامہ قسطلانی نے مواہب لدنیہ میں (۶) اور علامہ زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں (۷) اور شیخ عبد الحق

محدث دہلوی نے (۸) اور شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی نے (۹) اور بحر العلوم مولانا عبد الحی لکھنوی نے (۱۰) اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی وغیرہم نے بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم پاک کا سایہ نہ تھا اس لئے کہ حضور نور تھے۔ (نفی الفی ص ۵۳)

حضور کا سایہ تمام جہان پر ہے

علامہ شہاب الدین خفاجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نسیم الریاض میں تحریر فرماتے ہیں۔

یعنی محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم پاک کا سایہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی حرمت و بزرگی کے سبب زمین پر نہ پڑنے دیا گیا باوجود اس کے کہ تمام آدمی (اور تمام جہاں) حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سایہ میں آرام کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بشر ہونا نور کے منافی نہیں۔ (نفی الفی ص ۵۳)

امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں فرماتے ہیں۔

قَالَ عُثْمَانُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اِنَّ اللّٰہَ مَااَوْقَعَ ظِلَّکَ عَلَی الْاَرْضِ لِئَلَّا یَضَعَ اِنْسَانٌ قَدَمَہٗ عَلٰی ذَالِکَ الظِّلِّ ٥

یعنی حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔

(تفسیر مدارک ج ۳ ص ۱۳۵ بحوالہ نفی الفی ص ۵۸)

ملائکہ کا سایہ نہیں: امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ امام اہل سنت سیدنا امام ابو الحسن اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مطالع المسرات شریف میں تحریر فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔ اَنَامِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ ٥ یعنی میں اللہ کے نور سے بنا ہوں اور فرشتے میرے نور سے پیدا کئے گئے۔

اور فرشتوں کا سایہ نہیں ہوتا ہے جو محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور سے بنے ہیں اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ کے نور سے بنے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور کا سایہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

(تلخیص قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام ص ۴۰)

اے ایمان والو! مخالف کہہ سکتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم انسان ہیں آپ کے آنکھ کان ہاتھ پیر جسم و جسمانیت ہے اور فرشتے تو صرف نور ہے بظاہر ہاتھ پیر آنکھ کان جسم و جسمانیت نہیں ہے اس لئے ان کا سایہ نہیں ہے

تو ہم اہل سنت کا جواب یہ ہے کہ فرشتے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور سے پیدا کیے گئے ہیں تو جب ان کا سایہ نہیں ہے تو اللہ کے نور سے بننے والے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا سایہ بھی نہیں ہے۔

اور دوسرا جواب یہ ہے کہ متعدد مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بشری شکل میں انسان کے لباس میں ظاہر ہوکر، ناک ہاتھ منہ جسم و جسمانیت کے ساتھ ہمارے سرکار احمد مختار حبیب پروردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار گہربار میں حاضر ہوئے تو کیا کوئی بدعقیدہ شخص حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سایہ کا ثبوت دے سکتا ہے۔ نہیں دے سکتا۔ ہرگز نہیں دے سکتا۔ تو اب ماننا پڑے گا کہ نور کا سایہ نہیں ہوتا ہے چاہے نور لباس بشری میں ہو یا لباس بشری میں نہ ہو۔

ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کے وقت میں نے دیکھا۔

وَضَعْتُهُ نُوْرًا اَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ ۝ یعنی کہ ایک ایسا نور ظاہر ہوا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔ (مسند امام احمد، ج۴، ص۱۲۷، دلائل النبوۃ، ج۱، ص۸۲)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کے وقت

اَضَاءَ لَهُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ۝ یعنی مشرق سے مغرب تک روشن ہو گیا۔ (انوار محمدیہ، امام نبہانی، ص۳۰)

اور بعض روایت میں ہے۔ اِمْتَلَاءَتِ الدُّنْيَا كُلُّهَا نُوْرًا ۝

یعنی تمام دنیا نور سے بھر گئی۔ (خصائص کبریٰ، ج۱، ص۴۸، تجلی الیقین اعلیٰ حضرت، ص۲۸)

حضرات! ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کے وقت ایسا نور ظاہر ہوا جس سے ساری دنیا روشن ہو گئی، پورا عالم منور ہو گیا۔

نور اندر نور باہر کوچہ کوچہ نور ہے
بلکہ یوں کہیے کہ ساری دنیا کی دنیا نور ہے

درود شریف:

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

بسم الله الرحمن الرحيم

﴿ ۳ ﴾
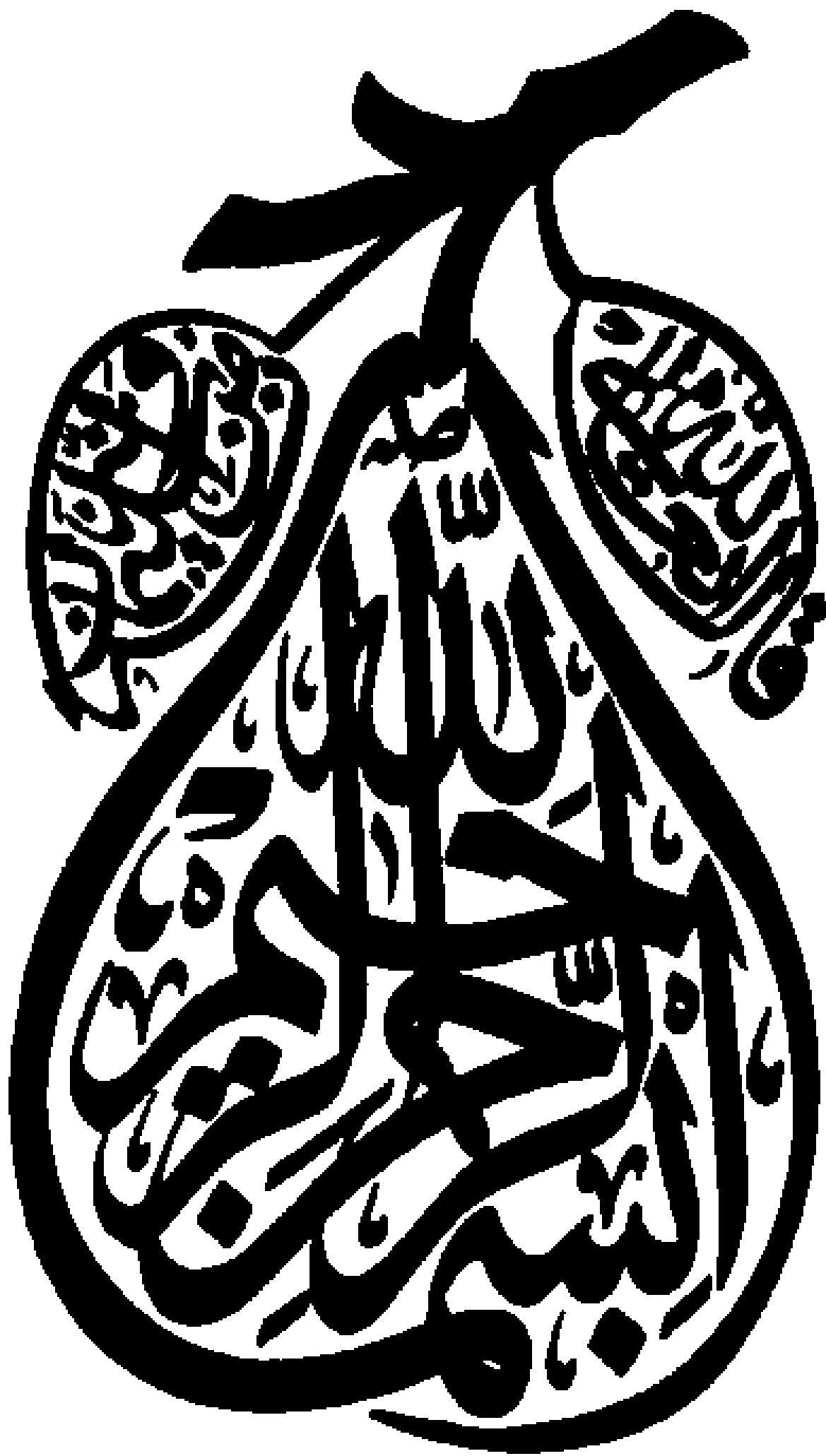
ربیع الاول شریف

پہلا جمعہ.................................دوسرا بیان

حضور ﷺ کے ماں، باپ مومن اور جنتی ہیں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ۝ وَعَلٰی اُصُوْلِهٖ وَفُرُوْعِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ : لَمْ یَزَلِ اللّٰهُ یَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّیِّبَةِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیَّ (رواہ ابو نعیم)

درود شریف:

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا تو حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی چمکنے لگی اور حضرت آدم علیہ السلام جو مسجود ملائکہ بنے وہ بھی نور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برکت تھی۔

مشہور بزرگ حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ اُمِرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ لِاَجْلِ اَنَّ نُوْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ فِیْ جَبْهَةِ اٰدَمَ ۝ یعنی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم جو فرشتوں کو دیا گیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ ان کی پیشانی میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک تھا (تفسیر کبیر، ج۲، ص۲۱۸، میلاد النبی، ص۴۰)

سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تیرے آگے خاک پہ جھکتا ہے ماتھا نور کا

نور نے پایا تیرے سجدے سے ماتھا نور کا

نکتہ: یہاں پر ایک بات نہایت قابل غور ہے کہ شیطان نے ہزاروں برس اللہ تعالیٰ کی عبادت کی، مگر نبی کی تعظیم کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ہزاروں برس کی عبادت کو نہیں دیکھا بلکہ اپنے نبی کی تعظیم و ادب کو دیکھا

اور تعظیم نہ کرنے والے کو ملعون و مردود قرار دے دیا اور فرشتوں نے تعظیم و ادب کیا تو محبوب ٹھہرے۔

تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب اور مقرب بننے کے لئے عبادت کے ساتھ نبی کی تعظیم و توقیر بھی ضروری ہے۔

حضرت امام احمد بن محمد قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لَوْ اَبْصَرَ الشَّيْطَانُ طَلْعَةَ نُوْرِهٖ فِيْ وَجْهِ اٰدَمَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ سَجَدَ ٥

یعنی اگر شیطان نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی چمک آدم علیہ السلام کے چہرہ میں دیکھتا تو فرشتوں سے پہلے سجدہ کرتا۔ (مواہب لدنیہ۔ زرقانی، ج ۱، ص ۷۳)

اے ایمان والو! معلوم ہوا کہ جو لوگ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہیں دیکھتے یا اس کے قائل نہیں ہوتے وہی لوگ بے ادب اور گستاخ ہوتے ہیں۔ پھر وہ نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منتقل ہوتا ہوا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا جس کی برکت سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر نار نمرود گلزار ہو گئی۔ اور اللہ کا خلیل، نمرود مردود کے شر سے محفوظ و مامون رہے۔

پھر وہ نور پاک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی جبینِ پاک میں ٹھہرا جس کی برکت سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پر چھری کچھ بھی اثر نہ کر سکی اور حضرت ذبیح اللہ علیہ السلام چھری کے نیچے بھی محفوظ و مامون رہے۔

حضرات! اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جہاں جہاں چاہا وہ نور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گردش کرتا رہا اور پاک صلبوں سے پاک رحموں تک منتقل ہوتا رہا پھر وہ نور پاک حضرت عبد المطلب سے حضرت عبد اللہ کے صلب پاک میں منتقل ہو کر حضرت عبد اللہ کی پیشانی کو چمکاتا ہوا حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں قرار پایا۔

ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور پاک جہاں سے گزرا اس جہاں کو چمکاتا اور روشن کرتا گزرا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت اور قربانی ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا ایثار و قربانی ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی سطوت و حکومت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا حسن و جمال ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کلام ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روحانیت کا کمال و جمال ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔ حتیٰ کہ تمام انبیائے کرام اور رسولان عظام کی نبوت و رسالت کا کمال ہمارے حضور کے نور سے چمکا۔

حضرات! حضرت ابوبکر کی صداقت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت عمر فاروق کی عدالت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت عثمان غنی کی سخاوت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت مولیٰ علی کی ولایت و شجاعت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت سیدہ فاطمہ کی طہارت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کی شہادت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضرت امام اعظم کی امامت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ ہمارے پیر حضور غوث اعظم کی کرامت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ ہند کے راجہ پیارے خواجہ کی ولایت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ مخدوم کچھوچھہ کی اشرفیت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ شاہ برکت اللہ کی برکت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ امام احمد رضا، سرکار اعلیٰ حضرت کی مجددیت ہمارے حضور کے نور سے چمکی۔ حضور مفتی اعظم ہند کا تقویٰ اور طہارت ہمارے حضور کے نور سے چمکا اور ہم سنیوں کا چہرہ ہمارے حضور کے نور سے چمک رہا ہے اور چاند سورج اور ستارے ہمارے حضور کے نور سے چمک رہے ہیں۔

قدرت کے نقیب نے پکارا، یوں اعلان کردو کہ آج تک جتنے چمکے ہیں تو ہمارے حضور کے نور سے چمکے ہیں اور قیامت تک جتنے چمکیں گے تو ہمارے حضور کے نور سے چمکیں گے

تو بریلی شریف سے عاشق رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم!

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
مرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

درود شریف:

نور مصطفیٰ شکم مادر میں

جس رات حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور پاک حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رحم میں قرار پایا۔ ماہ رجب میں وہ رات جمعہ مبارک کی رات تھی۔ (زرقانی شریف ج:۱، ص:۱۰۵ ۔ مدارج النبوۃ ج:۲، ص:۱۷)

شب جمعہ شب قدر سے افضل ہے

ہمارے پیر میراں پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے امام حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

کہ کیا شان والی رات تھی شب جمعہ کہ ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اسی رات اپنی مادر مہربان کے شکم میں تشریف لائے، اسی وجہ سے جمعہ مبارکہ کی رات شب قدر سے افضل ہے۔ کیوں کہ جو برکات وحسنات اور اکرام و سعادت اس رات نازل ہوئے شب قدر کو نہ ملے ہیں نہ قیامت تک ملیں گے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۲۰، بیان استقرار حمل)

شکمِ مادر میں آنے کے برکات

ہمارے حضور محبوب خدا، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شکمِ مادر میں جب جلوہ گر ہوئے تو دنیا میں عجیب و غریب واقعات ظہور پذیر ہوئے۔

(۱) جنت کے تمام دروازوں کو کھول دیا گیا

(۲) تمام عالم کو خوشبو سے معطر کر دیا گیا۔

(۳) اور مشرق سے مغرب تک تمام جہاں میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد آمد کی خوش خبری دی گئی۔

(انوار محمدیہ، ص ۲۴، مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۱۸)

حضرت عبداللہ اور حضرت آمنہ طیبہ مومن اور جنتی ہیں

عظیم وجلیل امام حضرت محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور جلیل القدر عاشق رسول حضرت علامہ حافظ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور عظیم الشان بزرگ حضرت حافظ امام ابونعیم احمد بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ يَنْقُلُنِيْ مِنَ الْاَصْلَابِ الطَّيِّبَةِ وَالْاَرْحَامِ الطَّاهِرَةِ حَتّٰى اَخْرَجَنِيْ مِنْ بَيْنِ اَبَوَيَّ۔

(زرقانی علی المواہب، ج ۱، ص ۶۷، خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۹۳، دلائل النبوۃ، ص ۳۲، شمول الاسلام، ص ۷۶)

یعنی اللہ تعالیٰ مجھے پاک صلبوں سے پاک رحموں میں منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ کے ذریعہ پیدا فرمایا۔

حضرات! حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ ہمارے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جتنے آباؤ اجداد اور مائیں اور دادیاں گزری ہیں سب پاک تھے۔ اگر کفر و شرک والے ہوتے تو ان کو پاک نہ کہا جاتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ (پ۲،ع۱۴)

ترجمہ: اور بے شک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے۔ (کنزالایمان)

وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ (پ۲،ع۱۴)

ترجمہ: اور بے شک مسلمان لونڈی مشرکہ سے اچھی ہے۔ (کنزالایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں صاف طور پر فرمادیا کہ کافر وکافرہ سے مومن اور مومنہ بہتر ہیں۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ (پ۱۰،ع۱۰)

ترجمہ: مشرک نرے ناپاک ہیں۔ (کنزالایمان)

حضرات! اللہ تعالیٰ کے ارشاد پاک سے صاف طور پر ظاہر ہے کہ کفر و شرک والے ناپاک ہیں چاہے مرد ہوں یا عورتیں ہوں۔

تو ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جن مردوں کی صلبوں اور عورتوں کی رحموں میں اپنا نور رکھا وہ مرد اور عورتیں کفر و شرک سے پاک تھیں ورنہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کو ناپاک ونجس جگہ رکھ دیا، ہرگز نہیں یہ ناممکن اور محال ہے۔

لاریب، بے شک وشبہ اللہ تعالیٰ نے جس صلب اور جس رحم میں اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نور کو رکھا وہ سب طیب وطاہرہ تھے، مومن اور جنتی تھے۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور ترا سب گھرانہ نور کا

حضرات! وہابیوں دیوبندیوں کے پیر ومرشد مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ کافر و مشرک تھے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص: ۲۱۸، مکتبہ محمودیہ سہارنپور)

صد بار معاذ اللہ تعالیٰ۔ ہزار بار اللہ تعالیٰ کی پناہ

اے ایمان والو! سینے پر ہاتھ رکھ کر ٹھنڈے دل سے سوچ کر کیا وہ صلب پاک اور وہ شکم پاک جس میں ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور پاک اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا، وہ کفر و شرک والے تھے، گندے اور نجس تھے اور دوزخی تھے؟ تو مومن ومسلمان اور جنتی تو یہی کہے گا کہ اللہ تعالیٰ اپنا نور ناپاک، گندی جگہ میں رکھے یہ ناممکن ہے۔ بلکہ نور کے لئے نور والی جگہ کا انتخاب فرماتا ہے۔

اور ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں باپ مومن اور جنتی تھے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِينَ ۝ (پ ۱۹، ع ۱۵)

ترجمہ: اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔ (کنز الایمان)

عظیم الشان عاشقِ رسول حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے۔

كَانَ يَنْقُلُ نُوْرَهُ مِنْ سَاجِدٍ اِلٰى سَاجِدٍ وَبِهٰذَا التَّقْدِيْرِ فَالْاٰيَةُ دَالَّةٌ عَلٰى اَنَّ جَمِيْعَ اٰبَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا مُسْلِمِيْنَ ۝ (الحاوی للفتاوی، ج ۲، ص ۲۰۲)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک ایک ساجد (مسلمان) دوسرے ساجد (مسلمان) کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ اس تقدیر پر یہ آیت کریمہ اس پر دلیل ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تمام آباء کرام مسلمان تھے۔

اور اس آیت کریمہ یعنی وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِينَ کے تحت حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ (۱) حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ روئے زمین میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہتے ہیں۔ ورنہ زمین اور اہل زمین سب ہلاک ہو جائیں (الحاوی للفتاوی، ج ۲، ص ۲۰۲، زرقانی علی المواہب، ج ۱، ص ۲۰۲)

(۲) اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کبھی بھی زمین سات اللہ والوں سے خالی نہیں ہوئی۔ جس کے سبب سے زمین والے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی، ج ۲، ص ۲۰۲، زرقانی علی المواہب، ج ۱، ص ۲۰۲)

حضرات! حضرت امام سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ثابت کرنا اور بتانا چاہتے ہیں کہ اس زمانے کے مسلمان اور اللہ والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ تھے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنِّيْ حَرَّمْتُ النَّارَ عَلٰى صُلْبٍ اَنْزَلَكَ وَبَطْنٍ حَمَلَكَ وَحِجْرٍ كَفَلَكَ (الحاوی للفتاوی، ج ۲، ص ۲۰۲)

یعنی اللہ تعالیٰ اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ میں نے اس صلب پر جس میں تم رہے ہو اور اس پیٹ پر جس نے تمہیں اٹھایا اور اس گود پر جس نے تمہیں کھلایا نارِ دوزخ کو حرام کر دیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

یعنی میں ہوں محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم .... یوں ہی اکیس پشت تک نسب نامہ مبارک بیان کر کے فرمایا کہ میں اپنے ماں، باپ سے ایسا پیدا ہوا کہ زمانۂ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اور میں خالص نکاح صحیح سے پیدا ہوا، آدم علیہ السلام سے لیکر اپنے والدین تک تو میری ذات کریم تم سب سے افضل۔

فَاَنَا خَیْرُکُمْ نَسَباً وَّ خَیْرُکُمْ اَباً O یعنی میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۱۷۴، بحوالہ شمول الاسلام ص ۱۸، ۱۹)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدیث پاک نقل فرماتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تمام آباء عزت و بزرگی والے اور تمام مائیں پاکیزہ اور طاہرہ ہیں۔

اور آیت کریمہ وَ تَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ O کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ حضرت آمنہ طیبہ اور حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنتی ہیں۔ یہ دونوں ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے چنا تھا۔

حدیث شریف کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے۔ (شمول الاسلام ص ۳۲، ۳۳)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

حجۃ الوداع کے موقعہ پر حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ کو ساتھ لیکر مقام حجون میں تشریف لے گئے، اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رو رہے تھے اور بہت ہی زیادہ غمگین تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اس حالت کو دیکھ کر میں بھی رو پڑی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھ کو اونٹ پر چھوڑ کر تشریف لے گئے اور بہت دیر تک وہاں ٹھہرے رہے۔ جب واپس آئے تو خوش تھے اور مسکرا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں، جب آپ گئے تھے تو بہت غمگین اور روتے ہوئے گئے تھے اور اب آپ خوش ہیں اور مسکرا رہے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی والدہ کی قبر پر گیا اور اپنے رب سے سوال کیا کہ وہ ان کو زندہ کر دے۔ اللہ نے ان کو زندہ کیا تو وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر اللہ نے ان کو موت کی طرف لوٹا دیا۔

اور دوسری روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب سے ماں، باپ دونوں کے زندہ

ہونے کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو زندہ کر دیا تو وہ دونوں آپ پر ایمان لے آئے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے دی۔ (زرقانی علی المواہب ج:۱ص:۱۶۸، الحاوی للفتاوی، ج:۲، ص: ۴۴۰)

حضرات! ہمارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں ،باپ موحد اور جنتی تھے۔

اور جو محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا کلمہ پڑھے اور ایمان لائے وہ خیر امت سے ہے۔ اسی غرض سے ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے اعجاز سے اپنے جنتی ماں ،باپ کو زندہ کیا اور اپنا کلمہ پڑھا کر اپنے مومن امت میں شامل فرما کر خیر امت بہترین جنتی ہونے کا حقدار بنا دیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والدین کریمین کو اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرح زندہ کیا تاکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لا کر شرف صحابیت سے سرفراز ہو جائیں۔ (شمول الاسلام ص:۴۳)

حضرات! کوئی مخالف سوال کر سکتا ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں ،باپ مومن اور جنتی تھے تو ان کی قبر پر جانے کے بعد غمگین کیوں ہو گئے اور روئے کیوں؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہر نیک اور وفادار اولاد جب اپنے ماں باپ کی قبر پر جاتی ہے تو ماں ،باپ کے احسانات اور ان کے پیار اور الفت کو یاد کر کے ان کے قلوب غمگین ہوتے ہیں اور آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

بس اسی طرح ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی اپنے ماں باپ کی قبر پر تشریف لے گئے تو ان کی یاد آئی اور ان کے پیار و محبت میں غمگین ہو گئے اور رونے لگے اور ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت آمنہ طیبہ اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایسے نیک بیٹے تھے کہ ان سے پہلے ایسا نیک نہ کوئی پیدا ہوا اور نہ اب قیامت تک پیدا ہوگا۔

عاشق مصطفیٰ پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے
ہے اس اچھے سے اچھا ہمارا نبی

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی

رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بلاشبہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کے ماں ،باپ کو زندہ کر کے ان کا اکرام کیا۔ یہاں تک کہ وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لائے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے اور علامہ قرطبی اور ابن

ناصر الدین حافظ الشام وغیرہا نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے پس آپ کے ماں باپ کا وفات کے بعد خلاف قاعدہ زندہ ہونا اور ایمان سے مالا مال ہونا صرف نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا اعزاز و اکرام ہے۔ (رسائل رضویہ ج ۲، ص ۳۶۳)

حضرات! ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری ماں حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جن کے شکم پاک میں ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نو مہینہ جلوہ گر رہے اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رضائی ماں ہیں یعنی ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو آپ نے دودھ پلایا ہے۔

جنگ حنین کے موقع پر ہمارے سرکار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے صحابہ کے ہمراہ میدان حنین میں تشریف فرما ہیں کہ ایک خاتون آتی ہوئی نظر آئیں، ہمارے سرکار، دو عالم کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے لئے کھڑے ہوئے اور اپنی چادر نوران کے لئے بچھائی اور اس چادر رحمت پر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بٹھایا۔ (الاستیعاب بحوالہ شمول الاسلام، ص: ۴۰)

حضرات! اس حدیث شریف سے ہم آپ حضرات کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو گود میں لینے والی اور دودھ پلانے والی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ جن کا اس قدر اونچا مقام ہے تو حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تو ہمارے آقا کریم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نو مہینہ اپنے شکم میں رکھا تو ان کے مقام و مرتبہ کا کیا عالم ہوگا۔ جب دودھ پلانے والی ماں حلیمہ سعدیہ کے ادب و تعظیم کا یہ عالم ہے تو حقیقی ماں حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تعظیم و توقیر کا عالم کیا ہوگا۔

اے ایمان والو! قبر انور کا وہ حصہ جو ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے مس ہے، لگا ہوا ہے۔ کعبہ معظمہ سے افضل، بیت المقدس سے افضل، بیت المعمور سے افضل، یہاں تک کہ عرش اعظم سے بھی افضل ہے۔ قبر انور کے اندر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہیں تو قبر شریف کعبہ معظمہ، بیت المقدس، بیت المعمور اور عرش معلیٰ سے افضل ہو جائے اور جس باپ کی پشت میں اور جس ماں کے شکم میں جلوہ گر رہے ہوں اور جس ماں کا دودھ پیا ہو وہ ماں، باپ کس قدر افضل اور بزرگ ہوں گے۔

درود شریف:

حضرات! ہمارے حضور، محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بعثت سے قبل یعنی اعلان نبوت سے پہلے جو خوش نصیب حضرات توحید پر تھے یعنی لا الہ الا اللہ پر ایمان رکھتے تھے وہ اس دور کے مسلمان اور جنتی تھے۔

اسی طرح ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ لا الہ الا اللہ والے تھے توحید پر تھے اس لئے اس

زمانے کے مومن ومسلمان اور جنتی تھے۔ اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے صدقہ میں اصحاب کہف کی طرح ان کو زندہ کیا کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ایمان لاکر صحابیت کے عظیم منصب ومقام پر فائز ہوجائیں۔ (خلاصہ شمول الاسلام، ص ۴۴)

حضور ہر کلمہ پڑھنے والے کو دوزخ سے نکال لیں گے

یَارَبِّ ائْذَنْ لِیْ فِیْمَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ یعنی اے میرے رب مجھے ان کو بھی (دوزخ سے نکالنے کی) اجازت عطا فرمادے جنہوں نے صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا ہے۔ (بخاری شریف، ج ۲، ص ۱۱۱۸، بحوالہ شمول الاسلام، ص ۴۲)

حضرات! صحیح بخاری کی اس حدیث شریف سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہوا کہ ہمارے حضور شافع محشر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر توحید والے اور کلمہ پڑھنے والے شخص کو دوزخ سے بچالیں گے۔

تو ہمارے پیارے آقا محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ کس طرح دوزخ میں جاسکتے ہیں تو ماننا پڑے گا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے موحد ومومن ماں، باپ کو اعلیٰ جنت سے سرفراز فرمائیں گے۔

اے ایمان والو! وہابیوں کا یہ کہنا کہ نبی کے ماں، باپ کافر ومشرک تھے بالکل لغو اور بیکار اور نادانی کے بھنور میں ڈوبی ہوئی بات ہے۔ اصل میں وہابی کہنا اور بتانا یہ چاہتا ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں باپ کافر ومشرک تھے تو کافر ومشرک دوزخ میں جلیں گے یعنی جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے ماں باپ کو دوزخ کی آگ سے نہیں بچاسکتے تو اپنی امت کو یعنی ہم کو اور آپ کو کیا بچا پائیں گے معاذ اللہ تعالیٰ صد بار معاذ اللہ تعالیٰ۔

حضرات! صحیح بخاری کی حدیث آپ حضرات نے سن لی کہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت وقوت سے ہمارے سرکار دوعالم کے مالک ومختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہر موحد مومن ومسلمان کو دوزخ کی آگ سے بچا کر جنت میں داخل فرمائیں گے۔

لاریب! بے شک وشبہ ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ موحد مومن ومسلمان تھے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں، باپ جنتی تھے۔

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرت عباد بن عبدالصمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر گئے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھانے کے لئے دسترخوان بچھایا اور ایک رومال بھی طلب کیا۔ رومال بہت میلا تھا اس کپڑے کو آگ کے تنور میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب اس رومال کو آگ کے تنور میں سے نکالا گیا تو وہ کپڑے کا رومال اس قدر سفید تھا جیسے دودھ۔ ہم نے حیران ہو کر کہا کہ اے انس یہ کیا راز ہے؟ حضرت انس نے فرمایا۔

هٰذَا مِنْدِيْلٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ فَاِذَا وَسِخَ صَنَعْنَا هٰكَذَا لِاَنَّ النَّارَ لَا تَاْكُلُ شَيْئًا مَرَّ عَلٰى وُجُوْهِ الْاَنْبِيَاءِ ٥ (ابو نعیم، خصائص کبریٰ، ج:۲، ص:۸۰)

یعنی یہ وہ رومال ہے کہ جس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے منہ مبارک کو صاف کیا کرتے تھے جب بھی یہ میلا ہو جاتا ہے تو ہم اس کپڑے کو اسی طرح آگ میں دھو لیتے ہیں کیوں کہ جو چیز انبیاء کرام کے چہروں پر گزر جائے آگ اسے نہیں جلاتی۔

حضرات! جب ایک کپڑا ہمارے حضور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ نور اور جسم پاک سے مس ہو جائے تو آگ اس کپڑے کو نہیں جلا سکتی۔

تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پاک باپ ہیں جن کی پشت میں اور حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وہ پاک ماں ہیں جن کے شکم میں ہمارے حضور اللہ کے نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما رہے تو کیا مجال کہ دوزخ کی آگ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ماں باپ کو جلا سکے۔

درود شریف:

حضرات! صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کا ایمان کس قدر پیارا اور مضبوط تھا کہ بغیر کسی حیلہ اور حجت کے تسلیم کر لیتے تھے کہ ہمارے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور کی برکت یقیناً بڑی شان والی ہے۔

مگر آج کل کچھ مسلمان کہلانے والے ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تبرکات، موئے مبارک، نعلین شریف، جسم سے مس ہونے والے پیرہن مبارک کی وقعت و اہمیت تو بہت دور کی بات ہے خود محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اپنے جیسا بشر کہتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے بے ایمان لوگوں سے ہم کو دور رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین، ثم آمین

وہابیوں کا عقیدہ: وہابیوں، دیوبندیوں، تبلیغیوں کے شہید کہلانے والے مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں کہ اولیاء، انبیاء، امام زادے، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز

اور ہمارے بھائی ہیں۔ مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۶۰)

حضرات! آپ حضرات نے دیکھ لیا کہ بدعقیدوں نے کیسے انداز سے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام کو عاجز و مجبور ثابت کیا اور ان کو اپنا جیسا اور اپنا بھائی اور اپنا بڑا بھائی کہہ دیا۔ اللہ تعالیٰ بے ایمان کو ادب و احترام سے محروم کرتا ہے۔

حضرات! بڑے بھائی کی برائی اور بے ادبی سے آدمی کافر نہیں ہوتا مگر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی برائی اور بے ادبی سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ پھر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بڑے بھائی کیسے ہو سکتے ہیں؟

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین و ملت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں کہ کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت کرنا جائز نہیں۔ جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو تو پیارے مصطفیٰ جانِ رحمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نسبت کی جانب برا خیال کرنا یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں، باپ کی طرف برائی کی نسبت کرنا کوئی مومن گوارہ نہیں کر سکتا کہ شاہ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلاموں کے دربان تو جنت میں آرام کریں اور جن کے نعلین پاک کے صدقے میں جنت بنی، اس شہنشاہ کے ماں، باپ جنت سے دور محروم رہ کر دوزخ میں عذاب اور مصیبت اٹھائیں ایسی کوئی حدیث و روایت ہرگز نہیں اور ہو بھی کیسے سکتی ہے۔ (ملخصاً شمول الاسلام، ص ۲۶)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نقل کا خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے آقا محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ جسے پسند ہوں تو بہتر ہے ورنہ کم سے کم اپنی زبان کو ان کی برائی سے روکے اور اپنے دل کو ان کے بارے میں غلط خیال اور بری باتوں سے پاک و صاف رکھے۔ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ سے ڈرے۔ یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں، باپ کے بارے میں بری بات کرنے اور ان کے بارے میں برا خیال لانے سے یقیناً محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذا اور دکھ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے۔

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (پ ۱۰، ع ۱۴)

ترجمہ: اور جو رسول اللہ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (کنزالایمان)

اور علامہ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تُؤْذُوْا

الْاَحْيَاءَ بِسَبِّ الْاَمْوَاتِ ٥

مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو ایذا نہ دو۔ (فرمان مجری بحوالہ شمول الاسلام ص ۲۵)

امام مالکیہ حضرت امام قاضی ابو بکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین دوزخ میں ہیں۔ تو آپ نے فرمایا:

بلاشبہ وہ شخص ملعون ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کہ بے شک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو، ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

وَلَا اَذًى اَعْظَمُ مِنْ اَنْ يُّقَالَ اَبَوَيْهِ فِى النَّارِ ٥

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر اور کیا ایذا ہوگی کہ کہا جائے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ماں، باپ دوزخ میں ہیں۔ (الحاوی للفتاوی ج ۲، ص ۲۳۲، مواہب لدنیہ ج ۱، ص ۱۸۶)

حضرات! الحمد للہ حدیث شریف اور بزرگوں کے اقوال سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ ہمارے پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں، باپ مومن و مسلمان اور جنتی ہیں۔ یہ چند ارشادات اہل محبت اور اہل ایمان کے لئے کافی اور شافی ہیں۔ باقی رہا بے ادبوں گستاخوں کا مذہب و مسلک، جب ان کی نگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی مقام نہیں ہے تو والدین کریمین کے مقام و منصب کیا جانیں گے اور کیا پہچانیں گے۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ O

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ O

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ (پ ۱۱، ع ۵)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے۔ تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان، مہربان۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

تمہید: حضرات! سال کے بارہ مہینوں میں ایک سچے مسلمان کے نزدیک ماہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ وہ ایمان افروز اور روح پرور تاریخ ہے جو اسلامی اور ایمانی خوشیوں کے ہزاروں گلشن اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ درحقیقت یہ تاریخ ایک مومن کے لئے وہ عید سعید ہے کہ عید الفطر ہو یا عید الاضحیٰ، شب برأت ہو یا شب قدر، ہر اسلامی خوشی کا دن اور ہر ایمانی خوشی کی رات اسی بارہویں شریف کا طفیل اور صدقہ ہے۔

واللہ! یہ مقدس تاریخ اگر اپنے دامن میں میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی مسرت و شادمانی لئے ہوئے عالم وجود میں نہ آتی تو نہ کعبہ قبلہ اہل ایمان ہوتا نہ نزول قرآن ہوتا۔ نہ دین اسلام ہوتا نہ کوئی مومن و مسلمان ہوتا۔

عاشق رسول، پیارے سیدنا اعلیٰحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ؟
لولاک والے! صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

حضور شکم مادر میں تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا

ہمارے حضور، سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابھی شکم مادر میں تھے کہ آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کی غرض سے ملک شام گئے، واپسی کے وقت مدینہ طیبہ میں اتر سے وہیں بیمار ہو گئے اور پچیس سال کی عمر میں انتقال فرما گئے۔

مشہور قول کے مطابق حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں دار نابغہ میں دفن ہوئے۔

اور ایک قول کے مطابق مقام ابواء میں مدفون ہوئے۔ (خصائص کبریٰ ج ۱، ص ۱۳۳)

جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شکم مادر میں دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد گرامی حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو فرشتوں نے عرض کیا، یا اللہ تعالیٰ تیرا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تو یتیم ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

اَنَالَهٗ حَافِظٌ وَّنَصِيْرٌ ۝ یعنی میں خود اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حافظ و ناصر ہوں۔

(مدارج النبوۃ ج ۲، ص ۱۴، بحوالہ روحانی حکایات ص ۴۳)

اور اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا اے فرشتو! تم میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر درود پڑھو اور آپ کے نام سے برکت حاصل کرو۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے یتیم ہونے کی کیا

علامت ہے کہ والدہ ماجدہ کے شکم پاک میں تھے کہ والد ماجد انتقال فرما گئے۔ پھر چھ سال کے ہوئے تو والدہ ماجدہ وصال فرما گئیں پھر دادا جان حضرت عبدالمطلب داغِ مفارقت دے گئے۔ آپ نے فرمایا اس لئے تاکہ آپ پر کسی مخلوق کا احسان نہ رہے صرف اللہ تعالیٰ کا احسان آپ پر رہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا احسان ساری کائنات پر رہے۔ (سیرت نبوی، ص ۳۹)

دورانِ حمل کوئی تکلیف نہ ہوئی: ہمارے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ، طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شروع حمل سے آخر تک مجھے کوئی گرانی حمل جو عورتوں کو ایام حمل میں معلوم ہوتی ہے محسوس نہ ہوئی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا۔

لقد علقت به فما وجدت له مشقة حتى وضعته ○

میں باردار ہوگئی تھی لیکن اول سے آخر تک میں نے کوئی وقت اور مشقت محسوس نہ کی۔

(طبقات کبریٰ، ج ۱، ص ۹۸، مواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۶۳، خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۴۷، مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۱۸، انوار محمدیہ، ص ۲۳)

آمدِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بشارت

حضرت آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میرے شکم میں تھے تو کسی کہنے والے نے کہا کہ۔ انك قد حملت بسيد هذه الامة ونبيها ○

یعنی آپ اس وقت کے سردار اور نبی کی ماں بننے والی ہیں۔

(خصائص کبریٰ، ج ۱، ص ۸۱، مواہب لدنیہ، ج ۱، ص ۲۳، انوار محمدیہ، ص ۲۳)

حورانِ بہشت کی حضرت آمنہ کو بشارت

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے وقت ولادت چند عورتوں کو دیکھا جو قد و قامت اور حسن و جمال میں بے مثال تھیں انہوں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا اور میں حیران تھی کہ یہ کون ہیں اور ان کو کس نے میرے حال پر مطلع کیا کہ میرے پاس آئی ہیں۔ پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں فرعون کی بیوی آسیہ ہوں اور دوسری نے بتایا کہ میں۔ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں) مریم ہوں اور تیسری نے کہا کہ میں (حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ماں) ہاجرہ ہوں اور یہ ہمارے ساتھ جنت کی حوریں ہیں۔ (سیرۃ الحلبیہ، ج ۱، ص ۷۸)

میلادالنبی پر روشنی کا اہتمام

حضرات! جب ہم خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور جشن مناتے ہیں چاہے وہ خوشی اور جشن ملک کی آزادی کے موقع پر ہو یا بچے کی پیدائش پر ہو یا کسی بھی نعمت و دولت کے ملنے پر ہو، ہم اپنی حیثیت کے مطابق روشنی کرتے ہیں، قمقمے لگاتے ہیں اور اس طرح سے اپنی خوشی اور جشن کا اظہار کرتے ہیں اور گلی کوچوں، محلوں اور مکانوں کو سجا کر بقعۂ نور بنا دیتے ہیں۔

لیکن وہ اللہ تعالیٰ جس کی شان بہت بلند و بالا ہے، اس نے ستاروں کو قمقمے بنا کر زمین کے قریب کر دیا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص کی والدہ فاطمہ بنت عبد اللہ ثقفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت ہوئی تو میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ کے پاس تھی، میں نے دیکھا کہ خانہ کعبہ نور سے منور ہو گیا ہے۔

وَ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلَی النُّجُوْمِ تَدْنُوْا حَتّٰی اِنِّیْ لَاَقُوْلُ لَتَقَعَنَّ عَلَیَّ۔

اور ستارے زمین کے اتنے قریب آ گئے کہ مجھے کہنا پڑا کہ کہیں وہ مجھ پر گر نہ پڑیں۔

(اعلام النبوۃ، ج ۱، ص [illegible]، [illegible] ج ۲، ص ۲۴۳)

حضرات! اللہ تعالیٰ کی جانب سے میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی میں آسمان کے تاروں کو محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مکان کے اتنے قریب کر دیا گیا تھا کہ دیکھنے والے یہ سمجھنے لگے تھے کہ کہیں یہ تارے مجھ پر گر نہ پڑیں اور وہ تارے مکان کی جانب جھکے ہوئے تھے اور خوب روشن تھے۔

مداح میلاد مصطفیٰ امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

اور مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

تارے ڈھلک کر آئے کا سے کٹورے لائے
یعنی بٹے گا صدقہ صبح شب ولادت

درود شریف:

اے ایمان والو! صاف طور پر ظاہر ہو گیا کہ عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موقعہ پر خوب خو[شی] چراغاں کرنا، مکانوں پر اور محلوں میں لائٹنگ کرنا، روشنی کرنا، قمقمے لگا بدعت و ناجائز نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ر[ضا] اور اس کی خوشی کا ذریعہ ہیں۔

کعبہ کے چھت پر جھنڈا نصب کیا گیا

حضرات! حدیث شریف سے ثابت ہو گیا کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی اور مسرت کا اظہار علی الاعلان ہونا چاہئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے مشرق و مغرب میں جھنڈا نصب کر کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی خوشی و مسرت کا اظہار و اعلان کیا گیا اور کعبہ معظمہ کے اوپر علم بلند کر کے گو[یا] بندوں کو جتایا گیا کہ کعبہ معظمہ جس کو بیت اللہ ہونے کا شرف حاصل ہے، اس پر خود خدائے تعالیٰ کے حکم سے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے محبوب نبی، مقبول رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش اور تشریف آوری کے موقعہ پر خوشی اور مسرت کے اظہار و بیان کے لئے جھنڈا نصب کیا۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت کے چھوٹے بھائی استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے

روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پر جھنڈا
تا عرش اڑا پھریرا صبح شب ولادت

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے کعبہ معظمہ کو اپنا گھر فرمایا ہے، کعبہ معظمہ کو بیت اللہ، خانۂ خدا ہونے کا شرف حاصل ہے اور کعبہ معظمہ پر علم نصب کرنے کا مطلب یہ ہوا جو خوب ظاہر ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیدا فرما کر اس قدر خوشی اور مسرت کا اظہار فرماتا ہے کہ مشرق و مغرب میں اور کعبہ معظمہ پر جھنڈا نصب کیا گیا تا کہ بندوں کو معلوم ہو جائے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر خود خالق و مالک اللہ تعالیٰ اس قدر خوش ہے کہ اپنے گھر کعبہ معظمہ پر علم کو نصب فرمایا۔

حضرات! ہم لوگ تو محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے امتی اور غلام ہیں۔ تو ہم پر بھی لازم ہے کہ میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے موقعہ پر خوشی اور مسرت کے اظہار و بیان کے لئے اور خدائے تعالیٰ کی خوشی جان کر اپنے گھروں اور محلوں میں جھنڈے لگائیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں کثیر انعام اور ڈھیروں اکرام کے مستحق بن جائیں۔

میلاد النبی پر جھنڈے لگائے گئے

ہمارے سرکار احمد مختار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری نگاہوں سے تمام پردے ہٹادئے تھے تو میں نے دیکھا مشرق سے مغرب تک تمام عالم کو۔

وَرَاَیْتُ ثَلَاثَۃَ اَعْلَامٍ مَضْرُوْبَاتٍ عَلَمًا بِالْمَشْرِقِ وَعَلَمًا بِالْمَغْرِبِ وَعَلَمًا عَلٰی ظَھْرِ الْکَعْبَۃِ ٥

یعنی اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک مشرق میں گاڑا گیا اور دوسرا مغرب میں اور تیسرا جھنڈا کعبۃ اللہ کی چھت پر نصب کیا گیا۔ (خصائص کبریٰ ج ۱، ص ۸۱، مدارج النبوۃ ج ۲، ص ۲۹۸، انوار محمدیہ ص ۲۳)

پورا سال لڑکے پیدا ہوئے: اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی میں تمام عورتوں کو لڑکے ہی عطا فرمائے۔

وَاَذِنَ اللّٰہُ تِلْکَ السَّنَۃِ لِنِسَآءِ الدُّنْیَا اَنْ یَّحْمِلْنَ ذُکُوْرًا کَرَامَۃً لِّرَسُوْلِ اللّٰہِ۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس سال یہ حکم فرمادیا کہ میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تکریم میں تمام دنیا کی عورتیں لڑکوں کو جنم دیں۔ (خصائص کبریٰ ج ۱، ص ۸۰، مواہب لدنیہ ج ۱، ص ۱۲۳، انوار محمدیہ ص ۲۳)

حضرات: گویا خود اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیدا کر کے خوش ہے اور بندوں کو انعام ہو رہا ہے۔ ہم تو امتی ہیں غلام ہیں ہمیں کس قدر محبوب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد پاک پر خوش ہو کر خوب خوب انعام و اکرام اور تحفہ بانٹنا چاہئے۔

ہمارے حضور سراپا نور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش ۱۲ ربیع الاول دوشنبہ (پیر) کے دن صبح صادق کے وقت رات جارہی تھی اور دن آرہا تھا۔

استاذ زمن فرماتے ہیں:

محروم نہ رہ جائیں دن رات برکتوں سے
اس واسطے وہ آیا صبح شب ولادت

قَالَ ذَاکَ یَوْمٌ وُّلِدْتُ فِیْہِ وَ یَوْمٌ بُعِثْتُ اَوْ اُنْزِلَ عَلَیَّ فِیْہِ ٥

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اسی دن (پیر کے دن) میں پیدا ہوا اور اسی دن میری بعثت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (صحیح مسلم ج ۲، ص ۳۶۸، سنن کبریٰ ج ۴، ص ۲۸۶)

میلادِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پہلی محفل مجلس انبیاء ہے

حضرات! روزِ میثاق مجلس انبیاء میں خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا ذکر بیان فرمایا۔ ملاحظہ ہو۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ (پ ۳، رکوع ۱۷)

ترجمہ: اور یاد کرو، جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا، جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں، پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا؟ اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں شامل ہوں۔ (کنز الایمان، میلاد محبوب، ص ۱۸)

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی مجلس میں اپنے حبیب، ہم بیماروں طبیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد کا ذکر تمام عالم سے پہلے بیان فرمایا۔

گویا ذکر میلاد شریف اس قدر پاکیزہ ہے کہ بیان کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے اور جس مجلس میں ذکرِ پاک کا بیان ہوا وہ مجلس انبیاء ہے۔

اور آقائے کائنات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کو بیان کرنا سنتِ الٰہیہ ہے اور ذکرِ میلاد پاک کو سننا سنتِ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔ بڑے خوش نصیب ہیں سنی مسلمان جو مجلسِ میلاد شریف کا انعقاد کر کے ذکرِ محبوبِ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کر کے سنتِ خدا پر عمل کرتے ہیں اور ذکرِ حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سن کر سنتِ انبیاء علیہم السلام پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

الغرض اسی طرح ہر زمانے میں ہمارے حضور آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکرِ میلاد و تشریف آوری ہوتا رہا، ہر قرن میں انبیاء و مرسلین آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر ابراہیم و موسیٰ و داؤد و سلیمان

وزکریا علیہم الصلوٰۃ والسلام تک تمام نبی و رسول اپنے اپنے زمانے میں مجلس حضور ترتیب دیتے رہے اور میلاد شریف کی پاک محفل قائم کرتے رہے یہاں تک کی سارے نبیوں اور رسولوں میں پچھلا ذکر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنانے والا، کنواری ستھری، پاک بتول حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیارا بیٹا جسے اللہ نے بے باپ کے پیدا کیا یعنی سیدنا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاتے فرماتے ہوئے۔

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ ط (پ ۲۸ سورۃ الصف)

ترجمہ: اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے (کنز الایمان)

یہ ہے مجلس میلاد شریف

جب ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش، میلاد شریف کا وقت قریب آیا تو تمام عالم میں محفل میلاد قائم تھی یعنی ہر عالم والے ہمارے پیارے حضور نور علیٰ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیدائش شریف، میلاد پاک کا ذکر کر رہے تھے۔ عرش پر محفل میلاد، فرش پر محفل میلاد، فرشتوں میں محفل میلاد ہو رہی تھی اور سب کے سب خوشیاں مناتے نظر آ رہے ہیں۔ (میلاد العلم ص ۱۲)

کیا ہی خوب فرمایا ہم شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

رسل انہیں کا تو مژدہ سنانے آئے ہیں
انہیں کے آنے کی خوشیاں منانے آئے ہیں

درود شریف:

جبرئیل و میکائیل خوشیاں منانے حاضر آئے ہیں، سر جھکائے دردولت پر کھڑے ہیں، اس دولہا کا انتظار ہو رہا ہے جس کے صدقے میں یہ ساری بارات سجائی گئی ہے، ساتوں آسمان میں عرش و فرش پر دھوم مچی ہے۔

حضرات! مجازی قدرت و محبت والا اپنے محبوب کی آمد پر بہت کچھ خوشی و انبساط کے سامان مہیا کرتا نظر آتا ہے تو محب حقیقی، قادر مطلق اللہ تعالیٰ جو چھ ہزار سال پہلے بلکہ لاکھوں برس پہلے سے مراد المرادین محبوب کی ولادت پر کیا کچھ خوشی کے سامان مہیا نہ فرمائے گا۔

شیطانوں کو اس وقت جلن ہوئی تھی اور اب بھی جو شیطان ہیں ذکر میلاد شریف کے وقت جلتے نظر آتے ہیں اور ہمیشہ جلتے رہیں گے۔ (میلاد العلم ص ۱۲)

عاشق رسول سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

حضرات! غلام تو میلاد شریف کے ذکر کے وقت خوش ہو رہے ہیں۔

خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا
مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

حضرات! غلام تو اس قدر خوش ہیں جس کی کوئی انتہا نہیں۔ نہ عید رمضان میں اس قدر خوش ہوئے نہ عید قرباں میں۔ جس قدر عید میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں خوش ہیں اس لئے کہ ان غلاموں کے ہاتھ ایسا رحمت کا دامن آیا ہے کہ یہ سب گر رہے تھے اس نے بچا لیا، ایسا سنبھالنے والا ملا کہ ان کی نظیر نہیں، مثال نہیں۔

حضرات! ایک آدمی ایک کو بچا سکتا ہے، دو کو بچا سکتا ہے اور اگر کوئی شخص زیادہ طاقتور ہے تو زیادہ سے زیادہ دس بیس کو بچا لے گا۔ یہاں کروڑوں، عربوں پھسلنے والے، گرنے والے اور بچانے والے وہی ایک محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: اَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ هَلُمَّ اِلَيَّ ط یعنی میں تمہارا بند کمر پکڑے کھینچ رہا ہوں ارے میری طرف آؤ۔ (میلاد العلم پ ص:۲۰)

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

اپنی بنی ہم آپ بگاڑیں، کون بنائے بناتے یہ ہیں
لاکھوں بلائیں کروڑوں دشمن، کون بچائے بچاتے یہ ہیں

شہزادہ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جو گر رہے تھے انہیں ہاتھوں نے تھام لیا
جو گر چکے یہ ان کو اٹھانے آئے ہیں

نصیب تیرا چمک اٹھا دیکھ تو نوری
عرب کے چاند لحد کے سرہانے آئے ہیں

اعلیٰ حضرت مجدد اعظم دین وملت پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمارے حضور، آقائے کائنات، رحمت عالم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش کی خوشی میں فرشتے ساتوں آسمان میں دھوم مچارہے تھے اور عرش اعظم ذوق وشوق میں ہلتا تھا۔ ایک جھنڈا مشرق اور دوسرا مغرب اور تیسرا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا اور بتایا گیا (اعلان ہوا) کہ ان کا دار السلطنت کعبہ ہے اور ان کی سلطنت مشرق سے مغرب تک ہے اور تمام جہان انہیں کی سلطنت اور انہیں کے تابع فرمان ہے۔ (میلاد النبی، ص:۲۰)

اللہ ، اللہ شہ کونین جلالت تیری

فرش کیا عرش تک جاری ہے حکومت تیری

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

فرشتے خواہ نبی یا رسول ہوں، سب کو جو نعمت ملی ہے ہمارے حضور محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی کے دست عطا سے ملی ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نعمت اللہ ہیں

قرآن عظیم نے ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا نام نعمت اللہ رکھا، حوالہ ملاحظہ فرمایئے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا (نِعْمَةَ اللّٰهِ مُحَمَّدٌ، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) کی تفسیر میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یعنی نعمۃ اللہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہیں۔ (بخاری، ج:۲، ص:۵۶۶)

لہٰذا شاہ طیبہ رحیم وکریم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا تذکرہ کرنا گویا حکم الٰہی ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝ (پ۳۰،ع۱۸) اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنز الایمان)

اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تشریف آوری سب نعمتوں سے اعلیٰ نعمت ہے۔ (ملخصاً میلاد النبی، ص:۱۶)

سرکار اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمائے ہیں۔

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود

حق تعالیٰ کی منت پہ لکھوں سلام

محفل میلاد میں فرشتے بھی بلاتے ہیں

حضرات! ایک ہم اور تم ہی نہیں بلکہ محفل میلاد شریف کے لئے فرشتے بھی دعوت دیتے ہیں۔ فرشتوں نے جہاں بھی محفل میلاد شریف ہوتے دیکھی، ایک دوسرے کو بلاتے ہیں کہ آؤ یہاں ہم سب کا مطلوب ہے۔ پھر فرشتے اس جگہ سے آسمان تک چھا جاتے ہیں اور ذکر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں مشغول رہتے ہیں۔ ملخصا (میلاد العلوم ص ۲۲)

خوب فرمایا مرید اعلیٰ حضرت جمیل رضوی علیہ الرحمہ نے

ہے ذکر میرے لب پر ہر صبح و شام تیرا
میں کیا ہوں ساری خلقت لیتی ہے نام تیرا

فرشتے رحمت کی شیرینی بانٹتے ہیں

اے عاشقو! تم دنیا کی مٹھائی بانٹتے ہو اور فرشتے میلاد محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خوشی میں رحمت کی شیرینی تقسیم کرتے ہیں، وہ بھی عام کہ ہر کس و ناکس کو بھی حصہ دیتے ہیں۔ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ ط یعنی ان لوگوں کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں رہتا۔ خلاصہ (میلاد العلوم ص ۱۷)

حضرت آدم علیہ السلام نے مجلس میلاد قائم کی

حضرات! مجلسِ میلاد شریف آج سے نہیں بلکہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود قائم کی اور برابر قائم کرتے رہے اور ان کی اولاد میں برابر محفل میلاد ہوتی رہی اور کوئی دن ایسا نہ تھا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر حضور نہ کرتے ہوں۔ اول روز سے ہی اللہ تعالیٰ کی تعلیم تھی حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے کہ اے آدم! میرے ذکر کے ساتھ میرے حبیب و محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ذکر کیا کرو۔ (مجلس میلاد العلوم ص ۱۷)

اے ایمان والو! روز روشن کی طرح ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ محفل میلاد شریف وہی لوگ قائم کرتے ہیں اور ذکر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سنتے اور سناتے ہیں جو بہت ہی خوش نصیب ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا کہ فرشتے محفل میں دعوت دیتے ہیں اور رحمت کی شیرینی تقسیم کرتے ہیں اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی مجلس میلاد شریف قائم کی اور اپنی نیک اولاد کو محفل میلاد قائم کرنے کا حکم دیا۔

حضرات! ذکر میلاد شریف کی برکت سے اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت بڑھتی ہے اور قلب کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ جس جگہ پر میلاد ہو اس جگہ پر رحمت کی برسات ہوتی ہے۔ میلاد کی برکت سے دکھیوں کے دکھ دور ہوتے ہیں، بیماروں کو شفاء، مفلسوں کو روزی کی نعمت ملتی ہے۔ بے اولادوں کو اولاد، بے مرادوں کو مراد حاصل ہوتی ہے اور میلاد شریف کی سب سے بڑی برکت یہ ہے کہ محبوب خدا مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دیدار نصیب ہوتا ہے۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

اے ایمان والو! کلیجہ تھام کر بہت ہی غور و فکر کے ساتھ وہابی، دیوبندی، تبلیغی کا عقیدہ ملاحظہ ہو۔

وہابیوں کے نزدیک محفل میلاد ہر حال میں ناجائز و حرام ہے

وہابیوں، دیوبندیوں اور تبلیغیوں کے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں کہ۔

(۱) مجلس میلاد ہر حال میں ناجائز و حرام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج:۲، ص:۸۳)

مشہور دیوبندی مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں کہ۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد (کرشن) کنہیا کے جنم کی طرح ہے۔ (براہین قاطعہ، ص:۱۴۸، مطبوعہ دیوبند)

اہل حدیث کہلانے والوں کے محدث میاں نذیر حسین دہلوی کے شاگرد مولوی ابو یحییٰ محمد شاہ جہاں پوری لکھتے ہیں کہ۔

(۳) مجلس میلاد شریف، قیام وغیرہ بدعت و شرک ہے۔ (الارشاد الی سبیل الرشاد، ص:۴۰)

اہل حدیث کہلانے والوں کے حافظ محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ۔

(۴) میلاد محمدی کے واقعات جو بیان کئے جاتے ہیں سراسر جھوٹے ہیں اور کسی دجال کے گڑھے ہوئے ہیں۔ (اخبار محمدی، دہلی، ص:۳، ۱۵، جنوری ۱۹۴۰)

حضرات! وہابیوں کے پیر و مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ آپ حضرات کو معلوم ہو گیا ہے کہ محبوب خدا، ہمارے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف ہر حال میں نا جائز و حرام ہے مگر یہی وہابیوں کے پیر مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ ہے کہ بچوں کا جنم دن، سالگرہ منانا جائز و درست ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

(۵) بچوں کی سالگرہ منانا اور اس کی خوشی میں کھانا کھلانا جائز و درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ..، ج ..)

حضرات! وہابیوں، دیوبندیوں کے ایمان کے ساتھ، ساتھ عقل بھی برباد ہو چکی ہے کہ بچوں کا جنم دن منانا جائز اور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیدائش و میلاد منانا، نا جائز و حرام۔

خدا جب دین لیتا ہے تو عقلیں چھین لیتا ہے

اے ایمان والو! منافقوں گستاخوں نے میلاد پاک کے بارے میں کس قدر دریدہ دہنی اور بے ادبی کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس قدر بے باک اور نڈر تو یہود و نصاریٰ اور مشرکین بھی نہیں ہیں، لہٰذا ان بے ادبوں کو پہچانئے اور ان سے دور رہئے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے اور یقین رکھئے کہ ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا ذکر کرنا، نا جائز و حرام، بدعت و شرک نہیں بلکہ قرآن و سنت اور صحابۂ کرام و بزرگان دین کے اقوال و احوال سے ظاہر اور ثابت ہے کہ ذکر میلاد پاک کار خیر اور مبارک و محبوب عمل ہے۔

میلاد شریف کا بیان سنت مصطفیٰ ہے

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خبر ملی کہ آپ کے خاندان کو کسی نے برا بھلا کہا ہے

حدیث شریف (۱) : تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں کون ہوں؟ تو صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں عبد اللہ ابن عبد المطلب کا بیٹا ہوں اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی ان میں سب سے بہتر مجھے بنایا پھر مخلوق کے دو گروہ کئے، ان میں مجھے بہتر بنایا پھر ان کے قبیلے کئے اور مجھے بہتر قبیلہ میں بنایا پھر ان کے گھرانے بنائے، مجھے ان میں بہتر بنایا۔

فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَّخَیْرُھُمْ بَیْتًا ۔ تو میں ان سب میں اپنی ذات کے اعتبار اور گھرانے کے اعتبار سے بہتر ہوں۔ (ترمذی شریف، مشکوٰۃ، ص ۵۱۳)

حدیث شریف (۲): حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں پوچھا گیا۔

فَقَالَ فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسی دن پیدا ہوا اور اسی روز مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف، ص: ۱۷۹)

حدیث شریف (۳): **كُنْتُ نَبِيًّا وَّآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ** ۔ (ترمذی، ج۵، ص ۵۸۵)

یعنی میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

اور میں تمہیں اپنے ابتدا کی خبر دیتا ہوں، میں دعائے ابراہیم کا نتیجہ ہوں اور میں بشارت عیسیٰ ہوں اور میں اپنی والدہ کا خواب ہوں جو میری والدہ نے میری ولادت کے وقت دیکھا تھا۔

وَوَضَعَتْهُ نُوْرًا اَضَاءَتْ مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ ○

اور والدہ ماجدہ سے میری ولادت کے وقت ایسا نور ظاہر ہوا تھا جس کی روشنی سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ (مسند امام احمد، ج۴، ص: ۱۲۷، دلائل النبوۃ، ج۱، ص: ۸۳، مشکوٰۃ، ص: ۵۱۳)

اے ایمان والو! ان احادیث کریمہ سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی میلاد کا ذکر فرمایا اور حدیث شریف میں سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی ولادت کے وقت رونما ہونے والے واقعات اور ظاہر ہونے والے نور کا تذکرہ بھی فرما دیا۔ تو صاف طور پر پتہ چلا کہ محفل میلاد کو کنہیا کے جنم کی طرح کہنے والا کافر و مرتد ہے اور میلاد شریف کے نورانی واقعات کو جھوٹا ثابت کرنا اور دجال کا گڑھا ہوا کہنا اللہ و رسول جل جلالہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جھوٹا اور دجال کہنا ہوا اور اس طرح کی بات بد بخت منافق اور مرتد جہنمی ہی کہہ سکتا ہے۔

ائمہ و محدثین کی نظر میں میلاد شریف کی اصل

مشہور مفسر حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ شیخ الاسلام علامہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میلاد شریف کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ذکر میلاد شریف کی اصل صحیح بخاری، صحیح مسلم سے ثابت ہے کہ حضور آقائے کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو عاشوراء کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں سے پوچھا کہ تم روزہ کیوں رکھتے ہو؟ تو یہودیوں نے جواب دیا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کامیابی دی، ہم اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لئے اس کا روزہ رکھتے ہیں۔ تو اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ کسی خاص دن میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے احسان و اکرام کا عطا ہونے سے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لانا چاہئے اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا زیادہ مناسب ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر نماز و سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن کریم اور دوسری عبادتوں کے ذریعہ بجالایا جاسکتا ہے۔

وَاَیُّ نِعْمَۃٍ اَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَۃِ بِبُرُوْزِ ھٰذَا النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الَّذِیْ ھُوَ نَبِیُّ الرَّحْمَۃِ فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ (حسن المقصد فی عمل المولد، ص ۶۳)

یعنی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ اس دن (خوش ہو کر) ضرور سجدہ بجالانا چاہئے۔

مشہور محدث امام نووی کے استاذ امام ابوشامہ کا قول

کہ ہمارے زمانے کے اچھے کاموں میں ایک اچھا کام یہ ہے جو میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دن کئے جاتے ہیں یعنی صدقہ و خیرات و بھلائی کے کام کرنا اور خوشی کا اظہار کرنا اور اس میں اس بات کا ثبوت ہے کہ ذکرِ میلاد کرنے والے کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت و تعظیم ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر بھی ادا کرتا ہے کہ اَلَّذِیْ اَرْسَلَہٗ رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ یعنی اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعٰلمین کو دیکر ہم پر احسان فرمایا۔ (سیرت حلبی، ص: ۱۰۰، سیرت نبوی، ص: ۴۵)

امام ذہبی اور امام ابنِ کثیر کا قول

امام ذہبی اور امام ابن کثیر لکھتے ہیں کہ نیک و صالح بادشاہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی ابو سعید مظفر ہر سال بڑے تزک و احتشام سے محفل میلاد شریف منعقد کرتے تھے۔

وَکَانَ یَصْرِفُ عَلَی الْمَوْلِدِ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ ثَلٰثَۃَ مِئَۃِ اَلْفِ دِیْنَارٍ۔

(البدایہ والنہایہ، ج: ۹، ص: ۱۸، سیر اعلام النبلاء، ج: ۱۶، ص: ۲۷۴)

اور ہر سال محفل میلاد شریف پر تین لاکھ دینار خرچ کرتے تھے۔

حضرات! جلیل القدر ائمہ کرام اور محدثین عظام کے اقوال و بیانات سے صاف ظاہر اور ثابت ہوا کہ ذکر میلاد شریف کار خیر اور محبوب عمل ہے۔

برکاتِ میلاد شریف

اے ایمان والو! ذکرِ میلاد شریف سے رحمت و برکت کا نزول ہوتا ہے اور جس مکان اور جگہ میں محفل میلاد شریف منعقد ہوتی ہے۔ وہ مکان اور جگہ انوار و برکات کا گہوارا بن جاتے ہیں۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرورِ عالم کا میلاد سناتے ہیں

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

﴿ ۳ ﴾
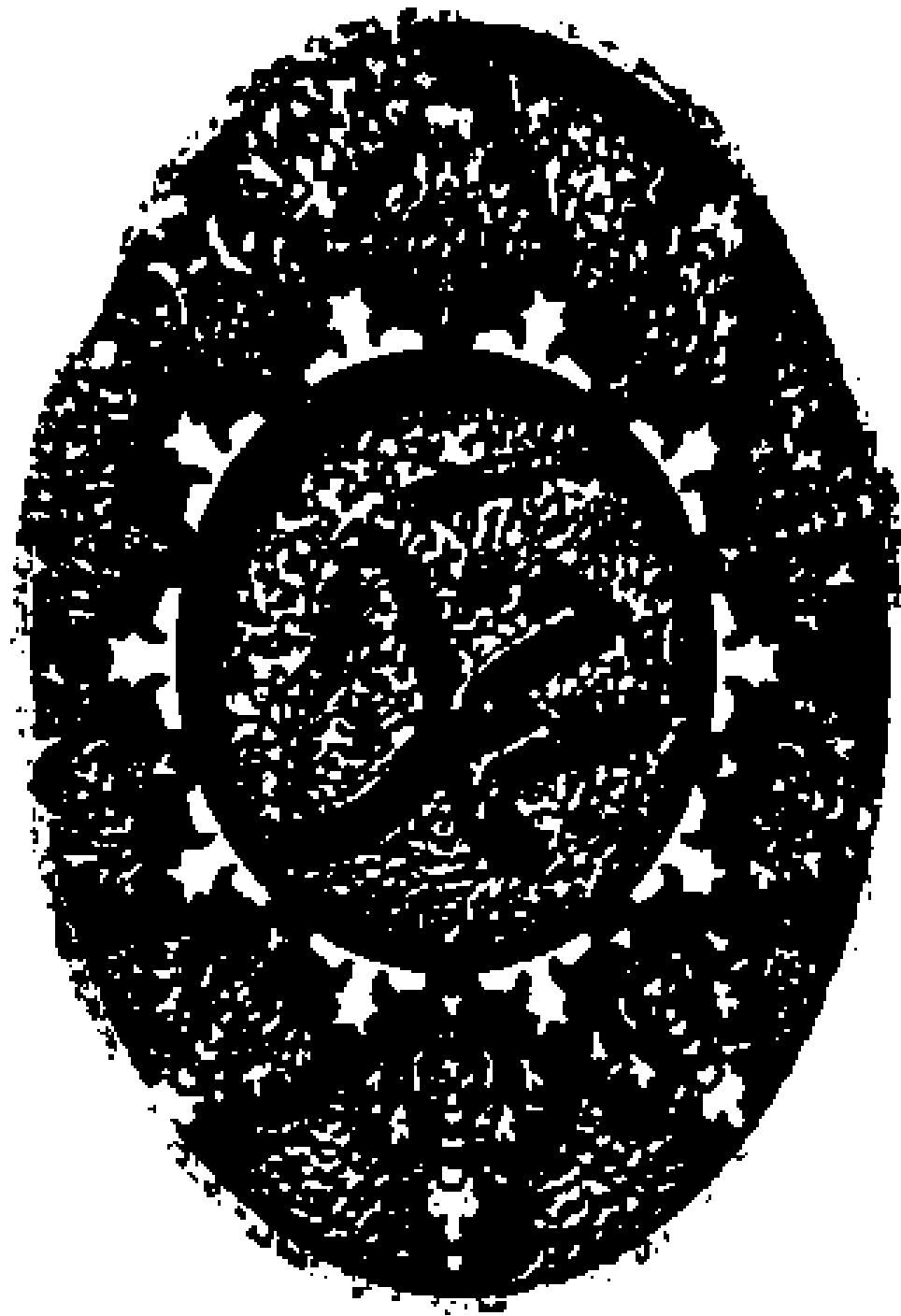
ربیع الاول شریف

دوسرا جمعہ.................................دوسرا بیان
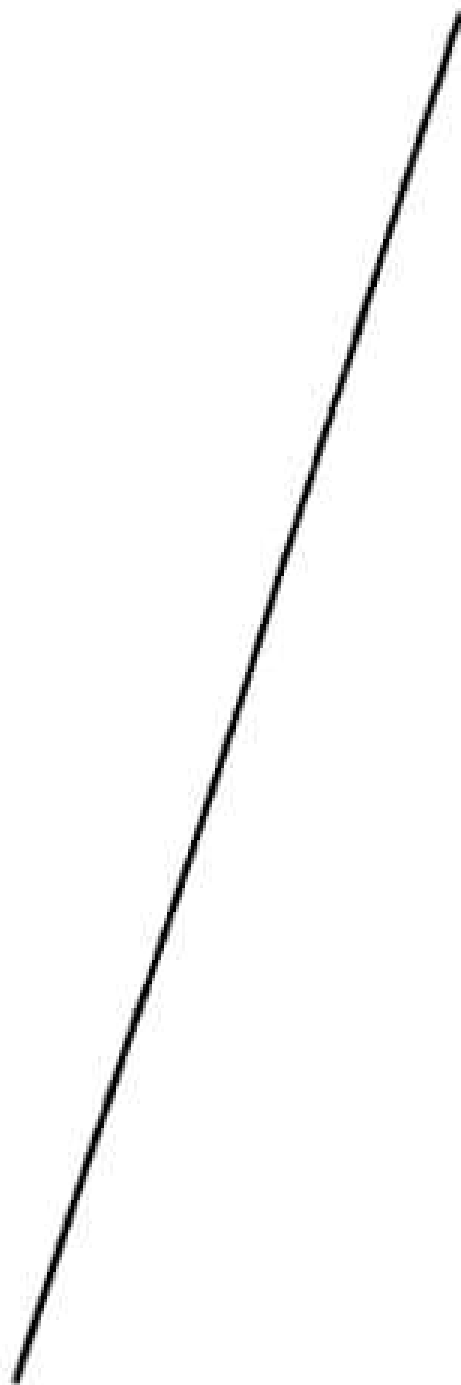
برکاتِ میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۝ (پ ۶، ع ۷)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اے ایمان والو! ذکر میلاد شریف سے رحمت و برکت کا نزول ہوتا ہے اور جس مکان اور جگہ میں محفل میلاد شریف ہوتی ہے وہ مکان اور جگہ انوار و برکات کا گہوارہ بن جاتے ہیں۔ اور میلاد شریف پر خوشی کا اظہار کرنے سے دنیا و آخرت کے غم و مصیبت سے آزادی ملتی ہے اور جنت نعیم کا حقدار بھی بنا دیا جاتا ہے۔

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلماں کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

درود شریف:

محدث امام ابن جوزی کا قول

ہمیشہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، شام، یمن، غرض مشرق سے مغرب تک عرب کے تمام باشندے میلاد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے آئے ہیں۔ جب ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہیں تو ان کی خوشی کی انتہا نہیں رہتی۔

وَيَهْتَمُّوْنَ اِهْتِمَامًا بَلِيْغًا عَلَى السَّمَاعِ وَالْقِرَاءَةِ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَنَالُوْنَ بِذَالِكَ اَجْرًا جَزِيْلًا وَّ فَوْزًا عَظِيْمًا (المیلاد النبوی، ص:۵۸)

اور ذکر میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا خصوصی اہتمام کرتے ہیں اور بے پناہ اجر و کامیابی حاصل کرتے ہیں۔

محدث حضرت ابن جوزی کا دوسرا قول

مِنْ خَوَاصِّهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِيْ ذَالِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰى عَاجِلَةٌ بِنَيْلِ الْبُغْيَةِ وَالْمَرَامِ (سیرت حلبیہ، ص:۷۰)

یعنی میلاد شریف کی برکتوں میں سے یہ ہے کہ سال بھر امن رہے گا اور مرادیں پوری ہونے کی خوش خبری ہے۔

امام شمس الدین السخاوی کا قول

جلیل القدر محدث حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ ہمیشہ اہل اسلام ماہ میلاد کی راتوں میں طرح طرح کے صدقات و خیرات کرتے ہیں اور خوشیوں کا اظہار کرتے ہیں اور کثرت سے نیکیاں کرتے ہیں جس کے سبب بے شمار برکتیں اللہ تعالیٰ کے عظیم فضل کی شکل میں ظاہر ہوتی ہیں۔

اَنَّهٗ اَمَانٌ تَامٌّ فِيْ ذَالِكَ الْعَامِ وَبُشْرٰى تَعْجِيْلٍ بِنَيْلِ مَا يَنْبَغِيْ وَيُرَامُ ٥

(المورد الروی فی مولد النبی، ص:۲۲، سبل الہدیٰ والرشاد، ج۱، ص:۳۶۳)

یعنی بے شک اس پورے سال امن ہی امن رہے گا اور مرادیں پوری ہونے کی بشارت بہت جلد حاصل ہوگی۔

حضرات! جلیل القدر ائمہ کرام اور محدثین عظام کے اقوال و بیانات سے روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوا کہ ذکر میلاد شریف کار خیر اور محبوب عمل ہے۔

میلاد شریف کی برکت سے ثویبہ کی آزادی

آقائے کائنات رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو آپ کے چچا ابولہب کو اس کی کنیز ثویبہ نے آکر بتایا، میرے آقا آپ کے مرحوم بھائی عبداللہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر بہت ہی حسین وجمیل فرزند پیدا ہوا ہے۔ ابولہب اس خبر کو سن کر اس قدر خوش ہوا کہ ثویبہ کو آزاد کر دیا۔

حضرات! سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب نے آقائے کائنات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت کو تسلیم نہیں کیا تھا بلکہ اس لعین نے اپنی ساری زندگی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی دشمنی میں صرف کر دی تھی۔ ایسا سخت کافر کہ قرآن مجید میں پوری سورہ " تَبَّتْ يَدَا اَبِيْ لَهَبٍ " اس کی مذمت میں اتری باوجود اس کے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی میلاد شریف کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو حاصل ہوا ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حدیث شریف نقل فرماتے ہیں۔

فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهُ بَعْضُ اَهْلِهِ بِشَرِّ حِيْبَةٍ قَالَ لَهُ مَاذَا لَقِيْتَ؟ قَالَ اَبُوْ لَهَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَكُمْ خَيْرًا غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهِ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ ○ (بخاری شریف، ج۲، ص۷۶۴)

یعنی جب ابولہب مرا تو اس کے بعض گھر والوں نے اس کو خواب میں بہت برے حال میں دیکھا، پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا: تم سے علیحدہ ہو کر مجھے کوئی بھلائی نہیں ملی ہاں مجھے اس (کلمے کی انگلی) سے پانی ملتا ہے جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اس لئے کہ میں نے (اس انگلی کے اشارے سے) ثویبہ کو آزاد کیا تھا۔

اے ایمان والو! غور فرمایئے ابولہب کافر تھا، ہم مومن۔ وہ دشمن، ہم غلام۔ اس نے بھتیجے کے پیدا ہونے کی خوشی کی تھی نہ کہ رسول اللہ ہونے کی۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں۔

حضرات! جب دشمن اور کافر کو ولادت کی خوشی کرنے کا اتنا فائدہ پہنچ رہا ہے تو ہم غلاموں کو کس قدر فائدہ پہنچیگا

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

میلاد شریف سے خوش ہونے والا جنت میں داخل کیا جائیگا

حافظ الحدیث ابوالخیر شمس الدین جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب کافر ابولہب ولادت کی خوشی کرنے

سے انعام دیا گیا تو اس موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا؟ جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف سے خوش ہوکر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت میں اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرتا ہے فرماتے ہیں۔

لَعَمْرِیْ اِنَّمَا یَکُوْنُ جَزَاءُهٗ مِنَ اللّٰهِ الْکَرِیْمِ اَنْ یُّدْخِلَهٗ بِفَضْلِهِ الْعَمِیْمِ جَنَّاتِ نَعِیْمٍ ۝

یعنی میری جان کی قسم اللہ کی طرف سے اس کی جزا یہی ہوگی کہ اللہ اپنے فضل عمیم سے اس کو جنتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔ (زرقانی علی المواہب، ج ۱، ص ۱۳۹)

مشہور عاشق رسول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا قول

یعنی ابولہب جو کافر تھا اور جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا، جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشی اور کنیز کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا۔

تا حال مسلمان کہ مملواست بمحبت وسرور وبذل مال دروے چہ باشد (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۱۹)

تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں محبت سے مال خرچ کرتا اور میلاد شریف کرتا ہے۔

مسلمان ہمیشہ سے محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں

امام المحدثین حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمیشہ سے اہل اسلام حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں محافل میلاد شریف کا اہتمام کرتے آئے ہیں، کھانا کھلاتے ہیں اس کی راتوں میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں اور اظہار مسرت اور نیکیوں میں کثرت کرتے ہیں، میلاد شریف کے چرچے کئے جاتے ہیں، ہر مسلمان میلاد شریف کے برکات سے فیضیاب ہوتا ہے۔

وَمِمَّا جُرِّبَ مِنْ خَوَاصِّهٖ اَنَّهٗ اَمَانٌ فِیْ ذَالِکَ الْعَامِ وَبُشْرٰی بِنَیْلِ الْبُغْیَةِ وَالْمَرَامِ ۝

(المواہب اللدنیہ، ج ۱، ص ۱۴۷)

یعنی میلاد شریف کی مجرب چیزوں میں سے یہ بھی ہے کہ جس سال میلاد منایا جائے وہ سال امن سے گزرتا ہے اور نیک مقاصد اور دلی خواہشات کی فوری تکمیل کے لئے بشارت ہے۔

میلاد شریف کی برکت سے سال بھر امان رہے گا

عاشق رسول حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ربیع الاول شریف کی بارہ تاریخ کو خوشی کا اظہار کرنا، مساکین کو کھانا کھلانا، محفل میلاد منعقد کرنا اور کثرت سے درود شریف پڑھنا باعث ثواب ہے۔
میلاد شریف کی برکت سے اللہ تعالیٰ سال بھر حفظ وامان عطا فرمائے گا اور اس شخص کے تمام جائز مقاصد پورا فرمائے گا۔ (ملخصا ماثبت من السنۃ ص:۵۹)

میلاد شریف منانے والا
حضرت صدیق اکبر کے ساتھ جنت میں ہوگا

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ امیر المومنین یار غار و مزار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ جس شخص نے ہمارے مشفق و مہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف پڑھنے پر ایک درہم بھی خرچ کیا وہ شخص جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔ (النعمۃ الکبریٰ ص:۷ مطبوعہ ترکی)
حضرات! سبحان اللہ سبحان اللہ! کتنی برکتیں اور رحمتیں ہیں میلاد شریف منانے میں درہم و دینار خرچ کرنے اور کھلانے، پلانے پر کہ اس شخص کو جنت میں اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پیارے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ نصیب ہوگا۔

امیر المومنین عمر فاروق اور میلاد شریف کی تعظیم

امیر المومنین مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے ہمارے رحیم و کریم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی تعظیم کی اس شخص نے گویا اسلام کو زندہ کردیا۔ (النعمۃ الکبریٰ ص:۷ مطبوعہ ترکی)

حضرت حسن بصری اور میلاد شریف پر خرچ

امیر الاولیاء حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔
کاش! میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہوتا اور میں اسے ہمارے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف پڑھنے پر خرچ کردوں۔ (النعمۃ الکبریٰ ص:۸ مطبوعہ ترکی)

میلاد شریف کی برکت سے ایمان پر خاتمہ ہوگا

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص ہمارے سرکار، امت کے غم خوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محفل میلاد شریف میں حاضر ہوا اور اس کی تعظیم وتوقیر کرے تو وہ شخص ایمان کے ساتھ کامیاب ہوگا۔ (یعنی اس کا خاتمہ ایمان پر ہوگا) (النعمۃ الکبریٰ، ص:۸، مطبوعہ ترکی)

علامہ اسمٰعیل حقی کا قول کہ میلاد شریف کرنا نبی کی تعظیم ہے

مشہور عالم ربانی حضرت علامہ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کرنا بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی تعظیم ہے۔ وَقَالَ الْاِمَامُ السُّیُوْطِیْ یُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّکْرِ لِمَوْلِدِهٖ عَلَیْهِ السَّلَام ۝ اور امام سیوطی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے فرمایا کہ ہمارے لئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ (روح البیان شریف، ج:۵، ص:۳۶۱)

اے ایمان والو! صدیق وعمر اور ائمہ ومحدثین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اقوال واحوال سے روز روشن سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہوگیا کہ شاہ طیبہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کا ذکر شریف کرنا بدعت وگناہ نہیں بلکہ صحابہ اور بزرگوں کی سنت ہے اور محبوب مصطفیٰ امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ جنت میں رہنے کا ذریعہ ہے اور مرید مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان کی روشنی میں اسلام کو زندہ کرنا ہے اور عاشق آل مصطفیٰ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق ایمان پر خاتمہ کا سبب ہے۔

حضرات! اس لئے ہم سنی مسلمان میلاد شریف مناتے ہیں اور صبح قیامت تک مناتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

مشک فارس زلزلے ہوں نجد میں
ذکر آیات ولادت کیجئے
کیجئے چرچا انہیں کا صبح و شام
جان کافر پر قیامت کیجئے
غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضرات! اب میں اس علامہ اور محدث کا قول و بیان پیش کرنے جا رہا ہوں جن کو وہابی، دیو بندی اور تبلیغی بھی اپنا بزرگ اور پیشوا کہتے ہیں اور اپنی کتابوں میں لکھتے ہیں، ملاحظہ فرمایئے۔

میلادِ مصطفیٰ منانے سے نبی خوش ہوتے ہیں

حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والد شاہ عبد الرحیم کا واقعہ تحریر فرماتے ہیں کہ۔

میرے والد محترم بارہ ربیع الاول شریف کے موقع پر حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا یومِ ولادت مناتے تھے اور کھانا پکا کر غرباء و مساکین میں تقسیم کرتے تھے۔

ایک سال ایسا آیا کہ آپ کے پاس کھانا کھلانے کا انتظام نہیں تھا اور آپ کے پاس صرف دو پیسے تھے، آپ نے انہیں دو پیسے سے بھونے ہوئے چنے منگوائے اور ان کو میلاد شریف کی برکات حاصل کرنے کے لئے محفل میں تقسیم کرا دئے۔ جب رات کو سوئے تو حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل ہوا اور خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سامنے وہی بھونے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر فرماتے ہیں۔

نعم ما فعلت یا عبد الرحیم ط یعنی اے عبد الرحیم تو نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ (الدر الثمین، ص: ۴۰)

حضرات! میلاد شریف منانے پر اعتراض کرنا بد دینی اور جہالت ہے اور مخالف کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ واقعہ سے سبق حاصل کرنا چاہئے کہ میلاد شریف میں کھانا کھلانا اور تبرک تقسیم کرنا چاہئے، چاہے کتنا ہی ادنیٰ کیوں نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں بہت ہی محبوب و مقبول عمل ہے۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا
صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا
نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

مشہور عاشق رسول علامہ یوسف بن اسمٰعیل نبہانی کا قول

لَا زَالَ اَھْلُ الْاِسْلَامِ یَحْتَفِلُوْنَ بِشَھْرِ مَوْلِدِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَیَعْمَلُوْنَ الْوَلَائِمَ وَیَتَصَدَّقُوْنَ فِیْ لَیَالِیْہِ بِاَنْوَاعِ الصَّدَقَاتِ وَیُظْھِرُوْنَ السُّرُوْرَ وَیَزِیْدُوْنَ فِی الْمَبَرَّاتِ وَیَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَۃِ مَوْلِدِہِ الْکَرِیْمِ ط (الانوار المحمدیہ، ص:۲۹)

یعنی ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینہ میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں اور خوشی مناتے ہیں۔ نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔

حضرت سید احمد زینی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول

عَمَلُ الْمَوْلِدِ وَاجْتِمَاعُ النَّاسِ لَہٗ کَذٰلِکَ مُسْتَحْسَنٌ ط (سیرت نبوی، ص:۴۵)

میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

حضرات! دیوبندیوں کے پیر و مرشد ہیں حاجی صاحب وہ میلاد شریف کے بارے میں کیا کہتے ہیں ملاحظہ کیجئے فرمایا کہ مولد شریف تمام اہل حرمین (یعنی مکہ و مدینہ والے) کرتے ہیں اس قدر ہمارے لئے حجت (دلیل) کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے۔ (شمائم امدادیہ، ص:۹۳)

اور حاجی صاحب فرماتے ہیں کہ۔

فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہے بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص:۹)

جس مسلماں کے گھر عید میلاد ہو
اس مسلمان کی قسمت پہ لاکھوں سلام

وہ لوگ خدا شاہد قسمت کے سکندر ہیں
جو سرور عالم کا میلاد مناتے ہیں

مخالف کا اعتراض

حضرات! ہمارا مخالف کہتا ہے کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں مگر سنی بریلوی حضرات نے تیسری عید بھی گڑھ لی اور بنالی یہ بدعت سنی بریلوی مولویوں نے اپنی روٹی بوٹی کے لئے ایجاد کیا ہے ورنہ شریعت میں صرف دو عیدیں ہی ہیں۔

مخالف سے گزارش: وہابی دیوبندی، تبلیغی حضرات کے لئے درسِ عبرت ہے کہ ان کے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہر سال محفل میلاد شریف کا انعقاد کرتے تھے اور برکات حاصل کرتے اور قیام بھی کرتے۔ جس میں لطف ولذت حاصل کرتے، تو ان مخالفوں کو کم سے کم اپنے پیرومرشد ہی کی مان کر توبہ کر لینا چاہئے

حضرات! مخالف کے سوالوں کے جواب کے لئے یہ آیت کریمہ کافی ہے، ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے کلمہ پڑھنے والے حواریوں کے لئے جنتی کھانا خوان نعمت اترنے کے لئے دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰیَۃً مِّنْکَ ج (پ۷، ع۵)

ترجمہ: اے اللہ! اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو، ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی۔ (کنزالایمان)

حضرات! غور وفکر کا مقام ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں پر جس دن جنت سے خوان اترا یعنی جنتی کھانا اترا تو قرآن کریم کہتا ہے کہ وہ دن ان کے اگلوں، پچھلوں کے لئے عید بن گیا اور جس روز محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد شریف ہوئی، کیوں نہ وہ دن عیدوں کی عید اور عیدوں کی جان بن جائے جس پر سب عیدیں قربان ہوں۔

استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

قربان اے دوشنبے تجھ پر ہزار جمعے
وہ فضل تو نے پایا صبح شب ولادت

پیارے ربیع الاول تیری جھلک کے صدقے
چمکا دیا نصیب صبح شب ولادت

درود شریف:

معلوم ہوا کہ یہ کہنا کہ اسلام و شریعت میں صرف دو عیدیں ہی ہیں بالکل غلط ہے بلکہ جمعہ مبارکہ کے دن کو بھی اسلام نے مسلمانوں کے لئے عید کا دن فرمایا ہے، منافقوں کے لئے نہیں۔ ملاحظہ فرمائیے۔

جمعہ کا دن بھی عید ہے: ہمارے غم خوار نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جمعوں میں سے ایک جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ۔

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ جَعَلَهُ اللّٰهُ عِيْدًا ط

اے مسلمانوں کے گروہ بے شک یہ دن وہ ہے جس کو اللہ نے عید بنایا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص:۱۲۳)

حضرات! مومنوں کے لئے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صاف طور پر فرمادیا کہ مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن عید ہے۔

جمعہ اور عرفہ کا دن عید ہے: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ط پڑھا آپ کے پاس ایک یہودی موجود تھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بناتے۔

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاِنَّمَا نَزَلَتْ فِيْ يَوْمِ عِيْدَيْنِ فِيْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَيَوْمِ عَرَفَةَ ○ (ترمذی، مشکوٰۃ، ص:۱۲۱)

یعنی تو ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ آیت جس دن اتری اس دن دو عیدیں جمع تھیں، ایک جمعہ اور ایک عرفہ کا دن۔

حضرات! ان مبارک حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اسلام میں صرف دو عیدیں ہی نہیں ہیں بلکہ جمعہ کا اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کے لئے عید ہے۔ مگر صرف مسلمانوں کے لئے، منافقوں کے لئے نہیں۔

اے ایمان والو! رمضان شریف میں ایک بابرکت رات ہے جس کو شب قدر کہتے ہیں، وہ رات نزول قرآن کی رات ہے، اللہ تعالیٰ نے اس رات کی عظمت بیان کی ہے۔

لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ○ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ (پ ۳۰، سورۂ قدر، رکوع ۲۲)

حضرات! رمضان شریف میں ایک برکت والی رات، شب قدر ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے شب قدر کی عظمت و بزرگی کو ہزار مہینوں سے افضل بیان فرمایا۔

ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شب قدر کی برکت و رحمت کو بیان فرمایا: مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ○ یعنی جس شخص نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے کھڑے ہو کر عبادت کی تو اس کے پہلے کے گناہ بخش دیے گئے۔ (بخاری شریف، ج:۱، ص:۲۷۰)

حضرات! مخالف لوگ، نزولِ قرآن کا دن تو مناتے ہیں مگر صاحب قرآن، محبوب رحمٰن محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا دن منانے کو بدعت وگمراہی اور فضول خرچی کہتے نظر آتے ہیں۔

سچ اور حق بات تو یہ ہے کہ صاحب قرآن، محبوب رحمٰن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر تشریف نہ لاتے تو نہ رمضان ملتا اور نہ ہی قرآن نصیب ہوتا۔ آج ہم کو رمضان شریف جیسا مبارک مہینہ ملا اور قرآن مجید جیسی مقدس کتاب نصیب ہوئی تو یہ سب صدقہ ہے صاحب قرآن، محبوب رحمٰن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد پاک کا، میلاد پاک کا۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

شب میلاد، شب قدر سے افضل ہے

امام المحدثین حضرت علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

اِنَّ لَيْلَةَ مَوْلِدِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ مِنْ وُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ ۝ یعنی بیشک میلاد مصطفیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی رات تین وجوہ کی بنیاد پر شب قدر سے افضل ہے۔ (المواہب اللدنیہ، ج:۱، ص:۱۴۵)

(۱) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی رات وہ مبارک رات ہے جس میں محبوب خدا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد ہوئی جب کہ شب قدر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا کی گئی۔ لہٰذا وہ رات جس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آمد کا شرف ملا اس رات سے زیادہ افضل ہوگی جس کو آپ کے صدقے سے فضیلت دی گئی۔ پس اس میں کوئی نزاع نہیں کہ۔

(۲) اگر شب قدر کی فضیلت اس سبب سے ہے کہ اس میں فرشتوں کا نزول ہوتا ہے تو شب میلاد شریف کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں صاحب قرآن محبوب رحمٰن، رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا میں جلوہ فرما ہوئے جس کی وجہ سے شب میلاد شریف کو وہ شرف و بزرگی حاصل ہوئی جو شب قدر کی فضیلت سے کہیں زیادہ افضل واعلیٰ ہے۔

لہٰذا شب میلاد شریف شب قدر سے افضل ہے۔

(۳) شب قدر کے سبب امتِ محمدیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فضیلت بخشی گئی اور شب میلاد شریف سے تمام موجودات کو فضیلت سے نوازا گیا، ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعٰلمین بنا کر بھیجا تو اس رحمت کو تمام کائنات کے لئے عام کردیا گیا۔

پس ثابت ہوا کہ نفع دینے میں شب ولادت شب قدر سے بہت زیادہ ہے۔
لہٰذا شب میلاد شریف شب قدر سے افضل ہے۔
محدث، امام حضرت علامہ زرقانی اور حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے بھی اسی طرح لکھا ہے کہ
اِنَّ لَیْلَةَ مَوْلِدِہٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَفْضَلُ مِنْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ مِنْ وُجُوْہٍ ثَلَاثَةٍ ط
(زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج:۱، ص:۲۵۵، جواہر البحار، ج:۳، ص:۴۲۳)
یعنی بیشک میلاد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رات تین وجوہ کی بنیاد پر شب قدر سے افضل ہے۔
حضرت امام طحاوی نقل فرماتے ہیں کہ شب قدر افضل ہے پھر شب معراج پھر شب عرفہ پھر شب جمعہ پھر شب برأت پھر شب عید ہے اور
اِنَّ اَفْضَلَ اللَّیَالِیْ لَیْلَةُ مَوْلِدِہٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ط (جواہر البحار، ج:۳، ص:۴۲۶)
یعنی بے شک ان تمام راتوں میں سب سے زیادہ افضل شب میلاد شریف ہے۔
مشہور عاشق رسول حضرت امام یوسف ابن اسمٰعیل نبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ
وَلَیْلَةُ مَوْلِدِہٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ مِنْ لَیْلَةِ الْقَدْرِہ (انوار محمدیہ ص:۲۸)
اور شب میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب قدر سے افضل ہے۔
حضرات! شب قدر کی فضیلت کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں فرشتے اترتے ہیں اور رحمت نازل ہوتی ہے جس کی وجہ سے شب قدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔
اور ہمارے پیارے حضور نبی دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فضیلت و بزرگی کا یہ عالم ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مزار اقدس کی زیارت کے لئے ستر ہزار فرشتے صبح اور ستر ہزار فرشتے شام کو اترتے ہیں۔ اور مزار انور و اقدس پر حاضری دیتے ہیں اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے رہتے ہیں۔
تو معلوم ہوا کہ فرشتے دربار مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے خادم ہیں تو خادم فرشتے جس رات میں اتریں تو وہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہو جائے اور آقائے کائنات رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جس رات میں تشریف لائے اس رات کو کچھ فضیلت نہ ہو؟
حضرات! حق و سچ تو یہ ہے کہ ہمارے حضور، آقائے کائنات مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کی رات اور مہینہ پر کروڑوں اربوں مہینوں کی عظمت و بزرگی قربان۔

اور ایک خاص بات یہ ہے کہ شب قدر کی برکت ورحمت فقط اہل ایمان کے لئے ہے اور باقی انسان اس سے محروم رہتے ہیں۔ مگر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت ورحمت ایمان والے بھی حاصل کرتے ہیں اور ساری کائنات حاصل کرتی نظر آتی ہے۔ استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

عرش عظیم جھومے کعبہ زمین چومے
آتا ہے عرش والا صبح شب ولادت

جبریل سر جھکائے قدسی پرے جمائے
ہیں سر و قد ستادہ صبح شب ولادت

کس واب کس ادب سے کس جوش کس طرب سے
پڑھتے ہیں ان کا کلمہ صبح شب ولادت

درود شریف:

یوم میلاد، یوم عید ہے

عاشق رسول، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

فَرَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأً اِتَّخَذَ لَيَالِيْ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكِ اَعْيَادًا لِيَكُوْنَ اَشَدُّ غَلْبَةً عَلٰى مَنْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَعِنَادٌ ط (ماثبت من السنۃ، ص:۶۰)

یعنی اللہ تعالیٰ (خوب) رحمتوں سے اس شخص کو نوازے جس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے میلاد شریف کے مبارک مہینہ کی راتوں کو عید بنایا تا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بغض وعناد کی بیماری ہے ان کو سخت چوٹ لگے۔

(۲) فدائے رسول حضرت امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

فَرَحِمَ اللّٰهُ اِمْرَأً اِتَّخَذَ لَيَالِيْ شَهْرِ مَوْلِدِهِ الْمُبَارَكَةِ اَعْيَادًا ط (انوار محمدیہ، ص:۲۹)

یعنی اللہ تعالیٰ اس شخص کو رحمتوں سے مالا مال کرے جس شخص نے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی میلاد شریف کے مہینہ کی راتوں کو عید بنایا۔

حضرات! انصاف۔ انصاف کہ کیا صرف دو عیدیں ہیں؟ یہ مخالف کا بہت بڑا دھوکہ ہے۔

احادیث طیبہ اور بزرگوں کے اقوال واحوال سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ اسلام میں صرف

دو عیدیں ہی نہیں ہیں بلکہ جمعہ کا روز، عرفہ کا دن اور میلاد شریف کے مہینہ کی تمام راتیں اور سارے دن عید کے ہیں۔

خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن بریلوی نے:

پھولوں سے باغ مہکے شاخوں پہ مرغ چہکے
عہد بہار آیا صبح شب ولادت

عالم کے دفتروں میں ترمیم ہو رہی ہے
بدلا ہے رنگِ دنیا صبح شب ولادت

آمد کا شور سن کر گھر آئے ہیں بھکاری
گھیرے کھڑے ہیں رستہ صبح شب ولادت

درود شریف:

اللہ تعالیٰ عید منانے کا حکم دیتا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ط (پ۱۱، ع۱۰)

ترجمہ: تم فرماؤ! اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں۔ (کنز الایمان)

حضرات! اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ کے فضل و رحمت کے ملنے پر عید منانا، خوشی کا اظہار کرنا حکمِ الٰہی ہے اور شاہ طیبہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات گرامی مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا فضل و رحمت ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

وما توفيقي إلا بالله
١٤١٧

اجمالی فہرست (جلد اول)

(۱) محرم الحرام

(۲) صفر المظفر

(۳) ربیع الاول شریف

(۴) ربیع الآخر شریف

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

چوتھا جمعہ .... پہلا بیان

برکات رضا عت

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ○ (پ۳۰، رکوع ۱۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

عاشقِ رسول امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

زرع شاداب و ہر ضرع پر شیر سے
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام

بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

درود شریف:

اللہ تعالیٰ کی جانب سے حضرت حلیمہ چُن لی گئیں

ہمارے آقا مشفق ومہربان نبی، رحیم وکریم رسول، احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سات دن اپنی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا دودھ نوش فرمایا اور چند روز حضرت ثویبہ کا دودھ پیا اور اس کے بعد یہ نیکی اور بزرگی حضرت حلیمہ سعدیہ کو حاصل ہوئی کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دودھ پلانے کے لئے چُن لی گئی تھیں

حضرات! عرب کے دستور کے مطابق قبیلۂ بنی سعد بن بکر کی چند عورتیں جن میں ایک حلیمہ بھی تھیں مکہ میں بچے لینے کی غرض سے آئیں۔ حلیمہ کے ساتھ ان کے شوہر اور ان کے دودھ پیتے بیٹے (عبداللہ) بھی تھے۔

حضرت حلیمہ فرماتی ہیں کہ ہم ایک دراز گوش اور ایک لاغر اونٹنی پر سوار ہو کر آئے تھے، خشک سالی کی وجہ سے سواری کا چلنا دشوار تھا اور خود میرا یہ حال تھا کہ مجھ کو اتنا دودھ بھی نہیں آتا تھا کہ میرے بچے کا پیٹ بھر سکے۔

چنانچہ وہ بھوک کی شدت سے ہر وقت روتا اور اس کے رونے کی وجہ سے نہ رات کو چین کی نیند آتی اور نہ دن کو آرام ملتا، میری سواری لاغر اور کمزور تھی جس کی وجہ سے میں پیچھے رہ گئی اور دوسری عورتیں مجھ سے پہلے مکہ میں پہنچ گئی تھیں۔ اس لئے انہوں نے سب بچوں کو حاصل کر لیا اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کسی عورت نے نہ لیا کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یتیم تھے اور جس وقت میں مکہ میں پہنچی اس وقت آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے علاوہ اور کوئی بچہ نہ تھا اور میں نے اس یتیم کو ہی لے لیا۔

حضرات! زمانہ کہتا ہے کہ ان عورتوں نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہیں لیا اور میں کہتا ہوں کہ میرے مصطفیٰ کریم نے ان عورتوں کی خدمت کو پسند نہیں فرمایا۔

اور دوسری بات یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ نے میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو لے لیا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ میرے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت حلیمہ سعدیہ کو اپنی خدمت کے لئے پسند فرمایا اور ان کا دودھ نوش فرما کر ہمیشہ کے لئے امام الانبیاء کی رضاعی ماں ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

چنانچہ جب حلیمہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے پاس گئیں تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دودھ سے زیادہ سفید گرم کپڑے میں لپٹے ہوئے سبز حریر پر سیدھے سو رہے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا رحمت والا ہاتھ سینہ مبارک پر تھا اور آپ سے کستوری کی سی نہایت پاکیزہ خوشبو مہک رہی تھی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حسن و

جمال کا یہ عالم تھا کہ میں دیکھتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر فدا اور فریفتہ ہو گئی۔ قریب ہو کر میں نے اپنا ہاتھ پیار اور نرمی سے آپ کے سینۂ انور پر رکھ دیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تبسم فرمایا اور اپنی مبارک آنکھیں کھول دیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جس کی شعاعیں آسمان تک پہنچیں اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میری طرف دیکھا۔ میں نے فرط محبت سے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اٹھا لیا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور گود میں لے کر اپنی داہنی چھاتی مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منہ میں دے دی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے میری چھاتی میں اس قدر دودھ اتر آیا کہ میں تعجب میں پڑ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جتنا چاہا پیا پھر میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو بائیں جانب لیا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بائیں چھاتی کا دودھ پینے سے انکار فرما دیا اور برابر یہی طریقہ مبارک رہا کہ ہمیشہ داہنے چھاتی سے پیتے اور بائیں چھاتی سے نہیں پیتے۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے بے شمار علوم کے خزانوں کو عطا فرما کر پیدا فرمایا تھا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جانتے تھے کہ حضرت حلیمہ سعدیہ کا شیر خوار بیٹا عبداللہ بھی ہے اس لئے بائیں چھاتی کا دودھ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس کے لئے چھوڑ دیتے تھے گویا پیدا ہوتے ہی عدل وانصاف کی مثال قائم فرما دی اور زمانے کو بتا دیا کہ میں کسی کا حق دبانے نہیں بلکہ عدل وانصاف کے ساتھ حق والوں کو ان کا حق دلانے آیا ہوں۔

ہمارے حضور حضرت حلیمہ کی گود میں

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر میں نے آپ کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے لے جانے کی اجازت لی تو انہوں نے خوشی خوشی اجازت دے دی۔ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے لخت جگر نور نظر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو میرے سپرد کیا اور صحت وسلامتی کے ساتھ واپس لوٹنے کی دعا کی۔

پھر حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو لے کر شوہر کے پاس آئیں اور شوہر کو دکھلایا تو شوہر بھی ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حسن وجمال پر فریفتہ ہو گئے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہماری وہ اونٹنی جو خشک سالی کی وجہ سے ایک قطرہ بھی

دودھ نہ دیتی تھی اس کے تھن دودھ سے بھر گئے اور میرے شوہر نے اس کے دودھ کو خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خود میری چھاتی بھی دودھ سے بھر گئی جس کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور میرے بیٹے عبداللہ نے سیراب ہو کر پیا اور ہم نے بڑے سکون کے ساتھ سو کر رات گزاری۔

یہ برکات دیکھ کر میرے شوہر نے کہا، حلیمہ! خدا کی قسم یہ سب برکتیں اس مبارک بچے کے سبب سے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ برکتوں میں اور بھی اضافہ ہوگا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایسا ہی ہوا کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طفیل ہمارا گھر رحمتوں و برکتوں کا گہوارا بن گیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے شوہر نے مجھ کو بتایا کہ حلیمہ خاموش رہو اور ان باتوں کو چھپاؤ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ جس دن سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اس دن سے علمائے یہود کو کھانا پینا سونا اور آرام کرنا حرام ہوگیا ہے۔ اگر ان کو معلوم ہوگیا تو وہ لوگ اس بچے کے ساتھ اور تیرے ساتھ حسد کریں گے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم تین دن تک مکہ میں ٹھہرے رہے، پھر دوسری عورتیں جب واپس ہونے لگیں تو میں بھی حضرت آمنہ طیبہ کے پاس الوداعی سلام کرنے اور واپس جانے کی اجازت لینے گئی تو میں نے حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہا، خدا کی قسم تمہارے بچے سے زیادہ برکت والا بچہ بھی میں نے دیکھا ہی نہیں۔ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے نور نظر کو پیار کیا اور مجھ کو دیتے ہوئے تاکید کی کہ اس بچے کی طرف سے خبردار رہنا کیونکہ عنقریب اس کی ایک خاص شان ہوگی۔

چنانچہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی سواری دراز گوش پر سوار ہوئیں اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی گود میں بٹھالیا۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری سواری دراز گوش نے تین سجدے کئے پھر اپنا سر آسمان کی جانب اٹھایا اور چلی۔

حضرات! سواری کا سجدہ کرنا اور آسمان کی جانب سر اٹھانا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکریہ ادا کرنا تھا کہ اس نے مجھ کو یہ شرف بخشا ہے کہ دونوں جہاں کے سردار محبوب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آج مجھ پر سوار ہیں۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے میری وہی سواری جو لاغر و کمزور ہونے کے سبب چل نہیں سکتی تھی، اب وہ اس قدر چست اور توانا ہوگئی کہ ان تمام سواریوں کو پیچھے

چھوڑ کر آگے نکل گئی جو کہ سے پہلے کی چلی ہوئی تھیں۔ یہ دیکھ کر دوسری عورتوں نے تعجب کیا اور مجھ سے معلوم کیا کہ اے حلیمہ! کیا یہ وہی سواری ہے؟ وہ سواری تو اس قدر لاغر و کمزور تھی کہ اس سے چلا نہیں جاتا تھا اور وہ گر پڑتی تھی تو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ سواری تو وہی ہے لیکن سوار بدل گیا ہے۔

یہ سب کچھ دیکھ کر ساری عورتیں تعجب میں پڑ گئیں اور بولیں کہ اب اس سواری کی عجیب شان ہے۔

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں ان عورتوں کو جواب دے چکی اور خاموش ہوئی تو میں نے سنا کہ میری سواری کچھ بول رہی ہے کہ واقعی اب میری بڑی اور عجیب شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو مرنے کے بعد زندہ کیا یعنی مجھ کو لاغر و کمزور ہونے کے بعد چست اور توانا کر دیا ہے۔

سواری کہہ رہی تھی: اے بنی سعد کی عورتو! تم غفلت میں ہو اور تم نہیں جانتی کہ

مَنْ عَلٰی ظَهْرِیْ خَیْرُ النَّبِیِّیْنَ وَسَیِّدُ الْمُرْسَلِیْنَ وَخَیْرُ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ وَحَبِیْبُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) یعنی میری پیٹھ پر کون سوار ہیں، میری پیٹھ پر خیر الانبیاء اور رسولوں کے سردار اور اولین و آخرین میں سب سے بہتر حبیب خدا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) سوار ہیں۔

(طبقات ابن سعد، ص:۱۱۱، زرقانی علی المواہب، ص:۱۴۵، مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۲۶۔۲۷)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں راستے میں اپنے دائیں بائیں سے سنتی تھی کہ کوئی کہنے والا کہتا تھا کہ

اے حلیمہ! تو (محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت سے قبل) غریب تھی اب دولت مند ہوگئی اور تمام عورتوں سے افضل و اعلیٰ ہوگئی۔ اس کے بعد میں بکریوں کے پاس سے گزری تو بکریاں دوڑ کر میرے پاس آگئیں اور کہنے لگیں اے حلیمہ تو جانتی ہے کہ تو جس کو دودھ پلا رہی ہے وہ اللہ کے رسول اور اولاد آدم کے سردار ہیں۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۲۶)

حضور کی برکت سے سارا گاؤں معطر ہو گیا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہے کہ جب ہم اپنے گھر پہنچے تو بنی سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا جو خوشبو سے معطر نہ ہو اور میری بکریاں جو خشک سالی کی وجہ سے اس قدر دبلی اور کمزور ہو گئی تھیں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے فربہ اور موٹی ہو گئیں اور سب کے تھن دودھ سے بھر گئے اور ہم سب ان کا دودھ نکال کر خوب سیراب ہو کر پیتے۔

حضور کی برکت سے بیمار شفا پاتے

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ہمارے قبیلہ بنی سعد کے لوگوں (اور سارے گاؤں والوں) نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے طفیل برکتوں کی بارش دیکھی تو ان لوگوں کے دلوں میں بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی محبت وعظمت پیدا ہوگئی اور سارے گاؤں والوں کو آپ کے مبارک ہونے کا یقین ہوگیا یہاں تک کہ کوئی آدمی یا جانور بیمار ہوتا تو اس بیمار کو لے کر ہمارے گھر آجاتے اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دست رحمت بیمار کے جسم سے پھیر دیتے تو وہ بیمار تندرست ہوجاتا۔ (زرقانی علی المواہب ج:۱، ص:۱۴۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

شافی، نافی ہو تم، کافی، وافی ہو تم
درد کو کر دو دوا تم پہ کروڑوں درود

مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بچپن شریف

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہر ہر ادا بے مثل اور لاجواب ہے۔ حضور کی ولادت شریف سے قبل کے احوال لاجواب، حضور کی میلاد شریف لاجواب، حضور کا بچپن شریف لاجواب۔ چنانچہ محدثین کرام بیان فرماتے ہیں کہ فرشتے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گہوارے کو ہلایا کرتے تھے یعنی جھولا جھولایا کرتے تھے۔ (زرقانی علی المواہب ج:۱، ص:۱۴۸؛ خصائص کبریٰ ج:۱، ص:۵۳)

حضور کی انگلی جدھر جاتی چاند ادھر ہی جھک جاتا

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے آپ کے بچپن شریف میں ایسے ایسے واقعات دیکھے۔

رَاَيْتُكَ فِى الْمَهْدِ تُنَاغِى الْقَمَرَ وَتُشِيْرُ اِلَيْهِ بِاِصْبَعِكَ فَحَيْثُ اَشَرْتَ اِلَيْهِ مَالَ قَالَ اِنِّى كُنْتُ اُحَدِّثُهٗ وَيُحَدِّثُنِىْ ۔ یعنی میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو جھولے میں چاند سے بات کرتے دیکھا اور جدھر آپ کی انگلی کا اشارہ ہوتا ادھر چاند کو جھکتے ہوئے دیکھا۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میں چاند سے اور چاند مجھ سے باتیں کرتا تھا۔ (زرقانی علی المواہب، ج:۵، ص:۱۴۶، خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۵۳)

اللہ اکبر! کیا شان ہے ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی کہ آپ کا بچپن شریف ہے آپ مہد میں جھولا جھول رہے ہیں، آپ کی انگشت مبارک جدھر جاتی آسمان کا چاند بھی ادھر ہی جھک جایا کرتا تھا گویا اللہ کریم نے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لئے چاند کو کھلونا بنا دیا تھا کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس سے کھیلا کریں اور محبوب نور تھے تو کھلونا بھی نور کا تھا۔

خوب فرمایا عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

درود شریف

حضور چاند کے سجدہ کرنے کی آواز کو مہد میں سنتے تھے

(۱) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں مہد میں جھولا جھولتا تھا اور جس وقت چاند عرش خدا کے نیچے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کرتا تھا تو میں اس کے (سجدہ) میں گرنے کی آواز کو (مہد) سے سنتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۵۳)

حضور، ماں کے شکم سے لوح محفوظ پر چلنے والے قلم کی آواز کو سنتے تھے

(۲) ایک مرتبہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میں نے آپ کے بچپن شریف میں آپ کو جھولے میں چاند سے بات کرتے دیکھا اور جدھر آپ کی انگلی مبارک کا اشارہ ہوتا ادھر چاند کو جھکتے ہوئے دیکھا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف چالیس روز کی تھی تو کیا۔ اس وقت آپ کو وہ سب واقعات معلوم ہیں؟ جو حالت بچپن میں آپ سے ظاہر ہوئے تو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اے عباس میرے چچا! یہ واقعات تو پیدائش کے بعد کے ہیں میں تم کو اس وقت کی بات بتاتا ہوں جب میں اپنی ماں کے شکم میں تھا اور رب تعالیٰ کے حکم سے فرشتہ میری امت کے نامۂ اعمال کو لکھ رہا تھا تو لوح محفوظ پر چلنے والے قلم کی آواز کو میں اپنے ماں کے شکم میں سنتا تھا اور کس امتی کا نامۂ اعمال لکھا جا رہا ہے اس امتی کو بھی میں مادر شکم سے دیکھتا تھا۔ (خصائص کبریٰ، ج:۱، ص، مدارج النبوۃ ج:۲، ص:۷۰)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہمارے سرکار احمد مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو کس قدر بلند و بالا مقام و مرتبہ سے نوازا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم زمین پر، مکہ شریف میں، اپنے گھر میں، جھولا میں تشریف فرما ہیں اور حالت بچپن میں شیر خواری کے عالم میں چاند آسمانوں کے اوپر عرش خدا کے نیچے اللہ تعالیٰ کو جو سجدہ کرتا تھا تو ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز کو سنتے تھے۔ اور لوح محفوظ پر چلنے والے قلم کی چر چراہٹ کی آواز کو بھی ماں کے شکم میں سنتے تھے۔ اور اس امتی کو بھی دیکھتے تھے جس کی تقدیر لکھی جا رہی تھی۔

اے ایمان والو! اب اگر ہم اپنے گھروں سے اپنی محفلوں سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پکارتے ہیں۔ یا رسول اللہ! کہتے ہیں تو یقیناً ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہماری پکار کو، یا رسول اللہ کی صدا کو سنتے ہیں اور پکارنے والے غلام کو بھی دیکھتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف سے ظاہر اور ثابت ہے۔

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

جس طرف اٹھ گئی دم میں دم آ گیا
اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

حضور کا بچپن میں چلنا پھرنا

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم چلنے پھرنے لگے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دوسرے لڑکوں کے ساتھ نہیں کھیلتے بلکہ ان لڑکوں کو بھی کھیل کود سے منع فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نشو و نما حیرت انگیز تھا۔ آپ دو برس کی عمر میں چار برس کے معلوم ہوتے تھے اور ایک دن میں اتنا بڑھتے تھے جتنا دوسرا بچہ ایک ماہ میں بڑھا کرتا ہے۔ اور جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف دو برس کے

قریب ہوئی تو ایک دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی رضاعی بہن شیما کے ساتھ سخت دوپہر کے وقت باہر جانوروں کی طرف چلے گئے، چونکہ میں آپ کا بہت خیال رکھتی تھی، جب مجھے معلوم ہوا تو میں آپ کے پیچھے گئی۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شیما کے ساتھ واپس آ رہے تھے۔ میں نے شیما کو جھڑک کر کہا کہ ایسی دھوپ میں ان کو اپنے ساتھ کیوں لائی ہے؟ شیما نے کہا امی جان ان کو دھوپ نہیں لگتی ہے کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایک ابر ان پر برابر سایہ کیے رہا، جب یہ چلتے تو وہ بھی چلتا اور جب یہ ٹھہر جاتے تو وہ بھی ٹھہر جاتا تھا اور اس شان سے ہم یہاں تک پہنچے ہیں۔ حضرت حلیمہ نے فرمایا بیٹی کیا یہ سچ ہے؟ شیما نے کہا خدا کی قسم جو کچھ میں نے بتایا وہ سچ ہے۔

(خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۵۵، مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۲۰)

حضرت حلیمہ کا اسلام اور وصال

ابن حجر نے بیان کیا کہ حضرت حلیمہ سعدیہ اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ دولت اسلام سے مشرف ہوئیں۔ اور مدینہ طیبہ میں وصال ہوا اور جنت البقیع میں مدفون ہوئیں ان کی قبر شریف مشہور ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ (سیرت نبوی، ص:۵۵)

حضرت آمنہ طیبہ کا وصال

ہمارے حضور مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ابھی شکم مادر میں تھے کہ آپ کے والد حضرت عبد اللہ تجارت کی غرض سے مکہ سے شام گئے، واپسی پر مدینہ طیبہ میں انتقال فرما گئے۔

اور قول مشہور کے مطابق حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ طیبہ میں دار نابغہ میں دفن ہوئے۔

(خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۱۳۳)

اور جب ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف چھ برس کو پہنچی تو آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اور ام ایمن کو ساتھ لے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ننھیال مدینہ طیبہ میں قبیلہ بنی نجار کے پاس تشریف لائیں۔ ایک مہینہ مدینہ طیبہ میں اقامت فرمائی۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مکہ شریف سے ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان باتوں اور واقعات کو یاد فرماتے اور بیان کرتے جو اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ مدینہ منورہ میں ملاحظہ

فرماتے تھے۔ جب اس گھر کو دیکھتے جہاں والدہ ماجدہ کے ساتھ قیام کیا تھا تو بتاتے کہ یہ وہ گھر ہے جہاں میری والدہ رہی تھیں۔ اور یہ بھی بیان فرمایا کہ اس وقت جب یہودی میرے پاس آتے اور مجھ کو دیکھتے تو کہتے کہ یہ آخر کا نبی ہے اور یہ مدینہ طیبہ ہجرت کی جگہ ہے۔

ایک ماہ کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ آپ کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ روانہ ہو گئیں لیکن مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے درمیان جب مقام ابواء میں پہنچیں تو والدہ ماجدہ کا انتقال ہو گیا اور اسی مقام ابواء میں قبر بنی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بچپن میں چھ سال کی عمر میں اپنی پیاری اماں جان کو دفن ہوتے ہوئے دیکھا پھر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ام ایمن کے ساتھ مکہ واپس آئے۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۷۴، سیرت نبویہ ص ۲، مدارج النبوت ج ۲ ص ۲۲)

حضور، دادا جان کی کفالت میں

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وصال کے بعد آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی پرورش کے کفیل ہوئے، آپ کی بہت تعظیم کرتے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغیر ہرگز کھانا نہیں کھاتے تھے اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

حضور، ابو طالب کی کفالت میں

پیارے آقا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عمر شریف آٹھ برس کی تھی کہ آپ کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سو دس یا ایک سو چالیس سال کی عمر پا کر انتقال فرمایا۔

حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وصیت کے مطابق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں رہے اور ابو طالب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دل و جان سے چاہتے تھے اور اپنی اولاد سے زیادہ آپ کو عزیز رکھتے تھے اپنے پاس سلاتے اور ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

ابو طالب تنگدست تھے مالی حالت بہت کمزور تھی۔

حضور کے بچپن کے برکات

(۱) ابو طالب اور ان کے گھر والے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بغیر کھانا کھاتے تو سب بھوکے رہتے اور حضور کے ساتھ مل کر کھاتے تو سب خوب سیر ہو کر کھاتے پھر بھی کھانا بچ جاتا۔

(۲) ابو طالب دودھ کا پیالہ سب سے پہلے حضور کو پیش کرتے، حضور کے پینے کے بعد پھر وہی پیالہ تمام گھر والے پیتے اور سب کے سب سیراب ہو جاتے، جب کہ وہ پیالہ صرف ایک آدمی کے لئے ہوتا تھا۔

(۳) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بچپن میں جب کہ ابھی آپ کی عمر شریف آٹھ برس کی تھی جب مکہ میں قحط پڑا تمام قریش ابو طالب کے پاس آئے اور بارش طلب کی۔ ابو طالب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو لے کر کعبہ شریف میں آئے، ابو طالب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پشت انور کو کعبہ کی دیوار سے لگا دیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی انگلی سے آسمان کی جانب اشارہ کیا، اس وقت تک کوئی بادل نہیں تھا، اشارہ پاتے ہی چاروں طرف سے بادل جمع ہو گئے اور جھما جھم برسنے لگے۔ (سیرت نبوی ص ۳۰، بحوالہ مواہب اللدنیہ)

اے ایمان والو! ہمارے پیارے آقا رحمت عالمیان، شفیع عاصیاں، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بچپن شریف میں برکت و رحمت کا یہ عالم تھا کہ دھوپ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ابر سایہ کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے سوکھے درخت ہرے بھرے ہو گئے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے بکریوں کے تھن دودھ سے بھر گئے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے تھوڑا کھانا سب گھر والے سیراب ہو کر کھاتے اور بچ بھی جاتا۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی برکت سے ایک چھوٹا سا پیالہ جو ایک آدمی کو کفایت کرتا مگر اس پیالے سے سب گھر والے شکم سیر ہو کر پیتے پھر بھی دودھ بچ جاتا اور ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے بچپن شریف میں یہ شان تھی کہ انگلی مبارک کا اشارہ پا کر چاند ادھر ہی جھک جاتا جدھر انگلی مبارک جاتی۔

اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۳ ﴾

ربیع الاول شریف

چوتھا جمعہ..دوسرا بیان
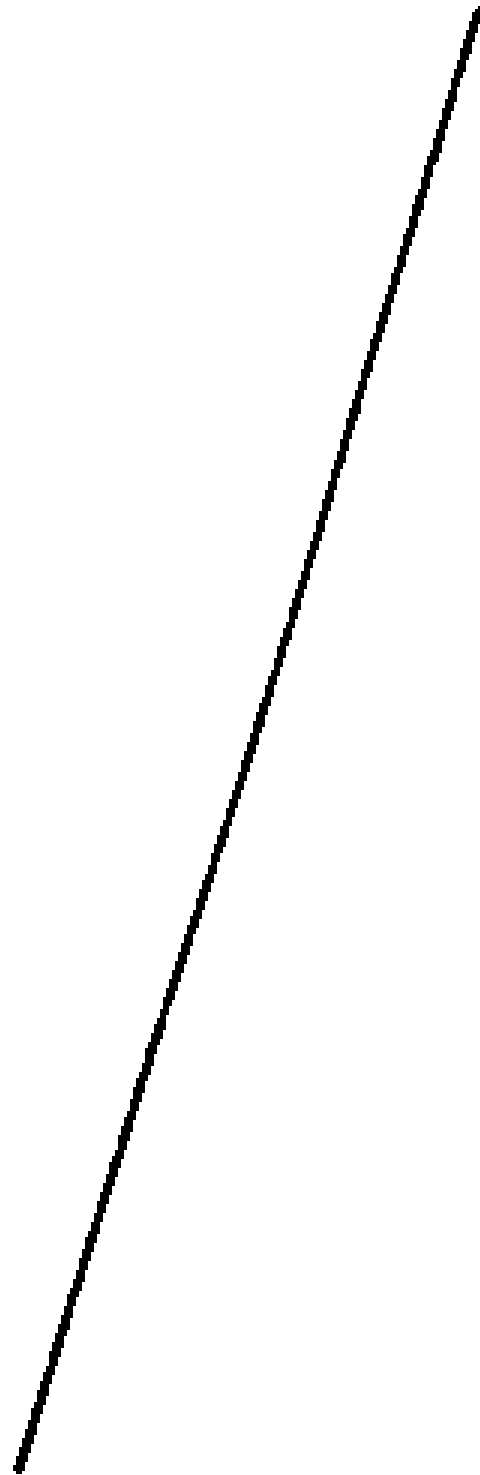
یادگاریٔ امت اور وصال شریف

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ O اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِO

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِO

وَاَمَّا بِنِعْمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ O (پ۳۰،رکوع۱۸)

ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پہلے سجدے پہ روزِ ازل سے درود
یادگاریٔ امت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں

مولانا جمیل الرحمٰن رضوی بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

رب حب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ و والسلام

تمہید اللہ تعالیٰ نے بندوں کی ہدایت و رہبری کے لئے انبیائے کرام و رسولان عظام علیہم السلام کی نورانی جماعت کو مبعوث فرمایا۔ ہر نبی اور رسول علیہ السلام اپنی امت کے درمیان رشد و ہدایت کا فریضہ بہت ہی حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیتے رہے۔ اور امت کے ساتھ پیار و محبت اور شفقت کا برتاؤ بھی کرتے رہے۔ لیکن ایک لاکھ چوبیس ہزار کم و بیش انبیاء و رسل میں ایک بھی نبی و رسول ایسے نہیں نظر آتے جو پیدا ہوتے ہی اپنی امت کی یاد کی ہو اور بخشش کی دعا مانگی ہو۔ ہاں ہمارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رحمت کا یہ عالم ہے کہ

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا

مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

حضرات! ہمارے پیارے آقا شفیق و مہربان نبی، رحیم و کریم رسول، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور امت کی یاد کی اور بخشش کی دعا فرمائی۔ حیات طیبہ کے شب و روز امت کی یاد میں گزرتے تھے۔ غار ثور، غار حرا میں، شب برات و شب قدر میں، مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ میں، مسجد حرام و مسجد نبوی میں، سفر و حضر میں اور بعد وصال قبر شریف میں ہم گنہگار امت کو یاد کیا اور بخشش کی دعا فرمائی اور بروز قیامت میزان و پل اور حوض کوثر پر بھی ہماری یاد فرمائیں گے اور اس وقت تک قرار نہ لیں گے جب تک امت جنت میں داخل نہ ہو جائے اسی کو عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا

یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے

یا رسول اللہ! کہا پھر تجھ کو کیا

درود شریف:

اے ایمان والو! ہم غریبوں کے آقا، ہم فقیروں کی ثروت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دعائے خلیل اور نوید مسیحا بن کر بارہ ربیع الاول شریف کو صبح صادق کے وقت تشریف لے آئے۔

امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند

اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا

حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ کے ساتھ کسی قسم کی آلودگی نہیں تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نہایت ہی پاک وصاف، طیب وطاہر تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ایسی پاکیزہ اور تیز خوشبو ظاہر ہوئی کہ سارا گھر معطر ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیدا ہوتے ہی سجدے میں چلے گئے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھی ہوئی تھی اور باقی سب انگلیاں بند تھیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا پایا (مواہب لدنیہ ج ا ص ۶۳، زرقانی ج ا ص ۱۱۳، خصائص کبریٰ ج ا ص ۴۸)

حضرات! ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اپنے پیارے رب تعالیٰ کی بارگاہ احدیت وصمدیت میں سجدہ کیا اور شہادت کی انگلی آسمان کی جانب اٹھا کر باقی انگلیوں کو بند کر کے یہ اعلان فرما دیا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ایک ہے اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور پیدا ہوتے ہی سجدہ کر کے یہ بھی بتا دیا اور سمجھا دیا کہ سجدہ کرنے والا کسی حال میں خدا نہیں ہو سکتا اور یہ بھی پیغام دیا کہ اللہ تعالیٰ کو جس قدر میں نے پہچانا نہ کسی نبی ورسول نے پہچانا اور نہ کسی فرشتہ نے پہچانا اور اسی طرح میرے مقام ومرتبہ کا حال ہے کہ میرے مقام ومرتبہ کو بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی نے نہیں پہچانا۔

حدیث شریف: یَا اَبَابَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَةً سِوَا رَبِّیْ۔
یعنی اے ابوبکر! میری حقیقت کو میرے رب کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔

عاشق رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اڑتا ہے پھریرا تیرا

اور ڈاکٹر اقبال فرماتے ہیں:

ہزاروں جبرئیل الجھے ہوئے ہیں گرد منزل میں
نہ جانے کس بلندی پر ہے کاشانہ محمد کا

درود شریف:

ہمارے نبی کو تمام نبیوں اور رسولوں سے زیادہ کمالات عطا ہوئے

ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے سنا کہ کوئی منادی ندا کر رہا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے نام کو، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مقام و مرتبہ کو، تمام مخلوق پہچان لے کہ تمام انبیاء و رسول کو جو کمالات و معجزات الگ الگ دیئے گئے تھے وہ سارے کمالات و معجزات بلکہ اس سے کہیں زیادہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو عطا فرمایا ہے۔

حضرت آدم کا خلق، حضرت شیث کی معرفت، حضرت نوح کی شجاعت، حضرت ابراہیم کی خلت، حضرت اسمٰعیل کا ایثار، حضرت اسحاق کی رضا، حضرت صالح کی فصاحت، حضرت لوط کی حکمت، حضرت یعقوب کی بشارت، حضرت ایوب کا صبر، حضرت یونس کی طاعت، حضرت داؤد کی آواز، حضرت الیاس کا وقار، حضرت یوسف کا حسن، حضرت سلیمان کی سطوت، حضرت موسیٰ کا جلال، حضرت عیسیٰ کا جمال۔ (خصائص کبریٰ ج۱، ص۱۲۳، مدارج النبوت ج۲، ص۲۲)

حضرات! حتیٰ کہ تمام انبیاء و رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات و معجزات کو بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ ایک ذات میں جمع دیکھنا ہو تو سرکار مدینہ حبیب عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ذات نور و رحمت میں نظارہ کرو۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

خدا نے ایک محمد میں دے دیا سب کچھ
کریم کا کرم بے حساب کیا کہنا

درود شریف:

ہمارے نبی نے پیدا ہوتے ہی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فرمایا: حضرت صفیہ بنت عبد المطلب فرماتی ہیں کہ ولادت کے وقت میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی سجدہ کیا اور سجدہ سے سر اٹھا کر بزبان فصیح فرمایا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پشت انور پر لکھا ہوا ہے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (شواہد النبوۃ ص ۱۲۵)

شب ولادت عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں شب ولادت خانۂ کعبہ میں تھا تو میں نے دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی جانب (اور اسی جانب میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا مکان شریف ہے جس میں سرکار کی ولادت ہوئی۔ گویا کعبہ میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی جانب جھکا اور سجدہ کیا) (شواہد النبوت، ص:۴۵)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

جس کے سجدے کو محراب کعبہ جھکی
ان بھوؤں کی لطافت پہ لاکھوں

اور حضرت عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کعبہ کے تمام بت اوندھے گر گئے اور سب سے بڑا بت ھُبل منہ کے بل گرا، کسریٰ کے محل میں زلزلہ آگیا جس سے محل کے چودہ مینارے زمین پر گر گئے، فارس کا آتش کدہ جو ایک ہزار سال سے روشن تھا بجھ گیا۔ دریائے ساوئی خشک ہوگیا اس دریا کے کنارے شرک وبت پرستی ہوتی تھی۔ شیاطین کا آسمانوں پر آنا جانا بند ہوگیا اور بوقت ولادت شیطان (ابلیس) چیخا اور رویا۔

(مدارج النبوت، البدایہ والنہایہ، زرقانی علی المواہب، ج:۱، ص:۱۱۲، خصائص کبریٰ، ج:۱، ص:۵۱)

اے ایمان والو! وہابیوں دیوبندیوں، تبلیغیوں کا عقیدہ بھی ملاحظہ کر لیجئے تا کہ آپ کو اپنے ایمان وعقیدہ کی حفاظت کے لئے ان سے دور رہنے میں آسانی رہے۔

وہابیوں کا عقیدہ کہ میلاد شریف کے واقعات دجال کے گڑھے ہوئے ہیں

وہابیوں، غیر مقلدوں کے حافظ محمد جونا گڑھی لکھتے ہیں کہ کسریٰ کے محل کا واقعہ بے اصل ہے۔ بتوں کا سرنگوں ہو جانا، دریا کا خشک ہو جانا، دریا کا جاری ہو جانا، روشنی کا دیکھنا سب جھوٹے ہیں اور کسی دجال کے گڑھے ہوئے ہیں۔ (اخبار محمدی دہلی، ص:۳، ۱۵ جنوری ۱۹۴۰ء)

حضرات! حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلم بزرگ ہیں، انہوں نے اپنی کتاب مدارج النبوت میں لکھا اور حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو کتنے بڑے عاشق رسول ہیں کہ عالم بیداری میں ۷۶ مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار کیا۔ انہوں نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں لکھا کہ میلاد شریف کے وقت عجیب وغریب واقعات رونما ہوئے۔ اگر یہ واقعات جھوٹے اور دجال کے گڑھے ہوئے ہوتے تو یہ اللہ والے لوگ اپنی کتابوں میں ان واقعات کو ہرگز نہیں لکھتے۔ اب ان وہابیوں کے نزدیک وہ کون لوگ ہیں جو جھوٹے اور دجال ہیں، جنہوں نے ان واقعات کو گڑھا اور جھوٹا بیان کیا ہے، ان نورانی واقعات کو بیان کرنے والے بریلی شریف کے رہنے والے نہیں تھے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا جان حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پیاری پیاری ماں حضرت آمنہ طیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خود بہت سے واقعات بیان فرمائے جو ولادت کے وقت ظہور پذیر ہوئے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس (صحابی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا اور بہت سے ائمہ ومحدثین اور اولیاء وعلماء نے ان نورانی واقعات کو بیان فرمایا اور اپنی کتابوں میں لکھا بھی، مگر وہابی دیوبندی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض وعناد ہے اس لئے میلاد شریف کو کنہیا کا جنم کہتا ہے اور میلاد شریف کے نورانی واقعات کو جھوٹا اور دجال کے گڑھے ہوئے بتاتا ہے۔

حضرات! حق تو یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے ہیں سو بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ شاہد ہے اور میلاد شریف کی بہاریں اور برکتیں ہم غلاموں کے لئے ہیں۔ وہابی دیوبندی کو کیا لینا دینا ہے۔

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو

ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

حضرات! ہمارے سرکار، دونوں عالم کے مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیدا ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سجدہ کیا اور امت کو یاد فرمایا اور دعا مانگی۔

رَبِّ هَبْ لِیْ اُمَّتِیْ ٥ یعنی اے میرے رب میری امت کو بخش دے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پہلے سجدے پہ روز ازل سے درود
یادگاری امت پہ لاکھوں سلام

اور مرید اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں۔

رب ھب لی امتی کہتے ہوئے پیدا ہوئے
حق نے فرمایا کہ بخشا الصلوٰۃ والسلام

شب معراج میں یاد اُمت

حضرات! اسی طرح ہمارے پیارے آقا مشفق ومہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم شب معراج میں بھی ہم گنہگار امت کو نہ بھولے بلکہ اس مبارک شب میں بھی امت کو یاد کیا اور بخشش کی تمہید باندھی۔

واقعہ یوں ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی سواری کے لئے جنتی براق پیش خدمت کیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے جب جنتی سواری براق پر سوار ہونے کے لئے قدم ناز کو اٹھایا اور سوار ہونا چاہتے تھے کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو امت کی یاد آ گئی اور اٹھے ہوئے قدم رحمت کو روک لیا اور سوار نہیں ہوئے، توقف فرمایا اور یاد امت میں مبارک آنکھیں اشکبار ہو گئیں تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بڑے ادب واحترام کے ساتھ شب اسریٰ کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے حبیب خدا! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیا میری خدمت میں کچھ کمی رہ گئی جو سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم براق پر سوار ہونے سے رک گئے۔ تو آقا کریم، معراج کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے جبرئیل! (علیہ السلام) تمہاری محبت وخدمت میں کوئی کمی نہیں ہے بلکہ معاملہ یہ ہے کہ مجھے میری امت یاد آ رہی ہے۔

اے جبرئیل! (علیہ السلام) آج میرے لئے میرے رب تعالیٰ نے اس باب کرم کو وا فرمایا ہے، کھولا ہے جو ہر نبی اور تمام رسولوں کے لئے بند تھا، آج ہمارے اکرام میں تمام آسمانوں اور جنت کو آراستہ کیا گیا ہے۔ تمام فرشتے میرے استقبال کے لئے صف بستہ کھڑے ہیں مگر اس خاص نوازش واکرام کے وقت مجھے میری امت یاد آ رہی ہے۔ اے جبرئیل! علیہ السلام میری امت گنہگار وکمزور ہے اور بروز قیامت ہر ایک امتی کو پل صراط سے گزرنا ہے۔ وہ پل صراط جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ گناہوں کا بھاری بوجھ سر پر لئے اس نازک پل کو میری امت کیسے پار کرے گی؟

میری امت کی بخشش و نجات کے معاملہ میں جب تک مجھے خوش خبری نہیں سنائی جائے گی اس وقت تک میں براق پر سوار نہیں ہونگا۔ یہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ناز ہے اپنے رحمٰن و رحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں۔
رب تعالیٰ کی رحمت نے آواز دی اے جبرئیل! میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو پیغام مسرت سنادو کہ امت کی فکر نہ کریں کہ آپ کے نام لیوا غلام پل صراط سے ایسے گزر جائیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی۔
(ملخصاً نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۳۲۶)

عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبرئیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو

اے ایمان والو! ہمارے پیارے حضور رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ہر موقع پر امت کی یاد فرمائی اور ر رو رو کر بخشش کی دعا مانگی۔

شب معراج، رب تعالیٰ کے قرب میں بھی یاد امت

حضرات! شب معراج لامکاں میں رب تعالیٰ کے قرب خاص میں جب ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے نبی! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) ہم نے اپنی مرضی سے آپ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کو نماز کا تحفہ عطا کیا ہے۔ اے میرے پیارے رسول! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) آپ کی کیا مرضی ہے؟ بولئے۔ آپ کا رب تعالیٰ آپ کی مرضی کے مطابق آپ کو عطا فرمائے گا۔
تو ہمارے مشفق و مہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ صمدیت میں عرض کیا اَلصَّالِحُوْنَ لِلّٰہِ وَالطَّالِحُوْنَ لِیْ یعنی اے اللہ تعالیٰ میرے جتنے نیک امتی ہیں ان کو تو لے لے اور میری امت کے گنہگاروں کو میرے حوالے فرمادے۔ (ملخصاً نزہۃ المجالس، ج ۲، ص ۳۰۶)
اللہ اکبر! اس شان کی رحیمی کریمی اور یاد امت کسی اور نبی میں نظر نہیں آتی کہ نیکوں کو اللہ تعالیٰ کے حوالے اور گنہگاروں کو اپنے دامن کرم میں لے رہے ہیں اور ان کو چھپا رہے ہیں۔

حضرات! مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیوں کیا تو استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

دامن ادا ہی کریں صدر قیامت کے سپاہی
وہ کس کو ملے جو میرے دامن میں چھپا ہو

حضور کا غار میں جا کر امتی امتی پکارنا

حضرات! ہمارے حضور مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جب یہ آیت اتری وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا (پ۱۶ع۸)

ترجمہ: اور تم میں کوئی ایسا نہیں جس کا گزر دوزخ پر نہ ہو۔ (کنزالایمان)

آپ کو معلوم ہے کہ پل صراط کی حقیقت کیا؟

بال سے زیادہ باریک تلوار سے زیادہ تیز راہ اور پانچ سو برس کا راستہ ہے۔ اور پل صراط کے نیچے دوزخ ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر ایک کو اس پل سے گزرنا ہے۔

جب یہ آیت اتری تو غم خوار امت بے کراں امت میں بے قرار ہو گئے اور بہت روئے کہ میری امت پل صراط سے کیسے گزرے گی۔

رحیم و کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غمِ امت میں اس قدر روئے کہ دامن تر ہو گیا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اسی حالت میں اٹھے۔ مدینہ طیبہ کے قریب ایک پہاڑ ہے جس کا نام جبل ثلا ہے۔ اس کے ایک غار میں ہمارے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور سر سجدہ میں رکھ کر غم امت میں زار و قطار رو رہے ہیں اور امت کی بخشش کی دعا فرما رہے ہیں۔

اور ادھر مدینہ طیبہ میں کہرام مچ گیا، صحابۂ کرام بے چین و پریشان ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہاں تشریف لے گئے؟ ایسا لگتا ہے کہ مدینہ طیبہ میں اندھیرا چھا گیا ہو۔ وہ صحابۂ کرام جن کو مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے بغیر چین نہیں آتا تھا، جو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھے بغیر نہیں رہ سکتے تھے وہ سب بڑے بے قرار اور پریشان ہیں کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کہاں تشریف لے گئے؟

حضرات! تین دن گزر گئے صحابہ بڑے پریشان تھے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری حالت تو ایسی ہوگئی جیسے کوئی دیوانہ ہوتا ہے۔ میں مدینہ طیبہ اور اس کے اردگرد ہر ایک سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پتہ پوچھتا تھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے مجھے بتایا کہ تین دن ہوگئے میں نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پہاڑوں کی طرف جاتے دیکھا تھا، اس کے بعد مجھے معلوم نہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں پہاڑوں کی طرف چل پڑا اور ہر ملنے والے شخص سے آپ کا پتہ پوچھتا تھا۔ فرماتے ہیں، ایک چرواہا مجھے ملا جو مدینہ طیبہ کا رہنے والا تھا، میں نے اس سے پوچھا، تو اس چرواہے نے کہا، ہاں ایک بات میں جانتا ہوں کہ اس پہاڑی میں ایک غار ہے، اس میں ایک شخص شب و روز رو رہا ہے اور جب سے اس کے رونے کی درد بھری آواز کو میری بکریوں نے سنا ہے تو کھانا پینا چھوڑ دیا ہے، میری یہ بھیڑ، بکریاں نہ کچھ کھاتی ہیں اور نہ پیتی ہیں۔ یہ بھیڑ، بکریاں انتہائی پریشان اور بے چینی کی حالت میں سروں کو جھکائے اسی غار کی طرف جاتی ہیں۔ میں کئی دنوں سے پریشان ہوں آخر معاملہ کیا ہے؟ میں نے کئی بار غار میں جانے کی کوشش کی مگر جب غار کے قریب پہنچتا ہوں خوف و ہیبت سے میرے قدم پیچھے ہٹ جاتے ہیں اور میں واپس آجاتا ہوں۔ ہاں غار میں رونے والا بڑے درد بھرے انداز میں روتا ہے اور بار بار امتی امتی پکارتا ہے۔ چرواہے کی باتوں کو سن کر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ گئے کہ اس قدر غمِ امت میں رونے والے اور امتی، امتی پکارنے والے یقیناً ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی اور رحیم و کریم رسول، مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہی ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوڑے اور غار کے منہ کے پاس پہنچ گئے تو دیکھا کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں جو سر سجدہ میں رکھے ہوئے غمِ امت میں رو رہے ہیں اور امت کو یاد کر کے امتی، امتی پکار رہے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو نہ پا کر اور آپ کو نہ دیکھ کر مدینہ میں کہرام مچا ہوا ہے، صحابہ بے چین و پریشان ہیں۔ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وآلک وسلم سر کو سجدے سے اٹھایئے اور مدینہ تشریف لے چلئے۔ مگر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سجدے میں روتے ہی رہے۔ مدینہ طیبہ میں صحابہ کو بھی خبر ہوگئی کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کے قریب ایک پہاڑی کے غار میں سر سجدے میں رکھے ہوئے اور رو رو کر امتی، امتی پکار رہے ہیں۔

ابو بکر و عمر فاروق اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور بہت سے صحابہ غار میں حاضر ہوئے اور سب نے منت و سماجت کی لیکن سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سر سجدے میں رکھے ہوئے رو رہے ہیں اور امتی، امتی پکار رہے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلایا جائے ان کو دیکھ کر سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سجدے سے سر انور اٹھا لیں گے، اس لئے کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سارے رنج و غم دور ہو جاتے ہیں۔

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ

جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

چنانچہ صحابہ کے اصرار پر شہزادیٔ سلطان کونین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا، مولا علی شیر خدا اور امام حسن اور امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ غار میں اپنے بابا جان کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض گزار ہوئیں عرض کرنے لگیں اے بابا جان! آپ یہاں تشریف لے آئے اور تین دن سے ہم آپ کی جدائی اور فراق میں پریشان ہیں کہ آپ کہاں چلے گئے۔ اے بابا جان ان کو دیکھو یا آپ کی آنکھ کے نور اور دل کے چین آپ کے نواسے حسن اور حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپ کے لئے بے چین ہیں اور آپ کو نہ دیکھ پا کر کھانا پینا بھی چھوڑ رکھا ہے۔ اے بابا جان! اپنے حسن و حسین کے لئے سر کو سجدے سے اٹھایئے اور مدینہ طیبہ تشریف لے چلئے مگر پھر بھی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سجدے سے نہ اٹھے اور برابر گریہ و زاری فرماتے رہے تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ اے بابا جان! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ نے سجدہ سے سر نہ اٹھایا تو آپ کی بیٹی فاطمہ بھی سجدہ کرنے جا رہی ہے اور اس وقت تک سر کو سجدے سے نہ اٹھائے گی جب تک قیامت نہ آ جائے۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا اتنا عرض کرنا تھا کہ غم خوار امت، رسول رحمت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سر انور کو سجدے سے اٹھا دیا اور ارشاد فرمایا بیٹی! اے فاطمہ اگر تو ضد نہ کرتی تو میں اپنے سر کو سجدے سے اس وقت تک نہ اٹھاتا جب تک کہ رب تعالیٰ میری پوری امت کی بخشش و نجات نہ فرما دیتا۔ (ملخص: نزہۃ المجالس ج ۲، ص ۲۲۷)

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا

رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

وقت وصال یادِ امت: ہمارے آقا، محبوب خدا، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کی گھڑی جب قریب آتی ہے یعنی آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیل ہیں اور نور نظر، راحت جان حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے پاس موجود ہیں۔ دروازہ پر دستک کی آواز سنائی دیتی ہے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

نے دروازہ پر جا کر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علیل ہیں اور آرام فرما رہے ہیں۔ اس لئے آپ پھر آ جائے گا۔ اس طرح تین مرتبہ دروازہ پر آواز ہوتی ہے اور ہر بار حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا جا کر یہ بول کر جاتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہیں اور آرام فرما رہے ہیں مگر تیسری مرتبہ دروازہ پر آواز ہوتی ہے اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دروازے پر جانے کے لئے اٹھنا ہی چاہتی تھیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لخت جگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہاتھ پکڑ لیا اور ارشاد فرمایا میری پیاری بیٹی فاطمہ جاؤ اور دروازہ کھول دو یہ آنے والے اور کوئی نہیں بلکہ ملک الموت علیہ السلام ہیں۔ مگر بیٹی یہ تمہارے بابا جان کا گھر ہے۔ اس لئے قیامت تو آسکتی ہے مگر بغیر اجازت ملک الموت علیہ السلام گھر کے اندر داخل نہیں ہو سکتے۔

بے اجازت جن کے گھر جبریل بھی آتے ہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

المختصر: دروازہ کھولا گیا حضرت ملک الموت علیہ السلام اجازت حاصل کرتے ہیں۔ درود و سلام کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے بارگاہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں حاضری کے شرف سے باریاب ہوئے اور آنے کا مقصد بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے حاضر ہوا ہوں اور ساتھ میں یہ بھی حکم ہے کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی ہو گی تو روح قبض کرنا ورنہ نہیں۔ تو میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی کے مطابق عمل پر کاربند ہوں۔ جیسا حکم ہو اس پر عمل کیا جائے تو ہمارے سرکار، امت کے غمخوار، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ملک الموت یہ تو بتاؤ کہ مرنے والے کو روح کے نکلتے وقت کتنی تکلیف ہوتی ہے؟ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مرنے والے کو موت کے وقت اس قدر تکلیف ہوتی ہے کہ ستر ہزار تلواروں کا جھٹکا ایک طرف اتنی زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو غمخوار امت، مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ملک الموت! تو کیا ایسی ہی تکلیف میری امت کو بھی موت کے وقت ہوگی؟ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم غمگین و بے قرار ہو گئے اور امت کے غم میں روتے ہوئے ارشاد فرمایا: اے ملک الموت! میں تم کو اس وقت تک اپنی روح کو قبض کرنے کی اجازت نہیں دوں گا جب تک تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اس بات کی ضمانت نہ دلوا دو کہ قیامت تک میری امت کو موت کے وقت جو تکلیف ہونے والی ہے ان ساری تکلیفوں کو میری روح کے قبض کرنے کے وقت مجھ پر ڈال دیا جائے میں ان

ساری تکلیفوں کو برداشت کروں گا مگر میری امت کو تکلیف ہو میں کسی حال میں گوارہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے کہ اے ملک الموت! میرے حبیب، امت کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو خوشخبری سنادو کہ آپ کی امت کی روح ایسے نکال لی جائے گی جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے اور امتی کو خبر بھی نہ ہونے پائے گی۔

حضرات! رسول رحمت، شفیع امت، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی غمخواری۔ رحیمی، کریمی اور مہربانی پر سو جان سے فدا اور قربان ہو جاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا مشفق و مہربان نبی اور سراپا رحم و کرم رسول ہم گنہگار امت کو عطا کیا۔

خوب فرمایا: عاشق رسول پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

کیوں کہوں بے کس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو اور میں تم پہ فدا تم پہ کروروں درود

کرکے تمہارے گناہ مانگیں تمہاری پناہ
تم کہو دامن میں آ، تم پہ کروروں درود

قبر انور میں بھی یاد امت: مشہور محقق عاشق رسول حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رقم طراز ہیں کہ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل اور حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم قبر انور و اقدس میں داخل ہوئے تھے اور قبر مبارک میں سب سے پیچھے نکلنے والے حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، فرماتے ہیں کہ قبر انور و اقدس میں میں نے دیکھا کہ رحمۃ للعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لبہائے مبارک مل رہے ہیں، میں نے کان لگا کر سنا تو فرمارہے تھے۔ رَبِّ اُمَّتِیْ، اُمَّتِیْ۔ یعنی بعد وصال قبر شریف میں بھی اپنی امت کو یاد فرمارہے تھے اور رب تعالیٰ کی بارگاہ میں امت کی بخشش کی دعا فرمارہے تھے۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۴۰۱)

حضرات! حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت سے اس قدر پیار و محبت فرماتے تھے کہ پیدا ہوتے ہی امت کی یاد فرمائی اور ظاہری حیات طیبہ میں یاد فرماتے رہے اور بعد وصال بھی قبر انور میں امت کو نہ بھولے بلکہ امتی، امتی کی صدا زبان نبوت پر جاری رہی۔

اس لئے مومن و وفادار امتی پر واجب ہے کہ دن ہو کہ رات ہر وقت اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے یا نبی یا نبی کا ترانہ لگاتار ہے اور یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم کی صدا لگاتار ہے۔

خوب فرمایا عاشقِ رسول پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

درود شریف:۔

قیامت کے دن یا دامت کے لئے تین مخصوص مقام

حدیث شریف ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بروز قیامت ملاقات کے لئے عرض کیا یعنی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر مجھے قیامت کے دن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ملاقات کرنا ہو تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم سے کس جگہ ملاقات ہوگی؟

تو ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بروز قیامت میری ملاقات کے لئے تین مقام ہوں گے۔

حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن میری ملاقات کے تین مخصوص مقام ہوں گے جہاں میں مل سکوں گا۔

ایک مقام میزان ہے جہاں میری امت کے اعمال تولے جارہے ہوں گے اور میں میزان کے پاس اس لئے کھڑا رہوں گا کہ اگر کسی امتی کی نیکی کم ہوگی تو میں اپنی نیکی دے کر اس کی کو پورا کردوں گا۔

(ترمذی جامع کبیر ج۳ ص۳۲۱ مسند احمد بن حنبل ج۳ ص۱۷۸، فتح الباری ج۸ ص۳۲۳، مشکوٰۃ شریف ص۲۴۳)

امام اہلسنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ سے کس جگہ میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم اگر ہم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو میزان پر نہ پائیں تو پھر کہاں تلاش کریں؟ تو آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا حوض کوثر پر ہوں گا۔ میری امت پیاسی ہوگی اور میں جام کوثر پلاتا ہوں گا۔

سرکار اعلیٰ حضرت پیارے رضا اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ٹھنڈا ٹھنڈا میٹھا میٹھا
پیتے ہم ہیں پلاتے یہ ہیں
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم
رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں

حوض کوثر کیا ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک دن ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ پوری سورت تلاوت فرمائی اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟ تو ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا یہ جنت میں ایک نہر ہے جس میں بہت زیادہ خیر ہے اور وہ ایک حوض ہے جس پر بروز قیامت میری امت (اپنی پیاس بجھانے کے لئے) آئے گی۔

اٰنِیَتُهٗ عَدَدُ الْكَوَاكِبِ ۔ اس کے برتن ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں۔

(صحیح مسلم ج:۱، ص:۳۰۰، ابوداؤد سنن ج:۱، ص:۲۰۸)

حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد کیا ہے؟

تو ہمارے پیارے آقا مالک حوض کوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لَاٰنِيَتُهٗ اَكْثَرُ مِنْ عَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَآءِ وَكَوَاكِبِهَا (صحیح مسلم ج:۴، ص:۹۸، ۱۷۹۸، ابن ماجہ سنن ج:۲، ص:۱۴۳۸)

یقیناً حوض کوثر کے برتنوں کی تعداد آسمان کے ستاروں اور سیاروں کی تعداد سے زیادہ ہیں۔

اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حوض کوثر سے پانی پی لے گا وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔
مَاؤُهٗ اَشَدُّ بَيَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ وَاَحْلٰى مِنَ الْعَسَلِ ۔ یعنی حوض کوثر کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۲۴۸، سنن ابن ماجہ، ج ۲، ص ۳۲۸)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اگر ہم حوض پر بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ پائیں؟ تو رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا پل صراط پر ملوں گا، جبرئیل کے پیچھے ہوں گے اور میں اپنی امت کے لئے دعا کر رہا ہوں گا۔

رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ۔ رَبِّ سَلِّمْ اُمَّتِیْ۔ یعنی اے میرے رب میری امت کو سلامتی کے ساتھ گزار دے۔
حضرات! جب ہم گنہگاروں کے حق میں دعا کرنے والے حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہوں گے تو فکر کس بات کی؟

اسی لئے تو عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گزریے
کہ ہے رب سلم صدائے محمد

درود شریف:

حضرات! پل صراط بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے اور ہر ایک کو اس پر سے گزرنا ہے۔ پل صراط کے اوپر جہنم ہے اور اس کے پار جنت ہے۔ (بخاری کتاب الاذان، ص: ۱۰۸)

رسول اللہ، امت کے ہمراہ پل صراط سے سب سے پہلے گزریں گے

فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّجُوْزُ مِنَ الرُّسُلِ بِاُمَّتِهٖ ۞ (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۰۸، الترغیب والترہیب، ج ۴، ص ۲۲۰)

اے ایمان والو! صحیح بخاری شریف کی حدیث شریف سے صاف طور پر ثابت ہوا کہ تمام رسولوں اور ان کی امتوں سے پہلے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کے ہمراہ پل صراط سے گزریں گے اور اس کو عبور کریں گے۔

یعنی پتہ چلا کہ سارے رسولوں سے پہلے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم جنت میں داخل ہوں گے اور تمام امتوں میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت جنت میں داخل ہوگی۔

مراد مصطفیٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے آقا صاحب شفاعت، مالک جنت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

إِنَّ الْجَنَّةَ حُرِّمَتْ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ كُلِّهِمْ حَتّٰى أَدْخُلَهَا وَحُرِّمَتْ عَلَى الْأُمَمِ حَتّٰى تَدْخُلَهَا أُمَّتِيْ ۔

یعنی بے شک جنت تمام انبیاء پر حرام کردی گئی ہے جب تک میں جنت میں داخل نہ ہو جاؤں اور جنت تمام امتوں پر حرام ہے جب تک میری امت جنت میں داخل نہ ہو جائے۔ (طبرانی معجم اوسط ج:۱، ص:۲۸۹، مجمع الزوائد ج:۱۰، ص:۶۹)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ۔

جائیں نہ جب تک غلام خلد ہے سب پر حرام
ملک تو ہے آپ کا تم پہ کروڑوں درود

ایک مخصوص دعا اُمتی کے لئے

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ہمارے پیارے آقا محبوب داور، شافع محشر، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص کرم سے تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ایک مقبول دعا عطا کی ہے، چاہے دنیا میں مانگ لیں یا آخرت میں۔ ہر نبی نے وہ مقبول دعا دنیا ہی میں مانگ لی اور ہمارے مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ۔

وَأُرِيْدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ فِي الْآخِرَةِ (صحیح بخاری ج:۲، ص:۳۳۲، صحیح مسلم ج:۱، ص:۱۱۸)

یعنی میں نے اس مقبول دعا کو قیامت کے دن اپنی امت کی شفاعت و بخشش کے لئے محفوظ کر رکھا ہے۔

اے ایمان والو! مصطفیٰ جان رحمت، شفیع امت سراپا کرم ہی کرم ہو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر تن، من، دھن اور جان و دل کے ساتھ فدا اور قربان ہو جاؤ کہ ایسا مشفق و مہربان نبی اور رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کسی اور امت کو نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے ہم گنہگاروں کو نصیب ہوئے ہیں۔

عاشقِ رسول، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا ہی سہی بھاری بھروسہ تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

سارے نبی منبر پر بیٹھیں گے اور میں کھڑا رہوں گا

شافعِ محشر مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ بروزِ قیامت تمام انبیاء کے لئے سونے کے منبر ہوں گے اور وہ سب اس پر بیٹھے ہوں گے اور میں منبر پر نہیں بیٹھوں گا بلکہ میں اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں کھڑا رہوں گا اس ڈر سے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مجھے جنت میں بھیج دیا جائے اور میرے بعد میری امت (بے یار و مددگار) رہ جائے چنانچہ میں رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کروں گا۔

یَا رَبِّ اُمَّتِیْ اُمَّتِیْ ۔ یعنی اے میرے پروردگار! میری امت کو بخش دے، میری امت کو میرے حوالے فرمادے۔

چنانچہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے کچھ لوگ

یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِرَحْمَۃِ اللّٰہِ وَمِنْھُمْ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ بِشَفَاعَتِیْ ۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت سے جنت میں داخل ہوں گے اور کچھ میری شفاعت سے جنت میں جائیں گے۔

اور آقائے کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں۔

حتیٰ کہ ان لوگوں کی بھی شفاعت کروں گا۔

قَدْ بُعِثَ بِھِمْ اِلَی النَّارِ ۔ جن کو دوزخ میں بھیجا جا چکا ہے۔

اور جہنم کا داروغہ عرض کرے گا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔

مَا تَرَکْتُ لِلنَّارِ بِغَضَبِ رَبِّکَ فِیْ اُمَّتِکَ مِنْ بَقِیَّۃٍ ۔

(حاکم مستدرک، ج: ۱، ص: ۱۳۵، طبرانی کبیر و اوسط، ج: ۳، ص: ۲۰۸، الترغیب والترہیب، ج: ۴، ص: ۴۳۱)

یعنی آپ نے اپنی امت کے کسی فرد کو جہنم میں رہنے نہیں دیا جس پر آپ کا رب تعالیٰ عذاب کرے
یعنی آپ نے اپنی امت کے ایک ایک فرد کو جہنم سے نکال کر جنت کا حقدار بنادیا۔
خوب فرمایا ناعب غوث اعظم حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

میرے اعمال کا بدلہ تو جہنم ہی تھا
میں تو جاتا مجھے سرکار نے جانے نہ دیا

حضرات! غم خوار امت، سراپا کرم و عنایت، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کس شان سے اپنی امت کے ساتھ پیار و محبت فرمارہے ہیں اور کس قدر امت کے لئے رحم و کرم کا دریا بہا رہے ہیں ملاحظہ فرمایئے۔

مَنْ كَانَ فِیْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ شَعِیْرَةٍ مِّنْ اِیْمَانٍ اَوْمِثْقَالُ ذَرَّةٍ اَوْخَرْدَلَةٍ مِّنْ اِیْمَانٍ ۝

یعنی اس کو بھی جہنم سے نکال لیں گے جس کے دل میں جو برابر بھی ایمان ہے اور اس کو بھی جہنم سے نکال لیں گے جس کے دل میں ذرے کے برابر یا رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۲، ص ۱۱۰۲، مسلم شریف ج ۱، ص ۱۰۳)

حضرات! ایمان کی حفاظت فرض عین ہے جو نماز و روزہ وغیرہ سے بھی اہم ہے۔ تو ایسے قیمتی ایمان کو محفوظ رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ بدعقیدوں، مخالفوں سے ہر حال میں دور رہا جائے، ان کا عقیدہ ملاحظہ کیجئے۔

وہابیوں، دیوبندیوں کے مسلم بزرگ مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

(۱) نبی خود اپنا بچاؤ نہیں جانتے تو دوسرے کو کیا بچائیں گے۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۶۳)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹی فاطمہ کو قیامت کے دن نہیں بچا سکتے۔ (تقویۃ الایمان، ص: ۷۴)

اے ایمان والو! مخالف کا عقیدہ آپ حضرات کو معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کو کس حد تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے بغض و عناد ہے جو یہودیت اور عیسائیت سے بھی دو قدم آگے ہے۔

اور صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی حدیث شریف جو بیان کی گئی کہ

اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب صاحب شفاعت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شخص کو بھی جہنم سے بچالیں گے جس کے دل میں جو کے برابر یا ایک ذرے کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور شافع محشر محبوب داور، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَاُخْرِجَنَّ مِنْهَا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (مسلم شریف ج ۱، ص: ۱۱۰)

یعنی میں ان لوگوں کو ضرور بضرور جہنم سے نکال لوں گا جنہوں نے کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) پڑھا تھا۔

حضور کی شفاعت کبیرہ گناہ والوں کے لئے ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیارے حضور، پُر نور، رحمت عالم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: شَفَاعَتِیْ لِاَهْلِ الْكَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ ۝

(ترمذی جامع کبیر، ج:۳، ص:۲۲۵، ابن ماجہ سنن، ج:۲، ص:۳۲۲)

یعنی میری شفاعت کبیرہ گناہ کرنے والوں (یعنی بڑے سے بڑے گنہگار) کے لئے ہے

حضرات! احادیث طیبہ کی روشنی میں خوب اچھی طرح پتہ چلا اور معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا و بخشش سے ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی شفاعت سے اس شخص کو جہنم سے بچالیں گے جس کے دل میں ذرے کے برابر بھی ایمان ہوگا اور اگر کوئی ایمان والا گنہگار امتی جہنم میں ڈال دیا گیا ہے تو اس شخص کو بھی جہنم سے نکالیں گے اور جنت میں داخل فرمائیں گے۔

حضرات! مخالف کا یہ کہنا کہ نبی خود اپنا بچاؤ نہیں جانتے تو دوسرے کو کیا بچائیں گے

یا مخالف کا یہ کہنا کہ نبی اپنی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو قیامت کے دن نہیں بچاسکتے۔

سراسر غلط اور دھوکہ ہے اور اس طرح کی بولی مومن کی نہیں بلکہ منافق جہنمی کی ہوتی ہے۔ بیشک وشبہ ہمارے پیارے آقا، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے وفادار مومن امتی کو دنیا میں ہر غم اور مصیبت سے بچاتے ہیں اور قیامت کے دن اپنے غلاموں کو میزان و پل صراط پر بچائیں گے اور حوض کوثر کا جام اپنے ہاتھوں سے پلائیں گے۔

اور مخالف کا یہ کہنا کہ دوسرے کو کیا بچائیں گے۔ اگر دوسرے سے مراد وہابی دیوبندی ہیں تو یقیناً ہمارے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم منافقوں کو نہیں بچائیں گے۔

اور جنت مصطفیٰ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان تو بہت ہی بلند و بالا ہے ان کی ایک نظر عنایت سے ہزاروں بلکہ لاکھوں گنہگاروں کے قید و بند کی زنجیریں ٹوٹتی نظر آئیں گی اور شہزادیٔ سلطان کونین کی ابرو کے اشارہ سے بیشار امت جنت کی حقدار ٹھہرے گی۔

خوب فرمایا عاشق رسول، پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ

خدا، مصطفیٰ کی رضا چاہتا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَلَسَوْفَ یُعْطِیْکَ رَبُّکَ فَتَرْضٰی ۝ (پ۳۰،ع۱۸)

ترجمہ: اور بیشک قریب کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ (کنزالایمان)

حضرات! ہمارے پیارے آقا مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم غلاموں کی بخشش و نجات کی خاطر غم امت میں اس قدر گریہ وزاری فرمائیں گے کہ اللہ تعالیٰ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی رضا اور خوشنودی کی لئے امت کو بخش کر جنت کا حقدار بنادے گا۔

حضور کا غم امت میں رونا

اے ایمان والو! ایک دن کی بات ہے کہ ہمارے پیارے سرکار، امت کے غم خوار مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گریہ وزاری کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جبریل امین علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ جاؤ اور معلوم کرو کہ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کیوں رو رہے ہیں۔ (محبّ و محبوب کے درمیان راز محبت ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کو سب خبر ہے)

مصطفیٰ جان رحمت، شفیع امت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے جبریل! میری امت گنہگار ہے اور میں اپنی امت کے غم میں رو رہا ہوں۔ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اس جواب پر رحمٰن و رحیم اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل! میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے کہہ دو۔

اللہ تعالیٰ محبوب کو امت کے حق میں راضی کر دے گا۔

اِنَّا سَنُرْضِیْکَ فِیْ اُمَّتِکَ وَلَا نَسُوْئُکَ ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک ہم عنقریب آپ کو آپ کی امت کے حق میں راضی کر دیں گے اور آپ کو رنجیدہ نہ ہونے دیں گے۔ (صحیح مسلم، ج۱، ص۱۱۳، نسائی سنن کبریٰ، ج۶، ص۳۷۳)

جب ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے رب تعالیٰ کا یہ فرمان سنا تو فرمایا۔

واللہ! لَا اَرْضٰی وَوَاحِدٌ مِّنْ اُمَّتِیْ فِی النَّارِ ط (تفسیر جلالین، ج۱، ص۵۰۲)

یعنی اللہ کی قسم میں اس وقت تک راضی نہیں ہوں گا جب تک میرا ایک اُمتی بھی جہنم میں ہوگا۔

اُمت کی بخشش ہوگئی تو محبوب راضی ہوگئے

حضرات! بروز قیامت اللہ تعالیٰ اپنے حبیب ہم بیماروں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اذن شفاعت عطا فرمائے گا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی شفاعت سے امت کو بخشوائیں گے حتی کی جن کے دل میں جو کے برابر یا رائی کے دانے کے برابر یا ایک ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کو بخشوا لیں گے یہاں تک کہ اگر وہ شخص دوزخ میں ڈال دیا گیا ہے تو اس کو بھی جہنم سے نکال لیں گے اور جنت میں داخل فرما دیں گے تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوگا، اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! کیا آپ راضی ہوگئے تو محبوب داور شفیع محشر، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ میں جواب عرض کریں گے۔

نعم، رضیت۔ (طبرانی معجم اوسط، ج ۲، ص: ۳۷۰، کنز العمال، ص: ۹۳۷)

ہاں (اے میرے رب تعالیٰ) میں راضی ہوگیا۔

حضرات! ہمارے مشفق ومہربان نبی رحیم وکریم رسول، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پیدا ہوئے تو زبان رحمت سے امتی امتی کی صدا آرہی تھی اور ہم غلاموں کو یاد فرماتے رہے۔ شب معراج قرب رب تعالیٰ میں پہنچ کر امتی امتی فرما کر اپنے رحمٰن ورحیم رب تعالیٰ کی بارگاہ خاص میں ہماری یاد فرمائی۔ حیات طیبہ کے آخری لمحات تک امتی امتی فرماتے رہے اور ہمارے غم میں روتے رہے اور ہماری بخشش کی دعا فرماتے رہے۔ بعد وصال قبر شریف میں امتی امتی کہہ کر ہم غلاموں کو یاد فرمایا اور بروز قیامت میزان وپل اور حوض کوثر پر امتی امتی پکاریں گے اور ہمارے لئے ہر طرح کی آسانیاں پیدا فرمائیں گے۔ حق تو یہ ہے کہ ہر نبی کی زبان پر قیامت کے روز نفسی نفسی کی صدا ہوگی۔ اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی زبان رحمت پر امتی، امتی کی صدا ہوگی۔

خدا کی قسم! سب محشر والے نبی کی تلاش میں ہوں گے۔ اور ہمارے پیارے نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اپنی امت کو ڈھونڈ رہے ہوں گے۔

مولانا حسن رضا بریلوی فرماتے ہیں۔

یہ بے قرار کرے گی صدا غریبوں کی
مقدس آنکھوں سے تار اشکوں کا بندھا ہوگا
عزیز بچہ کو ماں جس طرح تلاش کرے
خدا گواہ یہی حال آپ کا ہوگا

درود شریف:

اے ایمان والو! سو جان سے قربان ہو جاؤ اپنے پیارے نبی اور اچھوں میں اچھے رسول، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کہ اس وقت تک سکون و قرار آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو نہ آئے گا جب تک ایمان والے امت کے ایک ایک فرد کو بخشوا کر جنت میں داخل نہ فرما دیں گے۔

اور قیامت کے دن امت کے غم میں رو رو کر گنہگار امت کی نجات و بخشش کی تمہید اٹھاتے رہیں گے اور اس وقت تک راضی اور خوش نہیں ہوں گے جب تک امت کا ایک ایک فرد جنت میں داخل نہ ہو جائے۔

عاشق رسول، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا فاضل، بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

اللہ کیا جہنم اب بھی نہ سرد ہوگا
رو رو کے مصطفیٰ نے دریا بہا دیئے ہیں

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف

آقائے کائنات نے صدیق اکبر کو امام بنایا: زمانہ علالت میں ہمارے حضور پر نور علی نور، محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابہ کے امام بنے اور تین روز تک مسلسل صحابہ کرام کی نمازوں کی امامت فرماتے رہے۔

مشہور محدث حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے زمانہ علالت میں حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز کے لئے اذان دی اور اذان کے بعد حجرہ شریف کے دروازے پر کھڑے ہو کر عرض کیا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ!

گویا حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینے کے بعد اپنے کریم و رحیم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مکان انور کے دروازۂ رحمت پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ تو مکان شریف کے اندر سے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں اور ان کی امامت کریں۔

(مدارج النبوۃ، ج ۲، ص ۴۲۵)

حضرات! گویا امام الانبیاء حبیب کبریا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے سامنے ہی حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسلمانوں کا امام اور اپنا خلیفہ بنا دیا تھا۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

سایۂ مصطفیٰ مایۂ اصطفیٰ
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں سلام

اذان کے بعد نماز سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنا سنت ہے

حضرات! مشہور عاشق رسول، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی معروف زمانہ کتاب مدارج النبوۃ شریف میں حدیث شریف کو تحریر فرمایا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان دینے کے بعد مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے درنور پر کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھا۔ تو ثابت ہو گیا کہ اذان کے بعد نماز سے پہلے صلوٰۃ و سلام پڑھنا بدعت و ناجائز نہیں ہے بلکہ صحابۂ کرام کی سنت ہے۔

اذان کے بعد صلوٰۃ و سلام کا ثبوت

حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ عظیم الشان محدث، حضرت علامہ ابن حجر مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فتاویٰ کبریٰ میں صحیح مسلم اور ابن ماجہ کے علاوہ سنن اربعہ کی وہ احادیث نقل فرمائی ہیں جن میں اذان کے بعد اور دعائے وسیلہ سے پہلے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم وارد ہے۔ مثلاً یہ حدیث نقل فرمائی۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا یَقُوْلُ ثُمَّ صَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِہَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰہَ لِیَ الْوَسِیْلَۃَ

(صحیح مسلم، ج ۱، ص ۱۶۶، فتاویٰ کبریٰ، مقالات مکی، ج ۳، ص ۳۰۹)

یعنی آقائے کائنات رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب تم مؤذن سے اذان سنو تو اس کی مثل کہو (یعنی اذان کا جواب دو) پھر مجھ پر درود پڑھو بے شک جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ اپنی رحمت نازل فرماتا ہے پھر میرے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں دعا مانگو یعنی اذان کے بعد کی دعا پڑھو۔

حضرات! اس حدیث طیبہ سے صاف طور پر ثابت ہوگیا کہ میرے آقا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا کہ اذان دینے کے بعد مجھ پر درود وسلام پڑھو۔ تو اذان کے بعد اور نماز سے پہلے صلوٰۃ وسلام پڑھنا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ حدیث شریف سے ثابت اور سنت ہے۔

دوسری بات: یہ معلوم ہوئی کہ دعا مانگنے کے وقت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنانا حدیث شریف سے ثابت ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: سَلُوا اللّٰهَ لِیَ الْوَسِیْلَةَ (صحیح مسلم ج۱ ص۱۶۶) یعنی میرے آقا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگو تو مجھ کو وسیلہ بنا لو یعنی میرے وسیلے سے دعا مانگا کرو۔

تو! دن کے اجالے سے زیادہ روشن اور ظاہر ہوا کہ محبوب خدا، مصطفےٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو وسیلہ بنانا ناجائز و بدعت نہیں بلکہ حدیث شریف سے ثابت اور سنت ہے۔

خوب فرمایا مجدد ابن مجدد، حضور مفتی اعظم، الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

وصل مولیٰ چاہتے ہو تو وسیلہ ڈھونڈ لو
بے وسیلہ نجدیو ہرگز خدا ملتا نہیں

حضرت بلال عاشق رسول تھے

اے ایمان والو! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا حجرہ شریف سے باہر نہ نکلنا اور نماز پڑھانے کے لئے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کرنا، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ عاشق صادق تھے سب کچھ سمجھ گئے تھے، پھر عاشق زار حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کیا گزری ملاحظہ فرمایئے۔

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا سر پیٹتے (روتے اور فریاد کرتے باہر آئے۔ چونکہ امید ٹوٹ چکی تھی اور کمر شکستہ ہوگئی تھی (حضرت بلال) کہنے لگے کاش کہ میری ماں مجھے نہ جنتی اور اگر مجھے جنا تھا تو اس دن کے دیکھنے سے پہلے مجھے موت آجاتی اور میں (اپنے مشفق و مہربان) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو اس حال میں نہ دیکھتا۔

پھر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف میں آئے اور کہا کہ اے ابوبکر صدیق اکبر! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آپ کے لئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حکم فرماتے ہیں کہ آگے بڑھیے (مصلے پر جایئے) اور لوگوں کو نماز پڑھایئے۔

(مدارج النبوۃ ج ۲، ص ۴۱۹)

ابوبکر صدیق کا تڑپنا اور رونا: عاشق صادق حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیکھا کہ مسجد نبوی شریف (اور مصلی امامت) ہمارے پیارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے خالی ہے تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر غمگین ہوئے کہ خود کو سنبھال نہ سکے اور منہ کے بل گر پڑے اور بے ہوش ہو گئے اور تمام صحابہ رونے لگے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے گوش مبارک میں یہ آواز پہنچی تو اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) یہ رونے اور فریاد کرنے کی کیسی آوازیں آرہی ہیں؟

تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا یہ آوازیں مسلمانوں کے رونے اور تڑپنے کی ہیں کہ صحابہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو مسجد میں نہ دیکھ کر رو رہے ہیں۔ (مدارج النبوت ج ۲، ص ۴۱۶)

ابوبکر صدیق کی امامت وخلافت پر مولیٰ علی کی تصدیق وتائید

حضرات! محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے حکم سے تمام صحابہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابہ کرام کی نمازوں کی امامت کے لئے مخصوص کرنا اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفۂ اول ہیں اس پر واضح دلیل ہے ملاحظہ فرمایئے۔

ابوبکر صدیق خلیفۂ اول ہیں، مولیٰ علی کی تصدیق وتائید

سید السادات، سید الاولیاء، ابوالحسن والحسین حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوب مصطفیٰ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا:

قَدَّمَکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ فَمَنِ الَّذِیْ یُؤَخِّرُکَ۔ یعنی اے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے آپ کو آگے بڑھایا اور مقدم کیا ہے تو کون ہے؟ جو آپ کو مؤخر کرے۔ اور آپ نے لوگوں کی نماز پڑھائی، میں موجود تھا غائب نہ تھا، تندرست تھا بیمار نہ تھا۔ اگر رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

چاہتے تو مجھا کے بڑھا سکتے تھے (مگر بڑھے نہیں بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آگے بڑھایا)

لہٰذا ہم اپنی دنیا کے لئے اس شخص یعنی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر راضی ہو گئے جس پر خدا اور رسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہوئے۔ (مدارج النبوۃ ج ۲، ص: ۱۸۱)

حضور کا ارشاد کہ میری قبر کو بت نہ بنانا: شاہ طیبہ، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وصال شریف سے پانچ دن پہلے فرمایا:

اے لوگو! جان لو! اور آگاہ ہو جاؤ! کہ تم سے پہلے ایسے لوگ گزرے ہیں جنہوں نے اپنے نبیوں اور نیکوں کی قبروں کو مساجد یعنی سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔ تمہیں لازم ہے کہ ایسا نہ کرنا اور مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ ۔ یعنی اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد (سجدہ گاہ بنا لیا) بلاشبہ اے مسلمانو! میں تم کو اس سے منع کرتا ہوں۔
(شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح مشکوٰۃ و مدارج النبوۃ، ج ۲، ص: ۴۴۰)

حضرات! محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے یہودیوں اور نصرانیوں پر لعنت کی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہودی اور نصرانی اپنے نبی کی قبر کے سامنے سجدہ کرتے تھے اور نبی کو خدا یا خدا کا بیٹا بنا لیا تھا۔
تو لعنت کی وجہ صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گئی کہ جو بھی شخص کسی کی بھی قبر پر سجدہ کرے گا وہ شخص لعنت کا مستحق ٹھہرے گا۔

الحمد للہ صد بار الحمد للہ! ہم اہل سنت و جماعت یعنی سنی مسلمان مدینہ طیبہ میں اپنے رحیم و کریم نبی، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر پر اور بغداد شریف میں اپنے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر اور اجمیر شریف میں اپنے پیارے خواجہ ہند کے راجا حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر پر یا کسی بھی بزرگ کی قبر پر سجدہ نہیں کرتے ہیں۔ اس لئے کہ سجدہ صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور قبر کا بوسہ لینا بھی خلاف ادب ہے۔ اور بہت سے عشاق کے نزدیک قبر شریف سے لپٹنا اور لپٹ کر رونا اور فریاد کرنا ثابت ہے۔

حضرات! خوب غور سے سن لیجئے اور یاد رکھئے کہ قبر کو بت بنانا اور قبر کی عبادت کرنا کفر ہے مگر قبر سے محبت کرنا اور قبر پر حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی رحمت کو طلب کرنا حدیث و سنت سے ثابت ہے۔

خوب فرمایا مجدد ابن مجدد و ہم شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

سنگ در جاناں پر کرتا ہوں جبیں سائی
سجدہ نہ سمجھ نجدی سر دیتا ہوں نذرانہ

اور مجدد اعظم، امام احمد رضا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

بے خودی میں سجدۂ در یا طواف
جو کیا اچھا کیا پھر تجھ کو کیا

سر سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا
دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

ان کے نام پاک پر دل، جان و مال
نجدیا! سب تج دیا پھر تجھ کو کیا

درود شریف:

اے ایمان والو! محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس شخص کو ملعون قرار دیا جس نے کسی قبر کو سجدہ گاہ بنایا اور اس کی عبادت کی مگر ہمارے مخالف نے محبوب خدا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور اور مزار اقدس ہی کو بت اور شرک والحاد کا بہت بڑا ذریعہ لکھا۔

حضرات! عدل و انصاف کی آنکھ سے اور ایمان کی روشنی میں دل کو تھام کر بغور ملاحظہ فرمائیے کہ وہابیوں نجدیوں کے نزدیک محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور، مزار اقدس کی حقیقت و حیثیت کیا ہے۔

وہ قصہ اور ہوں گے جن کو سن کر نیند آتی ہے
تڑپ جاؤ گے کانپ اٹھو گے سن کر داستاں ان کی

ملاحظہ کیجئے:

وہابیوں کا عقیدہ

وہابی مولوی قاضی محمد بن علی شوکانی لکھتے ہیں۔

(۱) حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مقدس ہر لحاظ سے بت ہے۔ (حاشیہ شرح الصدور ص: ۲۸ مطبوعہ سعودیہ)

وہابیوں کے امام محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پوتے عبد الرحمن نجدی نے اپنے دادا کی کتاب، کتاب التوحید کی شرح فتح المجید میں لکھا کہ۔

(۲) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا روضہ شرک والحاد کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

(فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۰۹ طبع مصر)

وہابیوں کے نواب صدیق الحسن بھوپالی کے بیٹے نور الحسن بھوپالی نے لکھا کہ۔

(۳) پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کو گرادینا واجب ہے۔ (عرف الجادی ص ۶۰)

وہابیوں کے امام محمد بن عبد الوہاب نجدی کا عقیدہ ہے کہ۔

(۴) رسول اللہ اور انبیاء کرام کی قبروں کی زیارت کے لئے جانے والا مشرک ہے۔

(فتح المجید شرح کتاب التوحید ص ۲۱۵)

اے ایمان والو! مخالف اہل سنت، وہابیوں کا ایمان وعقیدہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر شریف اور روضہ انور کے تعلق سے کتنا گندہ اور خراب ہے جو ان کی کتابوں کے حوالہ جات کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے امان میں رکھے اور باطل فرقہ سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرات! اب احادیث طیبہ کی روشنی میں ملاحظہ کیجئے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی قبر انور پر ایمان اور اخلاص کے ساتھ حاضری دینے والا اور روضۂ پُر نور کی زیارت کرنے والا لاریب جنتی ہے بلا شک وشبہ جنتی ہے۔

قبر نور کی زیارت کرنے والا شفاعت کا حقدار ہے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ محبوب خدا، رسول اللہ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۱) مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَہٗ شَفَاعَتِیْ ۝ یعنی جس نے میری قبر انور کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔ (شفاء ج ۲ ص ۸۳ ... ص ۳، دار قطنی ج ۲ ص ۲۷۸)

صرف میرے لئے مدینہ آؤ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہمارے حضور جان نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: (۲) حدیث شریف: مَنْ جَآءَ نِیْ زَائِرًا لَا تُعْمِلُهٗ حَاجَةٌ اِلَّا زِیَارَتِیْ کَانَ حَقًّا عَلَیَّ اَنْ اَکُوْنَ شَفِیْعًا یَوْمَ الْقِیَامَةِ ○ (طبرانی، معجم کبیر، دار قطنی، جذب القلوب، ص:۲۰۵)

یعنی جو شخص میری زیارت کے لئے آیا، میری زیارت کے علاوہ اسے اور کوئی حاجت نہ تھی تو مجھ پر اس کا حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ وہ دن نصیب کرے کہ ہم مدینہ طیبہ اپنے مشفق و مہربان نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں تو کسی اور کام یا حاجت کی نیت نہ رہے صرف ہمارا ارادہ اپنے رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے در پاک کی حاضری مقصود رہے۔

عاشق رسول، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ہوتے کہاں خلیل و بناء کعبہ و منیٰ
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاج ور کی ہے

(۳) حدیث شریف: مَنْ زَارَنِیْ بِالْمَدِیْنَةِ مُحْتَسِبًا کُنْتُ لَهٗ شَفِیْعًا وَّشَهِیْدًا ○ (شفاء السقام، ص:۸۰، جذب القلوب، ص:۲۰۶)

یعنی جس نے ثواب کی نیت سے مدینہ طیبہ میں میری زیارت کی میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں گا اور اس کا گواہ بنوں گا۔

(۴) مَنْ زَارَنِیْ مُتَعَمِّدًا کَانَ فِیْ جِوَارِیْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ ○ (مشکوٰۃ، ص:۲۴۰، شفاء السقام، ص:۳۲، جذب القلوب، ص:۲۰۴)

یعنی جس شخص نے قصداً نیت کر کے میری زیارت کی وہ شخص قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا۔

حضرات! حدیث شریف میں مُتَعَمِّدًا اور مُتَعَمِّدًا کا کلمہ بڑا معنی خیز اور قابل غور ہے جس کے ذریعہ واضح طور پر بتایا اور سمجھایا گیا ہے کہ میری بارگاہ میں زیارت کے لئے آنا صرف قلب وروح کی تسکین کا سامان ہی نہیں بلکہ باعث اجر وثواب بھی ہے۔ اور کسی صاحب ایمان سچے امتی کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی سعادت ونیکی نہیں۔

اللہ تعالیٰ بار بار مدینہ طیبہ کی حاضری نصیب فرمائے آمین ثم آمین

الٰہی دکھا دے وہ مدینہ کیسی بستی ہے
جہاں پر رات، دن مولیٰ تیری رحمت برستی ہے

درود شریف:

حضور نے ابوبکر صدیق کے پیچھے نماز پڑھی

ایک مرتبہ میرے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک قبیلہ کے لوگوں میں صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے تھے، جب نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ کیا رائے ہے نماز کا وقت ہو گیا ہے، اذان کہہ دوں، شاید کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی تشریف لے آئیں۔ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے آنے میں تاخیر ہوگئی تو تمام صحابہ نے متفقہ طور پر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے لئے آگے بڑھا دیا کہ اچانک آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم بھی تشریف لے آئے تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ میں امامت کے مصلے سے پیچھے آجاؤں اور میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مصلیٰ امامت پر تشریف لے آئیں اور لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ تو اس پر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اشارہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ رہو۔ یعنی تم مصلیٰ امامت پر نماز پڑھاتے رہو۔ پھر محبوب خدا، امام الانبیاء، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خود بھی حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں سب سے افضل اور سب سے مقدم تھے۔ (مدارج النبوۃ، ج:۲، ص:۵۱۸)

حضور نے صرف دو صحابی کے پیچھے نماز پڑھی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء، رسول خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے صرف ایک مرتبہ نماز پڑھی اور ایک سفر میں حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے۔ ایک مرتبہ ہی اور وہ بھی صرف ایک ہی رکعت نماز ادا کی اس لئے کہ صرف ایک ہی رکعت بچی تھی تو آقا کریم شریک ہوئے تو ایک رکعت میں شریک رہے اور چھوٹی ہوئی رکعت کو تنہا ادا فرمائی۔ (مدارج النبوت حصہ ج۲، ص:۱۷۵)

وصال کی رات چراغ میں تیل بھی نہیں تھا

زمانۂ علالت کا واقعہ ہے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت بابرکت میں سونے کے روپے پیش کئے گئے، آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے تمام روپیوں کو غرباء و فقراء میں تقسیم فرمایا۔ صرف چھ یا سات روپے گھر میں باقی رہے اس کے بعد سلطان دارین، قاسم نعمت، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا سے اس وقت تک تشریف نہ لے گئے جب تک کہ ان سب روپیوں کو (امت کے غرباء میں) خرچ نہ فرمادیا۔ (بیہقی)

جب شب وصال دوشنبہ کی رات ہوئی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک انصاری عورت سے تیل ادھار لیا اور چراغ روشن کیا۔

سبحان اللہ، سبحان اللہ! جواد و فیاض آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بے مثال سخاوت اور غریب نوازی ملاحظہ فرمایئے۔ کہ ابھی کچھ ہی لمحہ پہلے سونے کے روپے غریبوں میں تقسیم فرمائے ہیں اور خود کے گھر میں چراغ روشن کرنے کے لئے تیل ادھار لیا جارہا ہے۔ (مدارج النبوت ج۲، ص:۴۲۱)

خوب فرمایا پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

زمانۂ علالت میں انصار کی محبت

جب انصار صحابہ نے دیکھا کہ میرے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم روز بروز زیادہ علیل ہوتے جا رہے ہیں۔ تو وہ بے چین و بے قرار اور حیران و پریشان ہو کر اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور مسجد نبوی کے گرد گھومنے اور چکر لگانے لگے اور آپس میں کہتے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ میرے مشفق و مہربان نبی مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے جائیں اور ہم نہیں جانتے کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد (یعنی وصال کے بعد) ہمارا کیا حال ہوگا۔

جب انصار صحابہ کی حالت اور ان کی کیفیت آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں پیش کی گئی تو محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر مسجد شریف میں تشریف لائے منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ اور سر انور پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور جوق در جوق صحابہ جمع ہونے لگے۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد ارشاد فرمایا اے لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم لوگ موت سے ڈرتے ہو۔ جب کہ میرے وصال اور تم کو تمہاری موت سے خبردار کر دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ یعنی اے میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تمہیں میرے پاس آنا ہے اور ان لوگوں کو بھی مرنا ہے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا، کوئی نبی ہمیشہ اپنی قوم میں نہیں رہا ہے تو میں تمہارے بیچ ہمیشہ کیسے رہوں گا؟ (ملخصاً مدارج النبوت ج:۲، ص:۴۲۲)

ولادت و وصال کا مہینہ اور دن ایک ہیں: محبوب خدا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت شریف ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ دوشنبہ (پیر) کے دن ہوئی اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال شریف بھی ربیع الاول شریف کی بارہویں تاریخ دوشنبہ (پیر) کے دن ہوا۔ گویا ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ولادت شریف اور وصال شریف کا مہینہ اور تاریخ اور دن ایک ہی ہے۔

حضرات! آخری حج کے موقع پر حجۃ الوداع کے دن جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ یعنی اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کر دیا۔

اے ایمان والو! جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو بہت سے صحابہ کرام خوش ہو گئے کہ آج کے دن

اللہ تعالیٰ نے ہمارے دین کو مکمل فرما دیا ہے لیکن راز دار مصطفیٰ، افضل البشر بعد الانبیاء، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کریمہ کے نازل ہونے کے بعد رونے لگے۔ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! تم کیوں رو رہے ہو تو حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم دین کو مکمل کرنے تشریف لائے تھے اور آج کے دن دین مکمل ہو گیا۔ گویا یہ آیت کریمہ بتا رہی ہے کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اب ہمارے بیچ تشریف نہیں رکھیں گے یعنی اب ہمارے غمخوار آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا وصال ہو جائے گا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا جہاں تک کسی کی نظر نہیں پہونچی ہے وہاں تک میرے ابوبکر صدیق کی نظر پہنچ گئی ہے۔ اور ابوبکر صدیق نے صحیح سمجھا۔ (طبقات ج ۳)

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ اِلٰی اٰخِرِہٖ اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد صحابۂ کرام سمجھ گئے تھے کہ دین مکمل ہو گیا تو اب محبوب خدا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دنیا میں زیادہ دنوں تک تشریف نہیں رکھیں گے اور مراد مصطفیٰ، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سورۃ کو سن کر اس خیال سے رونے لگے اور اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد آقائے کائنات، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے (یعنی مجھ کو) چاہے وہ دنیا میں رہے چاہے اللہ تعالیٰ کی لقاء قبول فرمائے تو اس بندہ یعنی میں نے اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو اختیار کر لیا ہے۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر ہماری جانیں ہمارے مال، ہمارے باپ دادا، ہماری اولادیں سب قربان ہوں (خزائن العرفان)

بروز وصال نماز فجر میں غلاموں کو ملاحظہ فرمایا

وصال شریف کے دن کا واقعہ ہے جسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حجرہ شریف کے دروازہ سے پردہ ہٹا کر مسجد میں نمازیوں کی جانب نظر کرم فرمایا اور دیکھا کہ فجر کی نماز ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھا رہے ہیں پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم دروازہ شریف پر کھڑے رہے اور نگاہ مبارک نمازیوں کو دیکھتی رہی۔ صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو پتہ چل گیا تھا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حجرہ شریف کے دروازہ پر کھڑے ہو کر ہم غلاموں کو دیکھ رہے ہیں۔ تو قریب کے نمازیوں نے آنکھیں ترچھی کر کے یعنی آنکھوں کی کنکھیوں سے اور جو لوگ کچھ دور تھے تو وہ لوگ سر جھکا کر اپنے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو دیکھنے لگے۔ اور جو حضرات اور دور تھے تو وہ حضرات تو قبلہ سے سینہ ہٹا کر قبلے کے کعبے کی

جانب منہ اور سینہ کر لیا اور دیدار میں مشغول ہو گئے۔ اور امام صاحب حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ میں اپنی جگہ سے پیچھے آ جاؤں مگر محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے نمازیوں کی جانب اشارہ کیا اور ارشاد فرمایا کہ سب اپنی اپنی جگہ پر رہو اور اپنی نمازیں پوری کر لو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم گویا اپنے غلاموں کی نماز اور ان کی محبت اور اپنے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا چہرۂ انور ایسا لگ رہا تھا جیسے قرآن مقدس کے کھلے ہوئے اوراق ہوں۔ پھر آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے دروازہ کا پردہ چھوڑ دیا اور حجرہ شریف کے اندر تشریف لے گئے اور اسی دن وصال فرمایا۔ (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۲۲، ملخصاً ومرقع حبیب الٰہ ص ۴۰۲)

باب کرم پر ملک الموت کا اجازت طلب کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے منقول ہے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال کے دن اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو حکم فرمایا کہ زمین پر میرے حبیب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دربار پر انوار میں حاضر ہو، مگر خبردار! بغیر اجازت کے کاشانہ محبوب میں داخل نہ ہونا اور میرے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اجازت کے بغیر روح پرنور کو قبض نہ کرنا۔ تو حضرت ملک الموت علیہ السلام ایک اعرابی کی صورت میں کھڑے ہو کر عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ بَيْتِ النُّبُوَّةِ۔ یعنی اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ پر سلام ہو اور آپ کے تمام گھر والوں کو سلام ہو۔ اس وقت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے سرہانے موجود تھیں، حضرت سیدہ نے جواب دیا کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم علیل ہیں اس وقت ملاقات نہیں ہو سکتی ہے۔ دوسری اور تیسری مرتبہ حضرت ملک الموت علیہ السلام نے اجازت طلب کی اور حضرت سیدہ وہی جواب دیتی رہیں پھر تیسری مرتبہ کے بعد محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے چشمان کرم کو کھولا اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ! تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے دروازے پر کون ہے؟ اور بار بار آنے کی اجازت مانگ رہا ہے اے بیٹی فاطمہ یہ لذتوں کو توڑنے والا، خواہشوں اور تمناؤں کو کچلنے والا، بیویوں کو بیوہ بنانے والا اور بچوں اور بچیوں کو یتیم کرنے والا ہے۔ یعنی ملک الموت ہیں۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب یہ سنا تو رونے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔

اے میری بیٹی فاطمہ! تم رویا نہ کرو! اس لئے کہ تمہارے رونے سے حاملین عرش روتے ہیں اور اپنے

دست مبارک سے حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرۂ انور سے آنسوؤں کو صاف کیا۔ اور فرمایا اپنے بچوں کو لاؤ۔ حضرت سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسن حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں لاتی ہیں آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے شہزادگان کو بوسہ دیا اور ان کی تعظیم و توقیر اور ان سے محبت کرنے کے لئے صحابۂ کرام سے اور تمام امت کو وصیت فرمائی اور فرمایا اے بیٹی فاطمہ! جاؤ دروازہ کھول دو ملک الموت کو آنے دو۔ حضرت ملک الموت حاضر ہوئے اور حضرت جبرائیل امین علیہ السلام اعلان کر رہے تھے کہ اے فرشتو! اٹھو اور صف در صف کھڑے ہو کر استقبال کرو کہ روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم تشریف لا رہی ہے۔ اس کے بعد آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے ملک الموت! آؤ اور جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو۔ (مدارج النبوت جلد ۲، ص ۴۳۲)

حضرت ملک الموت جب قریب ہوئے تو مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ملک الموت! یہ تو بتاؤ کہ موت کے وقت مرنے والے کو کس قدر سختی اور تکلیف ہوتی ہے تو حضرت ملک الموت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم موت کی سختی اور تکلیف کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ہزار تلواروں کا جھٹکا ایک طرف اور موت کا جھٹکا ایک طرف اتنی زیادہ سختی اور تکلیف ہوتی ہے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ملک الموت کیا تو میری امت کو بھی موت کے وقت اسی قدر سختی اور تکلیف ہوتی ہوگی تو ملک الموت نے عرض کیا کہ ہاں۔ ہر مرنے والے کو اسی قدر سختی اور تکلیف ہوتی ہے تو رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اے ملک الموت! میں اس وقت تک تم کو اپنی روح کے قبض کرنے کی اجازت نہیں دوں گا جب تک یہ فیصلہ نہ ہو جائے کہ قیامت تک میری تمام امت کو موت کے وقت جو سختی اور تکلیف ہونے والی ہو ان تمام سختیوں اور تکلیفوں کو اکٹھا کر کے میرے وصال کے وقت مجھ پر ڈال دیا جائے، میں گوارہ کر لوں گا مگر میری امت کو تکلیف ہو میں گوارہ نہیں کر سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہوتا ہے کہ اے محبوب! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم آپ امت کی فکر نہ کریں آپ کے غلاموں کی روح ایسے نکال لی جائے گی جیسے گندھے ہوئے آٹے سے بال نکال لیا جاتا ہے اور اس کو پتہ تک نہ چلے گا۔

روح پھر جسمِ اقدس میں رکھی گئی

حضرت ملک الموت کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اب اے ملک الموت! جو تم کو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو! حضرت ملک الموت محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح پر نور کو جسم انور سے قبض کیا اور اعلیٰ علیین لے گئے مگر یہاں تو غلاموں کی روحیں تھیں، پھر وہاں سے عرش پر لے کر گئے، عرش الٰہی کانپ

اٹھا کہ مجھ میں اتنی قوت نہیں کہ میں روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عظمت کو برداشت کرسکوں پھر وہاں سے فرشتے بے شمار اعلیٰ مقامات پر لے گئے مگر کسی میں بھی یہ قوت وطاقت نہ تھی کہ روح محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی ہیبت وعظمت کو برداشت کرسکتا، تو اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا ہے اے ملک الموت! کوئی جگہ ایسی نہیں جو روح محبوب کی عظمت وبزرگی کا بوجھ اٹھاسکے۔ اس لئے اسی جسم نور میں روح نور کو رکھ دو جہاں سے نکالا تھا۔

کیا ہی خوب فرمایا عاشق رسول، اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے

درود شریف:

وصال کے بعد مولیٰ علی کا ارشاد: مولائے کائنات سیدنا مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد میں آسمان کی جانب سے فرشتوں کی صدا وَا مُحَمَّدَاہُ سنتا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی روح انور جسم اقدس سے جدا ہوئی تو ایسی عمدہ خوشبو ظاہر ہوئی کہ اس سے پہلے ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی۔ اس کے بعد میں نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور پر چادر ڈال دی۔ (مدارج النبوت، ج:۲، ص:۴۳۳)

بعد وصال سیدہ فاطمہ نے کبھی ہنسا نہیں

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف سے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو اس قدر صدمہ اور غم پہنچا کہ ہمیشہ روتی رہتی تھیں اور پھر کبھی کسی نے آپ کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔

(مدارج النبوت، ج:۲، ص:۴۳۳)

بعد وصال حضرت عائشہ صدیقہ کی حالت

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روتے ہوئے کہتی ہیں کہ ہائے افسوس! اس نبی محترم نے فقر کو تونگری پر اور درویشی کو مالداری پر پسند فرمایا۔ ہائے افسوس! کہ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم امت کی بخشش و نجات کی خاطر رات رات بھر جاگ کر گناہ گاروں کے لئے دعا فرماتے رہے اور کبھی بھی بے فکر اور بے نیاز ہو کر بستر استراحت پر نہ سوئے اور کبھی بھی فقیروں اور حاجت مندوں پر دروازہ کو بند نہ فرمایا بلکہ غریبوں اور سائلوں پر احسان کرتے رہے اور ان کی مرادوں کو پوری فرماتے رہے۔ دشمنوں نے پتھر مار کر دندان مبارک اور رخسار انور کو زخمی کر دیا اس کے بعد بھی رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ان کے حق میں ہدایت کی دعا دیتے ہیں اور ان پر بھی رحمتوں کے پھول برساتے نظر آتے ہیں۔ (مدارج النبوت، ج ۲، ص ۴۳۲)

آقا کے وصال کے بعد صحابہ کی کیفیت: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وصال شریف کے بعد صحابۂ کرام اس قدر غمگین اور پریشان ہوئے کہ جیسے ان کی عقلیں سلب کر لی گئی ہوں اور ان کے حواس معطل ہو گئے ہوں۔ بعض صحابہ کی زبانیں بند ہو گئیں اور ان کے ہوش و حواس اور قوت گویائی جاتی رہی۔ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی اسی طرح کی حالت ہو گئی تھی۔ چنانچہ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس سے گزرے اور ان کو سلام کیا تو حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کا سلام کو سنا مگر سلام کے جواب نہ دے سکے۔ بعض صحابۂ کرام بیٹھے رہے تو ایسا لگتا تھا کہ جم گئے ہوں، ان میں چلنے کی طاقت نہ تھی۔ چنانچہ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہی حال تھا اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد شریف کے ارد گرد دیوانہ کی طرح چلتے اور کہتے جاتے تھے کہ اگر میں نے کسی شخص سے سن لیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وفات ہو گئی ہے تو میں اس شخص کو قتل کر دوں گا۔ (مدارج النبوت، ج ۲، ص ۴۲۷)

حضرت ابوبکر صدیق اکبر کی استقامت

تمام صحابہ میں سب سے زیادہ ثابت اور اشجع حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی تھی۔ وصال محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وقت آپ اپنے مکان پر تھے۔ جب وصال شریف کی اطلاع ملی تو وہ فوراً سوار ہو کر تیزی کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ کی جانب روانہ ہو گئے اور راستہ بھر روتے رہے اور

وَا مُحَمَّدَاہُ پکارتے رہے یہاں تک کہ مسجد شریف میں آئے، دیکھا کہ لوگ پریشان حال ہیں کسی طرف توجہ دی اور نہ کسی سے بات کی سیدھے حجرۂ عائشہ میں داخل ہو گئے اور محبوب خدا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے چہرۂ انور سے چادر نور اٹھائی اور جبین نور کا بوسہ لیا اور اپنے منہ کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے منہ پر رکھ دیا اور فریاد کی اور وَا مُحَمَّدَاہُ کی صدا لگائی اور اس کے بعد سر اٹھایا اور رونے لگے۔ اس طرح تین مرتبہ کیا پھر کہا بِاَبِیْ وَاُمِّیْ طِبْتَ حَیًّا وَّمَیِّتًا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْکَ وَاٰلِکَ وَسَلَّمْ آپ پر میرے ماں، باپ قربان ہوں۔ آپ ہر حال میں خوش اور پاکیزہ رہے زندگی میں بھی اور وصال کے بعد بھی۔ اور پھر حجرہ شریف سے باہر نکلے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کے قول سے ان کو روکا اور منبر رسول پر تشریف لائے اور لوگوں سے خطاب فرمایا۔

اے لوگو! جان لو کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وصال فرما چکے ہیں:

مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ ۔

یعنی جو کوئی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی عبادت کرتا ہو تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا تو وصال ہو گیا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ زندہ ہے اس کو کبھی موت نہ آئے گی۔

حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر نے سارے صحابہ پر ایسا اثر کیا کہ سب کو یقین ہو گیا کہ ہمارے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔ ملخصا (صحیح بخاری، ج ۱، ص ۱۶۲، مدارج النبوت، ج ۲، ص [illegible])

آقا کریم کو مولا علی اور حضرت عباس نے غسل دیا

محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو وصال شریف کے بعد اہل بیت اطہار نے اور حضرت مولا علی شیر خدا، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے غسل دیا اور مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم نور سے غسل کے وقت کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی۔ جس طرح کہ دوسرے لوگوں کے شکم وغیرہ سے نکلتی ہے اس پر حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم میرے ماں، باپ آپ پر قربان ہوں کہ کتنی پاکیزگی اور خوشبو ہے آپ کی حیات میں بھی اور آپ کی ممات میں بھی۔

اور محبوب خدا، مصطفیٰ کریم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو تین مرتبہ پاک وصاف پانی، بیری کے پتے اور کافور کے پانی سے غسل دیا گیا اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ بیر غرس کے سات مشکیزے پانی سے غسل

دیا گیا۔ (بیر غرس یہ ایک کنواں ہے جو مدینہ طیبہ سے شمال کی جانب نصف میل کے فاصلے پر واقع ہے) اس کنوئیں کا پانی آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے پیا تھا اور اس کے پانی سے وضو بھی کیا تھا اور وضو کے باقی پانی کو اسی کنوئیں میں ڈالا گیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اس کنوئیں یعنی بیر غرس میں اپنا لعاب دہن بھی ڈالا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی وصیت تھی کی مجھے بیر غرس کے سات مشکیزہ پانی سے غسل دیا جائے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص: ۴۲۵)

آقا کریم کے غسل کے پانی کی برکت

جب غسل دیا گیا تو ہمارے آقا، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی پلکوں کے نیچے اور ناف شریف کے گوشہ میں کچھ پانی جمع ہو گیا تھا حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پانی کو اپنی زبان سے چوس لیا اور پی گئے۔ حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس پانی کی برکت سے میرا سینہ علم و آگہی کا خزینہ اور میرا حافظہ بہت مضبوط ہو گیا۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص: ۴۲۵)

اے ایمان والو! صحابہ کرام کا ایمان اور عقیدہ ملاحظہ فرمایئے کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو فائدہ دینے والا، فیض و برکت پہنچانے والا تو جانتے ہی تھے ان کا ایمان و عقیدہ تو یہ بھی تھا کہ میرے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے جسم پاک سے جو پانی لگ گیا ہے وہ بھی فیض بخش اور فائدہ دینے والا ہے۔

آقا کریم کی نماز جنازہ کی کیفیت

محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی حیات کے زمانہ علالت میں فرمایا تھا کہ اول جو کوئی مجھ پر نماز پڑھے گا وہ میرا پروردگار ہے۔ اس کے بعد جبریل امین علیہ السلام، پھر میکائیل علیہ السلام، پھر اسرافیل علیہ السلام، پھر ملک الموت علیہ السلام نے دیگر فرشتوں کے ساتھ پھر میرے اہل بیت، پھر باقی صحابۂ کرام۔ چنانچہ اسی طرح میرے آقا مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر نماز پڑھی گئی اسی طرح سے صحابہ کی ایک جماعت آتی اور بغیر امام کے نماز پڑھ کر چلی جاتی۔

حضرات! منقول ہے کہ سب سے پہلے اہل بیت نے نماز پڑھی اور جب اہل بیت یعنی حضرت مولیٰ علی حضرت عباس حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ نے نماز پڑھ لی تو دوسرے لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ اہل بیت نے کس طرح نماز پڑھی اور کیا دعا کی؟ لوگوں نے حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کیسے نماز پڑھی اور کیا دعا مانگی تو حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ میں کسی نے امامت نہیں کی۔ اور جس طرح لوگوں کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے اس طرح نماز نہیں پڑھی گئی اور وہ دعائیں بھی نہیں پڑھی گئیں جو دعائیں ہم نماز جنازہ میں پڑھتے ہیں اور فرمایا کہ ہم اہل بیت نے یہ دعا پڑھی۔

حضور کی نماز جنازہ کی دعا

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ (پ۲۲ع۴)

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ صَلَوٰتُ اللّٰہِ الْبَرِّ الرَّحِیْمِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ الْمُقَرَّبِیْنَ وَالنَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَمَا سَبَّحَ لَکَ مِنْ شَیْءٍ یَارَبَّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ وَسَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِیْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَلشَّاھِدِ الْبَشِیْرِ اَلدَّاعِیْ اِلَیْکَ بِاِذْنِکَ السِّرَاجِ الْمُنِیْرِ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ ۝

حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جنازہ کی جانب کھڑے ہوئے اور عرض کیا اے نبی رحمت! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم آپ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے (درود وسلام) رحمت و برکت نازل ہو۔ یا اللہ تعالیٰ! ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا وہ سب ہم تک پہنچا دیا اور امت کے ساتھ نصیحت (ہدایت) کے تمام حقوق ادا فرمائے اور راہ خدا میں جہاد کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب فرما دیا۔ اے اللہ تعالیٰ! ہمیں ان لوگوں میں بنا کہ ہم اس امر کی پیروی کریں جو آپ پر نازل ہوا اور ہم کو اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت کے دن (ایک جگہ) جمع فرما لوگوں نے آمین کہی۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ ص ۴۴۰)

اے ایمان والو! اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام اور حضرت مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو جنازے کے سامنے درود وسلام پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے مشفق ومہربان نبی اور رحیم وکریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کیا اور تعریف بیان کی۔ گویا اہل بیت اطہار، صحابہ کرام اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح سے مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھی۔

آقا کریم قبر شریف میں مدفون ہوئے

حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:
قَالَ مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيْهِ اُدْفُنُوْهُ فِيْ مَوْضِعِ فِرَاشِهٖ

(ترمذی، مشکوٰۃ، ص: ۵۴۷)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کی روح کو اس جگہ قبض کرتا ہے جہاں اس کا دفن محبوب ہو اس لئے ان کو مقام فراش میں ہی دفن کیا جائے۔

منقول ہے: حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عباس، حضرت فضل، حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین قبر میں داخل ہوئے تھے اور قبر انور سے سب سے بعد میں نکلنے والے حضرت قثم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے وہ فرماتے ہیں کہ قبر انور میں میں نے دیکھا کہ رحمت عالم مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے لبہائے مبارک ہل رہے ہیں، میں نے کان لگا کر سنا تو زبان کرم سے یہ آواز آ رہی تھی رَبِّ اُمَّتِيْ، اُمَّتِيْ یعنی اے رب تعالیٰ! میری امت کو بخش دے۔ (مدارج النبوۃ، ج ۲، ص: ۴۴۲)

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت پیارے رضا امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جو نہ بھولا ہم غریبوں کو رضا
یاد اس کی اپنی عادت کیجئے

بیٹھتے اٹھتے مدد کے واسطے
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

(صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

حضور غوث پاک اور راہِ سلوک

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِہِ الْکَرِیْمِ خواجہ غریب نواز الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱،رکوع۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

تمہید: میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کرم، رسول معظم، سرکار اعظم، رحمت عالم، سرکار مدینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اخلاق وعادات کے مظہر کامل ہیں اسی لئے اولیاء کرام اور علمائے عظام نے آپ کی بارگاہ غوثیت میں نذر عقیدت پیش کیا اور آپ کی عظیم شان وعظمت کو یوں بیان کیا ہے کہ میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر غم زدہ اور پریشان حال کی دستگیری فرماتے، ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام میں پہل کرتے، لوگوں کی خطاؤں اور کوتاہیوں کو درگزر فرماتے، جو کوئی بھی آپ کی ذرا سی خدمت کرتا نذر ونیاز، ہدیہ، تحفہ، پیش کرتا اس کی قدر کرتے اور اسی وقت راہ خدا میں خرچ کرتے۔ جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی مجلس میں بعض اوقات چار سو حاضرین کو ولایت کے مقام تک پہنچا دیتے، آپ انتہائی رحیم اور کریم النفس تھے۔ شجاعت ایسی کہ خلیفۂ وقت کو منبر پر بیٹھے للکار کر خلاف شرع امور سے روکتے، صدق وصفا میں کمال درجہ رکھتے تھے۔ امانت کے پاسباں، انصاف وعدل کے پیکر، جود وعطا فرمانے والے

حلم و حیا میں بے مثل و بے مثال، مروت و ملاحظہ میں بے نظیر، اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہ لیتے بلکہ آپ کی شان میں کوئی بے ادبی کرتا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو سزا دیتا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور محتاج، یتیم اور بیوہ کی حاجت روائی کرنا آپ کے کرم میں شامل تھا۔ پیارے رحمت والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کی بخشش کی دعا کرتے اور کوئی بیمار ہوتا تو عیادت فرماتے، دعوت قبول فرماتے، اثر انگیز و نصیحت آمیز وعظ فرماتے، وعظ میں بہت سے یہودی، عیسائی و غیر مسلم اسلام قبول کرتے اور گنہگار تائب ہوتے۔ ان تمام سے زائد اوصاف اور اخلاق کی حامل ذات مبارکہ ہے میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی۔

اے ایمان والو! اولیاء کرام تو بہت ہوئے اور قیامت تک اولیاء کرام کی تشریف آوری کا نورانی سلسلہ جاری رہے گا لیکن جماعت اولیاء میں جو مقام ہمارے بڑے پیر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل ہے ہر ولی کو یہ شان میسر نہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

نسبی شرافت اور خاندانی وجاہت کے علاوہ علمی جلالت، علمی عظمت، کمال ولایت، کثرت کرامت، یہ سب آپ کی وہ خاص الخاص خصوصیت ہے جو بہت کم اولیاء کو حاصل ہوئی۔ اسی سبب سے بہت سے ولی اپنے اپنے دور میں چاند و سورج کی طرح چمکے اور چند دنوں ان کی ولایت کا ڈنکا بجتا رہا، مگر دھیرے دھیرے انکے ذکر و شہرت کی روشنی گھٹتی اور کم ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ دنیا ان کے ناموں کو بھول گئی مگر ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تقریباً نو سو برس سے زائد کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آپ کی شہرت و مقبولیت کے آفتاب و ماہتاب کو کبھی گہن نہیں لگا، ہمیشہ آپ کی ولایت و کرامت کا ڈنکا مشرق و مغرب شمال و جنوب ہر چہار دانگ عالم میں بجتا ہی رہا اور آج بھی آپ کی عظمتوں اور کرامتوں کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ قیامت تک چمکتا ہی رہے گا۔ کیا ہی خوب فرمایا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ:

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

گیلان کے پیران پیر

نام مبارک	:	سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کنیت	:	ابو محمد
لقب	:	محی الدین، غوث اعظم، محبوب سبحانی، پیران پیر دستگیر
مقام ولادت	:	ایران کے ایک شہر، گیلان (جیلان) نام کا۔
تاریخ ولادت	:	یکم رمضان المبارک سن ۴۷۰ھ
تاریخ وصال	:	۱۱ ربیع الآخر ۵۶۱ھ
مزار انور	:	بغداد شریف
عمر شریف	:	اکانوے سال
والد ماجد	:	حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست
والدہ ماجدہ	:	ام الخیر فاطمہ ثانی

نسب مبارک

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم رمضان سن ۴۷۰ھ کو ایران کے ایک شہر گیلان (جیلان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور والدہ کا نام مبارک ام الخیر فاطمہ ثانی ہے۔ والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرۂ نسب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ ہے، اس لئے آپ خاندانی شرافت اور نسبی وجاہت کے اعتبار سے حسنی سید بھی ہیں اور حسینی سید بھی۔ اسی مضمون کو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو

اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

آپ کے مقدس ماں، باپ

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی کامل بزرگ تھے۔ ایک دن رمضان شریف کے مہینہ میں آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں دریائے دجلہ پار کرنا پڑا، اس میں سے ایک سیب بہتا ہوا جب آپ کے قریب آیا تو آپ نے اس سیب کو اٹھالیا اور اسی سے روزہ افطار کیا۔ کھانے کے بعد خیال آیا خدا جانے یہ سیب کس کا تھا اور کیسے ندی میں بہہ گیا اور ہم نے مالک کی اجازت کے بغیر کیسے کھالیا۔ بغیر اجازت کے کھالینا آپ کو تقویٰ کے خلاف محسوس ہوا اور خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن یہ سیب عذاب کا سبب بن جائے اور ہم خدا کی بارگاہ میں گرفتار ہو جائیں۔ یہ سوچ کر آپ وہاں سے اٹھے اور اپنا قصور معاف کرانے کے لئے سیب کے مالک کی تلاش میں دریا کے کنارے کنارے چل دیئے کافی دیر تک چلنے کے بعد ایک عظیم الشان باغ نظر آیا جس کی کچھ شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی پانی کی سطح پر جھکی ہوئی تھیں، اور ہوا کے جھونکوں سے پکے ہوئے پھل ٹوٹ ٹوٹ کر پانی میں گر رہے تھے، آپ کو یقین ہو گیا کہ جو پھل میں نے کھایا ہے وہ اسی باغ کا تھا۔

پھر آپ نے اس باغ کے مالک کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ اس باغ کے مالک ایک خدا رسیدہ بزرگ حضرت سید عبداللہ صومعی ہیں، آپ ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت روحانی کشف سے جان لیا کہ یہ جوان بچہ جوان صالح ہے۔ فرمایا اے جوان صالح اس غلطی کو معاف جب کروں گا کہ تجھے دس سال تک میرے باغ کی دیکھ بھال کرنا ہوگی۔ حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم پاتے ہی باغ کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ جب دس سال کا طویل عرصہ گزر گیا تو ایک دن حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ ابھی ایک شرط اور باقی ہے، اسے بھی انجام دینا ہوگا پھر معافی ہوگی۔ وہ شرط یہ ہے کہ میری ایک لڑکی ہے جس میں پانچ عیب ہیں۔ پہلا عیب وہ اندھی ہے۔ دوسرا عیب وہ بہری ہے۔ تیسرا عیب وہ گونگی ہے۔ چوتھا عیب وہ لُنجی ہے۔ پانچواں عیب وہ لنگڑی ہے۔ اس سے آپ کو نکاح کرنا ہوگا۔ حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر سوچ میں پڑ گئے، ایک طرف سیب کی معافی کا سوال تھا اور دوسری طرف ایسی عورت سے نکاح کرنا جو اپاہج ہے، ساری زندگی کا مسئلہ تھا۔ آخر ایسی عورت کے ساتھ ساری زندگی کیسے کٹے گی۔ اس تصور نے از حد پریشان کر دیا، ان کے ذہن میں خیالات

ہجوم بن کر آئے آخر فیصلہ کیا کہ زندگی فانی ہے، جوانی بھی چند دن کی مہمان ہے۔ حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے منظور ہے، میں آپ کی اپاہج بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کو تیار ہوں۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیب کی غلطی کو معاف کر دیا۔ نکاح ہو گیا۔ جب حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کے پاس گئے تو دیکھا اس کے تمام اعضاء درست ہیں، ایک نہایت خوبصورت تندرست لڑکی بیٹھی ہے، اس حسن و جمال کے پیکر کو دیکھ کر خیال کیا شاید کوئی اور لڑکی ہے، جلدی سے باہر نکل آئے۔ حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور کہا یہ تو کوئی اور عورت ہے اس میں تو کوئی عیب ہی نہیں اور اپنے حسن و جمال میں بے مثال ہے۔ حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے جوان صالح یہی تیری بیوی ہے۔ میں نے اپنی بچی کے جو اوصاف بیان کئے تھے اس کا مطلب یہ تھا۔ وہ اندھی ہے یعنی اس نے کبھی نامحرم کو نہیں دیکھا۔ وہ گونگی ہے یعنی کبھی اس نے بدکلامی نہیں کی۔ وہ بہری ہے یعنی اس نے آج تک کسی غیر مرد کی آواز نہیں سنی۔ وہ لنجی ہے یعنی کبھی اس نے بری چیزوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ وہ لنگڑی ہے یعنی کبھی اس نے اپنے قدم کو برے راستے پر نہیں رکھا۔ یہ حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی تھیں جن کا نکاح حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا جو ولی کامل کی بیٹی تھیں اور ولی کامل کی بیوی بنیں اور پھر انہیں پاک طینت خاتون حضرت ام الخیر فاطمہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم پاک سے ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور اس مقدس ماں کو سردار اولیاء، بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانے اور گود میں لینے کا شرف حاصل ہوا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۶۲، حیات طیبہ، ص:۷)

آپ کے بھائی

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک حقیقی بھائی بھی تھے جن کا اسم گرامی ابو احمد عبداللہ تھا، یہ آپ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ اور والدہ محترمہ کی خدمت رحمت ہی میں رہے اور جیلان کے علماء سے علم حاصل کیا اور جوانی کے ایام میں ہی اپنے وطن جیلان میں وصال فرمایا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۶۲، حیات طیبہ، ص:۱۱)

آپ کا بچپن

تمام بزرگان دین کا اتفاق ہے کہ آپ مادرزاد ولی ہیں۔ چنانچہ ولادت کے بعد ہی آپ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ آپ رمضان میں طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کبھی دودھ نہیں پیتے تھے یعنی رمضان شریف کے پورے

بیٹے آپ روزہ رکھتے تھے اور جب افطار کا وقت ہوتا مغرب کی اذان ہوتی تو آپ دودھ پینے لگتے، یہ کرامت اس قدر مشہور ہوئی کہ جیلان کے ہر طرف یہ شہرہ اور چرچا تھا کہ سادات کے گھرانے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان مبارک میں دن بھر دودھ نہیں پیتا۔ (قلائد الجواہر ص ۳)

رہے پابند احکام شریعت ابتدا ہی سے
نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوث اعظم کا

درود شریف:

اے ایمان والو! ہم اپنے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن مبارک سے سبق حاصل کریں کہ ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور رمضان شریف کا برکت والا مہینہ آیا تو روزہ رکھا یعنی شیر خوارگی کے زمانے میں بھی روزہ نہ چھوڑا اور ہم غلاموں کو سبق دے گئے کہ ہمارا سچا غلام وہی ہے جو رمضان شریف کا احترام کرے اور روزے کا پابند بنے۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ یہ شانِ عبادت و بندگی ہے ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن شریف کی۔ تو جس کا بچپن اتنا بے مثال ہے اس کی مکمل حیات طیبہ کی شان بے مثال کا کیا عالم ہوگا۔

خوب فرمایا امام اہل سنت، مجدد دین و ملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

غیبی آواز

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی سے لہو و لعب سے متنفر اور دور رہے۔ آپ نے خود اپنے بچپن کے حالات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو ایک غیبی آواز میں سنتا تھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہتا ہے کہ اے برکت والے بچے! میری طرف آ جا۔ (بہجۃ الاسرار ص ٥٠)

الٰہی یا مبارک آتی تھی آواز خلوت میں
یہ دربار الٰہی میں ہے رتبہ غوث اعظم کا

سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ کس قدر اونچا مقام ہے بارگاہ پروردگار عالم میں اسے اللہ تعالیٰ ہمیں

اپنے پیارے ولی، محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی غلامی نصیب فرما اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

ولایت کا علم

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث، اعظم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آپ کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ دس برس کی عمر میں جب میں مکتب میں پڑھنے کے لئے جاتا تھا، تو راستے میں میرے پیچھے پیچھے فرشتے چلتے نظر آتے تھے پھر جب میں مکتب میں پہنچتا تو ان کو یہ کہتے ہوئے سنتا کہ

اِفْسَحُوْا لِوَلِیِّ اللّٰهِ ط یعنی اللہ کے ولی کے لئے بیٹھنے کی جگہ دو اور یہ آواز تمام مکتب والے سنتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۴۷، قلائد الجواہر، ص ۹ خلاصۃ المفاخر، شیخ عبد الحق، زبدۃ الآثار، ص ۷۹)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

بیل کی آواز

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شہر کے باہر سیر و تفریح کے لئے جا رہا تھا راستے میں ایک بیل ملا اس نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور بزبان فصیح کلام کیا۔ اے عبد القادر! نہ تو تم اس گھومنے پھرنے کے لئے پیدا کئے گئے اور نہ اس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بے زبان جانور بیل سے یہ نصیحت سن کر میرے قلب میں محبت الٰہی کا جذبہ موجزن ہو گیا اور میں گھر واپس آ گیا۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۲۵۵، خلاصۃ المفاخر)

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کس قدر پیار فرماتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے کہ جب آپ کھیلنے کا ارادہ کرتے ہیں تو الٰہی یا مبارک کی پیاری پیاری صدا سے روک دیتا ہے اور جب آپ مدرسہ میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں تو فرشتے ساتھ چلتے ہیں، مدرسہ تک آپ کو پہنچانے کے لئے جاتے ہیں اور بیٹھنے کی جگہ کشادہ کراتے ہیں اور آپ سے بے زبان جانور بیل بات چیت کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ حالات بچپن شریف میں تھے اس لئے کہ آپ کو آگے چل کر قطبیت و غوثیت کے عظیم مسند پر جلوہ افروز ہونا تھا۔

ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ جہاں اولیاء کرام کی گردنیں ہیں، وہاں ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک ہے۔ اسی لئے امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

ماں سے اجازت

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھارہ سال کی عمر تک گیلان ہی کے مدرسوں میں علم حاصل کرتے رہے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ایک دن ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت رحمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں علم دین حاصل کرنے کے لئے بغداد چلا جاؤں تو والدہ نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ پیارے بیٹے میں دیکھتی ہوں کہ تمہاری کامیابی بغداد میں رہنے پر موقوف ہے۔ اس لئے مجھے تمہاری جدائی تو گوارہ ہے مگر علم دین سے جدائی ہرگز گوارہ نہیں کر سکتی، خوشی خوشی میں تمہیں بغداد جانے کی اجازت دیتی ہوں، میرے پاس تمہارے والد محترم کے حصے کے اسّی دینار موجود ہیں۔ چالیس دینار تمہارے بھائی کے ہیں اور چالیس دینار تمہارے ہیں پھر والدہ ماجدہ نے وہ چالیس دینار میری گدڑی کے بغل میں سی دیئے اور مجھے وصیت فرمائی کہ میرے پیارے بیٹے! تم کسی بھی حالت میں رہو مگر کبھی جھوٹ نہ بولنا، ہر حالت میں سچ بولنا اور مجھے رخصت کرنے کے لئے دروازے تک تشریف لائیں اور فرمایا میں تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے سفر کرنے کی اجازت دیتی ہوں اور وہی محافظ ہے اور حسرت و محبت بھری نظروں سے میری طرف دیکھ کر فرمایا: هٰذَا وَجْهٌ لَا أَرَاهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۔ یعنی یہ وہ چہرہ ہے جسے قیامت کے دن تک نہ دیکھ سکوں گی۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۲۵۵)

اے ایمان والو! ہم سبق حاصل کریں اپنے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ ان کی نگاہ میں قرآن کی تعلیم و دین کا علم کتنا اہم تھا کتنا ضروری تھا کہ اپنے لخت جگر، نور نظر کو اپنے سے جدا کیا اور بغداد شریف روانہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی علم دین سے اپنے بچوں کو آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بغداد کا سفر

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھارہ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر علم دین کے حصول کے لئے جیلان سے ایک قافلہ کے ساتھ بغداد شریف کا سفر فرمایا جو تقریباً چار سو میل کا سفر ہے۔ جب قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا تو ڈاکوؤں نے حملہ کر کے سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طرف کھڑے ہیں اور سارا ماجرہ دیکھ رہے ہیں، ایک ڈاکو آپ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ اے لڑکے! بتاؤ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو آپ کی بات کو مذاق سمجھ کر چلا گیا۔ پھر دوسرا ڈاکو آیا اس نے بھی وہی سوال کیا اور آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا۔ اس نے بھی آپ کی بات کو مذاق سمجھا اور چلا گیا۔ جب یہ دونوں ڈاکو سردار سے ملے اور سارا واقعہ بیان کیا تو سردار نے کہا کہ اس لڑکے کو ہمارے پاس لاؤ۔

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لائے گئے، ڈاکوؤں کے سردار نے دریافت کیا، صاحبزادے! سچ بتاؤ کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ سردار نے پوچھا: کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا میری گدڑی کے بغل میں سلے ہوئے ہیں۔ سردار نے حکم دیا گدڑی چاک کی جائے۔ آپ کی گدڑی مبارک چاک کی گئی تو اس میں سے چالیس دینار نکلے۔ ڈاکو اور ان کا سردار آپ کی صداقت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ سردار بولا کہ لڑکے تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم لوگ رہزن ہیں، تمہارے پاس یہ دینار تو بہت اچھی طرح پوشیدہ اور محفوظ تھے لیکن تم نے کیوں بتا دیا اور اسے ظاہر کر دیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا، کیا میں جھوٹ بولتا، تم نے پوچھا اور میں نے سچ سچ بتا دیا۔ میری والدہ ماجدہ نے چلتے وقت مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ بیٹا کیسا بھی وقت آئے، کیسی بھی حالت آئے مگر کبھی جھوٹ نہ بولنا، ہر حالت میں سچ بولنا، اب کیا میں آپ لوگوں سے ڈر کر اور چالیس دینار کے لئے اپنی ماں سے کئے ہوئے عہد و پیان کو توڑ دوں۔ اپنی ماں کی نصیحت کو بھول جاؤں اور اپنی پیاری ماں کو ناراض کروں۔ اے سردار سن لو دینار تو دے سکتا ہوں مگر ماں کی بات نہیں۔ خود تو لٹ سکتا ہوں مگر ماں کی وصیت و نصیحت کو نہیں لٹا سکتا، ماں کا حکم تھا ہر حال میں سچ بولنا اس لئے میں نے سچ سچ سب کچھ بتا دیا۔

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شان قدر پہ لاکھوں سلام

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس پیاری اور سچی بات کا سردار پر ایسا اثر ہوا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بولا آہ! تم اپنی ماں کا عہد و پیمان نہیں توڑ سکتے اور ہم ہر دم خدائے تعالیٰ کا عہد توڑ رہے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے ڈاکوؤں کا سردار آپ کے قدم مبارک پر گر گیا، صدق دل سے توبہ کر لی، ڈاکوؤں نے اپنے سردار کو توبہ کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ جب تم رہزنی میں ہمارے سردار تھے تو اب توبہ میں بھی تم ہمارے سردار ہو۔ تمام ڈاکوؤں نے بھی توبہ کر کے قافلے والوں کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور اب عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اور اپنے دور کے بہترین صالحین بن گئے۔ ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ هُمْ اَوَّلُ مَنْ تَابَ عَلٰی يَدِیْ یعنی سب سے پہلے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے والے وہی لوگ تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص: [illegible]، قلائد الجواہر، ص: [illegible])

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن شریف سے ہم سب سبق حاصل کریں اور سچ کا دامن کسی حال میں بھی نہ چھوڑیں اور سچ کے ساتھ ہی رہیں اور سچ بولنا، سچ کے ساتھ ہی رہنا ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ہے۔ یا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت محبوب سبحانی حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل سچ بولنے اور سچ کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرما۔

حصول علم

مدینۃ العلم بغداد شریف پہنچ کر وہاں کی مشہور و معروف درسگاہ جامعہ نظامیہ میں بحیثیت ایک طالب علم کے داخل ہوئے اور بڑے بڑے مشہور علماء کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر علوم کی تکمیل فرمائی۔ علامہ ابو زکریا یحییٰ بن علی سے علم ادب پڑھا اور ابو الوفاء علی بن عقیل اور محمد بن قاضی ابو یعلیٰ اور حضرت قاضی ابو سعید مخزومی وغیرہ با کمال حضرات سے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور ابو غالب محمد بن الحسن باقلانی وغیرہ تقریباً سترہ محدثین کرام کی درسگاہوں میں علم حدیث پڑھ کر مہارت تامہ حاصل فرمائی۔ اس طرح تمام علوم عربیہ میں مکمل مہارت حاصل کر لیا۔ چنانچہ قصیدہ غوثیہ شریف میں آپ نے فرمایا کہ۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

ترجمہ: یعنی میں علم پڑھتا رہا یہاں تک کہ قطب ہو گیا اور تمام مولاؤں کے مولیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے تمام سعادت کے خزانے مل گئے۔ (قصیدہ غوثیہ شریف)

آپ کا صبر

حضرات! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ طالب علمی کے زمانے میں جن مصائب و تکالیف سے دوچار ہوئے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بغداد شریف میں بظاہر آپ کا کوئی مددگار و غم خوار نہ تھا۔ والدہ محترمہ کبھی کبھی کچھ مختصر درہم و دینار بھیج دیا کرتی تھیں۔ اسی سے خورد و نوش کا کام چلتا تھا۔ اس وقت آپ کو بہت ہی زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

اے ایمان والو! اس پیارے واقعے سے ہمیں درس لینا چاہئے کہ تکلیف و دشواری کے راستوں سے گزرے بغیر منزل مقصود کا ملنا مشکل ہے اور علم ظاہر کے بعد علم باطن یعنی طریقت و تصوف کا علم بھی حاصل کرنا چاہئے اگر علم ظاہر منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے کافی و شافی ہوتا تو ہمارے بڑے پیر آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں ایک مدت دراز تک رہ کر علم طریقت اور تصوف کا علم نہ حاصل کرتے یا اللہ تعالیٰ ہم کو علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کی دولت بھی عنایت فرما۔ آمین۔

آپ کا مجاہدہ

میرے آقا، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد آپ ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے اور بڑے بڑے مجاہدے کئے، سالہا سال مدائن اور ایوان کسرا کے کھنڈرات میں چلے اور مراقبے کرتے رہے، کئی کئی دنوں تک صرف گری پڑی مباح چیزیں کھا لیتے اور پانی نہیں پیتے، کبھی تو صرف پانی پی کر دنوں تک کچھ نہیں کھاتے، ویرانوں اور جنگلوں میں بھوکے پیاسے گشت کرتے رہتے اور کبھی کبھی چالیس چالیس دنوں تک بے آب و دانہ مسلسل عبادت و ریاضت میں مشغول رہ کر خواہشات نفسانیہ سے جہاد فرماتے رہتے۔

حضرت احمد بن یحییٰ ناقل ہیں کہ میں نے خود حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں پھرتا رہا اس وقت نہ میں لوگوں کو پہچانتا تھا نہ لوگ مجھے پہچانتے تھے اور میں برابر چالیس سال تک عشاء کے بعد سے صبح تک ہر روز بلا ناغہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہا اور انہیں ریاضت و مجاہدات کے دوران کچھ دنوں کے

لے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جذب و سُکر کی کیفیت بھی طاری ہو گئی تھی۔ چنانچہ بعض وقت آپ جنگلوں اور ویرانوں میں دوڑتے پھرتے اور آپ کو یہ خبر نہیں ہوتی تھی کہ کہاں جا رہے ہیں۔ جب سُکر ختم ہوتا اور ہوشیاری کی کیفیت نمودار ہوتی تو آپ اپنے کو کسی دور دراز مقام پر پاتے اور کبھی کبھی تو آپ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ بیابانوں اور ویرانوں میں زور زور سے چلّا چلّا کر ذکر کرتے اور نعرہ مارتے پھرتے تھے یہاں تک کہ لوگ آپ کو دیوانہ کہنے لگتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۲۴، قلائد الجواہر، ص ۱۰۹)

شیطان کا فریب

حضرت شیخ عثمان سریفینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس زمانے میں عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول تھے تو بسا اوقات جنگلوں کی بھیانک اور اندھیری راتوں میں شیاطین مسلح ہو کر خوفناک صورتیں بنا کر آپ کے پاس آتے اور ڈراتے، آپ پر آگ پھینکتے اور لڑا کرتے تھے اور ہاتف غیبی کی یہ آواز سنتے تھے یعنی اے عبد القادر تم ان شیطانوں کے مقابلے کے لئے اٹھو کیونکہ ہم نے تمہیں ثابت قدم رکھا ہے اور ہماری تائید تمہارے ساتھ ہے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۴۵۲)

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شیخ موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ اپنی سیاحت کے دوران ایک مرتبہ آپ کسی ایسے جنگل میں چلے گئے جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا، کئی دن آپ پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا اور اچانک آپ کے سر مبارک پر بادل کا ٹکڑا آ گیا اور بارش ہونے لگی جس سے آپ خوب سیراب ہو گئے پھر اس بادل سے ایک روشنی ظاہر ہوئی جو حدِ نظر تک پھیل گئی اور اس روشنی میں ایک صورت ظاہر ہوئی اس نے پکار کر کہا اے عبد القادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تم پر تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔ یہ آواز سن کر میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا اور فرمایا اے مردود تو دور ہو جا، وہ روشنی غائب ہو گئی اور وہ صورت دھوئیں کی طرح ہو کر پھیل گئی، پھر اس سے آواز آئی اے عبد القادر! آج تم اپنے علم کی بدولت میرے فریب سے بچ گئے ورنہ اس کے پہلے اسی میدان میں ستر اولیاء طریقت کو میں گمراہ کر کے ان کی ولایت کو غارت و برباد کر چکا ہوں۔ میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے شیطان! میرا علم

بھلا کیا بچا سکتا ہے، جب تیرا علم تجھ کو نہیں بچا سکا۔ اے شیطان مردود خوب غور سے سن لے، میرے علم نے نہیں بلکہ میرے رب کے فضل و کرم نے مجھے تیرے شر سے بچا لیا۔

بعد ازاں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضور! آپ نے یہ کیسے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے اس قول سے کہ تمام حرام چیزوں کو تیرے لئے حرام کر دیا ہے۔ فوراً میں نے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی ناپاک اور حرام چیزوں کو کسی کے لئے حلال نہیں فرماتا۔ (قلائد الجواہر ص:۲۰)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

اجمالی فہرست (جلد اول)

(۱) محرم الحرام

(۲) صفر المظفر

(۳) ربیع الاول شریف

(۴) ربیع الآخر شریف

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

پہلا جمعہ .... پہلا بیان

حضور غوث پاک اور راہِ سلوک

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی اٰلِهِ الطَّیِّبِیْنَ الطَّاهِرِیْنَ وَاَصْحَابِهِ الْمُکَرَّمِیْنَ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ الْجِیْلَانِیِّ الْبَغْدَادِیِّ وَابْنِهِ الْکَرِیْمِ خواجه غریب نواز الْاَعْظَمِ الْاَجْمِیْرِیِّ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱،ع۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم، رسول معظم، سرکار اعظم، رحمت عالم سرکار مدینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اخلاق وعادات کے مظہر کامل ہیں اسی لئے اولیاء کرام اور علمائے عظام نے آپ کی بارگاہ غوثیت میں نذر عقیدت پیش کیا اور آپ کی عظیم شان وعظمت کو یوں بیان کیا ہے کہ میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر غم زدہ اور پریشان حال کی دستگیری فرماتے، ضعیفوں میں بیٹھتے، فقیروں کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت اور چھوٹوں پر شفقت فرماتے، سلام میں پہل کرتے، لوگوں کی خطاؤں اور کوتاہیوں کو درگزر فرماتے، جو کوئی بھی آپ کی ذرا سی خدمت کرتا نذر ونیاز، ہدیہ، تحفہ، پیش کرتا اس کی قدر کرتے اور اسی وقت راہ خدا میں خرچ کرتے۔ جود وسخا کا یہ عالم تھا کہ ایک ہی مجلس میں بعض اوقات چار سو حاضرین کو ولایت کے مقام تک پہنچا دیتے، آپ انتہائی رحیم اور کریم النفس تھے۔ شجاعت ایسی کہ خلیفۂ وقت کو منبر پر بیٹھے للکار کر خلاف شرع امور سے روکتے صدق وصفا میں کمال درجہ رکھتے تھے۔ امانت کے پاسباں، انصاف وعدل کے پیکر، عفو وعطا فرمانے والے

حلم وحیا میں بے مثل و بے مثال، مروت وملاحظہ میں بے نظیر، اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہ لیتے بلکہ آپ کی شان میں کوئی بے ادبی کرتا تو اللہ تعالی اس شخص کو سزا دیتا۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور محتاج یتیم اور بیوہ کی حاجت روائی کرنا آپ کے کرم میں شامل تھا۔ پیارے رحمت والے نبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم کی امت کی بخشش کی دعا کرتے اور کوئی بیمار ہوتا تو عیادت فرماتے، دعوت قبول فرماتے، اثر انگیز ونصیحت آمیز وعظ فرماتے، وعظ میں بہت سے یہودی، عیسائی وغیر مسلم اسلام قبول کرتے اور گنہگار تائب ہوتے۔ ان تمام سے زائد اوصاف اور اخلاق کی حامل ذات مبارکہ ہے میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی۔

اے ایمان والو! اولیاء کرام تو بہت ہوئے اور قیامت تک اولیاء کرام کی تشریف آوری کا نورانی سلسلہ جاری رہے گا لیکن جماعت اولیاء میں جو مقام ہمارے بڑے پیر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو حاصل ہے ہر ولی کو یہ شان میسر نہیں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

نسبی شرافت اور خاندانی وجاہت کے علاوہ علمی جلالت، علمی عظمت، کمال ولایت، کثرت کرامت، یہ سب آپ کی وہ خاص الخاص خصوصیت ہے جو بہت کم اولیاء کو حاصل ہوئی۔ اسی سبب سے بہت سے ولی اپنے اپنے دور میں چاند وسورج کی طرح چمکے اور چند دنوں ان کی ولایت کا ڈنکا بجتا رہا، مگر دھیرے دھیرے انکے ذکر وشہرت کی روشنی گھٹتی اور کم ہوتی چلی گئی یہاں تک کہ دنیا ان کے ناموں کو بھول گئی مگر ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو تقریبا نو سو برس سے زائد کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود آپ کی شہرت ومقبولیت کے آفتاب و ماہتاب کو کبھی گہن نہیں لگا، ہمیشہ آپ کی ولایت وکرامت کا ڈنکا مشرق ومغرب شمال وجنوب ہر چہار دانگ عالم میں بجتا ہی رہا اور آج بھی آپ کی عظمتوں اور کرامتوں کا سورج اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ چمک رہا ہے اور ان شاء اللہ تعالی قیامت تک چمکتا ہی رہیگا۔ کیا ہی خوب فرمایا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالی عنہ نے کہ:

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالی تیرا
سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

گیلان کے پیران پیر

نام مبارک	:	سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کنیت	:	ابو محمد
لقب	:	محی الدین، غوث اعظم، محبوب سبحانی، پیران پیر دستگیر
مقام ولادت	:	ایران کے ایک شہر گیلان (جیلان) نام کا۔
تاریخ ولادت	:	یکم رمضان المبارک سن ٤٧٠ھ
تاریخ وصال	:	١١ ربیع الآخر ٥٦١ھ
مزار انور	:	بغداد شریف
عمر شریف	:	اکانوے سال
والد ماجد	:	حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست
والدہ ماجدہ	:	ام الخیر فاطمہ ثانی

نسب مبارک

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یکم رمضان سن ٤٧٠ھ کو ایران کے ایک شہر گیلان (جیلان) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست اور والدہ کا نام مبارک ام الخیر فاطمہ ثانی ہے۔ والد ماجد کی طرف سے آپ کا شجرۂ نسب حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے اور والدہ ماجدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وابستہ ہے، اس لئے آپ خاندانی شرافت اور نسبی وجاہت کے اعتبار سے حسنی سید بھی ہیں اور حسینی سید بھی۔ اسی مضمون کو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں بیان فرمایا ہے۔

تو حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو

اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

آپ کے مقدس ماں، باپ

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولی کامل بزرگ تھے۔ ایک دن رمضان شریف کے مہینہ میں آپ کہیں تشریف لے جا رہے تھے، راستے میں دریائے دجلہ پار کرنا پڑا، اس میں سے ایک سیب بہتا ہوا جب آپ کے قریب آیا تو آپ نے اس سیب کو اٹھالیا اور اسی سے روزہ افطار کیا۔ کھانے کے بعد خیال آیا خدا جانے یہ سیب کس کا تھا اور کیسے ندی میں بہہ گیا اور ہم نے مالک کی اجازت کے بغیر کیسے کھالیا۔ بغیر اجازت کے کھالینا آپ کو تقویٰ کے خلاف محسوس ہوا اور خیال آیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن یہ سیب عذاب کا سبب بن جائے اور ہم خدا کی بارگاہ میں گرفتار ہو جائیں۔ یہ سوچ کر آپ وہاں سے اٹھے اور اپنا قصور معاف کرانے کے لئے سیب کے مالک کی تلاش میں دریا کے کنارے کنارے چل دیئے کافی دیر تک چلنے کے بعد ایک عظیم الشان باغ نظر آیا جس کی کچھ شاخیں پھلوں سے لدی ہوئی پانی کی سطح پر جھکی ہوئی تھیں، اور ہوا کے جھونکوں سے پکے ہوئے پھل ٹوٹ ٹوٹ کر پانی میں گر رہے تھے، آپ کو یقین ہوگیا کہ جو پھل میں نے کھایا ہے وہ اسی باغ کا تھا۔

پھر آپ نے اس باغ کے مالک کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ اس باغ کے مالک ایک خدا رسیدہ بزرگ حضرت سید عبداللہ صومعی ہیں، آپ ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت، روحانی کشف سے جان لیا کہ یہ جوان بچہ جوانِ صالح ہے۔ فرمایا اے جوانِ صالح اس غلطی کو معاف جب کروں گا کہ تجھے دس سال تک میرے باغ کی دیکھ بھال کرنا ہوگی۔ حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حکم پاتے ہی باغ کی خدمت میں مشغول ہو گئے۔ جب دس سال کا طویل عرصہ گزر گیا تو ایک دن حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا کہ ابھی ایک شرط اور باقی ہے، اسے بھی انجام دینا ہوگا پھر معافی ہوگی۔ وہ شرط یہ ہے کہ میری ایک لڑکی ہے، جس میں پانچ عیب ہیں۔ پہلا عیب وہ اندھی ہے۔ دوسرا عیب وہ بہری ہے۔ تیسرا عیب وہ گونگی ہے۔ چوتھا عیب وہ لولی ہے۔ پانچواں عیب وہ لنگڑی ہے۔ اس سے آپ کو نکاح کرنا ہوگا۔ حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر سوچ میں پڑ گئے، ایک طرف سیب کی معافی کا سوال تھا اور دوسری طرف ایسی عورت سے نکاح کرنا جو اپاہج ہے، ساری زندگی کا مسئلہ تھا۔ آخر ایسی عورت کے ساتھ ساری زندگی کیسے کٹے گی۔ اس تصور نے از حد پریشان کر دیا، ان کے ذہن میں خیالات

ہجوم بن کر آئے آخر فیصلہ کیا کہ زندگی فانی ہے، جوانی بھی چند دن کی مہمان ہے۔ حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا مجھے منظور ہے، میں آپ کی اپاہج بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کو تیار ہوں۔

یہ سن کر حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سیب کی غلطی کو معاف کر دیا۔ نکاح ہو گیا۔ جب حضرت ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی بیوی کے پاس گئے تو دیکھا اس کے تمام اعضاء درست ہیں، ایک نہایت خوبصورت تندرست لڑکی بیٹھی ہے، اس حسن و جمال کے پیکر کو دیکھ کر خیال کیا شاید کوئی اور لڑکی ہے، جلدی سے باہر نکل آئے۔ حضرت سید عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملاقات ہوئی اور کہا یہ تو کوئی اور عورت ہے اس میں تو کوئی عیب ہی نہیں اور اپنے حسن و جمال میں بے مثال ہے۔ حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے جوان صالح یہی تیری بیوی ہے۔ میں نے اپنی بچی کے جو اوصاف بیان کئے تھے اس کا مطلب یہ تھا۔ وہ اندھی ہے یعنی اس نے کبھی نامحرم کو نہیں دیکھا۔ وہ گونگی ہے یعنی کبھی اس نے بدکلامی نہیں کی۔ وہ بہری ہے یعنی اس نے آج تک کسی غیر مرد کی آواز نہیں سنی۔ وہ لنجی ہے یعنی کبھی اس نے بری چیزوں کو ہاتھ نہیں لگایا۔ وہ لنگڑی ہے یعنی کبھی اس نے اپنے قدم کو برے راستے پر نہیں رکھا۔ یہ حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صاحب زادی تھیں جن کا نکاح حضرت شیخ ابو صالح موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا جو ولی کامل کی بیٹی تھیں اور ولی کامل کی بیوی بنیں اور پھر انہیں پاک طینت خاتون حضرت ام الخیر فاطمہ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم پاک سے ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور اس مقدس ماں کو سردار اولیاء، بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دودھ پلانے اور گود میں لینے کا شرف حاصل ہوا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۶۲، حیات طیبہ، ص: ۷)

آپ کے بھائی

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک حقیقی بھائی بھی تھے جن کا اسم گرامی ابو احمد عبداللہ تھا، یہ آپ سے عمر میں چھوٹے تھے۔ اور والدہ محترمہ کی خدمت رحمت ہی میں رہے اور جیلان کے علماء سے علم حاصل کیا اور جوانی کے ایام میں ہی اپنے وطن جیلان میں وصال فرمایا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۲۶۲، حیات طیبہ، ص: ۱۱)

آپ کا بچپن

تمام بزرگان دین کا اتفاق ہے کہ آپ مادرزاد ولی ہیں۔ چنانچہ ولادت کے بعد ہی آپ کی یہ کرامت ظاہر ہوئی کہ آپ رمضان میں طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کبھی دودھ نہیں پیتے تھے یعنی رمضان شریف کے پورے

مہینے آپ روزہ رکھتے تھے اور جب افطار کا وقت ہوتا مغرب کی اذان ہوتی تو آپ دودھ پینے لگتے، یہ کرامت اس قدر مشہور ہوئی کہ جیلان کے ہر طرف یہ شہرہ اور چرچا تھا کہ سادات کے گھرانے میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان مبارک میں دن بھر دودھ نہیں پیتا۔ (قلائد الجواہر ص ۳)

رہے پابند احکام شریعت ابتدا ہی سے
نہ چھوٹا شیر خواری میں بھی روزہ غوث اعظم کا

درود شریف:

اے ایمان والو! ہم اپنے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن مبارک سے سبق حاصل کریں کہ ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے اور رمضان شریف کا برکت والا مہینہ آیا تو روزہ رکھا یعنی شیر خوارگی کے زمانے میں بھی روزہ نہ چھوڑا اور ہم غلاموں کو سبق دے گئے کہ ہمارا سچا غلام وہی ہے جو رمضان شریف کا احترام کرے اور روزے کا پابند بنے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ۔ سُبْحَانَ اللّٰہ۔ یہ شان عبادت و بندگی ہے ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن شریف کی۔ تو جس کا بچپن اتنا بے مثال ہے اس کی مکمل حیات طیبہ کی شان بے مثال کا کیا عالم ہوگا۔

خوب فرمایا امام اہل سنت، مجدد دین وملت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

غیبی آواز

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن ہی سے لہو ولعب سے متنفر اور دور رہے۔ آپ نے خود اپنے بچپن کے حالات بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو ایک غیبی آواز میں سنتا تھا کہ کوئی کہنے والا مجھ سے کہتا ہے کہ اے برکت والے بچے! میری طرف آجا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۰)

الٰہی یا مبارک آتی تھی آواز خلوت میں
یہ دربار الٰہی میں ہے رتبہ غوث اعظم کا

سُبْحَانَ اللّٰہ۔ سُبْحَانَ اللّٰہ کس قدر اونچا مقام ہے بارگاہ پروردگار عالم میں اسے اللہ تعالیٰ ہمیں

اپنے پیارے ولی، محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی غلامی نصیب فرما اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

ولایت کا علم

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث، اعظم، رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آپ کو اپنی ولایت کا علم کب ہوا؟ تو آپ نے فرمایا کہ دس برس کی عمر میں جب میں مکتب میں پڑھنے کے لئے جاتا تھا، تو راستے میں میرے پیچھے پیچھے فرشتے چلتے نظر آتے تھے پھر جب میں مکتب میں پہنچتا تو ان کو یہ کہتے ہوئے سنتا کہ

اِفْسَحُوْا لِوَلِیِّ اللّٰہِ ط یعنی اللہ کے ولی کے لئے بیٹھنے کی جگہ دو اور یہ آواز تمام مکتب والے سنتے تھے۔

(بہجۃ الاسرار، ص: ۲۷، قلائد الجواہر، ص ۹ خلاصۃ القافر، شیخ عبد الحق، زبدۃ الآثار، ص ۷۹)

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

بیل کی آواز

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک شہر کے باہر سیر و تفریح کے لئے جارہا تھا راستے میں ایک بیل ملا اس نے میری طرف مڑ کر دیکھا اور بزبان فصیح کلام کیا۔ اے عبد القادر! نہ تو تم اس گھومنے پھرنے کے لئے پیدا کئے گئے اور نہ اس بات کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بے زبان جانور بیل سے یہ نصیحت سن کر میرے قلب میں محبت الٰہی کا جذبہ موجزن ہو گیا اور میں گھر واپس آ گیا۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۲۵۵، خلاصۃ القافر)

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کس قدر پیار فرماتا ہے اور ان سے محبت کرتا ہے کہ جب آپ کھیلنے کا ارادہ کرتے ہیں تو الٰہی یا مبارک کی پیاری پیاری صدا سے روک دیتا ہے اور جب آپ مدرسہ میں پڑھنے کے لئے جاتے ہیں تو فرشتے ساتھ چلتے ہیں، مدرسہ تک آپ کو پہنچانے کے لئے جاتے ہیں اور بیٹھنے کی جگہ کشادہ کراتے ہیں اور آپ سے بے زبان جانور بیل بات چیت کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ حالات بچپن شریف میں تھے اس لئے کہ آپ کو آگے چل کر قطبیت و غوثیت کے عظیم مسند پر جلوہ افروز ہونا تھا۔

ایک زمانہ ایسا بھی آیا کہ جہاں اولیاء کرام کی گردنیں ہیں، وہاں ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم مبارک ہے۔ اسی لئے امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

ماں سے اجازت

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اٹھارہ سال کی عمر تک گیلان ہی کے مدرسوں میں علم حاصل کرتے رہے۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا۔ ایک دن ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی والدہ ماجدہ کی خدمت رحمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں علم دین حاصل کرنے کے لئے بغداد چلا جاؤں تو والدہ نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ پیارے بیٹے میں دیکھتی ہوں کہ تمہاری کامیابی بغداد میں رہنے پر موقوف ہے۔ اس لئے مجھے تمہاری جدائی تو گوارہ ہے مگر علم دین سے جدائی ہرگز گوارہ نہیں کر سکتی۔ خوشی خوشی میں تمہیں بغداد جانے کی اجازت دیتی ہوں، میرے پاس تمہارے والد محترم کے حصے کے اسی دینار موجود ہیں۔ چالیس دینار تمہارے بھائی کے ہیں اور چالیس دینار تمہارے ہیں پھر والدہ ماجدہ نے وہ چالیس دینار میری گدڑی کے بغل میں سی دیئے اور مجھے وصیت فرمائی کہ میرے پیارے بیٹے تم کسی بھی حالت میں رہو مگر کبھی جھوٹ نہ بولنا، ہر حالت میں سچ بولنا اور مجھے رخصت کرنے کے لئے دروازے تک تشریف لائیں اور فرمایا میں تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے سفر کرنے کی اجازت دیتی ہوں اور وہی محافظ ہے اور حسرت و محبت بھری نظروں سے میری طرف دیکھ کر فرمایا: هٰذَا وَجْهٌ لَا أَرَاهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ ط یعنی یہ وہ چہرہ ہے جسے قیامت کے دن تک نہ دیکھ سکوں گی۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۱۵۵)

اے ایمان والو! ہم سبق حاصل کریں اپنے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہ ان کی نگاہ میں قرآن کی تعلیم و دین کا علم کتنا اہم تھا کتنا ضروری تھا کہ اپنے لخت جگر، نور نظر کو اپنے سے جدا کیا اور بغداد شریف روانہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی علم دین سے اپنے بچوں کو آراستہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بغداد کا سفر

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھارہ سال کی عمر میں والدہ ماجدہ سے اجازت لے کر علم دین کے حصول کے لئے جیلان سے ایک قافلہ کے ساتھ بغداد شریف کا سفر فرمایا جو تقریباً چار سو میل کا سفر ہے۔ جب قافلہ ہمدان سے آگے بڑھا تو ڈاکوؤں نے حملہ کر کے سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک طرف کھڑے ہیں اور سارا ماجرہ دیکھ رہے ہیں، ایک ڈاکو آپ کے پاس آیا اور دریافت کیا کہ اے لڑکے! بتاؤ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ ڈاکو آپ کی بات کو مذاق سمجھ کر چلا گیا۔ پھر دوسرا ڈاکو آیا اس نے بھی وہی سوال کیا اور آپ نے اسے بھی وہی جواب دیا۔ اس نے بھی آپ کی بات کو مذاق سمجھا اور چلا گیا۔ جب یہ دونوں ڈاکو سردار سے ملے اور سارا واقعہ بیان کیا تو سردار نے کہا کہ اس لڑکے کو ہمارے پاس لاؤ۔

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈاکوؤں کے سردار کے پاس لائے گئے، ڈاکوؤں کے سردار نے دریافت کیا، صاحبزادے! سچ بتاؤ کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس چالیس دینار ہیں۔ سردار نے پوچھا: کہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا میری گدڑی کے بغل میں سلے ہوئے ہیں۔ سردار نے حکم دیا گدڑی چاک کی جائے۔ آپ کی گدڑی مبارک چاک کی گئی تو اس میں سے چالیس دینار نکلے۔ ڈاکو اور ان کا سردار آپ کی صداقت کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ سردار بولا کہ لڑکے تم اچھی طرح جانتے ہو کہ ہم لوگ رہزن ہیں، تمہارے پاس یہ دینار تو بہت اچھی طرح پوشیدہ اور محفوظ تھے لیکن تم نے کیوں بتا دیا اور اسے ظاہر کر دیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا، کیا میں جھوٹ بولتا، تم نے پوچھا اور میں نے سچ سچ بتا دیا۔ میری والدہ ماجدہ نے چلتے وقت مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ بیٹا کیسا بھی وقت آئے، کیسی بھی حالت آئے مگر کبھی جھوٹ نہ بولنا، ہر حالت میں سچ بولنا، اب کیا میں آپ لوگوں سے ڈر کر اور چالیس دینار کے لئے اپنی ماں سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ دوں۔ اپنی ماں کی نصیحت کو بھول جاؤں اور اپنی پیاری ماں کو ناراض کروں۔ اے سردار سن لو دینار تو دے سکتا ہوں مگر ماں کی بات نہیں۔ خود تو لٹ سکتا ہوں مگر ماں کی وصیت و نصیحت کو نہیں لٹا سکتا، ماں کا حکم تھا ہر حال میں سچ بولنا اس لئے میں نے سچ سچ سب کچھ بتا دیا۔

غوث اعظم امام التقی والنقی
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس پیاری اور سچی بات کا سردار پر ایسا اثر ہوا کہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور بولا آہ! تم اپنی ماں کا عہد و پیمان نہیں توڑ سکتے اور ہم ہر دم خدائے تعالیٰ کا عہد توڑ رہے ہیں۔ یہ کہتے ہوئے ڈاکوؤں کا سردار آپ کے قدم مبارک پر گر گیا، صدق دل سے توبہ کر لی، ڈاکوؤں نے اپنے سردار کو توبہ کرتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ جب تم رہزنی میں ہمارے سردار تھے تو اب توبہ میں بھی تم ہمارے سردار ہو۔ تمام ڈاکوؤں نے بھی توبہ کر کے قافلے والوں کا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا اور اب عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اور اپنے دور کے بہترین صالحین بن گئے۔ ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ هُمْ اَوَّلُ مَنْ تَابَ عَلٰى يَدِىْ یعنی سب سے پہلے میرے ہاتھ پر توبہ کرنے والے وہی لوگ تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص: ۱۶۸، قلائد الجواہر، ص: ۹)

اے ایمان والو! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بچپن شریف سے ہم سب سبق حاصل کریں اور سچ کا دامن کسی حال میں بھی نہ چھوڑیں اور سچ کے ساتھ ہی رہیں اور سچ بولنا، سچ کے ساتھ ہی رہنا ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طریقہ ہے۔ یا اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت محبوب سبحانی حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے طفیل سچ بولنے اور سچ کے ساتھ رہنے کی توفیق عطا فرما۔

حصول علم

مدینۃ العلم بغداد شریف پہنچ کر وہاں کی مشہور و معروف درسگاہ جامعہ نظامیہ میں بحیثیت ایک طالب علم کے داخل ہوئے اور بڑے بڑے مشہور علماء کے حلقۂ درس میں شامل ہو کر علوم کی تکمیل فرمائی۔ علامہ ابوزکریا یحیٰی بن علی سے علم ادب پڑھا اور ابوالوفاء علی بن عقیل اور محمد بن قاضی ابو یعلیٰ اور حضرت قاضی ابوسعید مخزومی وغیرہ با کمال حضرات سے فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ اور ابو غالب محمد بن الحسن باقلانی وغیرہ تقریباً سترہ محدثین کرام کی درسگاہوں میں علم حدیث پڑھ کر مہارت تامہ حاصل فرمائی۔ اس طرح تمام علوم عربیہ میں مکمل مہارت حاصل کر لیا۔ چنانچہ قصیدہ غوثیہ شریف میں آپ نے فرمایا کہ۔

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰى صِرْتُ قُطْبًا وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَى الْمَوَالِىْ

ترجمہ: یعنی میں علم پڑھتا رہا یہاں تک کہ قطب ہو گیا اور تمام مولاؤں کے مولیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے تمام سعادت کے خزانے مل گئے۔ (قصیدہ غوثیہ شریف)

آپ کا صبر

حضرات! ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ طالب علمی کے زمانے میں جن مصائب و تکالیف سے دوچار ہوئے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ بغداد شریف میں بظاہر آپ کا کوئی مددگار و غم خوار نہ تھا۔ والدہ محترمہ کبھی کبھی کچھ مختصر درہم و دینار بھیج دیا کرتی تھیں۔ اسی سے خورد و نوش کا کام چلتا تھا۔ اس وقت آپ کو بہت ہی زیادہ پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا۔

اے ایمان والو! اس پیارے واقعے سے ہمیں درس لینا چاہئے کہ تکلیف و دشواری کے راستوں سے گزرے بغیر منزل مقصود کا ملنا مشکل ہے اور علم ظاہر کے بعد علم باطن یعنی طریقت و تصوف کا علم بھی حاصل کرنا چاہئے اگر علم ظاہر منزل مقصود تک پہنچانے کے لئے کافی وشافی ہوتا تو ہمارے بڑے پیر آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شیخ حماد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت بابرکت میں ایک مدت دراز تک رہ کر علم طریقت اور تصوف کا علم نہ حاصل کرتے

یا اللہ تعالیٰ ہم کو علم ظاہر کے ساتھ علم باطن کی دولت بھی عنایت فرما۔ آمین۔

آپ کا مجاہدہ

میرے آقا، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم ظاہری و باطنی سے فراغت کے بعد آپ ریاضت و مجاہدہ میں مشغول ہو گئے اور بڑے بڑے مجاہدے کئے، سالہا سال مدائن اور ایوان کسرا کے کھنڈرات میں چلّے اور مراقبے کرتے رہے، کئی مہینوں تک صرف گری پڑی مباح چیزیں کھالیتے اور پانی نہیں پیتے، کبھی تو صرف پانی پی کر مہینوں تک کچھ نہیں کھاتے، ویرانوں اور جنگلوں میں بھوکے پیاسے گشت کرتے رہتے اور کبھی کبھی چالیس چالیس دنوں تک بے آب و دانہ مسلسل عبادت و ریاضت میں مشغول رہ کر خواہشات نفسانیہ سے جہاد فرماتے رہتے۔

حضرت احمد بن یحییٰ ناقل ہیں کہ میں نے خود حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ آپ نے یہ فرمایا کہ میں پھرتا رہا اس وقت نہ میں لوگوں کو پہچانتا تھا نہ لوگ مجھے پہچانتے تھے اور میں برابر چالیس سال تک عشاء کے بعد سے صبح تک ہر روز بلا ناغہ ایک ختم قرآن مجید کی تلاوت کرتا رہا اور انتھک ریاضت و مجاہدات کے دوران کچھ دنوں کے

لیے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر جذب و سکر کی کیفیت بھی طاری ہو گئی تھی۔ چنانچہ بعض وقت آپ جنگلوں اور ویرانوں میں دوڑتے پھرتے اور آپ کو یہ خبر نہیں ہوتی تھی کہ کہاں جا رہے ہیں۔ جب سکر ختم ہوتا اور ہوشیاری کی کیفیت نمودار ہوتی تو آپ اپنے کو کسی دور دراز مقام پر پاتے اور کبھی کبھی تو آپ پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ بیابانوں اور ویرانوں میں زور زور سے چلا چلا کر ذکر کرتے اور نعرہ مارتے پھرتے تھے یہاں تک کہ لوگ آپ کو دیوانہ کہنے لگتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۲۲۳، قلائد الجواہر ص ۱۹۹)

شیطان کا فریب

حضرت شیخ عثمان صریفینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس زمانے میں عراق کے جنگلوں اور ویرانوں میں عبادت و ریاضت میں مشغول تھے تو بسا اوقات جنگلوں کی بھیانک اور اندھیری راتوں میں شیاطین مسلح ہو کر خوفناک صورتیں بنا کر آپ کے پاس آتے اور ڈراتے، آپ پر آگ پھینکتے اور لڑا کرتے تھے اور ہاتف غیبی کی یہ آواز سنتے تھے یعنی: اے عبد القادر تم ان شیطانوں کے مقابلے کے لئے اٹھو کیونکہ ہم نے تمہیں ثابت قدم رکھا ہے اور ہماری تائید تمہارے ساتھ ہے۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۶۲)

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند شیخ موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ آپ اپنی سیاحت کے دوران ایک مرتبہ آپ کسی ایسے جنگل میں چلے گئے جہاں پانی کا نام و نشان تک نہ تھا۔ کئی دن آپ پر پیاس کا سخت غلبہ ہوا اور اچانک آپ کے سر مبارک پر بادل کا ٹکڑا آ گیا اور بارش ہونے لگی جس سے آپ خوب سیراب ہو گئے پھر اس بادل سے ایک روشنی ظاہر ہوئی جو حد نظر تک پھیل گئی اور اس روشنی میں ایک صورت ظاہر ہوئی اس نے پکار کر کہا اے عبد القادر! میں تمہارا رب ہوں میں نے تم پر تمام حرام چیزوں کو حلال کر دیا۔ یہ آواز سن کر میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھا اور فرمایا اے مردود تو دور ہو جا وہ روشنی غائب ہو گئی اور وہ صورت دھوئیں کی طرح ہو کر پھیل گئی، پھر اس سے آواز آئی اے عبد القادر! آج تم اپنے علم کی بدولت میرے فریب سے بچ گئے ورنہ اس کے پہلے اسی میدان میں ستر اولیاء طریقت کو میں گمراہ کر کے ان کی ولایت کو غارت و برباد کر چکا ہوں۔ میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے شیطان! میرا علم

بھلا کیا بچا سکتا ہے، جب تیرا علم تجھ کو نہیں بچا سکا۔ اے شیطان مردود خوب غور سے سن لے، میرے علم نے نہیں بلکہ میرے رب کے فضل و کرم نے مجھے تیرے شر سے بچا لیا۔

بعد میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ حضور! آپ نے یہ کیسے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے اس قول سے کہ تمام حرام چیزوں کو تیرے لئے حرام کر دیا ہے۔ فوراً میں نے پہچان لیا کہ یہ شیطان ہی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی ناپاک اور حرام چیزوں کو کسی کے لئے حلال نہیں فرماتا۔ (قلائد الجواہر ص: ۲۰)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

پہلا جمعہ...دوسرا بیان

واہ! کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ہُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱، ر۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سالہا سال کے مجاہدہ کے بعد میں نے ایک مرتبہ خدائے تعالیٰ سے عہد کرلیا کہ میں کچھ نہ کھاؤں گا جب تک خدائے تعالیٰ مجھے نہ کھلائے اور کچھ نہ پیوں گا جب تک اللہ تعالیٰ نہ پلائے، پھر چالیس دنوں تک بغیر کچھ کھائے پیے رہ گیا یہاں تک کہ حضرت خواجہ شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس سے گزرے، پھر مجھے اپنے گھر بلایا اور اپنے دست کرم سے مجھے کھلایا پلایا اور فرمایا کہ عبد القادر! تم نہیں کھا پی رہے ہو، بلکہ میں خدائے تعالیٰ کے حکم سے تمہیں کھلا پلا رہا ہوں۔ تمہارا عہد پورا ہوگیا۔ پھر حضرت شیخ ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کیا اور اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۱۶۷)

عاشق مصطفیٰ سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے

پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

درود شریف:

اعلائے کلمۃ الحق

اعلائے کلمۃ الحق یعنی حق بولنا مرد مومن کے لئے بہت ہی اعلیٰ ایمان اور قیمتی جوہر ہے۔ حضور سراپا نور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ سب سے افضل جہاد یہ ہے کہ ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہہ دی جائے۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حق بات کہنے میں بہت جری اور نڈر تھے۔ بڑے بڑے بادشاہوں اور امیروں کو حق کے معاملے میں آپ جھنجوڑ کر رکھ دیتے۔ خلیفۂ بغداد نے جب ابوالوفا یحییٰ جیسے ظالم کو قاضی کا عہدہ سپرد کیا تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر خلیفۂ وقت کو اپنے وعظ میں للکارا اور صاف صاف کہہ دیا کہ اے خلیفہ! تو نے ایک جابر و ظالم کو خدا کے بندوں پر حاکم بنا دیا ہے، تو ہوش رکھ کہ کل خدائے تعالیٰ قہار و جبار کے دربار میں تجھ کو نادم و شرمندہ ہو کر اس کا جواب دینا پڑے گا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پر جلال حق گوئی سے خلیفۂ بغداد کے جسم کا رونگھا رونگھا اور بدن کا بال بال لرزہ براندام ہو گیا اور خلیفۂ بغداد نے اپنی غلطی کا اعتراف کر کے ابوالوفا یحییٰ کو فوراً قضاۃ کے عہدے سے معزول کر دیا۔ (حیات طیبہ ص ۳۶)

ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں:

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

قدم مبارک کی عظمت

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر وعظ میں فرمایا:
قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ۔ یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" آپ کی زبان مبارک سے یہ اعلان سن کر اس وقت تین سو تیرہ اولیاء کرام جو وعظ کی مجلس میں حاضر تھے سب نے اپنا اپنا سر جھکا کر عرض کیا

کہ اے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا قدم مبارک ہماری گردنوں پر ہی نہیں بلکہ آپ کا قدم شریف تو ہمارے سروں اور ہماری آنکھوں پر ہے۔ اور ان تمام بزرگوں نے دیکھا کہ تمام روئے زمین کے اولیاء کرام آپ کے حکم پر اپنی اپنی گردنیں جھکائے کھڑے ہیں اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلب مبارک پر اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کی بارش ہو رہی تھی اور مدینے والے آقا رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عطا کیا ہوا خلعت کرامت اولیاء کرام کے ازدہام میں فرشتے آپ کو پہنا رہے ہیں۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۱۷)

حضرت شیخ مکارم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس وقت اولیاء کرام نے دیکھا کہ قطبیت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج آپ کے سر مبارک پر رکھا گیا جس کو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ارشاد فرمایا۔

كَسَانِيْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِيْ بِتِيْجَانِ الْكَمَالِ

یعنی میرے رب نے مجھے اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی خلعت پہنائی اور فضل وکمال کا تاج میرے سر پر رکھ دیا ہے۔

طُبُوْلِيْ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْ بَدَالِيْ

یعنی زمین وآسمان میں میری شان کے نقارے بجتے ہیں اور نیک بختی کے نقیب میرے روبرو حاضر ہوتے ہیں۔

اَنَا الْجِيْلِيُّ مُحْيُ الدِّيْنِ اِسْمِيْ
وَاَعْلَامِيْ عَلٰى رَأْسِ الْجِبَالِ

یعنی میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور میرا نام محی الدین ہے اور میرے اقبال کے جھنڈے پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ اعلان خدائے تعالیٰ کے حکم سے تھا۔ جیسا کہ حضرت عدی بن مسافر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ لگا دینے سے اندھے اور کوڑھی شفا پاتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس اعلان سے مقام فردیت مراد ہے۔ اگرچہ بعض دوسرے اولیاء کرام بھی مقام فردیت سے نوازے گئے مگر

اس کے اعلان کی کسی کو اجازت نہیں ملی جیسا کہ آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی مقام فردیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے قصیدہ شریف میں فرماتے ہیں :

اَنَا بِلِیْ حَضْرَۃِ الْقُرْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

یعنی قرب الٰہی کی منزل میں مجھے وہ مقام حاصل ہے جس میں تنہا اور اکیلا میں ہی ہوں اور میرا رب مجھے ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچاتا رہتا ہے اور وہ عظمت و جلال والا مولیٰ میرے لئے کافی ہے۔ (قصیدہ غوثیہ شریف)

شیخ ابو بکر بطائحی کی بشارت

حضرت ابو بکر بطائحی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بزرگ ہیں جن کو خواب میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا خرقہ پہنایا اور جب یہ بزرگ خواب سے بیدار ہوئے تو خرقہ موجود پایا۔ انھیں بزرگ کا یہ ارشاد ہے کہ جو شخص چالیس بدھ کو مسلسل میری قبر کی زیارت کرے گا وہ جہنم سے آزاد ہو جائے گا اور جو شخص میرے روضے میں داخل ہو گیا اس کو آگ نہیں جلا سکتی۔ چنانچہ اب بھی آپ کی یہ کرامت ہے کہ آپ کی قبر کے پاس گوشت اور مچھلی نہ پک سکتی ہے نہ بھن سکتی ہے۔ یہی بزرگ حضرت ابو بکر ہوارا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسوں پہلے یہ غیب کی خبر دی تھی کہ عراق میں آٹھ اولیاء کرام درجۂ اوتاد پر فائز ہوں گے جن کے مبارک نام یہ ہیں۔

(۱) حضرت معروف کرخی (۲) حضرت احمد بن حنبل (۳) حضرت بشر حافی (۴) حضرت منصور بن عمار (۵) حضرت جنید بغدادی (۶) حضرت سری سقطی (۷) حضرت سہل بن عبد اللہ تستری (۸) حضرت عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اور جب لوگوں نے دریافت کیا کہ حضور! یہ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک عجمی سید ہیں۔ جو گیلان میں پیدا ہوں گے اور بغداد ان کا مسکن ہوگا اور پانچویں صدی میں ان کا ظہور ہوگا اور وہ ولایت کے مقام فردیت کی ایسی عظیم منزل پر فائز ہوں گے کہ ایک دن وہ منبر پر اعلان فرمائیں گے کہ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ ۝

یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" اس زمانے کے تمام اولیاء کرام ادب سے اپنی اپنی گردنیں جھکا کر عرض کریں گے کہ اے غوث اعظم آپ کا قدم مبارک ہماری گردنوں ہی پر نہیں بَلْ عَلَى الرَّأْسِ وَالْعَیْنِ بلکہ آپ کا قدم مبارک ہمارے سروں اور آنکھوں پر ہے۔ (قلائد الجواہر، ص: ۸۷)

جو فرمایا کہ دوش اولیا پر ہے قدم میرا
لیا سر کو جھکا کر سب نے تلوا غوث اعظم کا

عارفوں کے سردار حضرت محمد کا کیس کی بشارت

حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عراق کے سید المشائخ اور امیر الاولیاء ہیں، جن کے مریدوں میں سترہ بادشاہ بھی تھے، اور آپ کے جھنڈے کے پیچھے باادب چلا کرتے تھے۔ حضرت شیخ عزاز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں خواب میں حضور سرکار مدینہ مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار پر بہار سے مشرف ہوا تو میں نے اپنے پیارے نبی، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ رحمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم آپ حضرت محمد کا کیس کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں تو ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کے بارے میں مجھ سے کیا پوچھتے ہو، وہ تو ان لوگوں میں سے ہیں جن کے سبب سے میں قیامت کے دن فخر کروں گا کہ ایسے ایسے صاحب کمال میری امت میں ہیں۔ حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ رجب ۴۱۲ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰ ربیع الاول ۵۰۱ھ کو بغداد شریف کے قریب ایک شہر عکبریہ میں وفات پائی۔ (قلائد الجواہر، ص: ۱۸۱)

حضرات! حضرت محمد کا کیس عظیم بزرگ ہیں انہوں نے میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو فرمایا غور سے سنیں۔ حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بغداد شریف میں وعظ فرمایا کرتے تھے اور یہ وہ دور تھا کہ ابھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدرسہ نظامیہ میں ایک طالب علم تھے اور نوجوانی کا عالم تھا۔ ایک دن سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی وعظ سننے کے لئے گئے اور جیسے ہی مجلس میں بیٹھے حضرت محمد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا اور فرمایا کہ اس لڑکے کو مجلس سے باہر نکال دو۔ حکم پاتے ہی لوگوں نے میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہاتھ پکڑ کر مجلس سے باہر کر دیا مگر ہمارے آقا حضور غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھا اور ناراض نہ ہوئے بلکہ پھر مجلس میں آ کر بیٹھ گئے۔ حضرت حماد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پھر حکم دیا کہ
اس لڑکے کو مجلس سے باہر نکال دو، لوگوں نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکالا اور تمام حاضرین حیرت سے دیکھنے
لگے کہ عجیب لڑکا ہے، بار بار مجلس سے نکالا جاتا ہے مگر پھر چلا آتا ہے۔ ہمارے آقا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
پھر بھی رنجیدہ نہ ہوئے اور تیسری بار پھر مجلس میں تشریف لے آئے۔ حضرت حماد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ لوگو!
اس لڑکے کو میرے پاس لے آؤ۔ لوگ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکڑ کر حضرت حماد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
پاس لے گئے۔ حضرت حماد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیشانی
کا بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا کہ

اے لوگو! میں نے اس لڑکے کو دو مرتبہ اپنی مجلس سے اس لئے نکالا تا کہ تم لوگ اچھی طرح ان کو دیکھ لو اور
پہچان لو کہ یہ کون ہیں۔

اے اہل بغداد! تم سب اس ولی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ اس لئے کہ یہ وہ ہیں جو میرے بعد
قطب الاقطاب ہونے والے ہیں۔ پھر اپنا عصا، تسبیح، مصلیٰ وغیرہ عطا فرما کر ارشاد فرمایا کہ بیٹا عبد القادر! ابھی تمہارا
بچپن ہے اور ہمارا بڑھاپا ہے، بیٹا ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ تم قطبیت کی عظیم
منزل پر سرفراز ہونے کے بعد اعلان کرو گے کہ میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ تو تمام روئے زمین کے اولیاء ادب
واحترام سے اپنا اپنا سر جھکا کر عرض کریں گے کہ اے سرکار غوث اعظم آپ کا قدم مبارک تو ہمارے سروں اور
آنکھوں پر بھی ہے۔ پھر آپ نے اپنی داڑھی پکڑ کر ارشاد فرمایا کہ بیٹا عبد القادر! تمہارا یہ وقت آئے تو میری سفید
داڑھی کا خیال رکھنا اور

حضرت حماد کا کیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ کُلُّ دِیْکٍ یَصِیْحُ وَ یَسْکُتُ اِلَّا دِیْکُکَ فَاِنَّهٗ
یَصِیْحُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ یعنی اے بیٹا عبد القادر! ہر مرغ بولے گا اور چپ ہو جائے گا مگر تمہارا مرغ قیامت تک
بولتا رہے گا یعنی تمہارا سلسلہ اور تمہاری ولایت کا تذکرہ قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ ([illegible])

سرکار اعلیٰ حضرت عاشق بارگاہ غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا ہے۔

مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نواسنج رہے گا تیرا

درود شریف:

شیخ علی بن ہیتی کی بشارت

حضرت شیخ علی بن نصر ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد کے ان چار بزرگوں میں سے ہیں جو مردہ کو زندہ فرما دیتے تھے۔ ایک دن مصر سے آقا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وعظ کی مجلس میں حضرت علی بن ہیتی حاضر تھے ناگہاں ان پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وعظ کے منبر سے اتر کر ان کے پاس باادب کھڑے ہو گئے جب حضرت علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیدار ہوئے تو عرض کیا کہ اے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو ابھی خواب میں محترم و مکرم رسول اعظم پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا ہے تو ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اسی لئے تو میں منبر سے اتر کر ادب و احترام سے آپ کے پاس کھڑا ہو گیا تھا کہ آپ کو خواب میں دیدار نصیب ہوا اور میں سر کی آنکھوں سے پیارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار پر بہار سے سرفراز ہوا۔ (بہجۃ الاسرار)

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

حضرت علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ بزرگ ہیں جنہوں نے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان ذیشان کو سنتے ہی سب سے پہلے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک قدم کو اٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لیا تھا۔ اللہ اللہ کیا خوب فرمایا سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

حضرت اویس قرنی کی بشارت

ابن محی الدین اربلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منازل الاولیاء فی فضائل الاصفیاء کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ حضور سراپا نور سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جانے کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ جب اویس قرنی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ملاقات ہو تو میرا اسلام کہنا اور میری قمیص ان کو دینا اور کہنا کہ اویس قرنی میری امت کی بخشش کی دعا کریں۔ چنانچہ جب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور پیارے مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان ذیشان سنایا تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سجدے میں جا کر اپنے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی امت کی بخشش کی دعا مانگی، غیب سے ندا آئی کہ اے اویس قرنی اپنا سر اٹھایئے میں نے آپ کی شفاعت سے پیارے محبوب (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم) کی نصف امت کو بخش دیا اور نصف امت کو اپنے محبوب ولی غوث اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شفاعت سے بخش دوں گا جو تیرے بعد پیدا ہوں گے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا اے پروردگار عالم تیرا وہ محبوب بندہ غوث اعظم کون ہے اور کہاں ہے، میں ان کی زیارت کرنا چاہتا ہوں۔

تو ندا آئی کہ وہ میرا محبوب ہے اور میرے محبوب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا بھی محبوب ہے۔ وہ قیامت تک اہل زمین کے لئے حجت ہوگا اور تمام اولین و آخرین اولیاء کی گردنوں پر اس کا قدم مبارک ہوگا اور جو اسے قبول کرے گا میں اس کو دوست رکھوں گا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گردن جھکائی اور کہا میں بھی اسے قبول کرتا ہوں۔ (تفریح الخاطر فی مناقب شیخ عبدالقادر)

دیوانہ بارگاہ غوثیت امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

درود شریف:

حضرت جنید بغدادی کی بشارت

حضرت ابن محی الدین اربلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکاشفۂ جنید یہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روز منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ آپ کے قلب مبارک پر تجلیات ربانی کا ورود ہوا اور آپ بحر شہود مکاشفہ میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا۔ میری گردن پر ان کا قدم بغیر کسی انکار کے ہے۔ اور منبر کی ایک سیڑھی اتر آئے، نماز جمعہ سے فارغ ہونے کے بعد لوگوں نے ان کلمات کے متعلق آپ سے دریافت کیا، آپ نے فرمایا کہ حالت کشف میں مجھے معلوم ہوا کہ پانچویں صدی ہجری کے وسط میں حضور سید عالم، رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اولاد پاک میں سے ایک بزرگ قطب عالم ہوگا جس کا لقب محی الدین اور نام عبد القادر ہوگا اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے کہے گا "میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" تو میرے قلب میں خیال آیا کہ ہم ان کے زمانے میں نہیں ہیں اس لئے ان کا قدم ہم اپنی گردن پر کیوں لیں۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اللہ تعالیٰ کو ناراض اور قہر وغضب میں دیکھا تو فوراً میں نے اپنی گردن جھکا دی اور وہ کہا جو تم لوگوں نے سنا۔

(تفریح الخواطر فی مناقب شیخ عبد القادر، ترغیب الناظر، بحوالہ حیات طیبہ، ص ۱۵)

دیوانۂ بارگاہ غوثیت امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے

سب ادب رکھتے ہیں دل میں میرے آقا تیرا

سلطان الہند حضور غریب نواز کا قول

سلطان الہند حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خراسان کے پہاڑوں میں مجاہدات اور ریاضات میں مشغول تھے جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بغداد شریف میں منبر پر جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرمایا کہ "میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے" تو سلطان الہند سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد عالی کو سنا اور گردن جھکا کر عرض کیا کہ اے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کا قدم مبارک صرف میرے گردن پر ہی نہیں بَلْ عَلٰی رَأْسِیْ وَعَیْنِیْ بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر بھی ہے۔ (سراج العوارف فی الوصایا والمعارف، ص ۴۱)

اسی پیارے مضمون کو مولانا حسن رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے یوں بیان کیا ہے۔

جب سے تو نے قدم غوث لیا ہے سر پر
اولیاء سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

مریدوں کے لئے بشارتیں

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

حضرت سہیل ابن عبداللہ تستری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ ایک دن حضور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغداد والوں کی نظر سے غائب ہو گئے، لوگوں نے تلاش کیا دریائے دجلہ کے کنارے پایا تو کیا دیکھا کہ مچھلیاں بکثرت آپ کی خدمت میں آتی ہیں اور دست مبارک کا بوسہ دیتی ہیں۔ اسی اثنا میں ظہر کا وقت ہو گیا، ایک مصلیٰ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گیا اور اس مصلے کے اوپر دو سطریں لکھی تھیں، پہلی سطر میں اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پ۱۱،ع۱۲)
اور دوسری میں بَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ O (پ۱۲،ع۷)
لکھا ہوا تھا اور بہت سے نورانی شکل کے لوگ آئے اور مصلے پر صف میں کھڑے ہو گئے اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصلے پر آگے تشریف لے گئے اور نماز پڑھائی اس وقت عجیب و غریب سماں تھا جب حضور غوث اعظم

رضی اللہ تعالیٰ عنہ تسبیح پڑھتے تو ساتوں آسمان کے فرشتے بھی آپ کے ساتھ تسبیح پڑھتے۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ہاتھوں کو دعا کے لئے بارگاہ رب العلمین میں اٹھا کر عرض کیا، اے اللہ تعالیٰ! میں تیری بارگاہ بے نیازی میں تیرے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلے سے طالب ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کو اور مریدوں کے مریدوں کو صبح قیامت تک موت نہ دے مگر ایمان پر۔ یعنی میرے مریدوں کا ایمان پر خاتمہ نصیب فرما۔ حضرت سہیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی مبارک دعا پر فرشتوں کے ایک بہت بڑے گروہ کو آمین کہتے ہوئے سنا اور جب سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا پوری کر چکے تو ہم نے غیب سے ایک ندا سنی کہ اے عبد القادر جیلانی! میرے محبوب سبحانی تم کو بشارت ہو، خوش خبری ہو کہ ہم نے آپ کی دعا قبول فرمالی ہے۔ (تفریح الخاطر، ص ۴۹)

تجھ سے در در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹہ تیرا

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿۴﴾

ربیع الآخر شریف

دوسرا جمعہ .... پہلا بیان

حضور غوث پاک وعظ اور درس کی تاثیر

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (پ۱۱، رکوع۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

حضرت شیخ ابوالحسن بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں رحمت عالم سرکار دو عالم مشاہدہ بنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار پرانوار کیا تو بارگاہ رحمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم آپ میرے لئے دعا فرمائیں کہ قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے موت آئے۔ تو نبی معظم رسول محتشم سراپا کرم نبی کرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارا خاتمہ قرآن وسنت پر عمل کرتے ہوئے ہوگا اور خاتمہ ایمان پر کیوں نہ ہوگا جب کہ تمہارے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

حضرت شیخ ابوالحسن بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تین مرتبہ اپنے پیارے نبی مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ کرم میں وہی درخواست کی۔ تینوں مرتبہ میرے سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے وہی جواب دیا۔ یعنی اس خوش نصیب کا خاتمہ ایمان پر ہی ہوگا جس کے پیر شیخ عبدالقادر جیلانی ہوں۔

خواب سے بیدار ہو کر میں نے یہ پیارا خواب اپنے والد گرامی کی خدمت میں بیان کیا۔ پھر ہم دونوں باپ بیٹے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاشانۂ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ وعظ فرما رہے تھے۔ ہم باپ بیٹے کو دیکھ کر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو بشارت (خوش خبری) ہمارے پیارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیں اور اس کا پیر شیخ عبدالقادر جیلانی ہو تو اس کا خاتمہ ایمان پر کیوں نہ ہوگا۔ (ملخصاً بہجۃ الاسرار ص [illegible])

کیا ہی خوب فرمایا استاذ زمن حضرت مولانا حسن رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے کہ۔

تیرے ہاتھ میں ہاتھ، میں نے دیا ہے
تیرے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

قسم ہے کہ مشکل کو مشکل نہ پایا
کہا ہم نے جس وقت یا غوث اعظم

نیک میرے لئے اور میں گنہگاروں کے لئے ہوں

حضرت شیخ ابوسعید کیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت غلامی قائم کرلے یقیناً وہ نجات پا جائے۔ (بہجۃ الاسرار ص [illegible])

شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور آپ کے مریدوں میں پرہیزگار بھی ہوں گے اور گنہگار بھی۔ تو سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ پرہیزگار نیک وکار میرے لئے ہیں اور میں گنہگاروں کے لئے ہوں۔ (ملخص بہجۃ الاسرار ص [illegible])

قادری ہوں شکر ہے رب قدیر کا
دامن ہے میرے ہاتھ میں پیران پیر کا

حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو قسم کے مرید ہیں ایک نیک مرید دوسرا گنہگار مرید۔ نیک مرید حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آستین میں رہتے ہیں جب کوئی آپ

کے مرید کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم جلال میں آستین جھاڑتے ہیں اور نقصان پہنچانے والا تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

مریدی لا تخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ایک کتاب دی گئی جس میں قیامت تک آنے والے میرے مریدوں کے نام لکھے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تمہارے تمام مریدوں کو میں نے تمہاری نسبت کی وجہ سے بخش دیا ہے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۱۹۳)

اور مولانا حسن رضا بریلوی خوب فرماتے ہیں۔

کر دیا تو نے قادری مجھ کو
تیری قدرت کے میں فدا یا رب

میرا ہاتھ میرے مریدوں پر ہمیشہ ہے

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رب تبارک و تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم! یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَاءِ عَلَی الْاَرْضِ۔ یعنی میرا دست حمایت میرے تمام مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان کا سایہ زمین پر۔ اور اے دنیا والوں سن لو! میرا مرید اچھا نہیں مگر میں تو اچھا ہوں، میرا مرید طاقت و قوت والا نہیں مگر میں تو طاقت و قوت والا ہوں اور میں قیامت تک اپنے مریدوں کی دستگیری کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال کی قسم جب تک میرے تمام مرید جنت میں نہیں جائیں گے میں بارگاہ خداوندی میں نہیں جاؤں گا۔ (خلاصہ قصیدہ غوثیہ شریف۔ خلاصہ بہجۃ الاسرار، ص ۱۹۳)

اور عاشق بارگاہ غوثیت امام اہل سنت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

ہیں رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ ہو
سید جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا

مصطفیٰ کریم اور مرتضیٰ کی زیارت

حضرت شیخ عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں

۱۲ ارشوال ۵۲۱ھ کو منگل کے دن دوپہر کے وقت ہمارے نانا جان حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے دیدار سے مشرف ہوا تو پیارے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے بیٹے عبدالقادر! تم وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم میں عجمی ہوں فصحائے بغداد کے سامنے بولنے کی ہمت نہیں ہوتی۔ رسول اکرم سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا بیٹا عبدالقادر اپنا منہ کھولو! جب میں نے اپنا منہ کھولا تو حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سات مرتبہ لعاب دہن شریف میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا کہ تم حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ لوگوں کو خدائے تعالیٰ کے راستے کی طرف دعوت دو۔ پھر اس کے بعد میرے دادا جان حضرت مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی زیارت سے سرفراز ہوا تو انہوں نے چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن مجھے عطا فرمایا، میں نے عرض کیا چھ ہی مرتبہ کیوں؟ آپ نے بھی سات مرتبہ کیوں نہیں اپنا لعاب دہن عطا فرمایا؟ تو ارشاد فرمایا کہ میں نے حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ادب کے لئے چھ ہی مرتبہ اپنا لعاب دہن تمہیں بخشا ہے تاکہ جان عالم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے ساتھ برابری کا شبہ نہ پیدا ہو سکے، نانا جان اور بابا جان کے کرم و فضل کی برکت سے میں خوب فصیح و بلیغ وعظ کہنے لگا۔ (قلائد الجواہر ص ۱۲، شیخ عبدالحق زبدۃ الآثار ص ۶۵، حیات طیبہ ص ۴۳)

جس پہ حیراں زبان عرب
اس بلاغت فصاحت پہ لاکھوں سلام

غوث اعظم کا درس دینا

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر کامل حضرت سیدنا ابو سعید مخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی قابلیت و خدمت دین کا جذبہ اور روحانی صلاحیت دیکھ کر اپنا مدرسہ نظامیہ جو بغداد شریف میں باب الازواج میں واقع تھا، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد فرمایا۔ میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب مسند درس و تدریس پر جلوہ فرما ہوئے اور تعلیم کا آغاز فرمایا تو تھوڑے سے عرصہ میں آپ کے علم و فضل کا کمال پورے بغداد اور قرب و جوار میں مشہور ہو گیا اور شریعت و طریقت کے علوم کو حاصل کرنے کے لئے صرف بغداد ہی نہیں بلکہ دور دراز کے طلبہ کا جم غفیر اکٹھا ہو گیا حتیٰ کہ مدرسہ نظامیہ کی جگہ طلبہ کے بیٹھنے کے لئے ناکافی ہو گئی۔ میرے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے طلبہ کی بھیڑ دیکھ کر بغداد والوں کو مدرسہ کی عمارت کی توسیع کے لئے متوجہ کیا یعنی مدرسہ کی بلڈنگ کو بڑھانے کے لئے بغداد والوں کو توجہ دلائی، سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز پر، اشارہ ابرو پر بغداد والوں

نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، یہاں تک کہ قرب و جوار کے مکانات خرید کر مدرسہ میں شامل کر لئے گئے۔ ۵۲۸ھ میں مدرسہ کو خوب وسیع اور عالیشان بلڈنگ کی شکل میں بنا کر تیار کر دیا گیا اور پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب ہو کر دنیائے اسلام میں جامعہ قادریہ کے نام سے مشہور و معروف ہو گیا، جہاں صرف بغداد شریف کے طلبہ ہی نہیں بلکہ دور دور شہروں اور دیہاتوں کے ہزاروں طلبہ علم دین حاصل کرتے رہے اور فارغ التحصیل ہو کر سند تکمیل لے کر مختلف علاقوں میں جاتے اور دین متین کی خدمت انجام دیتے، اس طرح حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مختصر مدت میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کی ایک عظیم جماعت تیار فرما دی۔ (حیاتِ طیبہ، ص ۴)

وعظ میں تقریباً ستر ہزار سامعین

شیخ عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: لوگ گھوڑوں، خچروں، اونٹوں اور سواری کی گدھوں پر سوار ہو کر آتے تھے اور کھڑے رہتے تھے جب کہ مجلس حصار کی طرح گول ہو جاتی تھی اور مجلس میں تقریباً ستر ہزار سامعین حاضر رہتے تھے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۱۸۷، خلاصۃ المفاخر، قلائد الجواہر، ص ۳۳، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص ۶۵)

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وعظ کی مجلس میں عراق کے بڑے بڑے علمائے کرام اور مشائخ عظام اور جنات اور رجال الغیب بھی دور دراز سے حاضر ہوتے تھے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریریں لکھنے کے لئے چار سو دواتیں استعمال کی جاتی تھیں۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۱۸۰)

وعظ کا اثر

میرے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وعظ مبارک کا یہ اثر تھا کہ سیکڑوں گنہگار و بدکار آپ کے دست مبارک پر توبہ کرتے اور فساق و فجار تائب ہو کر پرہیزگار و نیکوکار بن جاتے اور تقریر کی تاثیر سے مجلس پر وجد کی کیفیت طاری ہوتی، کوئی ماہی بے آب کی طرح تڑپتا تو کوئی بے اختیار ہو کر کپڑے پھاڑتا اور چیختا چلاتا اور کسی کے دل پر ایسی چوٹ لگتی کہ شمشیر محبت سے گھائل ہو کر موت کی نیند سو جاتا، جب وعظ ختم ہوتا تو کتنے جنازے اٹھائے جاتے۔ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وعظ میں مسلمانوں کے علاوہ دیگر مذاہب کے لوگ بھی حاضر ہوتے تھے آپ کے وعظ کا یہ اثر تھا کہ بہت سے یہودی عیسائی اور دوسرے کفار کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو جاتے۔ (بہجۃ الاسرار، ص ۱۸۲، قلائد الجواہر، ص ۳۳)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھیجنا بارگاہ غوث میں

ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمارہے ہیں: ایک راہب آیا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نورانی ہاتھ پر توبہ کیا اور مسلمان ہوگیا۔ پھر اس راہب نے مجمع عام میں بیان کیا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ مجھے مسلمان ہونے کا شوق پیدا ہوا تو میں نے یہ مصمم ارادہ کرلیا کہ یمن میں جو شخص سب سے زیادہ پرہیزگار ہوگا اسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا۔ اسی خیال میں تھا کہ مجھے نیند آگئی، خواب میں حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا اے سنام بغداد چلے جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلانی کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ۔ اس لئے کہ اس زمانے میں روئے زمین کے لوگوں میں سب سے بہترین ہیں۔ (بہجۃ الاسرار)

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۴ ﴾
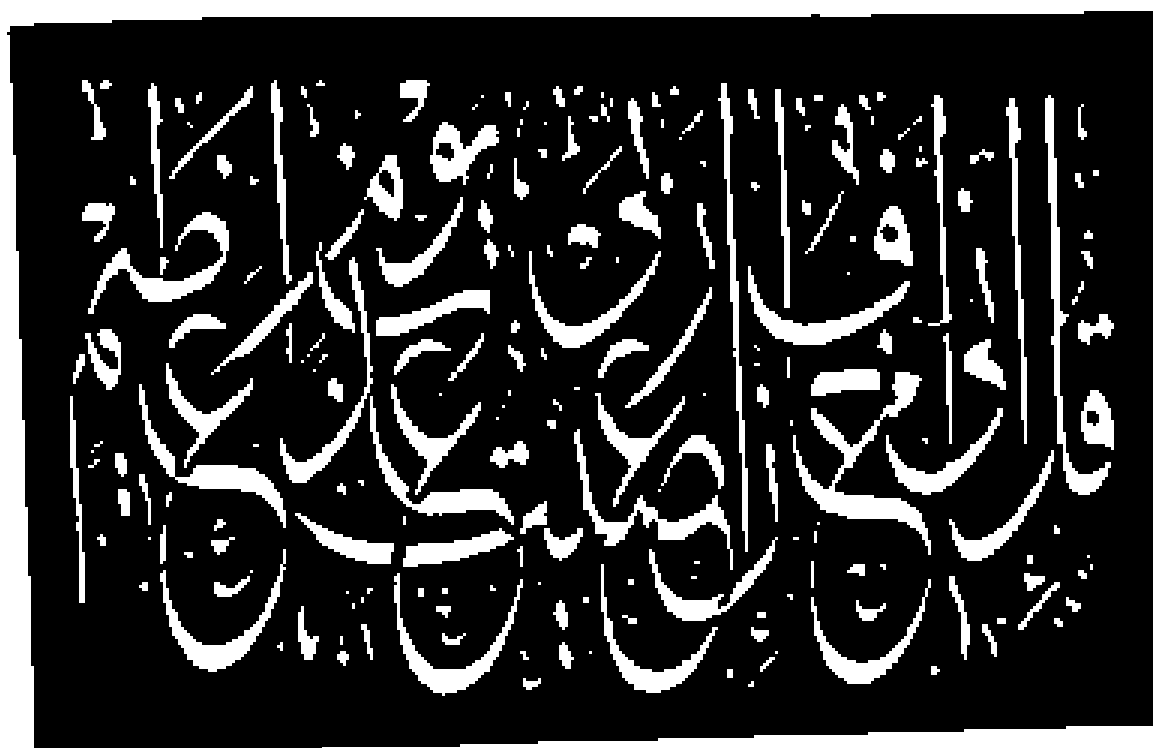
ربیع الآخر شریف

دوسرا جمعہ...دوسرا بیان

حضور غوث اعظم کے کشف و کرامات

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ ٥ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

اَلَا اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (پ۱۱، ع۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

صدر شریف

ہمارے آقا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکت سراپا کرامت ہی کرامت تھی۔ حضرت شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ولی کو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر کرامت والا نہیں دیکھا۔ جس وقت چاہتے آپ کی کوئی کرامت دیکھنا اسی وقت لوگ دیکھ لیتے۔ (قلائد الجواہر)

مردہ زندہ ہو گیا

ہمارے سرکار، سردار اولیاء حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن اپنے چند مریدین اور ساتھیوں کے ساتھ ایک محلے سے گزرے تو دیکھا کہ ایک مسلمان اور ایک عیسائی آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ پیران پیر آقا دستگیر نے جھگڑے کا سبب دریافت فرمایا تو مسلمان نے عرض کیا کہ یہ عیسائی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے افضل ہیں۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیسائی سے فرمایا کہ تم کس وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو افضل کہتے ہو۔ عیسائی کہنے لگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نبی نہیں بلکہ رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی اولاد اور امتی ہوں، اگر میں مردے کو زندہ کر دوں تو کیا تو ہمارے پیارے نبی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی فضیلت و برتری کو تسلیم کرے گا؟ عیسائی نے کہا ضرور تسلیم کروں گا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عیسائی سے فرمایا کہ قبرستان لے کر چل اور کوئی بہت پرانی قبر جس کو تو جانتا ہو بتا، میں قبر کے مردے کو زندہ کروں گا۔ وہ عیسائی ہمارے آقا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر قبرستان گیا اور ایک پرانی بوسیدہ قبر کی طرف اشارہ کیا۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا اس قبر کا مردہ دنیا میں گانے بجانے کا پیشہ کرتا تھا۔ اگر تیری مرضی ہو تو یہ مُردہ گاتا ہوا قبر سے باہر آئے۔ حیرت سے عیسائی نے عرض کیا: یہ تو اور اہم بات ہے، ایسا ہی کیجئے۔ ہمارے سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبر کو دیکھا اور فرمایا قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ تو قبر شق ہوئی اور مُردہ زندہ ہو کر گاتا ہوا قبر سے باہر نکل آیا۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت دیکھ کر عیسائی نے توبہ کی اور مسلمان ہو گیا۔ (تفریح الخاطر)

وہ کہہ کر قُم باذن اللہ جلا دیتے ہیں مردوں کو
بہت مشہور ہے احیائے موتیٰ غوث اعظم کا

نہ مسجد، نہ بیت اللہ کی دیواروں سے پیدا
دین ہوتا ہے بزرگوں کی نظر سے پیدا

اے ایمان والو! سبحان اللہ۔ سبحان اللہ۔ کیا شان ہے ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ قبر پر کھڑے ہیں اور قبر کے اندر مُردے کو دیکھ رہے ہیں اور اس مُردے کے پیشہ کو بھی دیکھ رہے ہیں جو وہ دنیا میں کیا کرتا تھا۔ اب ہم محبت و عقیدت سے سوچیں کہ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب ظاہری حیات کے ساتھ اس دنیا میں تھے تو قبر کے اندر کے مُردے اور اس کی حالت کو دیکھ لیتے تھے اور آج مزار پاک میں جلوہ افروز ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و عطا سے اپنے مزار مبارک سے دنیا والوں کو خاص کر غلاموں کو دیکھ رہے ہیں اور ان کے حالات سے بھی باخبر ہیں۔

مرغی زندہ ہوگئی

ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ حضور یہ لڑکا آپ سے بے حد محبت و عقیدت رکھتا ہے، اپنی غلامی میں قبول فرمائیں اور شریعت و طریقت کی تعلیم سے آراستہ فرمادیں۔ چنانچہ وہ لڑکا عبادت و ریاضت میں مشغول ہوگیا۔ ایک دن وہ عورت اپنے لڑکے کو دیکھنے کے لئے آئی تو دیکھا کہ اس کا لڑکا جو کی روٹی بغیر سالن کے کھا رہا ہے اور کثرت عبادت و ریاضت کے اثر سے بہت دبلا اور لاغر ہوگیا ہے۔ پھر جب وہ عورت بارگاہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر ہوئی تو دیکھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرغی کا گوشت تناول فرما چکے ہیں اور ہڈیاں برتن میں رکھی ہوئی ہیں۔ عورت نے عرض کیا کہ میرے آقا آپ نے میرے بچے پر کوئی شفقت نہیں فرمائی، آپ تو مرغی کھا رہے ہیں اور میرے بچے کو جو کی روٹی سوکھی بغیر سالن کے کھلا رہے ہیں۔ یہ سن کر ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا دست مبارک ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا قُوْمِیْ بِاِذْنِ اللّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِ الْعِظَامَ وَہِیَ رَمِیْمٌ ۝ یعنی اے مرغی تو اس خدا کے حکم سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جا جو گلی سڑی ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے۔

ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکم سنتے ہی مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہوگئی اور بزبان فصیح یہ پڑھا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ. اَلشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَلِیُّ اللّٰہِ. تب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اے بوڑھی ماں سن جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہونچ جائے گا۔ تو جو چاہے کھائے۔

(بہجۃ الاسرار، ص:۱۹۳، و قلائد الجواہر، ص:۲۰، و شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ص:۸۹)

جلایا استخوان مرغ کو دست کرم رکھ کر
بیاں کیا ہو سکے احیائے موتی غوث اعظم کا

چیل کو مارا اور زندہ فرمادیا

ایک دن حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعظ فرما رہے تھے کہ ایک چیل چلاتی ہوئی اوپر سے گزر گئی جس سے سامعین کی توجہ پراگندہ ہوگئی تو حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عالم جلال میں ارشاد فرمایا: اے ہوا اس چیل کا سر اڑا دے۔ حاضرین مجلس کا بیان ہے کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہوتے ہی چیل کا سر ایک طرف اور

اس کا دھڑ دوسری طرف جا گرا، پھر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کرسی سے نیچے تشریف لائے اور چیل کے سر اور دھڑ کو ملا کر بسم اللہ پڑھا اور ہاتھ پھیر دیا تو وہ زندہ ہو کر اڑ گئی اور ہم لوگ دیکھتے رہ گئے۔

(بہجۃ الاسرار ص، شیخ عبد الحق محدث دہلوی ص ۸۹)

حضرات! اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو طاقت و تصرفات عطا کئے ہیں اس کو اپنے قصیدہ غوثیہ شریف میں یوں بیان فرمایا ہے کہ

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

یعنی اگر میں اپنا راز کسی مری ہوئی لاش پر ڈال دوں تو وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندہ ہو کر کھڑی ہو جائے۔ (قصیدہ غوثیہ شریف)

اے ایمان والو! ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے عیسائی کے لئے مُردے کو زندہ فرمایا اور چیل پر کرم فرما کر زندہ فرما دیا اور مرغی کا گوشت تناول فرمایا اور پھر اسی کھائی ہوئی مرغی کی ہڈیوں کو جمع فرما کر مرغی کو زندہ فرما دیا گویا ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام عالم کو یہ سبق دیا کہ جب ہم رسول اللہ کے غلام، نبی پاک کے امتی خدا کی دین و عطا سے اس شان کے مالک و مختار ہیں کہ مُردے کو زندہ کر دیتے ہیں تو ہمارے پیارے نبی سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو اللہ تعالیٰ کے محبوب اور ساری خدائی کے پیشوا ہیں ان کی شان و شوکت کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

درود شریف:

اندھا اور مفلوج صحت پا گیا

حضرت شیخ ابو الحسن قرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں اور حضرت شیخ ابو الحسن علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ والرضوان حضرت شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ حضرت کی خدمت میں تاجر ابو غالب بغدادی حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے میرے سرکار آپ کے رحیم و کریم نانا جان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ جس شخص کی دعوت کی جائے اس کو چاہئے کہ وہ دعوت کو قبول کرے اور میں آپ کو اپنے مکان پر دعوت کی زحمت دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا آپ نے مراقبہ کیا اور فرمایا کہ میں ضرور آؤں گا۔ مقررہ وقت پر میں اور شیخ بقی آپ کے ہمراہ تاجر ابو غالب بغدادی کے مکان پر پہنچے وہاں دیکھا تو بغداد کے بہت سے علماء مشائخ اور اعیان موجود تھے۔ آپ کے سامنے دستر خوان لگایا گیا جس پر رنگا رنگ کے کھانے چنے ہوئے تھے اور دو شخص ایک بہت بڑا ٹوکرا لائے۔ جس کا منہ ڈھکا ہوا تھا یہ ٹوکرا دستر خوان کے ایک طرف لاکر رکھ دیا گیا۔ میزبان ابو غالب نے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ اجازت ہے کھانا شروع کیا جائے۔ آپ نے کچھ نہیں فرمایا اپنا سر جھکائے رہے، نہ خود کھایا نہ دوسروں کو اجازت دی۔ اہل مجلس پر آپ کی ہیبت اس طرح طاری تھی گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں پھر آپ نے مجھے اور شیخ علی بقی کو اشارہ کیا کہ اس ٹوکرے کو اٹھا کر یہاں لاؤ، وہ ٹوکرا لایا گیا جو بہت وزنی تھا پھر آپ نے مجھے اور شیخ علی بقی کو حکم دیا کہ اس ٹوکرے کو کھولو جب ہم نے ٹوکرا کھولا تو اس میں ابو غالب تاجر کا اندھا اور فالج زدہ لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ آپ نے اس کو دیکھ کر فرمایا قُمْ بِـاِذْنِ اللّٰـهِ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تو تندرست ہو کر کھڑا ہو جا آپ کے فرماتے ہی وہ لڑکا تندرست شخص کی طرح کھڑا ہو گیا اور کوئی بیماری اس میں موجود نہیں تھی اور وہ دوڑنے لگا۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کرامت دیکھ کر مجلس میں شور برپا ہو گیا اور لوگ نعرے لگانے لگے اور قادری دولہا بغداد کے شہنشاہ ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کچھ کھائے پئے اس ہجوم میں سے اٹھ کر اپنی خانقاہ شریف میں آ گئے۔ حضرت شیخ ابو سعید کیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے اور مُردوں کو جلاتے ہیں۔

(بہجۃ الاسرار، ص ۱۲۸، شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۹۰)

شفا پاتے ہیں صدہا جاں بلب امراض مہلک سے
عجب دار الشفاء ہے آستانہ غوث اعظم کا

ہماری لاج کس کے ہاتھ ہے بغداد والے کے
مصیبت ٹال دینا کام کس کا غوث اعظم کا

درود شریف:

آپ کی دعا سے تقدیر بدل گئی

شیخ ابوالمسعود بن ابی بکر حریمی بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ابوالمظفر حسن بن تمیم تاجر شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا سیدی! میں تجارت کی غرض سے سفر کرنا چاہتا ہوں۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا اگر تم نے اس سال سفر کیا تو قتل کر دیے جاؤ گے، اور تمہارا مال و اسباب لوٹ لیا جائے گا۔ ابوالمظفر تاجر بڑا حیران و پریشان ہو کر مجلس سے باہر آ گیا اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کرم میں حاضر ہو کر سفر میں جانے کی اجازت چاہی۔ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابوالمظفر تم سفر کرو۔ صحیح سلامت لوٹ آؤ گے اور اس بات کی ضمانت دیتا ہوں۔ ابوالمظفر تاجر سفر تجارت پر نکلا اور اپنا سامان ایک ہزار دینار میں فروخت کر دیا اور وہ ایک حمام میں نہانے کی غرض سے گیا اور طاق میں ایک ہزار دینار کی تھیلی رکھ دی اور اسے اٹھانا بھول گیا اور اس مکان میں آ گیا جہاں اس کا قیام تھا اور گہری نیند میں سو گیا۔ عالم خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ وہ ایک قافلے کے ہمراہ سفر کر رہا ہے اور راستے میں عرب کے ڈاکوؤں نے اس قافلے پر حملہ کر دیا اور قافلے کے ہر شخص کو موت کی نیند سلا دیا اور ایک ڈاکو نے اس کی گردن پر تلوار ماری جس سے گردن کٹ کر الگ ہو گئی۔ وہ اس پریشان کن خواب سے بیدار ہوا اور کانپنے لگا اور اسے اپنی گردن پر خون کا اثر محسوس ہو رہا تھا اور کاری ضرب کا درد محسوس ہو رہا تھا ما سے سا چار روپیہ یاد آیا اور حمام میں دوڑ کر گیا، اس کا ہزار دینار طاق میں رکھا ہوا تھا۔

بغداد شریف سفر سے واپسی پر اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں بزرگوں سے ملاقات کروں گا اور حضرت حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ضعیف تھے ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت حماد دباس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دیکھتے ہی فرمایا: شیخ سید عبدالقادر جیلانی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس جاؤ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور انہوں نے تم کو قتل ہونے اور تمہارے مال کے نقصان سے بچانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ستر بار دعا کی ہے جب کہ تمہاری تقدیر میں قتل و مال کا نقصان لکھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی برکت سے تمہاری تقدیر کو بدل دیا اور صرف خواب میں اس کا منظر دکھا کر قتل اور مال کے نقصان سے بچا لیا۔ پھر ابوالمظفر تاجر سرچشمۂ ولایت

سرکار غوثیت۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحمت والی سرکار میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا تم کو شیخ حماد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے میری ستر دعا کا واقعہ سنا دیا ہے۔ ہمارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تم کو قتل سے اور تمہارے مال کو نقصان سے بچانے کے لئے اپنے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ فضل و کرم میں ستر بار دعا کی جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہاری تقدیر کو بدل دیا اور بیداری کی چیز کو خواب میں دکھا دیا۔ (بہجۃ الاسرار، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

اور اسی مضمون کو ہمارے مرشد اعظم شبیہ غوث اعظم حضور مفتی اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب بیان کیا ہے

خدا نے تمہیں محو و اثبات بخشا
ہو سلطان لوح و قلم غوث اعظم

ہے قسمت مری ٹیڑھی تم سیدھی کردو
نکل جائے سب پیچ و خم غوث اعظم

خبر لو ہماری کہ ہم ہیں تمہارے
کرو ہم پہ فضل و کرم غوث اعظم

بُری قسمت اچھی ہوگئی

حضرت ابوالمظفر حسنی بیان کرتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم کو رات میں کئی مرتبہ احتلام ہوا اور اسے ہر مرتبہ نئی صورت نظر آئی جن میں سے بعض سے تو وہ واقف تھا اور بعض عورتوں کو وہ نہیں جانتا تھا۔ جب صبح ہوئی تو وہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی خواب کی حالت بیان کرنا چاہی تو اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: رات میں تم کو کئی بار احتلام ہوا ہے اور میں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت و قوت سے لوح محفوظ میں دیکھا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ تو فلاں فلاں عورت سے زنا کرے گا۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ بے نیازی میں تیرے لئے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے میری دعا کی برکت سے بیداری کے واقعہ کو خواب میں بدل دیا اور تیری بری قسمت کو اچھی بنادی۔ (قلائد الجواہر ص: ۱۳۰)

میرو ابن میرو مرشد اعظم، نائب غوث اعظم، حضور مفتی اعظم، الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے:

جو قسمت ہو مری بری، اچھی کر دے
جو عادت ہو بد، کر بھلی غوث اعظم

ہمارا بھی بیڑا لگا دو کنارے
تمہیں نا خدائی ملی غوث اعظم

اے ایمان والو! اوپر ذکر کیے گئے واقعہ کو ہم بار بار پڑھیں اور سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت اور غلامی پر فخر و ناز کریں اور بارگاہ غوثیت میں فریاد پیش کریں کہ آقا و مولیٰ قادری دولہا ہم مریدوں کے بڑے پیر، دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ نے بری قسمت کو اچھی کیا ہے، ٹیڑھی تقدیر کو سیدھا کیا ہے آج ہم غلام ابن غلام پریشان ہیں ہم پر دیا فرمایئے، رحم کیجئے اپنے آستانہ کی بھیک عطا کیجئے اور ہم مریدوں کی جو قسمت بری ہو اس کو بھی اچھی بنا دیجئے اور ٹیڑھی تقدیر کو سیدھی فرما دیجئے ہم آپ کے ہیں اور اتنی سی بھیک دیجئے کہ ہمیشہ آپ کے دامن کرم سے وابستہ رہیں دشمن بہت زیادہ ہیں سب سے حفاظت فرمایئے اور ہر میدان میں کامیابی عنایت کیجئے۔

تیرے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
تیرے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے
کہ بیڑے کے ہیں نا خدا غوث اعظم

درود شریف:

اونٹنی تندرست ہوگئی

عمر بن صالح صدادی نے ایک دن ہمارے پیارے آقا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ کرم میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور! حج کے لئے جانے کا ارادہ ہے اور میری اونٹنی بیمار ہے چلنے پھرنے سے قاصر ہے اور دوسری اونٹنی میرے پاس نہیں ہے میں بہت پریشان ہوں کہ حج کا سفر طے کیسے کروں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بیمار اونٹنی کو ٹھوکر ماری اور اپنا دست کرم اس کی پیشانی پر رکھا تو بیمار اونٹنی شفا پا گئی اور چلنے پھرنے لگی اور عمر بن

صالح نے بیان کیا کہ میری بیمار اونٹنی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کرم سے ایسی تندرست ہوگئی کہ ہم اسی اونٹنی پر بیٹھ کر حج کے لئے قافلے کے ساتھ چلے تو سارے قافلے والوں کی اونٹنیاں پیچھے رہتیں اور ہماری اونٹنی سب سے آگے آگے چلتی۔ (بہجۃ الاسرار شریف، ص ۲۳۱)

اے ایمان والو! ہم غور کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے ہمارے سرکار حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس شان کا مالک بنا دیا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مادرزاد اندھوں کو آنکھ والا بنا دیا۔ مفلوجوں کو صحیح سالم کر دیا، جذامی اور برص والوں کو اس مہلک مرض سے نجات عطا کی۔ بیمار و کمزور اونٹنی کو تندرستی اور طاقت و قوت عطا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کو کتنی طاقت و قوت اور اختیار عطا کیا ہوگا۔

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیارے سرکار، مدنی تاجدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اختیارات کو یوں بیان فرماتے ہیں:

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام

غوث پاک کے گیارہ نام مبارک کی فضیلتیں

ہمارے آقا پیران پیر روشن ضمیر محبوب سبحانی قطب ربانی گیارہویں والے پیر حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گیارہ نام مبارک نماز کے بعد اور رات کو سوتے وقت اور صبح میں پڑھنا زیادہ ثواب ہے اور اس کے ورد سے دل کی نیک مرادیں پوری ہوں گی اور بلائیں دور ہوں گی اور تمام نیک کاموں میں کامیابی حاصل ہوگی۔ (کتاب مخزن الاخلاق)

اے ایمان والو! حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مبارک نام میں بہت ہی فیض و برکت ہے۔ اور جب ہم یا غوث المدد پکارتے ہیں تو ولیوں کے شہنشاہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی غیبی مدد اور ظاہری مدد حاصل ہوتی ہے۔

پھر وہ ابن پھر وہ ہم شبیہ غوث اعظم، حضور مفتی اعظم، مصطفیٰ رضا خاں، بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں

کہا جس نے یا غوث اغثنی تو دم میں
ہر آئی مصیبت ٹلی غوث اعظم

سرکار بغداد کے گیارہ نام مبارک

سید محی الدین	امر اللہ
شیخ محی الدین	فضل اللہ
اولیاء محی الدین	امان اللہ
مسکین محی الدین	نور اللہ
غوث محی الدین	قطب اللہ
سلطان محی الدین	سیف اللہ
خواجہ محی الدین	فرمان اللہ
مخدوم محی الدین	برہان اللہ
درویش محی الدین	آیت اللہ
بادشاہ محی الدین	غوث اللہ
فقیر محی الدین	مشاہد اللہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صلوٰۃ غوثیہ

حضرات! مشہور بزرگ عالم ربانی حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری نے فرمایا:
ربیع الآخر کی ایک، تین، پانچ، سات، نو، گیارہ تاریخوں میں سے کسی بھی رات میں صلوٰۃ غوثیہ پڑھیں ان شاء اللہ تعالیٰ حاجتیں پوری ہوں گی۔ بعد نماز مغرب دو رکعت نماز نفل اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں بعد الحمد شریف کے گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھیں پھر سلام کے بعد سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ

وَبِحَسْبِهٖ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ گیارہ مرتبہ پڑھیں ، پھر گیارہ مرتبہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام عرض کریں اور گیارہ بار یہ کہیں ۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَاقَاضِیَ الْحَاجَاتِ پھر عراق کی طرف گیارہ قدم چلیں ہر قدم پر یہ کہے ۔ یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ پھر حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلۂ مبارک سے اللہ پاک سے دعا مانگے ۔

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

تیسرا جمعہ .... پہلا بیان

انوارِ قادریہ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ۝ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ. (پ۱۱،ع۱۲)

ترجمہ: سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مرید غوثیت، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے، اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

اور فرماتے ہیں

کس گلستان کو نہیں فصل بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا

راج کس شہر میں کرتے نہیں تیرے خدام
باج کس نہر سے لیتا نہیں دریا تیرا

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اور فرماتے ہیں:

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

تمہید: شہزادۂ رسول، ہمارے بڑے پیر، پیران پیر دستگیر، ابوالشیخ، ابومحمد، سید عبدالقادر جیلانی حسنی، حسینی، رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی صرف عام مخلوق ہی نہیں بلکہ اولیاء، علماء اور اقطاب وابدال کے لئے بھی مشعل راہ رہی ہے۔ اولیائے کرام تو بہت ہوئے اور قیامت تک ہوتے رہیں گے لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ کشف و کرامت اور مجاہدہ وعبادت میں آپ کا کوئی ثانی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو گروہ اولیاء واقطاب وافراد واوتاد کا امام وسلطان بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ اولیاء متقدمین میں بہت سے باکمال بزرگوں نے آپ کی ولایت وکرامت کو تسلیم کیا ہے اور آپ کے ظہور کی بشارتیں دی ہیں۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

اور آپ کے زمانے کے بعد کے جملہ اولیاء وعلماء اور تمام بزرگوں نے آپ کی پرہیزگاری ونیکی اور ولایت و کرامت اور بارگاہ خداوندی میں آپ کی محبوبیت ومقبولیت کو تسلیم کیا اور سب نے آپ کے حکم قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ کو سن کر برملا اعلان کیا کہ یا سیدی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بے شک آپ کا مبارک قدم میری گردن پر ہے اور بعض نے تو آپ کا قدم شریف اپنے سر اور آنکھوں پر بھی لیا۔

خوب فرمایا مرید قادریت امام اہل سنت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

نبی کا قدم غوث اعظم کے کاندھے پر

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا ہے۔ جس کی تلخیص پیش ہے کہ بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم معراج کے لئے جب تشریف لے جارہے تھے تو براق پر سوار ہوتے وقت ہمارے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مبارک حاضر ہوئی اور آپ نے کاندھا شریف کو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اس پر قدم رکھکر براق پر سوار ہوں۔ تو اس موقع پر آقا کریم، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنے شہزادے شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نوازا کہ آپ کے کاندھے پر اپنے پائے مبارک کو رکھا اور براق پر سوار ہوئے۔ اور فرمایا کہ میرا پاؤں تیری گردن پر ہے اور تیرا پاؤں سارے ولیوں کی گردن پر ہوگا۔ یہ واقعہ مکہ معظمہ کی سرزمین پر ہوا۔ (ملخصاً فتاویٰ رضویہ ج۱۲، ص:۱۰)

غوث اعظم نے بارہ برس کی ڈوبی کشتی ترائی

ہمارے بڑے پیر، محبوب سبحانی، شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ کرامت بہت ہی مشہور ہے اور محفلوں میں علمائے کرام بیان بھی کرتے ہیں کہ ایک بوڑھی عورت لب دریا بیٹھی رو رہی تھی اتفاقاً ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس طرف گزر ہوا۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ کیوں رو رہی ہو؟ بوڑھی عورت نے عرض کی حضرت! بارہ برس ہو گئے ہیں اس دریا میں میرے لڑکے کی بارات مع سامان ڈوب گئی اور میرا لڑکا بھی ڈوب گیا۔ اسی کے غم میں یہاں آکر میں روزانہ روتی ہوں۔ آپ نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور بارہ برس کی ڈوبی کشتی بارات اور ساز و سامان کے ساتھ صحیح و سالم نکل آئی اور بوڑھی عورت خوش ہو کر اپنے مکان کو چلی گئی۔ (فتاویٰ رضویہ شریف ج:۱۲، ص:۱۹۸)

حضرات! یہ وہ واقعہ ہے جس کا کتابوں میں ذکر نہیں ملا مگر مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بڑا ہی پیارا اور دلنواز جواب دیا ہے۔ جس سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے اور اس ضابطہ کا پتہ چلتا ہے کہ بزرگوں کی طرف منسوب اگر کوئی واقعہ مشہور و زبان زد خواص و عوام ہو اور اس میں کوئی شرعی قباحت نہ ہو تو اگرچہ کسی مستند کتاب میں نہ ہو ہرگز اس کا انکار نہیں کرنا چاہئے، کیوں کہ علم صرف کتابوں سے ہی حاصل نہیں ہوتا بلکہ سینہ بہ سینہ بھی آتا ہے۔

آپ فرماتے ہیں: پہلی روایت اگرچہ نظر سے کتاب میں نہ گزری مگر زبان پر مشہور اور اس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں تو اس کا انکار نہ کیا جائے۔ (فتاویٰ رضویہ ج:۱۱ ص:۱۹۸)

حضرات! دولہا اور بارات کشتی کے ساتھ بارہ برس پہلے ڈوب چکے تھے۔ بارہ سال میں کیا ہوا ہوگا؟ آپ خوب سمجھ سکتے ہیں نہ گوشت بچا ہوگا نہ ہی ہڈی۔ اور کشتی بھی خرد برد ہو چکی ہوگی۔ مگر ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعا کی بڑی شان ہے۔ لب ہلتے ہی باب اجابت کھل جاتا ہے اور سائل و بھکاری کی منت و مراد پوری ہو جاتی ہے بلکہ بری تقدیر بھی اچھائی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

خوب فرمایا مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

جو ڈوبی تھی کشتی وہ دم میں نکالی
تجھے ایسی قدرت ملی غوث اعظم

لکھے کو مٹا کر تو لکھنے پہ قادر
کہ ہیں تیرے لوح و قلم غوث اعظم

ایک مرید کا دوسرے پیر سے مرید ہونا جائز نہیں

سید قاسم علی صاحب قادری سیدنا عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ قادریہ اور قادری خاندان سے مرید تھے مگر نقشبندیہ سلسلہ کے کچھ مریدین سرہند شریف کے ایک نقشبندی بزرگ سے مرید ہونے پر انھیں ورغلایا جناب موصوف نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف رجوع کیا اور عرض کرنا چاہا کہ کیا قادری سلسلہ کا مرید دوسرے سلسلے میں جا سکتا ہے اور کیا ایک پیر کو چھوڑ کر دوسرے سے مرید ہوا جا سکتا ہے؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے پہلے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اور آپ کے خاندان و سلسلہ کی بزرگی و برتری کو بیان کیا کہ قادری سلسلہ خاندان سب سلسلوں سے افضل و اعلیٰ ہے تو اس سلسلے کا مرید دوسرے سلسلے سے مرید کیوں کر ہو سکتا ہے؟ پھر بیان فرمایا کہ تبدیل شیخ یعنی ایک پیر کو چھوڑ کر دوسرے سے مرید ہونا جائز و درست نہیں۔ اس لئے کوئی قادری سلسلے کا مرید دوسرے سلسلے کے پیر سے مرید نہیں ہو سکتا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں۔

ہمارے نزدیک خاندان عالیشان قادری سب خاندانوں سے اعلیٰ و افضل ہے۔ تبدیل شیخ بلا ضرورت شرعیہ جائز نہیں حدیث میں ارشاد ہوا : مَنْ رُزِقَ فِیْ شَیْءٍ فَلْیَلْزَمْہُ۔

یعنی جس کو جس چیز میں روزی ملی وہ اسی کو لازم پکڑ لے یعنی جو جس سے متعلق اور فیض یافتہ ہے اسی سے لگا رہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج:۱۱ ص:۲۰۹)

کسی کے بہکانے سے پیر نہیں بدلنا چاہئے ورنہ سخت محرومی ہوگی:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ

سوال:۔ شیخ سے بظاہر کوئی ایسی بات معلوم ہو جو خلاف سنت ہے تو اس سے پھر جانا (یعنی اس پیر کو چھوڑ دینا) کیسا ہے؟

جواب:۔ محرومی اور انتہائی گمراہی ہے۔ (الملفوظ ج:۳ ص:۵۷)

حضرات! اگر خلاف شرع کام کرنے کی وجہ سے جیسے نماز نہیں پڑھتا یا پڑھتا ہے تو چھوڑ کے۔ روزہ نہیں رکھتا، داڑھی کترواتا ہے، دو چار انگوٹھیاں پہنتا ہے وغیرہ۔ تو ایسے کو پیر بنانا حرام ہے۔

اگر اپنا پیر کمزور ہے تو پیران پیر مدد فرماتے ہیں

ہمارے بڑے پیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰہُ رَبِّیْ

عَطَانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

(قصیدہ غوثیہ شریف)

یعنی اے میرے مرید خوف نہ کر کہ تو کمزور ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے طاقتور بنایا ہے۔

اگر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ میں کوئی مرید ہوتا ہے اور جس کو پیر بنایا وہ سنی صحیح العقیدہ عالم باعمل ہے اور اس کا سلسلہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ملتا ہے تو اگر چہ وہ پیر کمزور ہے اور ولایت وروحانیت سے خالی ہے تو بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مرید کی مدد فرماتے ہیں اور اپنے فیوض و برکات وانوار کی رحمتوں سے مالا مال کرتے ہیں۔ خوب فرمایا استاذ زمن مولانا حسن رضا بریلوی نے۔

مریدی لا تخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

تمام قادریوں کو بخشش کی بشارت

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مجھے ایک کاغذ دیا گیا جو اتنا بڑا تھا کہ جہاں تک نگاہ پہنچے، اس کاغذ میں میرے اصحاب اور مریدین کے نام (لکھے) تھے جو قیامت تک ہونے والے تھے اور مجھ سے کہا گیا کہ تمہارے ان سب مریدوں کو تمہاری وجہ سے بخش دیا گیا اور میں نے دوزخ کے داروغہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے؟ تو داروغہ نے کہا (کہ آپ کا ایک مرید بھی دوزخ میں) نہیں ہے۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۲۹۴)

قادری ہوں شکر ہے رب قدیر کا
دامن ہے ہاتھ میں پیران پیر کا

غوث اعظم کا ہاتھ مریدوں کے سر پر ہے

ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم ہے کہ

اِنَّ یَدِیْ عَلٰی مُرِیْدِیْ کَالسَّمَاءِ عَلَی الْاَرْضِ۔

میرا ہاتھ میرے مرید پر اس طرح ہے جس طرح آسمان (کا سایہ) زمین پر۔ اگر میرا مرید عمدہ (اچھا) نہیں تو میں تو عمدہ (اچھا) ہوں، مجھے اپنے رب تعالیٰ کی عزت وجلال کی قسم کہ میرے قدم میرے رب تعالیٰ کے سامنے برابر رہیں گے یہاں تک کہ مجھ کو اور تم کو جنت کی طرف لے جائے گا۔ (بہجۃ الاسرار، ص:۲۹۴)

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

بیعت ہونا، مرید ہونا کسے کہتے ہیں

مرید غوث اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ بیعت مرید ہونا کے کیا معنیٰ ہیں؟

تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیعت کا معنیٰ بک جانا۔ یعنی اپنے جان و مال کو اپنے پیر و مرشد کے ہاتھ پر بیچ دینا۔ پھر اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

سبع سنابل شریف میں یہ واقعہ ہے کہ ایک صاحب کو بادشاہ نے موت کی سزا کا حکم دے دیا۔ جلاد نے تلوار کھینچی اور یہ سزا پانے والا شخص اپنے پیر و مرشد کے مزار کی جانب چہرہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ جلاد نے کہا کہ اس وقت (یعنی مرنے کے وقت خانہ کعبہ) قبلہ کی جانب منہ کرتے ہیں (تو مرید صادق) نے فرمایا (اے جلاد) تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے۔ (اور حقیقت میں) یہی بات ہے کہ کعبہ معظمہ جسم کا قبلہ ہے اور پیر و مرشد روح کا قبلہ ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ارادت (یعنی پیری مریدی) اس کا نام ہے۔ اگر اسی طرح سچی عقیدت کے ساتھ مرید ایک دروازہ پکڑ لے تو اس (مرید) کو ضرور بضرور فیض ملے گا۔

(الملفوظ شریف، ج ۲، ص ۱۷)

قادری کر، قادری رکھ، قادریوں میں اٹھا
قدر عبد القادر قدرت نما کے واسطے

اگر پیر خالی ہے تو پیر کا پیر خالی نہ ہوگا

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اگر پیر خالی ہے تو پیر کا پیر خالی نہ ہوگا اور اگر بالفرض وہ بھی نہ سہی تو (پیران پیر) حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فیض و انوار کے معدن و منبع ہیں ان سے فیض آئے گا، سلسلہ صحیح و متصل ہونا چاہئے۔ (پھر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ بیان فرمایا)

ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا کہ ایک روپیہ دے اور دوکاندار نہیں دیتا تھا تو فقیر (جلال میں آ گیا) اور کہنے لگا کہ روپیہ دیتا ہے تو ٹھیک ورنہ میں تیری دوکان الٹ دوں گا۔ اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو

گئے۔ اتفاقاً ایک صاحب دل (یعنی ایک اللہ والے) کا وہاں سے گزر ہوا جن کو سب لوگ جانتے تھے اور جن کے سب معتقد تھے۔ انہوں نے دوکان دار سے فرمایا کہ جتنا جلدی تم سے ہو سکے اس فقیر کو دو پیسے دو ورنہ دوکان الٹ جائے گی۔ تو لوگوں نے عرض کی حضرت! یہ بے شرع، جاہل کیا کر سکتا ہے تو (اللہ والے نے) فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ فقیر تو بالکل خالی ہے۔ پھر میں نے اس کے پیر و مرشد کو دیکھا تو اسے بھی خالی پایا، پھر اس کے شیخ کو دیکھا تو ان کو اللہ کا ولی پایا اور دیکھا کہ وہ انتظار میں کھڑے ہیں کہ کب (ان کے مرید کے مرید) یعنی اس فقیر کی زبان سے نکلے اور میں دوکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ پیر و مرشد کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑے ہوئے تھا۔ (الملفوظ شریف، ج ۲، ص ۵۵)

اے ایمان والو! صاف طور سے پتہ چلا کہ مرید اگر کمزور ہے مگر اپنے پیر و مرشد کا دامن مضبوطی کے ساتھ پکڑ رکھا ہے تو یقیناً فیوض و برکات سے مالا مال ہوگا۔

تیرے ہاتھ میں ہاتھ میں نے دیا ہے
تیرے ہاتھ ہے لاج یا غوث اعظم

مریدوں کو خطرہ نہیں بحر غم سے
کہ ہیں بیڑے کے نا خدا غوث اعظم

پیر کے شرائط: آقائے نعمت مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بیعت اس شخص سے ہونا چاہئے جس میں یہ چار باتیں ہونا ضروری ہیں ورنہ بیعت جائز نہ ہوگی۔

(۱) سنی صحیح العقیدہ ہو (۲) کم سے کم اتنا علم ضروری ہے کہ بغیر کسی مدد کے اپنی ضرورت کے مسائل کتاب سے خود نکال سکے (۳) اس کا سلسلہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک متصل ہو کہیں منقطع نہ ہو (۴) فاسق معلن نہ ہو۔ (الملفوظ ج ۲، ص ۳۴)

مرید کیسا ہونا چاہئے: عاشق رسول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں بہت سے لوگ بطور رسم بیعت ہو جاتے ہیں (مرید ہو جاتے ہیں) مگر بیعت کا معنیٰ نہیں جانتے بیعت یعنی مرید ہونا اسے کہتے ہیں کہ

حضرت یحییٰ منیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید دریا میں ڈوب رہے تھے، حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور فرمایا اپنا ہاتھ مجھے دے کہ تجھے نکال لوں۔ تو حضرت یحییٰ منیری کے اس مرید نے عرض کی، یہ ہاتھ تو حضرت یحییٰ

شیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے چکا ہوں، اب دوسرے کے ہاتھ میں نہ دوں گا۔ حضرت خضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور حضرت شیخ شیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور اس مرید کو دریا سے نکال لیا۔ (الملفوظ [illegible])

اے قادریو! ہم قادریوں کے قبر کے اجالا، آخرت کے سہارا، ہمارے پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ

اگر میرے مرید کا پردہ مشرق میں کھل جائے اور میں مغرب میں ہوں تو وہیں سے میں اسے ڈھانپ دیتا ہوں۔ (بہجۃ الاسرار، ص: [illegible])

مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفےٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

خبر لو ہماری کہ ہم ہیں تمہارے
کرو ہم پہ فضل و کرم غوث اعظم

خدا نے تمہیں محو و اثبات بخشا
ہو سلطان لوح و قلم غوث اعظم

مرید کی نگاہ میں پیر و مرشد کا مقام

ہمارے بڑے پیر، پیران پیر شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ مرید کے لئے ضروری ہے کہ اس کو اپنے پیر و مرشد پر مکمل یقین اور پختہ عقیدہ ہو کہ اس وقت میرے پیر و مرشد سے بزرگ اور نیک اور کوئی دوسرا شیخ و پیر نہیں۔ اس یقین اور عقیدہ سے اس کو اپنے اصل مقصد میں کامیابی حاصل ہوگی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس مرید کو قبولیت کا درجہ حاصل ہو جائے گا اور وہ مرید جو کچھ پیر و مرشد کی خدمت انجام دے رہا ہے اس کی وجہ سے آفت و مصیبت سے محفوظ رہے گا اور سلسلہ کی نسبت کی برکت سے وہ تمام خطرات سے بچا رہے گا اور پیر و مرشد کی زبان سے بھی وہی بات نکلے گی جو اس کے لئے مناسب ہوگی۔ اور بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مرید کو چاہئے کہ پیر و مرشد کی مخالفت کسی حال میں نہ کریں کہ پیر و مرشد اور مشائخ کی مخالفت مرید کے حق میں زہر قاتل ہے (یعنی ایسا زہر جس سے مرنا ہی ہے) اس لئے پیر و مرشد کی نہ کھل کر مخالفت کرے اور نہ کسی تاویل کے ساتھ، اور مرید پر لازم ہے کہ کوشش کرے کہ اپنے پیر و مرشد سے اپنا کوئی راز اور اپنی کوئی حالت چھپا کر نہ رکھے اور پیر و مرشد اگر کوئی حکم دے تو اس کو کسی کو نہ بتائے اور اس کو بجا لائے۔ (فتوح الغائبین، ص: [illegible])

جس شخص کو مجھ سے نسبت حاصل ہے وہ بھی میرا ہے

ابو الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: جس شخص کو مجھ سے نسبت حاصل ہے اس کو مجھ سے بھی وابستگی حاصل ہو جائے گی، خواہ اس کے اعمال پسندیدہ ہوں یا ناپسندیدہ ہوں پھر بھی وہ میرے ہی محبت یافتگان و چاہنے والوں میں شمار ہوگا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۹۴ ملتقطاً ص ۵۲)

اور فرمایا جو شخص میری طرف منسوب ہوا اور میرا نام لے، اس کو اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور اس پر مہربانی کرے گا اگر چہ وہ برے عمل والا ہے مگر وہ میرے مریدوں میں ہے۔ بے شک میرے رب تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ مریدوں اور میرے ہم مذہبوں اور میرے دوستوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ (بہجۃ الاسرار ص ۱۹۵)

حضرت مولانا جمیل الرحمن رضوی فرماتے ہیں:

مریدی لاتخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

جو اپنے کو کہے میرا مریدوں میں وہ داخل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے میرے آقا غوث اعظم کا

مرید صادق کی دعا نے چور کو مرشد کامل بنا دیا

عاشق امام احمد رضا، علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت، رئیس القلم حضرت علامہ مولانا ارشد القادری علیہ الرحمہ کی زبانی ملاحظہ فرمایئے۔

عراق کا مشہور ڈاکو عبداللہ گناہوں سے تائب ہو چکا تھا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب کا مقام پانے کے لئے پیر و مرشد کا ہونا لازمی ہے اسی مقصد سے سرفرازی و کامیابی کے لئے عبداللہ بھی پیر و مرشد کی تلاش میں تھا مگر نیک و سچے لوگ آسانی کے ساتھ نہیں ملا کرتے مگر جس پر خدائے تعالیٰ کا فضل و کرم ہو جائے۔ آج پوری رات عبداللہ نے رو رو کر گزاری تھی کہ الٰہی! مجھے میرے پیر و مرشد سے ملا دے آخر صبح ہونے والی تھی اور عبداللہ نے بھی فیصلہ کر ہی لیا تھا کہ آج مرید ہو جانا ہے اور صبح جو سب سے پہلے ملے گا اسی کو پیر و مرشد مان لوں گا۔ عبداللہ رات بھر جاگا تھا، خوب دعائیں مانگی تھیں، عبداللہ نماز فجر کے لئے گھر سے نکلا، ایک چور جس کا نام مکی تھا، چوری کر کے رات کے اندھیرے میں بھاگا جا رہا تھا کہ

عبداللہ نے دوڑ کر شگی چور کو پکڑ لیا اور بڑی منت وسماجت کے ساتھ عرض کرنے لگا کہ اللہ تعالیٰ نے میری رات بھر کی دعا کو قبول فرمالیا ہے اور آپ کو میرا پیر ومرشد بنا کر بھیج دیا ہے اس لئے جب تک آپ مرید نہیں کرتے میں آپ کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ اور شگی حیران وپریشان ہے کہ میں پیر ومرشد کہاں ہوں، میں تو ایک چور ہوں اور آج پکڑا گیا۔ شگی چور نے کہا کہ میں پیر ومرشد نہیں ہوں تم مجھ کو چھوڑ دو۔ مگر عبداللہ اپنی ضد پر ہیں کہ تم جب تک مجھ کو مرید نہیں کر لیتے ہو میں آپ کو چھوڑوں گا نہیں۔ بادل ناخواستہ نہ چاہتے ہوئے بھی اور جلدی سے رات کے اندھیرے میں گھر پہونچنے کی غرض سے تا کہ لوگ دیکھ نہ لیں، مجبوراً شگی چور نے عبداللہ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا کہ میں نے تم کو مرید کیا اور میں جب تک واپس نہ آؤں تم اسی مقام پر کھڑے رہنا۔ شگی تو چور تھا، جان چھڑا کر جھوٹ موٹ مرید کر کے اپنی راہ لیا، لیکن عبداللہ وہ ابھی کچھ دنوں پہلے ہی ڈاکا زنی سے توبہ کیا تھا اس کی طلب تو سچی تھی، وہ تو یہی سمجھ رہا ہے کہ رات کی میری دعا قبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پیر ومرشد عطا فرمادیا ہے۔

اب عبداللہ اسی مقام پر کھڑا ہے جہاں شگی چور نے مرید کر کے کہا تھا کہ جب تک میں واپس نہ آؤں تم اسی جگہ کھڑے رہنا۔ پیر ومرشد کے انتظار میں مہینہ گزر گیا مگر پیر ومرشد نہیں آئے، سال گزر گیا مگر پیر ومرشد کا پتہ نہیں تقریباً تین سال کا عرصہ دراز گزر گیا مگر پیر ومرشد کا کوئی سراغ نہیں چلا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ پیر ومرشد نہیں بلکہ چور تھا مگر ایک سچے اور پکے مرید کی دعا کس طرح اثر دکھاتی ہے کہ جھوٹ موٹ میں مرید کر کے جان بچا کر بھاگ جانے والا شگی چور تین سال کے بعد چوری کرنے کے لئے بغداد معلیٰ میں محبوب سبحانی، قطب ربانی، پیران پیر دستگیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان میں داخل ہوا، تلاش بسیار کے بعد جب کچھ ہاتھ نہ آیا تو کہنے لگا کہ بڑا نام ہے مگر اس گھر سے کچھ نہ ملا۔ اس کو کیا پتہ تھا کہ اب وہ نعمت ملنے والی ہے جو ہزار کوششوں کے بعد بھی نہیں ملا کرتی ہے۔ گھر سے نکل کر بھاگنا چاہا تو آنکھ اندھی ہوگئی، اب دروازہ ہی نہیں ملتا گھر سے نکلے کیسے، مجبوراً گھر کے ایک گوشے میں بیٹھ گیا۔

ادھر حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ فلاں شہر کے قطب کا انتقال ہوگیا ہے، وہاں کے لئے قطب چاہئے۔ محبوب سبحانی حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! صبح قطب کا انتظام ہو جائے گا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا! صبح ہونے سے پہلے اگر کوئی بلا نازل ہوگئی تو اس کا ذمہ دار کون ہوگا۔ محبوب سبحانی، ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے گھر میں ایک مہمان آیا ہے، اس چور کو بلاؤ اسی کو قطب بنا کر بھیج دیتا ہوں۔ خادم اس شگی چور کو لے کر بارگاہ قادریت وغوثیت میں حاضر ہوئے، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شگی سے اس کے بال کو ترا شا اور اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی طاقت وقوت سے مسند ولایت وقطبیت پر بیٹھا دیا اور اس کا ہاتھ

حضرت خضر علیہ السلام کے ہاتھ میں دے دیا اور فرمایا کہ اس جگہ پر جا کر عبداللہ کو مرید کرو اور پھر اپنے مقام پر جاؤ۔

حضرات! ایک سچے مرید کی دعا نے ایک چور کو ولی و قطب اور مرشد کامل بنا دیا۔ (سوانح غوث اعظم، ص: ۷۱)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

سائلو! دامن سخی کا تھام لو
کچھ نہ کچھ انعام ہو ہی جائے گا

درود شریف:

حضور غوث اعظم کے ارشادات

شہزادۂ رسول، سلطان الاولیاء ہمارے بڑے پیر، شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات زر سوات جو چاند و سورج سے زیادہ روشن اور زر و جواہرات سے بڑھ کر بیش قیمت ہیں اور ہر دور کے مسلمانوں کے لئے اور خاص کر ہم قادری مریدوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کا سرچشمہ ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔

نماز کے بارے میں: بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز رب تعالیٰ کی خوشنودی اور انبیاء کرام کی سنت اور ایمان کی اصل اور نماز، نمازی کے قبر کا چراغ اور منکر نکیر کے سوال کا جواب اور قیامت تک کے لئے قبر میں ایک غمگسار دوست کی طرح ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص: ۵۰۷)

اور فرماتے ہیں کہ پانچوں نمازیں دین کا ستون ہیں۔ اللہ تعالیٰ بغیر نماز کے دین کو (یعنی کوئی نیک عمل) قبول نہیں فرمائے گا۔ (غنیۃ الطالبین، ص: ۵۰۸)

اور فرماتے ہیں کہ جو شخص نماز کو حقیر سمجھے گا یعنی نماز کو وقت پر ادا نہ کرے اور نماز کو سنت کے مطابق نہ ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کو پندرہ سزائیں دے گا۔ چھ قسم کے عذاب مرنے سے پہلے، تین مرتے وقت، تین قبر میں، اور تین قبر سے اٹھتے وقت۔

موت سے پہلے چھ دنیاوی عذاب

(۱) غافل نمازی کو نیکوں کی فہرست سے خارج کر دیا جاتا ہے۔ (۲) اس سے زندگی کی برکت دور کر دی جاتی ہے۔ (۳) اس کے رزق سے برکت دور ہو جاتی ہے۔ (۴) اس کا کوئی نیک عمل قبول نہیں کیا جاتا۔ (۵) اس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ (۶) وہ نیکوں کی دعا سے محروم کر دیا جاتا ہے۔

مرتے وقت کا عذاب

(۱) غافل نمازی کہ وہ موت کے وقت پیاسا مرتا ہے اگرچہ اس کے حلق میں سات دریا الٹ دیے جائیں۔ (۲) اس کی موت اچانک ہوگی یعنی توبہ و استغفار کی مہلت نہیں ملے گی۔ (۳) اس کے کاندھوں پر دنیوی چیزوں کا بوجھ اس قدر ہوگا کہ وہ بوجھل ہو کر جائے گا۔

قبر کے تین عذاب

(۱) قبر اس پر تنگ کر دی جائیگی۔ (۲) قبر میں زبردست اندھیرا ہوگا۔ (۳) منکر نکیر کے سوالوں کا جواب نہیں دے سکے گا۔

قبر سے اٹھنے پر تین عذاب

(۱) اس سے اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوگا۔ (۲) اس سے حساب بہت سخت ہوگا۔ (۳) اللہ کے دربار سے اس کی واپسی دوزخ کی طرف ہوگی۔ (اگر اللہ تعالیٰ معاف فرمائے تو خیر)۔ ([illegible])

حضرات! بڑے پیر، پیران پیر دستگیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمودات سے دن کے اجالے سے زیادہ ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ نماز کی ناقدری اور اس کو وقت پر نہ ادا کرنا اور سنت کے مطابق نہ پڑھنا کس قدر عذاب و مصیبت کا ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے ہم کو سچا پکا نمازی بنائے۔

آمین ثم آمین۔

مسجد میں داخل ہونے کے بارے میں

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب بندہ وضو کر کے مسجد میں جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک گناہ مٹاتا ہے اور اس کا ایک درجہ بلند فرماتا ہے اور جس طرح مدت دراز کے سفر سے کوئی مسافر جب اپنے گھر واپس ہوتا ہے تو اس کے گھر والے خوش ہوتے ہیں، اسی طرح اس شخص کے مسجد میں آنے پر اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور مسجد میں آئے تو خوف کھاتا اور ڈرتا ہوا اور ادب کے ساتھ آئے اور تکبیر و گھمنڈ اور خود بینی موجود نہ ہو صرف خدا کے گھر کی طرف توجہ ہو، یعنی یہ خیال رکھے کہ میں اللہ تعالیٰ کے گھر میں جا رہا ہوں، جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ مالکوں کا مالک ہے۔ اور احکم الحاکمین ہے۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۵۰۰)

جمعہ کے دن درود شریف زیادہ پڑھنا چاہیے

ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔

جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو کیونکہ اس روز اعمال (کا ثواب) دوگنا کر دیا جاتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین، ص ۴۴۴)

حضرات! پیران پیر، حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیان کی ہوئی حدیث شریف کی روشنی میں معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن تمام اعمال کے ثواب دوگنا کر دیے جاتے ہیں، اس طرح درود شریف کا ثواب بھی دوگنا ہو جاتا ہے لہٰذا ہمیں ہر نیکی کو خاص کر درود شریف کو جمعہ مبارک کے دن دوسرے دنوں سے زیادہ پڑھنا چاہیے۔

بھلائی کا حکم دینے والا سچا دوست ہے

پیران پیر، حضور غوث اعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

آیت کریمہ: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (پ ۱۰ ع ۱۵)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔ (کنزالایمان)

حدیث شریف: محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر ضروری ہے کہ تم بھلائی کا حکم دو اور بری باتوں سے روکو، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے نیکوں پر تمہارے بروں کو ضرور مسلط کر دے گا پھر نیک لوگ دعا کریں گے مگر ان کی دعا قبول نہ ہوگی۔

اور! فرمایا کہ اگر ممکن ہو تو امر و نہی (نیکی کا حکم اور برائی سے منع) تنہائی میں کرو کیونکہ تنہائی میں نصیحت کا دل پر زیادہ اثر ہوتا ہے اور آدمی بری باتوں سے بچ جاتا ہے۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی کو تنہائی میں نصیحت کرتا ہے وہ اس کو سنوارتا ہے اور جو لوگوں کے سامنے نصیحت کرتا ہے وہ گویا اس کا عیب بیان کرتا ہے اور حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر تنہائی میں نصیحت کرنے کا اثر نہ ہو تو ایسے شخص کو علی الاعلان نصیحت کرنا چاہئے اور اس سلسلے میں دوسرے لوگوں سے بھی مدد لینا چاہئے۔

اور! فرمایا ہمارے بڑے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی کہ میں تمہاری قوم کے چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بروں کو ہلاک و برباد کروں گا تو اللہ کے نبی حضرت یوشع بن نون علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ یارب تعالیٰ برے تو اپنے اعمال بد کی سزا پائیں گے لیکن نیکوں کو ہلاک کرنے کی کیا وجہ ہے؟

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے میرے نبی علیہ السلام یہ نیک لوگ اس لئے ہلاک کئے جائیں گے) کہ میں جس سے ناراض تھا یہ لوگ اس سے ناراض نہیں ہوئے اور بروں کے ساتھ کھانے پینے میں برابر شریک رہے۔

اور! فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: سب سے افضل جہاد ظالم حاکم (بادشاہ، امیر، دولت مند) کے سامنے حق بات کہہ دینا ہے۔ (تنبیہ الغافلین، ص ۳۰۲)

ادب علم سے افضل ہے: ہمارے بڑے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر مومن پر واجب ہے کہ ادب کو اختیار کرے اور بیان فرماتے ہیں کہ مراد مصطفیٰ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: پہلے باادب ہو جاؤ پھر علم حاصل کرو۔ ابو عبداللہ بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ادب پہلے، علم بعد میں۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھ سے بیان کیا جاتا ہے کہ فلاں عالم کو تمام اگلوں اور پچھلوں کے برابر علم ہے تو مجھے اس سے ملاقات نہ ہونے کا افسوس نہیں ہوتا لیکن اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں

شخص کو جب قرب حاصل ہے تو مجھے اس سے ملنے کی آرزو ہوتی ہے اور ملاقات نہ ہونے کا افسوس ہوتا ہے۔

(انیس الارواح، ص: [illegible])

کسی عالم کی صحبت میں بیٹھنا چاہئے

ہمارے جد سید حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایسے عالم کی صحبت میں بیٹھو جو پانچ چیزوں کو چھڑا کر پانچ چیزوں کی ترغیب دیتا ہو۔

(۱) دنیا کی رغبت سے نکال کر عبادت کی ترغیب دیتا ہو۔ (۲) ریا، دکھاوا سے نکال کر اخلاص کی تعلیم دے۔ (۳) تکبر و گھمنڈ سے چھڑا کر تواضع و انکساری کی ترغیب دے۔ (۴) کاہلی اور سستی سے بچا کر پند و نصیحت کرنے کی ترغیب دے۔ (۵) جہالت سے نکال کر علم کی ترغیب دے۔

یا شیخ عبدالقادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰہِ کا وظیفہ: مقصد کو حاصل کرنے اور دشمنوں پر کامیابی کے لئے بہت کامیاب وظیفہ ہے۔ علماء و صوفیہ نے لکھا ہے کہ کسی بھی مقصد کی تکمیل کے لئے رات کو سوتے وقت ایک ہزار مرتبہ پڑھ کر دا ہنے ہاتھ پر دم کر کے زیر گال داہنے کروٹ پر سو جائے ہر حاجت و مراد پوری ہوگی یا خواب میں اس کے حل کی تدبیر بتادی جائے گی۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس نام کی برکت ہر دور میں دیکھی گئی ہے۔

بادشاہ ہند حضرت اورنگزیب عالمگیر علیہ الرحمۃ والرضوان نے بھی اپنی تلوار پر کندہ کرایا تھا جس سے ہزاروں کافروں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ آج بھی دہلی کے لال قلعہ میں آپ کی وہ تلوار محفوظ ہے جس پر جلی حروف میں لکھا ہے۔ یَا سَیِّدَنَا اَلشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرْ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ یعنی اے ہمارے سردار شیخ عبدالقادر جیلانی آپ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے ہمیں کچھ عطا کیجئے اور مدد کیجئے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی کتاب الانتباہ میں مشکلات کے حل کے لئے لکھتے ہیں کہ پہلے دو رکعت نماز پڑھے اس کے بعد ایک سو گیارہ بار درود شریف پھر ایک سو گیارہ بار کلمہ تمجید، اس کے بعد ایک سو گیارہ مرتبہ یَا شَیْخُ عَبْدُالْقَادِرْ جِیْلَانِیْ شَیْئًا لِلّٰہِ پڑھے۔ خلاصہ: (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ، ص: ۱۰۰)

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

تیسرا جمعہ .... دوسرا بیان

نیکوں کی صحبت کی برکات

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ○ (پ ۱۱، ر ۴)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

اگرچہ زر بھی جہاں میں ہے قاضی الحاجات
جو فقر سے ہے میسر تونگری سے نہیں

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندۂ مومن کا بے زری سے نہیں

جہاں میں جوہر اگر میرا آشکارا ہوا
قلندری سے ہوا ہے، سکندری سے نہیں

(ڈاکٹر اقبال صاحب)

نہ تخت و تاج میں نہ لشکر و سپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی اک نگاہ میں ہے

تمہید: یہ درست ہے کہ تخت وتاج کی طاقت، اور مال وزر کی قوت اور بادشاہوں، امیروں کی شان وشوکت ایک مسلم حقیقت ہے لیکن صرف چار دن کے لئے مگر اولیاء اللہ کی روحانی طاقت وقوت اپنی عظمت وبرکت کے لحاظ سے بہت ہی بلند ترین منزل ہے اور بادشاہوں امیروں اور مالداروں کی صحبت میں جانے والا عام آدمی ہی نہیں بلکہ بہت سے عالم ومولانا کہلانے والوں کو دیکھا گیا کہ وہ بھی صحبت کی وجہ سے دنیادار اور گنہگار ہو گئے۔

حضرات! یہ ہے جیسوں کی صحبت ویسی تاثیر۔

مگر! اللہ والوں کی صحبت میں آنے والا برا ہے تو نیک۔ گنہگار ہے تو پارسا۔ پرہیزگار اور اللہ والا بنتا نظر آتا ہے اس وقت میں آپ کو روحانی طور پر اجمیر مقدس اور بغداد معلی کی سیر کراؤں اور بتاؤں کہ ہمارے پیر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہمارے پیارے خواجہ ہند کے راجہ حضور غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذرا سی صحبت ونصیحت نے کتنے چوروں کو قطب اور ڈاکوؤں کو ابدال اور گنہگاروں، خطا کاروں کو نیک وصالح اور پرہیزگار بنادیا تھا۔

جہاں میں جوہر اگر میرا آشکارا ہوا
قلندری سے ہوا ہے سکندری سے نہیں

نہ تخت وتاج میں نہ لشکر وسپاہ میں ہے
جو بات مرد قلندر کی اک نگاہ میں ہے

درود شریف:

سچ فرمایا حضرت مولانا روم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

یعنی نیکوں کی صحبت تجھ کو نیک وصالح بنادے گی اور بروں کی صحبت تجھ کو برا بنادے گی۔

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اس آیہ کریمہ میں ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ سچوں، نیکوں کی صحبت اور اللہ والوں کے دامن سے وابستگی بہت ہی بڑی نعمت ودولت ہے کہ قطرہ ہو تو دریا بن جاتا ہے اور ادنیٰ، اعلیٰ ہو جاتا ہے اور بد ہو تو متقی وپرہیزگار ہو جاتا ہے اور نیکوں کے دامن سے لگے رہنے کی برکت ورحمت دنیا میں بھی ہے اور آخرت میں بھی۔

حضرات! ہوا جب تیز چلتی ہے تو درختوں سے پتے خوب جھڑتے ہیں اور درخت سے جدا ہلکے پھلکے پتے

کو ہوا اپنے دوش پر اڑا رہی ہے اور جہاں جی میں آیا وہاں پھینک دیتی ہے کبھی روڈ پر تو کبھی نالی میں اور کبھی کوڑے کچرے کے مقام پر پڑا رہتا ہے بس وہ لاچار نظر آتا ہے مگر ایک پتہ ایسا بھی نظر آیا جو اپنے مقام پر بڑا محفوظ اور سلامت ہے۔ ہوا کا جھونکا آتا ہے اور گزر جاتا ہے، آندھی آتی ہے اور چلی جاتی ہے، طوفان کا کوئی خطرہ نہیں۔ جب ہم نے اس ہلکے پھلکے کمزور و ناتواں پتے سے معلوم کیا کہ تجھے ہوا کیوں نہیں اڑاتی۔ وہ دوسرا پتہ تو ہوا میں اڑ رہا ہے اور ادھر ادھر گر اور پڑ رہا ہے اور ادھر، ادھر گرا، پڑا نظر آ رہا ہے۔ اور تو اپنی جگہ پر محفوظ و مامون ہے تو محفوظ و مامون ہلکے پھلکے پتے نے جواب دیا کہ میں ہلکا پھلکا، کمزور و ناتواں ضرور ہوں مگر ایک بھاری بھرکم مضبوط پتھر کے نیچے دبا ہوا ہوں۔ دیکھئے مجھ کمزور و ناتواں کے ہاتھ میں ایک مضبوط و طاقتور کا دامن ہے، اس لئے ہر غم سے بے نیاز اور ہر خطرے سے محفوظ ہوں۔ گویا مجھ کو ایک مضبوط وسیلہ مل گیا ہے اور وہ پتہ جس کو ہوا اڑا رہی ہے اور ادھر ادھر گرا رہی ہے اس کو کسی مضبوط کا وسیلہ نہیں ملا ہے۔

بلا تمثیل جتنے بدعقیدے ہیں وہ قیامت کے دن تن تنہا نظر آئیں گے اور قیامت کا ہوش ربا طوفان ان کو اڑائے پھرے گا اور ان کو ہلاک و برباد کر کے رکھ دے گا اور ہم غلامان غوث و خواجہ و رضا، سنی مسلمان کمزور و ناتواں اور گنہگار ضرور ہیں مگر ہمارے ہاتھوں میں ہمارے پیر و مرشد کا دامن ہے۔ ہمارے ہاتھوں میں ہمارے مرشد اعظم حضور مفتی اعظم کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں سرکار مخدوم اشرف کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں شاہ برکات کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں ہند کے راجہ پیارے خواجہ حضور غریب نواز کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں پیران پیر حضور غوث اعظم دستگیر کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین کا دامن ہے، ہمارے ہاتھوں میں صدیق و عمر، عثمان و حیدر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا دامن ہے اور ہمارے ہاتھوں میں محبوب خدا محمد مصطفیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دامن ہے۔

خوب فرمایا امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

دل عبث خوف سے پتہ سا اڑا جاتا ہے
پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسا تیرا

ایک میں کیا مرے عصیاں کی حقیقت کتنی
مجھ سے سو لاکھ کو کافی ہے اشارہ تیرا

درود شریف:

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۲۶، کشف المحجوب، ص ۳۶۹)

یعنی آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو ہر ایک کو دیکھنا چاہیے کہ اس کا دوست کون ہے؟

حضرت شیخ سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

شنیدم کہ در روزِ امید و بیم
بداں را بہ نیکاں ببخشد کریم

یعنی قیامت کے دن اللہ کریم برے بندوں کو اپنے نیک ومحبوب بندوں کی وجہ سے بخش دے گا۔

نیک بندوں کی پہچان

حدیث شریف: ایک مرتبہ آقا کریم رحیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے صحابۂ کرام سے فرمایا اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخِیَارِکُمْ۔ کیا میں تمہیں نیک بندوں کی پہچان بتاؤں۔ تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ ہاں! یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم۔ پہچان بتا دیجئے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا خِیَارُکُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُؤُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۲۶)

یعنی تم میں نیک (اللہ والے) لوگ وہ ہیں جن کے چہرے کو دیکھو تو خدا یاد آئے۔

حضرات! میں نے خود جن کی صحبت سے فیض اٹھایا ہے جیسے مرشدی الکریم عارف حق، ولی کامل حضرت مولانا بدرالدین احمد قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مصنف سوانح اعلیٰ حضرت اور مرشد اعظم مجدد ابن مجدد، قطب عالم، حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مرد حق، قطب زماں حضور مجاہد ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بزرگوں کا چہرہ ایسا ہی تھا جیسا حدیث شریف میں بیان ہوا ہے کہ چہرہ دیکھو تو خدا یاد آئے۔ مگر افسوس کہ اب ایسے چہرے کہاں ہیں۔

اڑتی پھرتی تھیں ہزاروں بلبلیں گلزار میں
جی میں کیا آیا کہ پابند نشیمن ہو گئیں

اصحاب کہف کا کتا

حضرات! چند نیک لوگ اللہ والے دقیانوس بادشاہ کے ظلم و جبر سے تنگ آ کر اپنے ایمان و عقیدہ کی حفاظت کے لئے شہر چھوڑنے پر مجبور ہو گئے جب رات نے اپنی سیاہ زلفوں کو دنیا پر بچھا دیا۔ اور جب دنیا خوب اندھیروں میں ڈوب گئی تو یہ اللہ والے نیک لوگ دبے پاؤں دھڑکتے دل کے ساتھ، بادشاہ اور اس کے سپاہیوں سے بچتے بچاتے نکلے تو ایک کتا ان اللہ والوں کے پیچھے پیچھے چلا۔ تو عالم محبت میں نیکوں نے اس کتے سے کہا کہ ہم لوگ چھپ کر تو جا رہے ہیں اور اگر تم نے بھونک دیا تو ہم پکڑے جائیں گے تو اس کتے نے بزبان حال عرض کیا کہ اے اللہ والو! وہ کتے اور ہوتے ہیں جو اللہ والوں پر بھونکتے ہیں، ہم تو اللہ والوں کی خدمت کے لئے ساتھ چل رہے ہیں۔

اللہ والے شہر سے نکل کر پہاڑی کے غار میں پہنچے اور عبادت و ریاضت میں مشغول ہو گئے اور وہ کتا با ادب غار کے منہ پر بیٹھا رہا، اللہ تعالیٰ کو اس کتے کا یہ ادب اور اپنے نیک بندوں کی محبت و خدمت اس قدر پسند آئی کہ اس کتے کا ذکر قرآن کریم میں فرمایا:

وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ط (پ ۱۵، ع ۱۰)

ترجمہ: اور ان کا کتا اپنی کلائیاں پھیلائے ہوئے ہے غار کی چوکھٹ پر۔ (کنز الایمان)

حضرت شیخ سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

سگ اصحاب کہف روزے چند

پے نیکاں گرفت مردم شد

یعنی اصحاب کہف کا کتا چند روز نیکوں کی صحبت اختیار کرنے کی وجہ سے آدمی بن گیا اور حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا کنعان بروں کی صحبت میں بیٹھ کر کافر ہو گیا، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ج

یعنی اے نوح علیہ السلام! وہ آپ کا اہل بیت ہی نہیں کیونکہ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ق (پ ۱۲، ع ۴)

اس کے عمل اچھے نہیں۔ وہ بروں کی صحبت سے کافر ہو گیا ہے اصحاب کہف کی خدمت و صحبت سے وہ کتا قیامت کے دن انسان کی شکل میں کنعان کی جگہ جنت میں جائے گا۔ اور کنعان، حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا بروں کی صحبت کی وجہ سے کافر ہو گیا اور وہ جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اے ایمان والو! بروں کی صحبت سے دور بھاگو، خوب غور کرلو کہ جب کنعان نوح علیہ السلام کا بیٹا ہو کر بروں کی صحبت سے کافر ہو گیا اور جہنم میں ڈالا جائے گا تو ہماری اوقات ہی کیا ہے۔ لہٰذا ہم کو چاہیے کہ ہم بروں کی صحبت سے دور رہیں۔

اور کتا نیکوں، اچھوں کی صحبت و خدمت کی وجہ سے قیامت کے دن آدمی کی شکل میں کنعان کی جگہ جنت کا دولہا بنایا جائے گا۔

اللہ اکبر! نیکوں اور اللہ والوں کی غلامی اور صحبت کا صلہ کتنا عظیم ہے۔ جب ایک کتا جنت کا حقدار ہو سکتا ہے تو ہم قادری، چشتی، رضوی غلام اپنے غوث و خواجہ اور رضا کی غلامی کی نسبت سے بے شک و شبہ جنت کے حقدار ہیں۔

خوب فرمایا اعلیٰ حضرت پیارے رضا، اچھے رضا، امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

تجھ سے در، در سے سگ اور سگ سے ہے مجھ کو نسبت
میری گردن میں بھی ہے دور کا ڈورا تیرا

اس نشانی کے جو سگ ہیں نہیں مارے جاتے
حشر تک میرے گلے میں رہے پٹا تیرا

درود شریف:

صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے

حضرات! صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے اور وہ اثر ایک ایسی چیز ہے جس کی بدولت انسان میں انقلاب آجاتا ہے۔ اگر اچھے کی صحبت اور نسبت کچھ ہی لمحہ کے لئے مل گئی تو اس کا اثر نظر آنے لگتا ہے اور ایک گنہگار و بدکار، متقی و پرہیزگار بنا دکھائی دیتا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے۔

ایک شرابی پر ایک نیک کی صحبت و نسبت کا اثر

بزرگوں نے بیان فرمایا ہے کہ اللہ کے ولی حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اصحاب و مریدین کے ساتھ تشریف لے جا رہے تھے کہ ایک شرابی کو دیکھا کہ لب سڑک سر راہ نشے میں دھت پڑا ہوا ہے مگر اس کی زبان پر اللہ

اللہ کی صدا جاری ہے۔ اللہ کے دوست، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نائب حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ڈک گئے اور ارشاد فرمایا ایک گلاس پانی لایا جائے۔ پانی کا گلاس حاضر خدمت کیا گیا، آپ نے اپنے دست مبارک سے اس شرابی کے منہ کو پانی سے دھل دیا، پاک وصاف کر کے فرمایا کہ اب پاک منہ سے اللہ تعالیٰ کا پاک نام لےگا اور تشریف لے گئے۔ جب رات کو سوئے تو خواب میں بشارت دی گئی کہ اے میرے نیک بندے سری سقطی تو نے میری خاطر میرے شرابی بندے کے منہ کو پاک وصاف کیا اور اب اس کے منہ پر تیرا ہاتھ لگ گیا ہے اور مختصر صحبت تیری اس بندے کو نصیب ہو گئی ہے تو تیری صحبت اور نسبت کی برکت سے میں نے اس کے دل کو دھل کر پاک و صاف کر دیا ہے۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے بیدار ہوئے، نماز تہجد کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو کیا دیکھا کہ کل جو شخص شراب کے نشے میں دھت ہو کر پڑا ہوا تھا مسجد میں تہجد کی نماز ادا کر رہا ہے۔ حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حیرت واستعجاب میں اس شخص کو دیکھنے لگے تو وہ شخص حضرت سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہتا ہے کہ حضرت آپ حیران و پریشان کیوں ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب کچھ تو بتا دیا ہے۔ (خیر المجالس)

دلوں کی بات نگاہوں کے درمیان پہونچی
کہاں چراغ جلا، روشنی کہاں پہنچی

درود شریف:

حضرات! آپ لوگوں نے دیکھ لیا کہ اللہ والے کی تھوڑی سی صحبت اور ان کی نسبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک شرابی بندہ کو تھوڑی ہی دیر میں گناہوں خطاؤں سے پاک وصاف فرما کر صرف نیک مومن ہی نہیں بلکہ ولی بنا دیا۔

حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

یعنی جو شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ اللہ کا قریبی بن جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھے۔

یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

ایک لمحہ یعنی تھوڑی دیر اولیاء اللہ کے پاس بیٹھنا سو سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔

سو آدمیوں کا قاتل جنتی ہو گیا

اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے بیان فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کیے تھے، پھر توبہ کا ارادہ کیا اور یہودی عالم ایک راہب کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ میں نے ننانوے قتل کیے ہیں تو اس یہودی عالم، راہب نے کہا کہ تمہاری توبہ ہرگز قبول نہیں ہو سکتی۔ اس قاتل نے اس راہب کو بھی قتل کر ڈالا۔ اب پورے سو ہو گئے۔ پھر کسی سے پوچھا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے تو اس نے کہا:

اِنْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ کَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا یَعْبُدُوْنَ اللّٰهَ (مسلم شریف، ج۲، ص:۳۵۹)

یعنی فلاں بستی میں چلے جاؤ وہاں کچھ لوگ رہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں (یعنی اولیاء اللہ)

اس گنہگار شخص نے اس بستی کی جانب سفر شروع کیا کہ اللہ والوں کے پاس پہنچ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے مگر ابھی راستے ہی میں تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اس شخص کی روح کو لینے کے لئے رحمت کے فرشتے بھی آ گئے اور عذاب کے فرشتے بھی آ گئے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے کہ اس کی روح لے کر ہم جائیں گے، بے شک یہ گنہگار ہے اور قاتل ہے مگر یہ اللہ والوں کے پاس توبہ کی نیت سے جا رہا تھا۔ اور عذاب کے فرشتے کہنے لگے کہ اس کو ہم لے جائیں گے کیونکہ یہ سو آدمیوں کا قاتل ہے۔ جب فرشتوں کی بحث ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ زمین کو ناپ لو، اگر اپنی آبادی سے قریب ہے تو عذاب کے فرشتو تم لے جاؤ اور اگر اللہ والوں کی آبادی سے قریب ہے تو رحمت کے فرشتو تم لے جاؤ اور ادھر زمین کو حکم دیا کہ اے زمین اپنی وسعت کو سمیٹ لے۔ جب فرشتوں نے زمین کو ناپا تو اپنے گھر سے دور تھا اور اللہ والوں سے قریب تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے فرشتو! یہ بندہ میرے اولیاء سے قریب تھا گویا میرے قریب تھا اس لئے میں نے اس کے سارے گناہوں کو بخش کر جنت کا حقدار ٹھہرا دیا ہے اور تم اس کو جنت میں داخل کر دو۔ (مسلم شریف، ج۲، ص۳۵۹)

حضرات! آج اس دنیا میں بے گناہ اور گنہگار، ظالم و جابر اور مظلوم دونوں ایک ساتھ نظر آتے ہیں لیکن قیامت کے دن دونوں الگ الگ ہوں گے اور سارے عیب بروز قیامت ظاہر ہو جائیں گے۔ ملاحظہ فرمایئے:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ۝ (پ۲۳، ع۲)

ترجمہ: اور آج الگ پھٹ جاؤ اے مجرمو۔ (کنز الایمان)

حدیث شریف: ہمارے آقا کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جب جنتی، جنت کی طرف جا رہے ہوں گے تو ایک شخص جو جہنیوں کی صف میں کھڑا ہوگا۔ ایک اللہ والے کو پہچان کر اس سے عرض کرے گا

اَمَا تَعْرِفُنِیْ اَنَا الَّذِیْ سَقَیْتُکَ شَرْبَۃً (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۹۴)

یعنی کیا آپ نے مجھے پہچانا نہیں میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا۔

اسی طرح ایک اور شخص آئے گا اور اللہ تعالیٰ کے ولی سے عرض کرے گا۔

وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَنَا الَّذِیْ وَھَبْتُ لَکَ وَضُوْءً (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۹۴)

یعنی ان میں سے ایک کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ وضو کرایا تھا۔

گویا دونوں جو جہنم میں جا رہے تھے اللہ کے ولی کے دامن کو تھام کر کہیں گے اور عرض کریں گے کہ ہم نے دنیا میں تھوڑی ہی دیر آپ کی صحبت پائی اور آپ کی خدمت کی تھی تو آپ اکیلے جنت میں نہ جائیں بلکہ ہم کو بھی ساتھ لے کر جنت میں جائیں تو اللہ کے ولی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے۔

فَیَشْفَعُ لَہٗ فَیُدْخِلُہُ الْجَنَّۃَ (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۹۴)

یعنی وہ جنتی اللہ والے اس کی شفاعت کر کے جنت میں لے جائیں گے۔

حضرات! اللہ والوں سے، پیروں، فقیروں سے محبت اور ان کی خدمت وغلامی اس خوش نصیب کو حاصل ہوتی ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔ اللہ والوں کی غلامی اور نسبت سے دنیا کی نعمت و دولت بھی محفوظ و سلامت رہتی ہے اور ایمان وعمل کا خزانہ بھی شیطان کے شر ومکر سے محفوظ رہتا ہے۔ ملاحظہ کیجئے۔

اور کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (پ ۱۱، ع ۴) کا جلوہ دیکھئے۔

پیرومرشد نے مرید کو شیطان کے شر سے بچالیا

عاشق رسول، امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب انسان کی نزع کا وقت قریب آتا ہے تو شیطان جان توڑ کوشش کرتا ہے کہ کسی طرح مرنے والے کا ایمان سلب ہو جائے، کیونکہ اس وقت ایمان سے پھر گیا تو پھر کبھی نہ لوٹے گا۔ چنانچہ حضرت امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اس وقت شیطان آ گیا اور کہنے لگا اے امام رازی تم نے عمر بھر مناظرے کئے، کیا تو نے خدا کو پہچانا؟ امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے۔ ابلیس نے کہا کہ خدا ایک ہے تو اس پر کیا

دلیل؟ حضرت امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دلیل پیش کی تو شیطان جو معلم الملکوت رہ چکا تھا، اس نے وہ دلیل رد کر دی۔ حضرت امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسری دلیل قائم کی تو ابلیس لعین نے وہ بھی کاٹ دی۔ یہاں تک کہ حضرت امام رازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تین سو ساٹھ دلیلیں قائم کیں اور ابلیس نے ساری دلیلوں کو کاٹ دیا۔ اب امام رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخت پریشان و حیران اور نہایت مایوس تھے کہ اب کیسے اس شیطان مردود سے بچا جائے۔ کہ آپ کے پیر و مرشد حضرت نجم الدین کبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سیکڑوں میل) دور دراز کسی مقام پر وضو فرما رہے تھے کہ وہاں سے پیر و مرشد نے (اپنے مرید کی پریشانی اور بیچارگی اور شیطان کی شرارت کو دیکھ کر) آواز دی کہ کیوں نہیں کہہ دیتا کہ میں خدائے تعالیٰ کو بے دلیل ایک مانتا ہوں۔ (الملفوظ شریف، ص ۳۰)

حضرات! یہ ہے نیکوں کے ساتھ ہونے کا فائدہ اور پھل۔ اسی لئے مرید بھی ہوا جاتا ہے کہ پیر و مرشد کی نسبت غلامی سے اللہ تعالیٰ شیطان اور شیطان والوں کے شر سے بچائے اور ہمارے دین و ایمان کو محفوظ رکھے۔

مرید اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن رضوی فرماتے ہیں۔

مریدی لا تخف کہہ کر تسلی دی غلاموں کو
قیامت تک رہے بے خوف بندہ غوث اعظم کا

جو اپنے کو کہے میرا، مریدوں میں وہ داخل ہے
یہ فرمایا ہوا ہے میرے آقا غوث اعظم کا

اور فرمایا سید العلماء مارہروی نے:

مکر شیطاں سے مریدوں کو بچا لیتے
اس لئے تمہیں اپنا بنا لیا خواجہ

درود شریف:

حضرات! اللہ تعالیٰ نے سچوں، نیکوں کے ساتھ ہونے کا حکم کیوں دیا ہے ملاحظہ فرمائیے:

چور ولی ہو گیا: ہمارے پیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چادر مبارک بڑی قیمتی تھی، اس میں بیش بہا ہیرے، جواہرات لگے ہوئے تھے۔ ایک چور کافی دنوں سے اسی تاک میں تھا کہ موقع ملے اور چادر کو چراؤں۔ ایک دن ہمارے بڑے پیر، محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگل کی طرف چلے، وہ چور بھی پیچھے پیچھے ہو جب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جھاڑی کی آڑ میں پہنچے تو چور نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے پیچھے سے کھینچی

چادر کو پکڑا اور لے کر بھاگنے والا ہی تھا کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آسمان کی جانب منہ کر کے دعا کی یااللہ تعالیٰ! تو خوب جانتا ہے کہ یہ چور ہے، مگر اس نے میرے دامن کو پکڑا ہے، اب اگر چور ہی رہا تو کہا جائے گا کہ محبوب سبحانی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دامن پکڑنے والا بھی چور ہوتا ہے۔ غیبی ندا آئی، تمہارے دامن کی برکت سے اس چور کو، نیک و پارسا ہی نہیں بلکہ ولی کامل بنا دیا۔

مولانا جمیل رضوی فرماتے ہیں :

چلا جائے بلا خوف و خطر فردوس اعلیٰ میں
فقط اک شرط ہے، ہو نام لیوا غوث اعظم کا

فرشتو! روکتے کیوں ہو مجھے جنت میں جانے سے
یہ دیکھو ہاتھ میں دامن ہے کس کا غوث اعظم کا

درود شریف:

حضرات! ہمارے پیران پیر دستگیر، روشن ضمیر، حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے کوئی بھی خالی نہیں جاتا چوری کرنے والا، بری نیت سے آنے والا، نواز دیا گیا اور مالا مال کر دیا گیا تو ہم قادریوں کا کہنا ہی کیا ہے ہم تو اس بارگاہ کے مرید اور قادری آستانہ کے غلام ہیں کیسے محروم رہ سکتے ہیں

مجدد ابن مجدد حضور مفتی اعظم ہند الشاہ مصطفیٰ رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

خبر لو ہماری کہ ہم ہیں تمہارے
کرو ہم پہ فضل و کرم غوث اعظم

اے ایمان والو! دیر نہ کرو، دامن غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مضبوطی سے پکڑ لو، ان کی نسبت و غلامی کا سہارا بہت بڑا سہارا ہے، دنیا میں تو برکات و انوار ملتے ہی ہیں قبر و حشر میں جب نسبت قادری کے جلوؤں کا نظارہ ہوگا تو کھِل جاؤ گے اور پھولے نہ سماؤ گے۔

قادری نسبت سے دھوبی بخشا گیا

شہزادۂ رسول، حسنی، حسینی پھول ہمارے پیر اعظم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک دھوبی تھا جو آپ کے کپڑے دھویا کرتا تھا، اس کا انتقال ہو گیا تو قبر میں منکر نکیر نے سوالات کئے تو اس دھوبی نے جواب دیا کہ میں

محبوب سبحانی، حضور غوث اعظم جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھوبی ہوں۔ فرشتوں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی، یا اللہ تعالیٰ ہمارے سوالات پر کہتا ہے کہ میں محبوب سبحانی شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھوبی ہوں۔ تو رب تعالیٰ نے فرمایا جب میرے محبوب عبد القادر جیلانی کا نام لیتا ہے تو میں نے اس نام و نسبت کے طفیل اس کو بخش دیا۔ (الاضافات الحسیہ ج ۲، ص ۲۹)

خوب فرمایا جمیل رضوی نے:

عزیز و کر چکو تیار جب میرے جنازے کو
تو لکھ دینا کفن پر نام والا غوث اعظم کا

لحد میں جب فرشتے مجھ سے پوچھیں گے تو کہہ دوں گا
طریقہ قادری ہوں نام لیوا غوث اعظم کا

حضرات! قادری نسبت و غلامی، کس قدر عظیم اور بلند ہے کہ گلی کا کتا ہے تو شیر پر بھاری ہے اور اس در کا مرید و غلام بلکا، پتلا ہے مگر اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں محبوب نظر ہے۔

قادری ہوں شکر ہے رب قدیر کا
دامن ہے ہاتھ میں پیران پیر کا

قادری سلسلہ ہے مقدر میرا
نسبت یہ مجھ کو احمد رضا سے ملی

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کے لئے

هو الله لا إله إلا هو
له الحمد في الأولى

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

چوتھا جمعہ..................................پہلا بیان

بدگمانی اور غصے کی مذمت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا کَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا (پ۲۶، رکوع۱۴)

ترجمہ: بہت گمانوں سے بچو، بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈو۔ (کنز الایمان)

درود شریف:

تمہید: آج کا دور فتنہ، فساد اور طرح طرح کی تباہی اور بربادی کا دور ہے۔ آج کے انسانوں میں کون سی برائی ہے جو نظر نہیں آتی ہے۔ آج کا مسلمان قسم قسم کے گناہوں میں مبتلا نظر آرہا ہے۔ گناہ کبیرہ ہو یا صغیرہ، بہر حال گناہ ہے اور یہ بات بھی قابل غور ہے کہ صرف شراب و کباب، قتل و زنا اور ترک صوم و صلوٰۃ ہی صرف گناہ نہیں ہیں بلکہ بعض گناہ تو ایسے بھی ہیں کہ بہت سے لوگ تو اس کو گناہ ہی نہیں جانتے، اور اگر سمجھتے بھی ہیں تو کثرت کے ساتھ لوگ اس میں مشغول نظر آتے ہیں۔ وہ گناہ بدگمانی ہے۔ بدگمانی وہ بلا ہے اور ایسی خطرناک آگ ہے جس میں گھر کا گھر۔ خاندان کا خاندان جل رہا ہے۔

حضرات! بدگمانی بہت ہی بدترین بیماری ہے جو دل و دماغ کو بیمار بنا دیتی ہے پھر انسان ہر کسی کے لئے برا ہی برا سوچتا رہتا ہے جس سے آپس کے تعلقات خراب ہوتے نظر آتے ہیں اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا مجرم و گنہگار بھی ہو جاتا ہے۔

بدگمانی کیسی خراب ہوتی ہے

حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے بہت ہی نیک و پرہیزگار بندوں میں سے تھے۔ ایک دن کی بات ہے کہ آپ دریائے دجلہ کے کنارے ذکر و فکر میں مشغول تھے کہ آپ کی نظر ایک ایسے نوجوان پر پڑی جو دریا کے کنارے ایک عورت کو کچھ کھلا اور پلا رہا تھا۔ حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گمان کیا اور سمجھا کہ یہ نوجوان کسی غیر عورت کے ساتھ ساحل دریا گناہ کر رہا ہے اور شراب و کباب میں مشغول ہے۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہے کہ دریا میں ایک کشتی ہے جو آ رہی ہے۔ ساحل سے پہلے ہی کشتی غرق آب ہوتی ہوئی نظر آئی۔ اس کشتی میں پانچ لوگ سوار تھے سب ڈوبنے لگے وہ نوجوان جو عورت کے ساتھ تھا جلدی سے دریا میں کود کر تین لوگوں کی جان بچائی اور ابھی دو لوگ پانی میں غوطہ کھا رہے تھے کہ وہ نوجوان حضرت فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے فضیل! تم تو نیک اور پارسا ہو اور میں تو ایک گنہگار اور خطا کار ہوں۔ میں نے تین بندوں کی جان بچائی اور تم دو کی جان بچالو۔ پھر جلدی سے وہ نوجوان دریا میں جا کر ان دو لوگوں کو بھی بچا کر باہر نکال لایا۔ اب حضرت فضیل سمجھے کہ جس کو میں نے شرابی اور گنہگار گمان کیا تھا وہ تو اللہ تعالیٰ کا نیک و مقبول بندہ ہے۔ اس مقبول شخص نے حضرت فضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہو کر کہا:

اے فضیل! میرے لئے آپ کے دل میں جو بدگمانی ہوئی ہے اس سے توبہ کر لیجئے میں معاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ بھی آپ کو معاف فرمائے۔ اے فضیل! میں حج بیت اللہ کے لئے اپنی والدہ ماجدہ کو اپنے کندھے پر بٹھا کر لے گیا تھا۔ میری والدہ ماجدہ کو بھوک اور پیاس محسوس ہوئی تو میں اپنی ماں کو اپنے گود میں بٹھا کر کھلا اور پلا رہا تھا۔ یہ میری ماں ہیں کوئی غیر عورت نہیں۔ (خیر المجالس)

حضرات! بدگمانی بہت ہی بڑی بدی اور سخت ترین گناہ ہے اور شیطان کا بہت بڑا پھندا ہے جس سے شیطان دو دلوں میں نفرت پیدا کر کے دونوں کو محبت سے دور اور ایک دوسرے کا دشمن بنا دیتا ہے۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ ہر بلا و مصیبت سے بچانے والے، ہمارے مشفق و مہربان نبی، رحیم و کریم رسول، مصطفےٰ، جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کیوں کہ بدگمانی کرنا جھوٹ ہے۔

اے ایمان والو! بغیر سوچے، کسی کو بھی دشمن سمجھ لینا اور شک کی نظر سے اس کو دیکھنے لگ جانا اور خواہ

گویا اس طرح کی سوچ بنالیتا کہ ہم پر جادو کردیا گیا ہے۔ ہم کو کوئی جن، بھوت لگ گیا ہے اور جھوٹے بابا حضرات تو اور دو قدم بڑھ کر ایسے وہمی باتوں کو اور زیادہ مضبوط بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ امان میں رکھے اور بدگمانی سے محفوظ فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حیرت انگیز حکایت

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سائل کو دیکھا جو تندرست اور موٹا تگڑا تھا۔ آپ نے دل میں اس کے متعلق یہ خیال کیا کہ یہ شخص تندرست اور موٹا اور تگڑا ہے پھر بھی بھیک مانگ رہا ہے اور سوال کررہا ہے۔ یہ شخص کیسا بُرا آدمی ہے۔ رات کو جب آپ سوئے تو خواب میں کوئی شخص ان کے لئے مردار کا گوشت لایا۔ فرمایا۔ یہ تو مردار کا گوشت ہے تو اس شخص نے جواب دیا کہ آج دن میں آپ نے ایک اللہ والے کو حقیر و ذلیل جان کر مردار کا گوشت کھایا ہے۔ حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواب سے بیدار ہوئے اور اس اللہ والے کی تلاش میں نکل پڑے۔ معلوم ہوا کہ وہ شخص فلاں محلے میں رہتے ہیں۔ چنانچہ آپ ان کے پاس پہونچے اور جب سامنے ہوئے تو اس اللہ والے نے حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے ہی یہ آیت کریمہ پڑھی۔

هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ مِنْ عِبَادِہٖ. یعنی وہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اب پتہ چلا۔ کہ یہ شخص کوئی معمولی نہیں بلکہ مرد خدا یعنی اللہ والا ہے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص ۲۳۶)

حضرات! یہ اللہ تعالیٰ کے ولی حضرت سیدنا جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے جو معافی کے لئے اس شخص کا مکان تلاش کرتے ہوئے اس اللہ والے کے پاس پہونچ کر معافی کے طلبگار ہوئے اور اللہ والے کی دعا لیکر واپس لوٹے اور ایک ہم ہیں جو دن بھر میں نہ جانے کتنے لوگوں کو حقارت وذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور ان کے حوالے سے بدگمانی میں مبتلا ہوتے نظر آتے ہیں۔ مگر توبہ کی توفیق نہیں ہوتی بلکہ حال یہ ہے کہ اس بری عادت کو ہم گناہ ہی نہیں سمجھتے۔ الامان والحفیظ

اللہ تعالیٰ کا فرمان: وَلَا تَجَسَّسُوْا (پ۲۶، الحجرات۱۲) یعنی عیب نہ تلاش کرو۔ (کنزالایمان)

حضرات! کسی مسلمان بھائی میں عیب اور کمزوری تلاش کرنا اسلام نے منع فرمایا ہے بلکہ اسلام پردہ پوشی اور بھائی کے عیب کو چھپانے کا حکم دیتا ہے۔

حدیث شریف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے چھپے ہوئے عیب کو تلاش نہ کرو۔ اور جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے پوشیدہ عیب کو تلاش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس آدمی کے عیبوں کو ظاہر کرکے اس شخص کو ذلیل و رسوا کر دیتا ہے۔ (ترمذی، مشکوٰۃ شریف، کنز العمال، ج۳، ص۳۴)

نصیحت سے لبریز واقعہ

عارف حق حضرت شیخ سعدی شیرازی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بچپن میں بہت عبادت کرتا تھا اور تہجد گزار تھا۔ ایک رات اپنے والد ماجد کے پاس بیٹھا ہوا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا، اور پوری رات نہ سویا۔ لوگوں کی ایک جماعت ہمارے قریب سو رہی تھی۔ میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ یہ لوگ کیسے ہیں جو اٹھ کر دو رکعت نفل نہیں ادا کر سکتے۔ غفلت کی نیند سو رہے ہیں۔ گویا مر گئے ہیں۔ والد صاحب نے فرمایا۔ اے بیٹا سعدی! اگر تو رات بھر جاگ کر عبادت نہ کرتا اور رات بھر سویا رہتا تو اس عیب جوئی سے بہتر تھا۔ (گلستان سعدی)

آج تم پردہ پوشی کرو، کل تمہاری پردہ پوشی ہوگی

ہمارے آقا محبوب خدا مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۔ (صحیح بخاری، ج۱، ص۳۳۰، صحیح مسلم، ج۲، ص۳۲۰)

یعنی جو شخص کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیب چھپا دے گا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ (پ۲۶، ع۱۴)

ترجمہ: نہ مرد مردوں سے ہنسیں، عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں۔ (کنز الایمان)

دوسرے کی ہنسی اُڑانے والے پر جنت کا دروازہ بند ہے

حجۃ الاسلام، امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، مصطفےٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ دوسروں کی ہنسی اُڑاتے ہیں ان کے لئے بروز قیامت جنت کا دروازہ کھولا جائے گا اور وہ لوگ اس میں داخل ہونا چاہیں گے مگر ان پر جنت کا دروازہ بند ہو جائے گا۔ پھر جنت کا دوسرا دروازہ کھولا جائے گا مگر وہ لوگ جب اس کے قریب پہونچیں گے تو وہ دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔ اسی طرح

ان کو بار بار بلایا جائے گا اور ہر بار ان کے لئے جنت کا دروازہ بند ملے گا۔ گویا ان کو دوسروں کی ہنسی اُڑانے کی سزا دی جائے گی جو وہ دنیا میں دوسروں کے ساتھ کرتے تھے۔ (کیمیائے سعادت، ص۳۷۶)

حضرات! جاہلیت کے زمانہ میں لوگ غرور تکبر کی برائی میں بری طرح جکڑے تھے مال و دولت سیم وزر، رنگ ونسل، برتری اور بڑائی کا معیار تھا۔ انسانی شرافت، اخلاق کی برتری کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی لیکن ہمارے آقا کریم، آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور لوگوں کو درس دیا کہ تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔ تم میں سے عزت و بزرگی والا وہ ہے جس کے اعمال اچھے اور نیک ہیں۔

انتباہ: اس بات کو خوب غور سے سن لیجئے اور یاد رکھئے کہ بدعقیدوں، منافقوں کی بدعقیدگی اور ان کی منافقت والی گمراہی سے لوگوں کو آگاہ کرنا اور ان سے ہوشیار رکھنا بدگمانی نہیں اور نہ ہی چغلخوری اور غیبت ہے بلکہ ان کے شر و مکر سے لوگوں کو آگاہ کرنا واجب ہے۔

غصے کی مذمت

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ۝ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ۝ (پ۲۳، ر کوع۲)

ترجمہ: راہ نہیں دیکھتے مگر ایک چیخ کی کہ انہیں آلے گی جب وہ دنیا کے جھگڑے میں پھنسے ہوں گے تو نہ وصیت کرسکیں گے اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جائیں۔ (کنز الایمان)

غصہ آگ کا ایک شعلہ ہے

حضرات! حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ بے شک غصہ آگ کا ایک شعلہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی جلانے والی آگ سے بنایا گیا ہے۔ (احیاء العلوم ج۳، ص۳۶۶)

حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم مجھے ایک مختصر عمل بتائیے تو محبوب خدا، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: غصہ نہ کرو، اس شخص نے دوبارہ بھی سوال کیا تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ کرو۔ (بخاری شریف ج۲، ص۹۰۳)

اللہ کے غضب سے بچنا ہے تو غصہ نہ کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے مجھے کون سی چیز بچا سکتی ہے؟ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ کرو۔

(مسند امام احمد بن حنبل، ج ۲، ص ۱۷۵)

بڑا پہلوان غصہ نہ کرنے والا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے سوال فرمایا کہ تم پہلوان کسے سمجھتے ہو؟ ہم نے عرض کیا جسے لوگ پچھاڑ نہ سکیں۔ تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ پہلوان نہیں ہے بلکہ (پہلوان) وہ شخص ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۲۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ وَاِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ (صحیح مسلم، ج ۲، ص ۳۲۶)

یعنی پہلوان وہ نہیں جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ محبوب پروردگار رسول مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ كَفَّ غَضَبَهُ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ۔ (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۱۷۰)

جو شخص اپنے غصے کو روکے اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

حضرات! آج ہمارا معاملہ یہ ہو چکا ہے کہ ہم کسی پر بھی غصہ کرنا اور اس کو نیچا دکھانا اپنی شان اور کمال سمجھتے ہیں جبکہ غصہ نہ کرنے والے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور اس کے تمام عیبوں کی پردہ پوشی فرما دیتا ہے۔

لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے تمام جرموں اور عیبوں پر اپنی رحیمی و کریمی کا پردہ ڈال دے اور ان سب کو اپنے کرم سے چھپا لے تو غصہ کے وقت ہم سنبھل جائیں اور غصہ کو پی جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو غصہ کے وقت سنبھلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

جنت میں لے جانے والا عمل

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے عرض کیا یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں لے جائے تو مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا غصہ نہ کرو۔ (مجمع الزوائد ج ۸، ص ۷۰)

غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے: اللہ کے حبیب ہم بیماروں کے طبیب، مصطفےٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَلْغَضَبُ یُفْسِدُ الْاِیْمَانَ کَمَا یُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ۔ (الدر المنثور ج ۳، ص ۴۹)

یعنی غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جیسے ایلوا (ایک کڑوا پھل) شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

شیطان کا بڑا پھندا غصہ ہے

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت ذوالقرنین علیہ السلام نے ایک فرشتے سے کہا کہ مجھے کوئی ایسا علم بتائیں کہ جس سے میرا ایمان اور یقین زیادہ مضبوط ہو جائے تو فرشتے نے کہا کہ غصہ نہ کریں، کیوں کہ شیطان اس وقت انسان پر قابو پالیتا ہے جب وہ غصہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ لہٰذا غصہ پی جایا کریں۔

(احیاء العلوم شریف ج ۳، ص ۲۷)

عالم ربانی حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ایک راہب شخص نے شیطان سے پوچھا کہ انسانوں کی کونسی عادت تیری زیادہ مدد کرتی ہے (اور تجھکو پسند ہے) تو شیطان نے کہا کہ تیزی یعنی غصہ۔ انسان جب غصے میں ہوتا ہے تو ہم اس کو پلٹ دیتے ہیں (یعنی اس پر قابو پالیتے ہیں) جس طرح بچہ گیند کو پلٹ دیتا ہے۔

(احیاء العلوم ج ۳، ص ۲۷)

غصہ ہر برائی کی چابی ہے: نائب مصطفےٰ، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت جعفر بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ (۱) غصہ ہر برائی کی چابی ہے (۲) اور بیوقوف کو جواب نہ دینا ہی اس کا جواب ہے۔ (احیاء العلوم شریف ج ۳، ص ۲۷)

حضرات! اللہ والے نیک لوگوں نے تو ہم کو یہ درس دیا اور سکھایا ہے کہ بے وقوفوں سے الجھنا کم عقلی ہے اور

عقلمند وہ شخص ہے جو بیوقوفوں کو جواب نہیں دیتا بلکہ ان سے دور بھاگنے کی کوشش کرتا ہے مگر آج کل کے عقلمندوں کی ہوشیاری یہ ہوگئی ہے کہ جب تک ہم جواب نہیں دیں گے ہوشیار نہیں کہلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ جاہلوں سے بچائے اور اپنے حفظ وامان میں رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی کی بردباری یعنی خوبی کو غصے کے وقت، اور اس کی امانتداری کی خوبی کو طمع (لالچ) کے وقت جانچنا چاہیے۔ (احیاء العلوم شریف۔ ج ۳، ص ۲۷)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا حکم نامہ

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک عامل کو لکھا کہ غصے کے وقت کسی کو سزا نہ دینا بلکہ مجرم کو قید کرکے رکھنا اور جب تمہارا غصہ ختم ہو جائے تو اس کو اس کے جرم کے مطابق سزا دو اور پندرہ کوڑوں سے زیادہ نہ مارنا۔

اور! بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ غصے کے وقت عقل ٹھکانے نہیں رہتی۔ جس طرح جلتے تنور کے آگ میں زندہ جانور کا جسم ٹھکانے نہیں رہتا۔ (احیاء العلوم شریف۔ ج ۳، ص ۲۷)

عالم قرآن، وارث نبی، حجۃ الاسلام، حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔
غصہ عقل کا دشمن ہے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص لالچ اور غصے سے محفوظ رہا وہ (دین و دنیا دونوں میں) کامیاب ہوگیا۔

اور! حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ باتیں مسلمانوں کی علامات میں سے ہیں (۱) دین میں مضبوط رہنا (۲) نرمی کرنے میں احتیاط برتنا (۳) یقین کے ساتھ ایمان (۴) علم خاکساری کے ساتھ (۵) رفاقت (کسی کا ساتھی بننا) بہت سوچ سمجھ کے بعد (۶) حق کو ادا کرنا (۷) مالداری میں درمیانہ انداز اپنانا (۸) فاقہ (تنگ دستی میں) صبر کرنا (۹) طاقت ہوتے ہوئے (بدلہ نہ لیکر) احسان یعنی بھلائی کرنا (۱۰) رفاقت میں برداشت (یعنی ساتھی بنالیا ہے تو نبھانا) (۱۱) غصے سے مغلوب نہ ہونا (۱۲) نیت خراب نہ کرنا (۱۳) مظلوم کی مدد اور کمزور پر رحم کرنا (۱۴) نہ کنجوسی کرے نہ حد سے زیادہ بڑھے (۱۵) ظالم اور جاہل سے دور رہے (۱۶) خود مشقت اٹھائے لیکن دوسروں کو آسانی پہونچائے۔

اور! حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا گیا کہ ایک جملے میں اچھے اخلاق بیان فرمادیجئے

آپ نے فرمایا غصے کو چھوڑ دینا۔ اور ایک نبی علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں سے پوچھا کہ کون شخص ہے جو مجھے اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ وہ غصہ نہیں کرے گا تو وہ شخص (قیامت کے دن) میرے ساتھ ہوگا اور میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا (یہ سن کر) ایک نوجوان نے کہا کہ میں ضمانت دیتا ہوں۔ نبی علیہ السلام نے دوسری مرتبہ پھر یہی بات فرمائی تو اس نوجوان نے کہا میں اس بات کو پورا کروں گا۔ جب اس نبی علیہ السلام کا وصال ہو گیا تو وہ نوجوان ان کے مقام پر فائز ہوئے اور وہ حضرت ذوالکفل علیہ السلام تھے اور ان کا یہ نام اس لئے مقرر ہوا کہ انہوں نے غصہ نہ کرنے کی ذمہ داری اٹھائی (کفالت کی) اور اسے پورا کیا۔ (احیاء العلوم ج۳، ص ۲۲۷)

حضرات! جو لوگ اللہ والے تھے اگر کسی جاہل شخص نے ان کی ذات کو برا بھلا کہا اور ان کو گالی بھی دیدی تو بھی اللہ والے غصہ نہیں کرتے تھے۔

ملاحظہ فرمایئے۔

میں ان کا ذکر کرنے جا رہا ہوں جن کی شان و عظمت، افضل البشر بعد الانبیاء یعنی امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

خوب فرمایا عاشق رسول، امام احمد رضا، فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

سایہ مصطفےٰ مایہ اصطفےٰ
عز و ناز خلافت پہ لاکھوں

ایک شخص نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا تو آپ نے فرمایا جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے چھپا رکھا ہے وہ اس سے بھی زیادہ ہے جس کو تو جانتا ہے گویا جو کچھ آپ کی عیب جوئی کی گئی اس کی طرف آپ کی توجہ نہ ہوئی بلکہ آپ اپنے اندر کی ہی خیال فرماتے رہے اور یہ آپ کی بہت بڑی خوبی اور شان تھی حق تو یہ ہے کہ اللہ والے ایسے ہی اچھے ہوتے ہیں۔

اور! حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی شخص نے گالی دی تو انہوں نے فرمایا کہ (بروز قیامت) اگر میزان پر میری نیکیاں کم ہوئیں تو جو کچھ تو کہتا ہے تو میں اس سے بھی زیادہ برا ہوں اور اگر میری نیکیوں کا پلہ بھاری ہوا تو تیری گالی سے مجھے کچھ بھی نقصان نہ پہونچے گا۔

اور! ایک عورت نے اللہ کے ولی حضرت مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! اے ریاکار! آپ نے فرمایا تیرے سوا کسی نے مجھے نہیں پہچانا اور آپ کو غصہ نہیں آیا۔

اور! ایک شخص نے اللہ کے دوست، حضرت شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالی دی (برا کہا) تو انہوں نے فرمایا اگر تم (اپنی بات میں) سچے ہو تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے اور اگر تم جھوٹ بولتے ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے بخش دے۔

(احیاء العلوم شریف۔ ج ۳، ص ۲۱۹)

حضرات! غصہ پی جانا اور لوگوں کو معاف کردینا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔

حضرت مالک بن اوس بن حدثان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک آدمی پر غصہ آیا تو آپ نے اسے مارنے کا حکم دیا تو میں نے بارگاہ عدالت میں عرض کیا اے امیر المومنین (اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے)

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (پ ۹، ع ۱۴)

ترجمہ: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۔ (کنز الایمان)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی آیت پڑھی غور و فکر کے بعد اس شخص کو چھوڑ دیا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو مارنے کا حکم دیا پھر یہ آیت کریمہ پڑھی۔

وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ (پ ۴، ع ۵) ترجمہ: اور غصہ پینے والے۔ (کنز الایمان)

اور اپنے غلام سے فرمایا اسے چھوڑ دو۔

اور حضرت امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پہلی بعض کتابوں میں فرمایا۔

اے انسان! جب تجھے غصہ آئے تو تو مجھے یاد کرلے اور جب میری ناراضگی کا وقت آئے گا تو میں تجھے یاد کروں گا اور تجھے ہلاک نہیں کروں گا اور جو شخص غصے کو چھوڑ دیتا ہے وہ انبیائے کرام و اولیائے عظام اور علماء و حکماء کے مشابہ ہوتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف۔ ج ۳، ص ۲۸۲)

اے ایمان والو! ذرا غور کرو اور سوچو تو سہی کہ ہم غصہ کرکے کس قدر نقصان کرتے ہیں اور دوسروں کی نگاہ میں گرجاتے ہیں اور جو غصہ کو پی جاتا ہے اور دوسروں کو معاف کردیتا ہے اس کو اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم معاف کردیتے ہیں اور وہ شخص انبیاء کا قرب اور اولیاء کا درجہ حاصل کرتا نظر آتا ہے۔ سچ ہے کہ

جو جھکا وہ بلند ہوا اور جو اکڑا وہ اُکھڑ گیا

اللہ تعالیٰ ایمان عطا فرمائے اور جھکنے والا بنائے آمین ثم آمین۔

حضرات! جب غصہ آئے تو اس کو ٹھنڈا کیسے کیا جائے تو آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا فَاِنْ کَانَ قَائِمًا فَلْیَجْلِسْ وَاِنْ کَانَ جَالِسًا فَلْیَنَمْ (شعب الایمان، ج۶، ص۳۱۰)

یعنی اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہوا ہے تو سو جائے۔

اور اگر اس طرح کرنے سے بھی غصہ ختم نہیں ہوتا ہے تو ٹھنڈے پانی سے وضو یا غسل کرے کیوں کہ آگ کو پانی ہی بجھاتا ہے۔

ہمارے پیارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: فَاِذَا غَضِبَ اَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّأْ (ابوداؤد شریف، ج۴، ص۳۲۷)

یعنی جب تم کو غصہ آئے تو وضو کرنا چاہئے۔

اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

فَاِذَا غَضِبْتَ فَاسْکُتْ (طبرانی معجم کبیر، ج۱۱، ص۳۲) یعنی جب تم کو غصہ آئے تو خاموش ہو جاؤ۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک دن غصہ آ گیا تو آپ نے پانی سے کلی کی اور فرمایا پانی غصے کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنے سے بھی غصہ کم ہو جاتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج۳، ص۲۱۹)

حضرات! غصہ کرنا حرام بھی ہے اور غصہ کرنا ایمان کی علامت میں بھی ہے۔

حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس کو غصہ دلایا جائے اور اسے غصہ نہ آئے وہ گدھا ہے اور جس میں غصہ اور غیرت کی قوت بالکل نہ ہو وہ بالکل ناقص ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی شدت وسختی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ (پ۲۶، رکوع۱۲)

یعنی (وہ صحابہ) کفار پر سخت اور آپس میں نرم دل ہیں۔

اے ایمان والو! آیت کریمہ سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین غصہ اور سختی کرتے تھے مگر ان پر جو اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے مخالف اور دشمن تھے۔ اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم آپس میں اللہ ورسول جل شانہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وفاداروں اور دوستوں کے ساتھ مہربانی اور محبت کا مظاہرہ کیا کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے فرمایا

جَاهِدِ الْکُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ ؕ (پ۱۰، رکوع۱۶)

ترجمہ: جہاد فرماؤ! کافروں اور منافقوں پر، اور ان پر سختی کرو۔ (کنزالایمان)

حضرات! غیرت مند شخص کو بری بات پر غصہ آنا لازمی ہے اس لئے کہ غیرت ایمان کا حصہ ہے اور غیرت اللہ ورسول جل شانہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اور مومنوں کے لئے ہے۔

آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ سَعْدًا لَغُيُوْرٌ وَاَنَا اَغْيَرُ مِنْ سَعْدٍ وَاِنَّ اللّٰهَ اَغْيَرُ مِنِّيْ ○ (کنز العمال ج۳، ص ...)

بے شک سعد غیرت مند ہیں اور میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہے۔

حضرات! حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غیرت اسی لئے رکھی گئی ہے کہ نسبت محفوظ رہے اگر لوگ اس میں چشم پوشی سے کام لیں تو نسبت خلط ملط ہو جائے اس لئے کہا گیا ہے کہ جس خاندان کے مردوں میں غیرت رکھی گئی ہے ان کی عورتیں محفوظ رہتی ہیں۔ (احیاء العلوم ج۲، ص ۳۷)

نائب رسول حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ بری بات دیکھ کر خاموش رہنا دین کی کمزوری ہے۔

مصطفےٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: خَيْرُ اُمَّتِيْ اَحِدَّاؤُهَا (مجمع الزوائد ج۸، ص ۲۶)

یعنی میری امت میں بہترین لوگ وہ ہیں جو دین میں سخت ہیں۔

حضرات! حدیث شریف اور حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات کی روشنی میں پتہ چلا کہ بری بات کو دیکھ کر چپ چاپ رہنا دین کی کمزوری اور گناہ ہے۔ آج کا ماحول کچھ اس طرح ہے کہ گھر میں عریانیت پھیلی ہوئی ہے۔ بے ہودہ ناچ، گانے آرہے ہیں اور نمازوں کو بے خوفی سے ترک کیا جا رہا ہے۔ غیر لوگوں کا عورتوں، بچیوں کے ساتھ خلط ملط ہو رہا ہے اور اس طرح کے بے شمار گناہ ہمارے ماحول میں جنم لے رہے ہیں اور چپ رہے ہیں لیکن گھر کا ذمہ دار اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے اندھا بنا ہوا ہے۔ اب ایسے بے دین ماحول میں بھی غصہ نہ آئے تو یقیناً ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُهُمْ اَلْبَطِيْءُ الْغَضَبِ السَّرِيْعُ الْفَيْءِ وَشَرُّهُمُ السَّرِيْعُ الْغَضَبِ الْبَطِيْءُ الْفَيْءِ ○

(مسند امام احمد بن حنبل ج۳، ص ۱۹)

یعنی بہتر وہ لوگ ہیں جن کو غصہ دیر سے آئے اور جلدی ختم ہو جائے اور برے وہ لوگ ہیں جن کو غصہ جلدی آئے اور دیر سے ختم ہو۔

حضرت عمر فاروق نے برا کہنے والے کو معاف کر دیا

امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نشے والے کو دیکھا تو آپ نے اسے پکڑ کر سزا دینے کا ارادہ کیا تو اس شخص نے آپ کو برا کہا تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔ بارگاہ عدالت میں عرض کیا گیا۔

اے امیر المومنین! جب اس نے آپ کو گالی دی تو آپ نے اسے چھوڑ دیا تو آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اس لئے کہ اس نے مجھے گالی دے کر غصہ دلایا۔ اب اگر میں اسے سزا دیتا تو یہ اپنی ذات کے لئے غصہ ہوتا اور میں نہیں چاہتا کہ کسی مسلمان کو اپنی ذات کے لئے سزا دوں۔

(احیاء العلوم ج ۳، ص ۱۷۵)

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک شخص نے غصہ دلایا تو آپ نے فرمایا! اگر تم مجھے غصہ نہ دلاتے تو میں تمہیں سزا دیتا۔ (احیاء العلوم شریف ج ۳، ص ۱۷۵)

اے ایمان والو! ہمارے بزرگوں کی شان لاجواب ہے۔ خود کو کسی نے برا بھلا کہا تو معاف فرما دیتے اور بدلہ نہیں لیتے تھے لیکن اللہ و رسول جل شانہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے والوں کو، اسلام کے مخالفوں کو، منافقوں اور بدعقیدوں پر غصہ کرتے اور ان کو سزا دیتے قتل کرتے اور کسی بھی حال میں ان کو معاف نہیں فرماتے تھے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت عمر نے منافق کو قتل کیا

مراد مصطفےٰ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ عدالت میں ایک منافق اور عیسائی کا مقدمہ پیش ہوا جبکہ یہ مقدمہ محبوب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ نبوت میں پیش ہو چکا تھا اور آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فیصلہ عیسائی کے حق میں فرما دیا تھا لیکن منافق مسلمان نہ مانا اور اپنے حریف عیسائی سے کہنے لگا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کیا فیصلہ کیا مجھ کو سمجھ میں نہیں آتا ہے۔ اس لئے یہ مقدمہ لیکر حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چلتے ہیں اور منافق مسلمان اور عیسائی دونوں مقدمہ لیکر بارگاہ عدالت میں حاضر ہوئے۔ مختصر واقعہ یہ ہے کہ عیسائی نے کہا کہ اے عمر! یہ مقدمہ جو آپ کے پاس آیا ہے یہ پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جا چکا

ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ بھی فرما دیا مگر یہ (بظاہر) مسلمان ہو کر کہتا ہے کہ ہمیں نبی کا فیصلہ منظور نہیں اس لئے آپ کے پاس فیصلہ کے لئے آئے ہیں تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں اور گھر میں تشریف لے گئے اور میان سے تلوار نکالی اور منافق کی گردن پر ایسی تلوار ماری کہ سر جسم سے جدا ہو گیا اور منافق کو قتل فرما کر ارشاد فرمایا جو ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فیصلہ نہ مانے اس کا فیصلہ میری تلوار کرتی ہے۔

خوب فرمایا عاشق رسول، پیارے مدرضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے:

دشمن احمد پہ شدت کیجئے
ملحدوں کی کیا مروت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہ کی کثرت کیجئے

حضرات! ہم نے سب کچھ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہی سے سیکھا ہے۔ غصہ نہیں کرنا چاہئے اور خود کو برا بھلا کہنے والے کو معاف کر دینا چاہئے یہ عادت وسنت صحابہ کرام کی ہے لیکن منافق، بدعقیدہ پر غصہ کرنا اور اس کے ساتھ سختی سے پیش آنا یہ بھی صحابہ کرام کی سنت ہے۔ اس لئے ہر مخلص مسلمان پر فرض ہے کہ غصہ کہاں کرنا ہے اور غصہ کہاں نہیں کرنا ہے۔ دونوں سنتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اسی پر عمل پیرا ہے اور اسی میں بھلائی اور کامیابی ہے۔ ورنہ بہت بڑا خسارہ اور نقصان ہے۔

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

﴿ ۴ ﴾

ربیع الآخر شریف

چوتھا جمعہ...دوسرا بیان

حسد اور اس کی تباہ کاریاں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ ○ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ج (پ۵،ع۵)

ترجمہ: لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا۔ (کنزالایمان)

درود شریف:

تمہید: حسد وہ عذاب اور گناہ ہے کہ حاسد دوسروں کی نعمت و دولت، عزت و عظمت کو دیکھ دیکھ کر حسد کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور اپنی تمام نیکیوں کو بھی جلا کر خاک و برباد کر لیتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

حسد نیکیوں کو کھا جاتی ہے

آقا کریم، اللہ کے حبیب، ہم بیماروں کے طبیب، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَسَدُ یَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ النَّارُ الْحَطَبَ ○ (ابن ماجہ، ص:۳۲۰، مشکوٰۃ، ص:۴۲۸)

یعنی حسد نیکیوں کو ایسا کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔

حسد سے بچنے والا جنتی ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابھی اس پہاڑی سے تمہارے پاس ایک جنتی شخص آئے گا۔ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری نمودار ہوئے اور ان کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا۔ اور ان کی جوتیاں ان کے بائیں ہاتھ میں تھیں اور اس نے سلام کیا۔ دوسرے دن رحیم و کریم رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہی بات فرمائی تو وہی شخص آیا۔ تیسرے دن پھر وہی بات فرمائی تو وہی شخص آیا۔ جب محبوب خدا، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس شخص کے پیچھے پیچھے چلے اور فرمایا کہ میں تین دن تک گھر نہیں جاؤں گا، اگر آپ مجھے اپنے پاس ٹھہرائیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ اس شخص نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ آپ نے اس کے پاس تین راتیں گزاریں تو آپ نے دیکھا کہ وہ رات کو نہیں اٹھتے لیکن ہر کروٹ پر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور وہ صرف صبح کی نماز کے لئے اٹھے اور ان سے ذکر کی آواز ہی آتی رہی، جب تین راتیں گزر گئیں تو قریب تھا میں کہ ان کے عمل کو معمولی سمجھتا تو میں نے ان سے کہا اے اللہ کے بندے میں نے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح کی بات سنی ہے تو میں آپ کے عمل کو معلوم کرنا چاہتا تھا لیکن میں نے آپ کا کوئی زیادہ عمل نہیں دیکھا تو آپ اس مقام تک کس طرح پہنچے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ وہی سب کچھ ہے جو آپ نے دیکھ لیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میں واپس جانے لگا تو انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا وہی ہے جو آپ نے دیکھا (اور ایک خاص بات مجھ میں یہ ہے کہ) کسی مسلمان کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ (نعمت و دولت، عزت و عظمت) عطا فرمایا ہے میں اس سے حسد نہیں کرتا۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا کہ اسی عمل (یعنی حسد نہ کرنے) کی وجہ سے آپ اس مقام تک پہنچے ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل ج ۳، ص ۱۶۶، احیاء العلوم شریف ج ۳، ص ۱۸۸)

حضرات! حدیث شریف کی روشنی میں اس نورانی واقعہ سے صاف طور پر ظاہر اور ثابت ہو گیا کہ حسد کرنے والا بہت بڑا گنہگار ہے اور حسد سے بچنے والا بہت بڑا نیکوکار اور جنت کا حقدار ہوتا ہے۔

پہلی امتوں کی بیماری

شاہ بطحٰی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: عنقریب میری امت تک پہلی امتوں کی بیماری پہنچے گی تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! پہلی امتوں کی بیماری کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا (۱) تکبر، گھمنڈ۔ (۲) کثرت مال کی خواہش۔ (۳) ایک دوسرے سے دوری۔ (۴) حسد کرنا۔ (المستدرک حاکم، ج:۴، ص:۱۶۸، احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۴۲)

ہمارے حضور، پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: لَا تُظْهِرُ الشَّمَاتَةَ فَيُعَافِيَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ ○ یعنی اپنے (مسلمان) بھائی کی برائی نہ چاہو ورنہ اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بچالے گا اور تم کو اس میں مبتلا کر دے گا۔ (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۳۱۰)

حضرات! اللہ تعالیٰ بڑا بے نیاز ہے اس سے پناہ مانگتے رہو۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے سے بندہ کھاتا ہے اس لئے کسی سے حسد کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی عطاو بخشش سے جلنا ہے اور دوسروں کا برا چاہنے سے، برا چاہنے والے ہی کا برا ہوتا ہے۔ اور جس کا تم برا چاہتے ہو اللہ تعالیٰ اس کو محفوظ رکھتا ہے۔

حسد سے بچنے والا عرش الٰہی کے سائے میں

حجۃ الاسلام امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش اعظم کے سائے میں دیکھا تو آپ نے اس کے مرتبہ پر رشک کیا اور فرمایا یہ شخص رب کی بارگاہ میں مکرم و معظم ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ اس کا نام کیا ہے اور یہ نیک کون ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے نیک کاموں میں سے تین نیک کام کو ظاہر فرمادیا۔ ایک یہ کہ خدا کسی کو نوازتا ہے تو یہ شخص حسد نہیں کرتا۔ دوسرا یہ کہ یہ شخص اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہیں کرتا۔ تیسرا یہ کہ اس شخص نے کبھی چغل خوری نہیں کی۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۴۲)

حضرات! حسد کرنا، ماں، باپ کی نافرمانی اور چغل خوری یہ تینوں عمل جہنم میں لے جانے والے ہیں اور اگر ان میں سے ایک عمل بھی کسی شخص میں موجود ہے تو وہ ایک عمل ہی جہنم تک پہنچانے کے لئے کافی ہے۔

افسوس صد افسوس! آج مسلمانوں میں یہ تینوں برے عمل کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تینوں برے کاموں سے ہم کو محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ حاسد میری نعمت کا دشمن ہے۔ میرے فیصلے سے ناراض ہوتا ہے اور میں نے اپنے بندوں کے درمیان جو تقسیم کی ہے وہ (حاسد) اس تقسیم پر راضی نہیں ہوتا۔ (احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۲۲۳)

آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ اس بات کا ڈر ہے کہ۔

اَنْ یَکْثُرَ فِیْھِمُ الْمَالُ فَیَتَحَاسَدُوْنَ وَیَقْتَتِلُوْنَ (لسان المیزان، ج ۲، ص ۷۵)

یعنی ان میں مال کی کثرت ہو جائے گی تو پھر ایک دوسرے سے حسد کریں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔

ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے

ہمارے آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حاجت مندوں کی ضرورت چھپا کر پوری کرو، ورنہ کُلُّ ذِیْ نِعْمَۃٍ مَحْسُوْدٌ یعنی ہر نعمت والے سے حسد کیا جاتا ہے۔ (مجمع الزوائد، ج ۸، ص ۱۹۵)

حضرات! جب نعمت و دولت، عزت و عظمت نصیب ہو جائے تو نعمت و دولت دینے والے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں خوب سے خوب جھک جانا چاہئے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکنے والے کو کوئی طاقت و قوت بھی ذلیل و رسوا نہیں کر سکتی۔ ورنہ ہر نعمت والے کے ساتھ حسد کیا گیا ہے اور کیا جائے گا اور یہ ارشاد اللہ کے محبوب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ہے جو حق اور سچ ہے اور بزرگوں نے فرمایا ہے کہ بچے اسی درخت پر پتھر پھینکتے ہیں جس درخت میں پھل لگا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حاسدوں سے بچائے آمین ثم آمین۔

چھ قسم کے لوگ سب سے پہلے جہنم میں جائیں گے

چھ قسم کے لوگ حساب و کتاب سے ایک سال پہلے جہنم میں جائیں گے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہ لوگ کون ہیں؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

(۱) مالدار، ظلم کی وجہ سے (۲) عرب تعصب کی وجہ سے (۳) دیہاتی تکبر کی وجہ سے (۴) تاجر خیانت کی وجہ سے (۵) گنوار جہالت کی وجہ سے (۶) اور علماء حسد کی وجہ سے۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۲۳)

سب سے پہلا حسد ابلیس نے حضرت آدم سے کیا

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلا گناہ حسد ہے کہ ابلیس ملعون نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقام و مرتبہ کی وجہ سے ان سے حسد کیا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۲۲۲)

اے ایمان والو! دائمی نعمت و دولت پانے والے حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور اس دنیا میں سب سے پہلے حسد کا گناہ جن کے ساتھ کیا گیا وہ بھی حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ اور سب سے پہلے حسد کا گناہ کرنے والا ابلیس مردود ہے۔

مومن حسد کرتا ہے: حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا، کیا مومن حسد کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں کا واقعہ بھول گئے ہو؟ ہاں مومن حسد کرتا ہے۔

اور! حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آدمی جس قدر زیادہ موت کو یاد کرتا ہے اسی قدر اس کی خوشی اور حسد کم ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۲۲۵)

حسد کی عداوت کبھی ختم نہیں ہوتی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ہر آدمی کو راضی کرنے پر قادر ہوں مگر نعمت کا حاسد زوالِ نعمت پر ہی راضی ہوتا ہے۔ اسی لئے کہا گیا ہے:

كُلُّ الْعَدَاوَاتِ قَدْ تُرْجٰى اِمَاتَتُهَا

اِلَّا عَدَاوَةَ مَنْ عَادَاكَ مِنْ حَسَدِ

یعنی تمام دشمنوں کو ختم کرنے کی امید کی جا سکتی ہے لیکن جو شخص حسد کی وجہ سے تم سے دشمنی کرتا ہے۔ اس کی دشمنی ختم نہیں ہوتی۔

اور! بعض دانا فرماتے ہیں: حسد ایسا زخم ہے جو ٹھیک نہیں ہوتا اور حسد کرنے والے کو یہی سزا کافی ہے۔ اور ایک اعرابی نے کہا میں نے حاسد سے بڑھ کر کسی کو مظلوم کی طرح نہیں دیکھا، وہ تمہارے پاس نعمت دیکھتا ہے تو گویا اسے سزا مل رہی ہے۔

اور بعض بزرگوں نے فرمایا: حسد کرنے والے کو مجلسوں میں ذلت اور برائی ملتی ہے اور فرشتوں کی جانب سے لعنت اور قیامت کے دن عذاب اور رسوائی حاصل ہوگی۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۳۲۵)

بھائی کا بھائی، رشتہ دار کا رشتہ دار سے حسد زیادہ ہوتا ہے

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی حضرت ہابیل کو حسد کی وجہ سے قتل کیا۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۵۲۵)

قرآن مجید سورۂ یوسف میں مکمل بیان ہے جس کا خلاصہ پیش ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے حسد کیا اور اس حسد کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ والد گرامی حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام زیادہ پسند تھے تو دوسرے بھائیوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو باپ کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا اور کنوئیں میں ڈالا اور بھائیوں نے حسد کی وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔

(ملخصاً احیاء العلوم، ج:۳، ص:۵۲۷)

حضرات! حسد وہ مہلک مرض ہے کہ آدمی حسد کی وجہ سے قتل جیسے گناہ پر بھی آمادہ ہو جایا کرتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

یہودیوں نے حسد کی وجہ سے نبی کا انکار کیا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے یہودی جب کسی قوم سے لڑتے تو کہتے یا اللہ! اس نبی کے وسیلے سے، جس کے بھیجنے کا تو نے وعدہ کیا اور اس کتاب کے طفیل جس کو تو نازل فرمائے گا، ہماری مدد فرما۔ تو اللہ تعالیٰ ان کی مدد فرماتا، جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد میں تشریف لے آئے تو یہودیوں نے آپ کو پہچاننے کے باوجود انکار کیا۔

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ یہودیوں نے حسد کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور قرآن مجید کا انکار کیا۔

اور! فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَسَلَّطَهُ عَلٰى هَلَكَتِهٖ فِي الْحَقِّ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ عِلْمًا فَهُوَ يَعْمَلُ بِهٖ وَيُعَلِّمُهُ النَّاسَ ۔ (مسند امام احمد بن حنبل، ج:۱، ص:۳۸۵)

یعنی صرف دو قسم کے لوگ قابل رشک ہیں، ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دے کر راہ حق میں خرچ کرنے کی توفیق دی اور دوسرا وہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم دیا اور وہ اس پر عمل بھی کرتا ہے اور لوگوں کو سکھاتا بھی ہے۔

اور! فرماتے ہیں کہ ان لوگوں سے حسد زیادہ ہوتا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت عزت شہرت زیادہ دیا ہے

اور! فرماتے ہیں کہ دو آدمی جو الگ الگ شہروں میں رہتے ہیں ان کے درمیان حسد نہیں ہوتا اسی طرح دو آدمی جو کسی مکان یا مدرسہ یا مسجد میں ایک دوسرے کے پڑوسی بنتے ہیں تو ایک دوسرے سے نفرت بغض اور حسد جیسے مرض پیدا ہو جاتے ہیں۔

اور! فرماتے ہیں کہ (ایک ہی گروہ کے لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ حسد کرتے ہیں) جیسا ایک عالم دوسرے عالم سے حسد کرتا ہے ایک عابد دوسرے عابد سے حسد کرتا ہے ایک تاجر دوسرے تاجر سے حسد کرتا ہے ایک موچی دوسرے موچی سے حسد کرتا ہے ایک بھائی دوسرے بھائی سے حسد کرتا ہے رشتہ دار رشتہ دار سے حسد کرتا ہے

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ان تمام باتوں کی بنیاد محبت دنیا ہے (جس سے حسد پیدا ہوتا ہے)

اور! فرماتے ہیں جب علماء علم سے مال اور مرتبہ حاصل کرنا چاہیں تو ایک عالم دوسرے عالم سے حسد کرنے لگتا ہے۔ (احیاء العلوم شریف، ج ۳، ص ۲۳۰)

حسد کی دوا: عالم ربانی، نائب مصطفیٰ حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جان لو! کہ حسد دل کی بڑی بیماریوں میں سے ایک ہے اور دل کی بیماریوں کا علاج علم اور عمل کے بغیر نہیں ہو سکتا اور حسد کی بیماری کے لئے علم نافع یعنی بہتر علاج یہ ہے کہ تم تحقیق کے ساتھ جان لو کہ حسد دنیا اور آخرت میں نقصان دیتا ہے۔ (یعنی حسد کرنے والا دنیا اور آخرت میں نقصان اٹھائے گا) اور جس سے حسد کیا جاتا ہے اس کا کوئی دینی اور دنیوی نقصان نہیں ہوتا بلکہ اس کا دونوں جہان میں فائدہ ہی فائدہ ہوتا ہے۔

اور جب تم بصیرت کے ساتھ یہ بات جان لو گے (یعنی حسد کرنے والا دین و دنیا دونوں میں نقصان اٹھاتا ہے اور جس سے حسد کیا گیا وہ دین و دنیا دونوں میں فائدہ ہی فائدہ حاصل کرتا ہے۔) تو تم خود اپنے نفس کے دشمن اور جس کو دشمن رکھتے ہو اس کے دوست ہو جاؤ گے تو یقیناً حسد جیسی بیماری سے دور ہو جاؤ گے اور جہاں تک حسد سے دینی نقصان ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تم نے حسد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے اتفاق نہیں کیا بلکہ ناراضگی کو ظاہر کیا اور اس نے جو نعمت اپنے بندے کو دی ہے اس کو تو نے ناپسند کیا۔ لہٰذا دینی نقصان کے لئے اتنا جرم ہی کافی ہے اور جب تم جانتے ہو کہ حسد کی وجہ سے آخرت میں سخت عذاب ہوگا تو پھر کیسے حسد کرتے ہو۔ اور یقین جان لو کہ

تمہارے حسد کی وجہ سے جس سے حسد کرتے ہو وہ شخص مصیبت و مشقت میں نہیں پڑتا اور نہ ہی اس کی نعمت و دولت ختم ہوتی ہے بلکہ تمہارے حسد کی وجہ سے اس کی عزت و عظمت اور نعمت و دولت میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ اس لئے ایمان کے ساتھ عقل کا بھی تقاضہ ہے کہ آدمی حسد سے بچے کیونکہ اس میں دل کی پریشانی اور اپنے آپ کو رنج و بلا میں ڈالنا ہے اور فائدہ کچھ بھی نہیں۔ (احیاء العلوم شریف، ج:۳، ص:۲۳۲)

جو جس کے ساتھ محبت کرتا ہے قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگا

حضرت امام محمد غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم ایک آدمی کسی سے محبت کرتا ہے لیکن ابھی تک وہ ان سے نہیں ملا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یعنی آدمی اسی کے ساتھ ہے جس سے محبت کرتا ہے۔ (بخاری، ج:۲، ص:۹۱۱)

اعرابی کا سوال، قیامت کب ہوگی

امام الانبیاء، مصطفیٰ جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ ایک اعرابی نے اٹھ کر سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک والک وسلم! قیامت کب ہوگی؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اے اعرابی! تم نے اس کے لئے (یعنی قیامت کے دن کے لئے) کیا تیاری کی ہے؟ تو اس اعرابی نے جواب دیا، میں نے کچھ زیادہ نمازیں اور روزے تیار نہیں کیئے ہیں مگر میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت کرتا ہوں۔ تو محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تم (قیامت کے دن) اسی کے ساتھ رہو گے جس سے محبت کرتے ہو۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۹۱۱)

حضرات! ہم اہل سنت و جماعت برے ہیں کہ بھلے، مگر ہیں محبوب خدا، محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے وفادار امتی اور غلام۔

خوب فرمایا، پیارے رضا، اچھے رضا امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

بد سہی چور سہی مجرم و ناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

صحابہ کو سب سے زیادہ خوشی ہوئی

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو اسلام لانے کے بعد جس قدر آج خوشی ہوئی اتنی خوشی کبھی نہیں ہوئی۔ یہ اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی سب سے بڑی آرزو اور تمنا اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت تھی۔

اور! حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم تمام صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کرتے تھے۔ اگرچہ ہمارے اعمال ان کے اعمال کے برابر نہ تھے لیکن ہم امید کرتے ہیں کہ (قیامت کے دن) ان کے ساتھ ہوں گے۔

اور حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ایک شخص نمازیوں سے محبت کرتا ہے لیکن خود نماز نہیں پڑھتا، روزہ داروں سے محبت کرتا ہے لیکن خود روزہ نہیں رکھتا، حتیٰ کہ انہوں نے اور بھی اعمال کا ذکر کیا تو مشفق و مہربان نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا وہ شخص ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن سے محبت کرتا ہے۔ (صحیح بخاری، ج ۲، ص ۹۱۱)

حضرات! صحیح بخاری شریف کی حدیث ہے ذرہ برابر بھی وہم و شک کی گنجائش نہیں، بے شک و شبہ ہمارے آقا کریم، غیب داں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا ارشاد حق اور سچ ہے، زمین پھٹ سکتی ہے، آسمان ٹوٹ سکتا ہے، چاند و سورج کا نکلنا، ڈوبنا بند ہو سکتا ہے، نظام عالم بدل سکتا ہے۔ لیکن محبوب خدا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا فرمان نہ بدلا ہے نہ ہی بدل سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام

لہٰذا! نتیجہ بہت ہی اچھا ہے۔ ہم سنی مسلمان، غوث و خواجہ اور رضا کے چاہنے والے، حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور محبوب اعظم، رسول اعظم، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے محبت و الفت کرتے ہیں۔ اور ہمارے اس دعویٰ کی

دلیل یہ ہے کہ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نام کی مجلسیں قائم کرتے ہیں، ان کے نام کی سبیلیں لگاتے ہیں، اور ان کے نام پر نیاز کرتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دشمن رافضی وشیعہ کو دشمن سمجھتے ہیں اور ان کے اور صحابہ کے راستے پر چلتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا جب بھی نام پاک سنتے ہیں تو اپنے انگوٹھے کو چوم کر درود شریف پڑھتے ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت وسنت کو زندہ کرتے ہیں اور ہم اہل سنت، منافقوں پر سخت ہیں اور ان سے ہر حال میں دور رہتے ہیں اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح پاک کو خوش کرتے ہیں اور ہر نماز کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں اور اس عمل کو قبولیت نماز کی نشانی اور محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی دلیل سمجھتے ہیں۔

تو نتیجہ یہ نکلا کہ بروز قیامت ہم غلامان غوث وخواجہ اور رضا حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت ابوبکر صدیق اکبر، حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور رحیم وکریم رسول، مصطفیٰ جان رحمت، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ

اے ایمان والو! میری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ والوں کی محبت کی برکت سے، اللہ والوں کے مزارات کی حاضری کی نیکی سے حسد کی لعنت دور ہو سکتی ہے اور گناہوں سے چھٹکارا نصیب ہو سکتا ہے اور آقا کریم رسول اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد پاک حق ہے۔ حق ہے۔ حق ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (مشکوٰۃ شریف ج ۲ ص ۴۲۶)

یعنی آدمی قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا (آج) جس سے محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہر گناہ سے خاص کر حسد کی لعنت اور عذاب سے ہماری حفاظت فرمائے اور بروز قیامت غوث وخواجہ اور رضا کے صدقے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین اور حضرت صدیق و عمر اور عثمان غنی اور مولیٰ علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اور رسول اللہ، مصطفیٰ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے قرب میں جگہ عنایت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

خدایا بحق بنی فاطمہ
کہ برقول ایماں کنم خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامان آل رسول

ورق تمام ہوا، اور مدح باقی ہے
ایک سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے